

مکتبہ اسلامیہ
ٹائٹل انجینئری

پاکستان

پتہ: ۱۰۰، لاہور

عشق سیریز



ٹارسن ایجنسی

مکمل ناول

80 / Tanveer

منظہر کلیم ایمن

آئیڈیل پبلک لائبریری

مکمل ناول
نورالکبیر احمد

پاک گیٹ

ملتان

یوسف برادرز

ہمارے دلوں میں موجود ہے۔ اس لئے آپ تصویر کی بجائے کوئی پیغام لکھ کر آؤ گراف دے دیا کریں۔ امید ہے آپ ہماری اس تجویز پر ضرور غور کریں گے۔

محترم مہر عاصم حفیظ اور ان کے بہت سے دوست صاحبان۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک قارئین کا تصویر پر نقش و نگار بنانے کا تعلق ہے تو محترم ایسے لوگ نفسیات کی رو سے تصوراتی لوگ کہلائے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ذہن میں ابھرنے والی تصویر کو اس انداز میں بنا کر دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا مقصد تصویر کو بگاڑنا نہیں ہوتا بلکہ جو تصویر ان کے ذہن میں بنتی ہے اسے نسخہ پر ابھارنا ہوتا ہے۔ آپ نے اکثر دیواروں پر ایسے افراد کی کی ہوئی مصوری دیکھی ہوگی۔ اس سے یہ معصوم افراد ہوتے ہیں۔ ان پر غصہ نہ کھایا کریں۔ جہاں تک تصویر کی بجائے آؤ گراف کا تعلق ہے تو پیغام اور آؤ گراف آپ تک پہنچتے پہنچتے بنجانے کتنی شکلیں تبدیل کر جاتیں اور تصویر تو آپ کے دل میں بھی موجود ہے لیکن آؤ گراف اور پیغام کی تحریر یا شکل تبدیل ہونے کے بعد آپ کے ذہن کو بنجانے کتنے جتنے پہنچانے کا موجب بن جائے اس لئے دوبارہ اس پر اچھی طرح غور کر لیجئے پھر مجھے لکھیں۔ امید ہے آپ جلد اس بارے میں دوبارہ خط لکھیں گے۔

اب اجازت دیجئے والسلام

مظہر کلیم ایم اے

نارسن انجنسی کا پالک اور جنرل منیجر اوجیہ عمر نارسن اپنے شاندار انداز میں مجھے ہوئے آفس میں بیٹھا ایک قائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے لیکن ورزشی جسم کا گوجوان اندر داخل ہوا۔ نارسن نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

کیا ہوا باس۔ آپ نے اس قدر ایدہ جنسی میں کال کیا ہے کہ مجھے جیت جہاز کی رفتار سے کار چلا کر آئی پڑا ہے۔ آنے والے نے تیز چلے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

تم تو ویسے ہی تیز رفتاری سے کار چلانے کے عادی ہو راسن۔ اس سے کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی جہاں سے ساتھ۔ نارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص بات یہ ہوتی ہے باس کہ میں سارے راستے ہی سوچتا رہا

ہوں کہ آپ نے کیوں اس انداز میں مجھے کال کیا ہے کہ ایمر جنسی ہے فوراً آؤ۔ اس سے پہلے تو بڑی سے بڑی ایمر جنسی میں بھی آپ نے اس انداز میں کال نہیں کیا اور اب آپ اس طرح مطمئن بیٹھے ہیں کہ جیسے ہر چیز نارمل ہو..... راسن نے میری دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں اس لئے مطمئن بیٹھا ہوں کہ میں نے تمہیں کال کر لیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جب راسن حرکت میں آجائے تو پھر کوئی ایمر جنسی باقی نہیں رہتی.....“ راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل راسن کی طرف بڑھادی۔

”اے دیکھو۔ پھر بات ہوگی.....“ راسن نے کہا تو راسن نے ہاتھ بڑھا کر فائل لی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کی بھنوں تپتی جا رہی تھیں۔ آنکھیں سرکھتی جا رہی تھیں اور پیشانی پر سونوں میں انصافہ ہوتا جا رہا تھا۔ راسن بیٹھا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی دیر بعد راسن نے فائل بند کر دی۔

”کیسے ممکن ہے اس کے جزیرہ ڈیگوشیا پر واقع ایکریمیا کا سنٹرل دفاعی نظام تباہ کر دیا جائے۔ ڈیگوشیا کا حفاظتی نظام ایسا ہے کہ وہاں کوئی مکھی بھی نہیں جا سکتی اور انسان کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.....“ راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ تم ڈیگوشیا کی سکورٹی میں شامل رہے ہو اور

اسی سائے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ یہ تمہارا کیس ہے۔ اب میری بات غور سے سنو۔ تمہارے سامنے دو راستے ہیں۔ ان میں سے جو راستہ تم چاہو منتخب کر لو۔ ایک تو یہ ہے کہ تم ڈیگوشیا جا کر وہاں کا سکورٹی انتظام سنبھال لو اور دشمن کے انتظار میں رہو۔ جب وہ تیار ہوں گے تمہیں تو ان کا خاتمہ کر دو۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ تم دشمنوں کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی ان کے ملک پہنچ کر ان کا خاتمہ کر دو.....“ راسن نے کہا۔

”لیکن باس۔ یہ دشمن ہیں کون۔ فائل میں بھی صرف لفظ دشمن لکھا ہوا ہے۔“ نفسیں تو نہیں لکھی.....“ راسن نے کہا۔

”پاکیشیا سکریٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔“ راسن نے کہا۔

”اے۔ وہ مسخرے علی عمران والی سروس۔ اسی کی بات کر رہے ہیں آپ.....“ راسن نے چونک کر کہا تو راسن بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ اس مسخرے والی سروس۔ یکن وہ دشمن نہیں ہیں بلکہ اس نے اطلاع دی ہے کہ ایسا ہونے والا ہے.....“ راسن نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ وہ بے حد عیار آدمی ہے باس۔ اس نے جان بوجھ کر یہ اطلاع دی ہوگی تاکہ ہم اس کی طرف سے مطمئن رہیں اور وہ اپنا کام دکھا جائے۔ وہ کیسے ایکریمیا کا دوست ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا کے

ساتھ ہمدردی رکھتا ہو..... راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "تم جیسے میری پوری بات سن لو۔ پھر آگے بات ہوگی۔" راسن نے کہا۔

"میں باس....." راسن نے کہا۔

جنہیں یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ ڈیگوشیا جریر سے پر
 آئیریمیا کا سنٹرل دفاعی نظام دراصل آئیریمیا کا دفاعی نظام کم اور
 اسرائیل کا دفاعی نظام زیادہ ہے۔ یہ نظام بہر حال اس لئے کام کر رہا
 ہے کہ اسرائیل پر کوئی مسلم ملک ایسی ہتھیاروں سے حملہ نہ کر سکے
 کیونکہ کئی مسلم ممالک کے پاس ایسی ہتھیار ہیں اور ایسے میزائل
 بھی ہیں کہ وہ اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے تباہ کر دینے کی قوت
 رکھتے ہیں اس لئے قاہرہ یہی کیا جاتا ہے کہ یہ سنٹرل دفاعی نظام
 آئیریمیا نے میزائل اڈوں کی حفاظت کے لئے قائم کیا ہے۔" راسن
 نے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے باس....." راسن نے جواب دیا۔

"اور جنہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ آئیریمیا کے تعلقات بظاہر
 سوائے ایک دو مسلم ممالک کے باقی سب کے ساتھ اچھے ہیں اور
 آئیریمیا سب کو اس انداز میں امداد دیتا رہتا ہے کہ وہ لوگ کبھی بھی
 کھل کر آئیریمیا کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اور جو ایک دو
 مسلم ممالک جن سے آئیریمیا کے تعلقات اچھے نہیں ہیں وہ
 قابل بن نہیں ہیں کہ آئیریمیا کے اس اہم مرکزی دفاعی نظام کو

کرنے کے لئے کوئی تیر بھیج سکیں....." راسن نے کہا۔

"یہ بات بھی درست ہے باس لیکن یہ کون ہے جو سازش کر رہا

ہے۔" راسن نے بے اختیار ہو کر کہا تو راسن بے اختیار ہنس
 پڑا۔

"حمینہ سے میری بات سن لو۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔
 ڈیگوشیا میں دفاعی نظام موم بنی ہوئی نہیں ہے کہ پھونک مارنے سے
 بجھ جائے گا۔" راسن نے کہا تو راسن نے ایک طویل سانس لین
 ہو کر کسی کی پشت سے اپنی کمر لگا دی۔

پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے آئیریمیا کے
 اعلیٰ حکام کو باقاعدہ تحریری اطلاع دی ہے کہ ڈیگوشیا جریر پر موجود
 اہم آئیریمی حسیبیت کے خلاف کافرستان سازش کر رہا ہے۔
 کافرستان یہ کام روسیہ کے زور پر کر رہا ہے کیونکہ روسیہ اس وقت براہ
 راست سامنے نہیں آنا چاہتے اور اس سازش کا سراغ پاکیشیا سیکرٹ
 سروس کے لئے کام کرنے والی علی ٹان نے اپنے طور پر لگایا ہے اور
 اس نے اس کی رپورٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو دی۔
 پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے سیکرٹری وزارت خارجہ کو اور
 سیکرٹری وزارت خارجہ نے پاکیشیا کے صدر کو رپورٹ پیش کی۔
 پاکیشیا کے صدر نے کافرستان دشمنی اور آئیریمیا دوستی کے طور پر
 سیکرٹری وزارت خارجہ کو حکم دیا کہ اس سازش کے بارے میں
 آئیریمی حکام کو اطلاع کر دی جائے۔ چنانچہ یہ اطلاع آئیریمی حکام کے

فیزی۔ وہ کیسے باس راسن نے چونک کر پوچھا۔
 فیزی کے مروجہ شوہر جیفرے کے عمران کے ساتھ اہتائی
 گہرے تعلقات تھے اور جیفرے کی وجہ سے فیزی کے بھی اہتائی

پاس پہنچ گئی اور انہوں نے اسے بے حد سیریس لیا ہے کیونکہ یہ
اطلائے بہر حال ایک ملک کی طرف سے سرکاری طور پر مجبوائی گئی
ہے۔ چنانچہ یہ فائل تیار کی گئی اور پھر تجھے بھیج دی گئی کہ میں اس
سازش کا قلع قمع کروں اور میں نے تمہیں کال کر لیا..... نارسن
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو نارسن نے ایک طویل سانس
لیا۔

تو یہ بات ہے۔ میں سمجھا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے خلاف کام کرنے کے لئے آرہی ہے لیکن کافرستان میں کون سی تنظیم اس پر کام کرے گی..... داسن نے کہا۔

اس بار — میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اسی لئے تو میں تمہیں کہہ رہا تھا کہ تمہارے سامنے دو راستے ہیں۔ اگر تم ڈیگوشیا تھے رہنا چاہتے ہو تو پتہ جو بھی تقسیم سامنے آئے گی تمہیں ضرور اس کا علم ہو جائے گا۔ دوسری صورت میں تم خود کو فستان جا کر اس تقسیم کو ٹریس بھی کرو اور اس کا خاتمہ بھی کرو..... غار سن نے کہا۔

نہیں باں۔ اگر یہ کام حکومت کی طرف سے ہو رہا ہے تو پھر ایک تنظیم کے چند افراد کے خاتمے کے بعد دوسرے افراد یا کسی دوسری تنظیم کو یہ سبک سونپ سکئے ہیں۔ ... راسخ نے کہا۔

ابھی ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے لیکن جب ہمارے ہاتھ میں ثبوت آجائے گا کہ واقعی کافرستان نے روسیہ کے زور پر یہ سازش کی ہے تو پھر سرکاری طور پر ان سے احتجاج بھی کیا جائے گا اور

ڈیزی واقعی میری پاکیشیا اور کافرستان دونوں جگہوں پر بے حد مددگار ہو سکتی ہے۔ وہ نہ صرف پاکیشیا میں ایکری سفارت خانے میں طویل عرصہ رہ چکی ہے بلکہ کافرستان میں بھی ایکری سفارت خانہ میں رہی ہے اس لئے نہ صرف وہاں دونوں ملکوں کے لوگوں کے سامنے میں اسے علم ہو چکا ہے بلکہ وہ ان کی زبان بھی بول اور سمجھ سکتی ہے اور ویسے بھی میں اس کی صلاحیتوں کا دل سے قائل ہوں۔ راسن نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ ڈیزی جہارے آفس پہنچ جائے گی۔“
 راسن نے کہا تو راسن اٹھا اور سلام کر کے تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گہرے تعلقات عمران سے ہیں اور ان دونوں کے درمیان انتہائی بے تلافیہ تعلقات رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ وہ اگر چاہے تو عمران کے سر پر چڑھ کر بھی اس سے معلومات حاصل کر سکتی ہے۔..... نارسن نے کہا۔

”لیکن عمران بھی تو جانتا ہو گا کہ ڈیزی کا تعلق ایکری میا کی سیکرٹ ہینسی سے ہے اور اگر میں ساتھ گیا تو پھر وہ میرے متعلق بھی جان جائے گا جبکہ اس سے پہلے میری اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ میں تو صرف اس کے بارے میں سنتا رہا ہوں اور چونکہ یہ مشن ڈیزی کی ہینسی کا نہیں ہے اس لئے لامحالہ اسے یہ بتانا پڑے گا کہ یہ مشن شورزر کے ذمے لگایا گیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس آدمی کے سامنے میں اس انداز میں قیام رہا ہوں کیونکہ کسی بھی وقت ہمیں اس کے خلاف لڑنا بھی پڑ سکتا ہے۔..... راسن نے کہا۔

”تم اگر کہو تو میں رائزنگ سنار کے چیف سے کہہ کر ڈیزی کو عارضی طور پر جہارے ساتھ ایچ کر دوں۔ تم ڈیزی کو سمجھا دینا۔ وہ انتہائی عقلمند عورت ہے اس لئے کوئی بے وقوفی نہیں کرے گی۔ یہ سب میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جہارا وقت بچ سکے ورنہ دوسری صورت میں تم سیدھے کافرستان چلے جاؤ اور اس سازش کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ مجھے بہر حال کامیابی چاہیے۔“ نارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ آپ ڈیزی کو میرے ساتھ ایچ کر دیں کیونکہ

بجایا ہے اس میں سے آدھا تو مجھے دے دیں تاکہ میرا بھی بھلا ہو جائے۔ جہاں پاکیشیا میں تو ایسے ایوارڈ کبازی بھی نہیں لیتے۔ عمران نے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے ذہن پر زور دینا شروع کر دیا کہ یہ کس کی آواز ہے۔

تم نے تو یہ بات اب کی ہے لیکن آکسفورڈ والوں نے اسے پہلے سے ہی سوچ لیا ہے اور یہی فنڈ لے کر تو میں پاکیشیا آئی ہوں۔ بولو جہارے فلیٹ پر آ جاؤں یا تم میرے ہونٹل آؤ گے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں چھناکے کے ساتھ ہی بونے دان کے بارے میں ساری تفصیل آگئی۔

ارے اگر تم واقعی میرے لئے یہ سب کچھ آکسفورڈ والوں سے لے کر آئی ہو تو مجھے پہلے اطلاع کر دیتی۔ میں جہارا استقبال ایر پورٹ پر کرتا۔ ویسے بھی جیفرے کی بیوہ ڈیزی کا مجھ پر حق ہے کہ میں اس کا استقبال ایر پورٹ پر کروں۔ عمران نے کہا۔

تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ میں نے اس لئے اپنا نام نہیں بتایا تھا کہ میں دیکھوں کہ تم مجھے بھول گئے ہو یا ابھی تک میں تمہیں یاد ہوں۔ دوسری طرف سے ڈیزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

تم بھولنے والی چیز ہی نہیں ہو۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔

یہ بتاؤ کیا پروگرام ہے۔ میں آ جاؤں یا تم آؤ گے۔ ویسے میرا ایک سماجی بھی میرے ساتھ ہے اور ہم دونوں نے ابھی تک ناشتہ

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

”آکسفورڈ یونیورسٹی والے تمہیں ورلڈ چیمپئن ایوارڈ دینا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے جتنی چیمپئن تم نے ان کی یونیورسٹی کی کی ہے اتنی شاید وہ کسی طور پر خود بھی نہ کر سکتے تھے۔“ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ بولنے والی غیر ملکی تھی اور اس کی آواز بھی اس کے ذہن میں موجود تھی۔

”صرف ایوارڈ سے میرا کیا بھلا ہو گا۔ جتنا چیمپئن فنڈ انہوں نے

بھی نہیں کیا..... ڈیزی نے کہا۔

"ارے یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم تعداد میں دو ہو اور یہاں فلیٹ پر بھی میں اور میرا بوریج ہم دو ہی ہیں۔ تم وہاں سے چار ناشتے پیک کر کر نہیں آ جاؤ۔ مل کر کر لیں گے....." عمران نے کہا تو ڈیزی کافی دیر تک ہنستی رہی۔

"مطلب ہے کہ میں ہی آؤں جہاں سے پاس....." ڈیزی نے کہا۔

"چلو میں اکیلا آ جاتا ہوں تاکہ پردیس میں جہاں خرچہ کم ہو۔

کہاں ٹھہری ہوئی ہو....." عمران نے کہا۔

"گرانڈ ہوٹل کمرہ نمبر تین سو آٹھ....." دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں....." عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر

اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اخبار کو بند کر کے میز پر رکھا اور پھر

اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے وہ باہر

آیا اور سلیمان کو آواز دے کر وہ سڑھیاں اترتا نیچے پہنچ گیا۔ چند لمحوں

بعد اس کی کار تیزی سے ہوٹل گرانڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

اس کا ذہن مسلسل اس ادھیڑ دین کا شکار تھا کہ ڈیزی یہاں کیوں آئی

ہو گی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ڈیزی انگریزیا کی ایک سیکرٹ اینجینی

رائزنگ سٹار میں ہے لیکن اس انجینی کا دائرہ کار تو انگریزیا تک ہی

محدود تھا اس لئے اسے ڈیزی کے اس طرح یہاں اچانک آنے پر الجھن

محسوس ہو رہی تھی لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر کندھے جھٹک دیے

کیونکہ اسے بہر حال اس بات کا تو یقین تھا کہ ڈیزی کی جہاں پاکستانیہ میں آمد کا جو بھی مقصد ہو گا وہ بہر حال پاکستانیہ کے مفادات کے خلاف نہیں ہو سکتا ورنہ اول تو ڈیزی یہ مشن ہی نہ لیتی اور اگر کسی وجہ سے لے لیتی تو وہ اس طرح عمران سے رابطہ نہ کرتی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار گرانڈ ہوٹل پہنچ گئی۔ کمرہ نمبر ہے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کمرہ تیسری منزل پر ہو گا کیونکہ بڑے ہوٹلوں میں کمرہ نمبر کا پہلا عدد منزل کی نشاندہی کرتا ہے اور ڈیزی نے اپنا کمرہ نمبر تین سو آٹھ بتایا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کمرہ تیسری منزل پر ہے لیکن عمران لفٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے کاؤنٹر پر ہی رک گیا جہاں ایک نوجوان موجود تھا جس کے چہرے پر عمران کو دیکھ کر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"ارے تم کمرہ امت یہاں۔ کب سے ہو....." عمران نے کاؤنٹر پر

کھڑے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جسٹ میں تو یہاں گزشتہ ایک سال سے ہوں لیکن چونکہ میری

ڈیوٹی صبح کو ہوتی ہے اس لئے قاہرہ آپ سے ملاقات نہیں ہو

سکتی....." نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہاں سے والد صاحب کا کیا حال ہے....." عمران نے پوچھا۔

"وہ بالکل ٹھیک ہے اور ہر لمحے آپ کو دعائیں دیتے رہتے ہیں۔

آپ نے انہیں آٹومینک وہیل چیر دلا کر انہیں ایک لحاظ سے ناگلیں

دلا دی ہیں اور مجھے نوکری بھی آپ کی وجہ سے ملی ہے اس لئے ہمارا

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔“ عمران نے اپنی عادت کے مطابق نام مع ڈگریاں بتاتے ہوئے کہا اور دوسرے نچے کلک کے ساتھ ہی دروازے کا لاک میکانیکی انداز میں کھل گیا تو عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو اندر موجود ایک درمیانی عمر کی عورت اور اس کے نوجوان ساتھی نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ یہ عورت ڈیزی تھی جبکہ نوجوان یقیناً ہنزی تھا۔ ہنزی لمبے قد اور درمیانے لیکن ورزشی جسم کا مالک تھا۔ البتہ اس کے چہرے کی مخصوص بناوٹ، فراخ پیشانی اور آنکھوں میں موجود چمک اس کی ذہانت اور مستعدی کا پتہ دے رہی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تربیت یافتہ آدمی ہے۔

”مجھے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں۔“ کیوں کہتے ہیں اس کا مجھے آج تک علم نہیں ہو سکا۔“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی جبکہ نوجوان ہنزی بھی مسکرا دیا۔

”یہ میرا ساتھی ہے ہنزی اور ہنزی یہ ہے وہ علی عمران جس کا ذکر کر کے میں نے جہارے کان کھائے ہیں۔“ ڈیزی نے دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ آدم خور تو سنا تھا لیکن یہ کان خور کیا کوئی نئی قسم ہے خوروں کی۔“ عمران نے کہا تو وہ سب دوبارہ ہنس پڑے۔ ہنزی نے عمران سے باقاعدہ مصافحہ کیا جبکہ ڈیزی نے مصافحہ

تو پورا گھراٹہ آپ کے لئے دعا گو رہتا ہے۔“ کرامت نے جواب دیا۔

”ارے۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ تم جیسے پر خلوص لوگوں سے میرا رابطہ ہو گیا۔“ باقی وہ وہیل چیئر چھوڑو۔ یہ معمولی چیزیں ہیں۔ بہر حال میرا سلام اپنے والد صاحب کو دے دینا۔“ عمران نے کہا اور آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ پھر رک گیا۔

”ارے ہاں۔ یہ بتاؤ کہ کمرہ نمبر تین سو آٹھ میں مس ڈیزی صاحبہ مقیم ہیں۔“ مجھے انہوں نے فون کر کے بلایا ہے۔ وہ میری پرانی واقف کار ہیں لیکن وہ بتا رہی تھیں کہ ان کے ساتھ ان کا کوئی ساتھی بھی ہے۔ اس کا کیا نام ہے۔“ عمران نے کہا تو کرامت نے سائیڈ پر ہزار جسٹ کھولا اور چمک کرنے لگا۔

”مسز ہنزی۔ ایکریمین ہیں۔ کاروبار کرتے ہیں۔“ کرامت نے ایک خانے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ کب یہاں پہنچے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ابھی دو گھنٹے پہلے۔“ کرامت نے جواب دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمرہ نمبر تین سو آٹھ کے دروازے کے سامنے موجود تھا۔ دروازے کی سائیڈ پر کارڈر ڈیزی کا نام درج تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پرکس کر دیا۔

”کون ہے۔“ ڈور فون سے ڈیزی کی آواز سنائی دی۔

”میں گونگا نہیں ہوں بلکہ آپ کو دیکھ کر سوچ رہا ہوں کہ ڈیزی نے اکیڑیسا سے جہاں تک پہنچنے کے دوران آپ کے مزاج، انداز گفتگو اور کارناموں کی جو تفصیلات مجھے بتائی ہیں کیا وہ واقعی درست ہیں..... ہمزی نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت طنز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ ڈیزی اسی طرح بڑبڑا کر بات کرنے کی عادی ہے۔ اس نے بے چارے جیڑے کو بھی ساری عمر اسی غلط فہمی میں لٹھائے رکھا کہ وہ پرنس چارمنگ ہے حالانکہ وہ بے چارہ مجھ جیسا ہی تھا۔“ عمران نے کہا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔ ٹھوڈی دیر بعد چائے سرو کر دی گئی اور ان تینوں نے بیاباں اپنے اپنے سلسلے رکھ لیں۔

”عمران۔ تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں جہاں پاکیشیا کیوں آئی ہوں..... ڈیزی نے چائے کی جھکی لیتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا پاکیشیا میں آنے کے لئے پہلے وجہ تلاش کی جاتی ہے۔ یہ ایک ملک ہے جہاں کوئی بھی آستا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں خصوصی طور پر جہاں تم سے چند معلومات لینے کے لئے آئی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم انکار نہیں کرو گے۔“ ڈیزی نے۔

”اتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”کس قسم کی معلومات.....“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”تم نے ڈیکو شیا جیڑے پر اکیڑیسا کے مرکزی دفاعی نظام کے

کے لئے ہاتھ ہی نہ بڑھایا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران خواتین سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔

”اب مجھے بتاؤ کہ کیا تم نے واقعی ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہے تو پھر فون اٹھا کر روم سروس والوں کو ناشتہ کا کہہ دو۔ ہم دونوں تو صبح سویرے ناشتہ کر چکے ہیں.....“ ڈیزی نے کہا۔

”گراؤڈ ہوٹل والوں کو کیا معلوم کہ ناشتہ کسے کہتے ہیں۔ بس دو توں، ایک انڈا اور ایک کپ چائے کو ناشتہ کہہ کر ناشتہ کی بھی تو بہن کرتے ہیں اس لئے رہتے دو۔ صرف چائے منگوا لو.....“ عمران نے کہا تو ڈیزی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”تو کیا ناشتہ کسی اور چیز کا نام ہوتا ہے.....“ ڈیزی نے کہا۔

”ہاں۔ ہمارے ہاں ناشتہ عیسیدہ چیزوں کا نام ہے جو تم زبانی بتانے سے نہ کچھ سکو گی جب تک کہ ان کا ذائقہ نہ چکھ لو۔ اس لئے کل صبح کا ناشتہ میرے ذمے۔ عابد پہلوان کی دکان پر لے جا کر میں تمہیں ناشتہ کراؤں گا کہ باقی ساری عمر تم ناشتہ ہی تلاش کرنے میں گزار دو گے.....“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ضرور چلیں گے.....“ ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پر لیں کئے اور روم سروس کو چائے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ ہمزی صاحب کیا گوشتے ہیں.....“ عمران نے کہا تو ہمزی بے اختیار چونک پڑا۔

خلاف کافرستان اور روسیاء کی مشترکہ سازش کا سراغ لگایا اور پھر پاکیشیائی حکام نے ایکریمین حکام کو اس سے مطلع کر دیا۔ انہوں نے اس سازش کے خاتمے کا مشن میرے ذمے لگایا ہے۔ تم اس سے کہیں زیادہ جانتے ہو گے اور اگر تم مجھے یہ سب کچھ بتا دو تو ہمارے لئے اس سازش کو ختم کرنے میں بے حد سہولت ہو جائے گی۔ ڈیزی نے کہا۔

”کیا تم رائونگ سٹار چھوڑ چکی ہو؟“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ کیوں؟“ ڈیزی نے چونک کر کہا۔

”اس لئے کہ رائونگ سٹار کے دائرہ کار میں تو یہ مشن آتا ہی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جہاں بات درست ہے لیکن چونکہ میں جیلے کافرستان میں کافی عرصہ رہ چکی ہوں اس لئے مجھے خصوصی طور پر رائونگ سٹار کے چیف سے کہہ کر اس مشن پر بھیجا گیا ہے۔“ ڈیزی نے کہا۔

”لیکن کیا ایکریمین حکام کو اب تک یہ اطلاع نہیں مل سکی کہ کافرستان نے یہ مشن ڈراپ کر دیا ہے؟“ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو؟“ ڈیزی نے بے اختیار الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ ہمزی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ روسیائی حکام کے زور دینے پر کافرستان نے ڈیگوشیا جہیزے پر ایکریمین کے سنزل دفاعی نظام کے

خاتمے کے لئے ایک خصوصی ٹیم تیار کرنے کا پلان بنایا تھا جس میں کافرستان سیکرٹ سروس، ملٹری انٹیلی جنس اور دیگر ایجنسیوں کے چند افراد کو شامل کیا گیا تھا۔ اس کا انچارج کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر نوراجہ رام کو بنایا گیا۔ مجھے اس بارے میں اپنے ایک خاص آدمی سے اطلاع مل گئی۔ میں نے اس کی تفصیلات معلوم کیں اور اس کی رپورٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو دی جس کی وجہ سے شاید سرکاری حکام کی طرف سے ایکریمین کو یہ رپورٹ سمجھا دی گئی لیکن اس دوران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو کافرستان میں اس کے فادر انجینٹ نے اطلاع دی کہ کافرستان اور روسیاء کے درمیان اس مشن کے سلسلے میں سرکاری طور پر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور پھر یہ مشن ڈراپ کر دیا گیا۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ ڈان دینے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہوں۔“ ڈیزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ اطلاع حتمی ہے۔“ عمران نے کہا تو ڈیزی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ہمزی کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں کافرستان جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“ ڈیزی نے کہا۔

”سیر کرنے بے شک جاؤ۔ تفریح کرو، گھومو پھرو لیکن جو بات

درست تھی وہ میں نے تمہیں بتا دی ہے..... عمران نے کہا تو
ڈیزی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہ سازش اس قدر اوپن تھی کہ پہلے آپ کو
اس بارے میں پوری تفصیل کا علم ہو گیا اور اب آپ کے چیف کے
فائن ایجنٹ کو بھی اس بارے میں حتمی معلومات مل گئی ہیں۔“
ہمزنی نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ کافرستان والوں نے یہ سب کچھ کیا ہی اس لئے
ہو کہ ڈیزی اور آپ کافرستان کی سیر کے لئے آسکیں.....“ عمران نے
جواب دیا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔

”چھوڑو ہمزنی۔ تجھے سو فیصد یقین ہے کہ عمران جھوٹ نہیں بولتا
اس لئے ہم چیف کو اطلاع دے دیں گے۔ پھر جیسے چیف کہے گا ویسے
ہی کر لیا جائے گا.....“ ڈیزی نے کہا تو ہمزنی نے اثبات میں سر ہلادیا۔
عمران کافی دیر تک وہاں بیٹھا گھپن مارتا رہا۔ پھر ان سے اجازت
لے کر ایڈ آفیسر واپس فلیٹ پر جانے کی بجائے وہ دانش منزل پہنچ
گیا۔

”کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ اچھے ہوئے نظر آ رہے
ہیں.....“ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”تم نے میرے کہنے پر سر سلطان کو ڈیگوشیا جریرے کے بارے
میں جو اطلاع بھجوائی تھی اس کا نتیجہ سامنے آنا شروع ہو گیا ہے۔“

عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”نتیجہ۔ کیا نتیجہ.....“ بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے
فلیٹ پر ڈیزی کا فون آنے سے لے کر ہوٹل گرانڈ میں ڈیزی اور ہمزنی
سے ملاقات کی تفصیل بتادی۔

”تو اس میں الجھن کی کون سی بات ہے۔ ناثران نے واقعی یہ
اطلاع دی تھی کہ کافرستان نے یہ منصوبہ ڈراپ کر دیا ہے۔ ڈیزی
اور ہمزنی بے شک کافرستان جا کر خود معلومات حاصل کر لیں۔“
بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے الجھن اس بات پر نہیں ہو رہی بلکہ اس بات پر ہو رہی ہے
کہ ایگریمنٹ نے ڈیگوشیا جریرے پر حفاظتی انتظامات کرنے کی بجائے
براہ راست کیوں ٹیم بھیج دی ہے۔ اس طرح تو مشن مکمل نہیں ہو
سکتا۔ یہ لوگ وہاں جا کر اگر ایک ٹیم ختم بھی کر دیتے ہیں تو اس
سے کیا فرق پڑتا ہے۔ دوسری ٹیم یہ مشن مکمل کر لیتی۔ حکومتیں اس
انداز میں تو مشن سے بچنے نہیں بھارتیں۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ انہیں اس اطلاع پر یقین نہیں آیا اور وہ
اسے کفرم کرنے آئے ہیں.....“ بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ انہیں یہ شک پڑا ہے کہ اصل سازش ہم کر
رہے ہیں لیکن نام کافرستان کا لے رہے ہیں اس لئے ڈیزی کو
خصوصی طور پر میرے پاس بھیجا گیا ہے.....“ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"جبکہ میرا خیال دوسرا ہے عمران صاحب"..... بلیک زرد نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا"..... عمران نے چوہکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ آپ بہر حال اس سے زیادہ جانتے ہوں گے جتنا کہ آپ نے سرکاری طور پر بتایا ہے اور وہ اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں گے"۔ بلیک زرد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہر حال اب تو کافرستان بھی یہ مشن ڈراپ کر چکا ہے۔ اب تو معاملہ ہی ختم ہو گیا"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"نعمانی بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نعمانی کی آواز سنائی دی تو بلیک زرد نعمانی کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران نعمانی کو کال کر رہا ہے۔

عمران بول رہا ہوں نعمانی۔ تم جب ملٹری انٹیلی جنس میں تھے تو تم سرکاری طور پر ڈیٹو شیا جہز سے پرائیکٹر میسا کیرونی میں تربیت کے لئے دو ہفتے گزار چکے ہو اور تم نے کئی بار مجھے بھی بتایا ہے کہ وہاں جہاز دوست راسن تھا جو ایکری میسا کی طرف سے تربیت حاصل کر رہا تھا"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات درست ہے لیکن یہ تو کافی پرانی بات ہے۔ آپ کو اچانک یہ بات کیسے اور کیوں یاد آ گئی ہے"..... دوسری طرف سے نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ایک بڑے شاعر نے کہا کہ کبھی کبھی پرانے قصوں کو بھی یاد کر لینا چاہئے اور آج میں ایک آدمی سے ملا ہوں تو مجھے جہاز پرانا قصہ یاد آ گیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ تم نے بتایا تھا کہ تمہارے اس دوست کا ایک کان دوسرے سے بڑا ہے جس کی وجہ سے تم اسے ہمیشہ چھپتے رہتے تھے"..... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ تو کیا راسن یہاں پاکیشیا آیا ہوا ہے"..... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ وہ ہوٹل گرانڈ میں کمرہ نمبر تین سو آٹھ میں ایک خاتون فیزی کے ساتھ مقیم ہے لیکن اس نے اپنا نام راسن کی بجائے ہنزی رکھا ہوا ہے۔ تم میک اپ میں دباؤ اور اسے چیک کر کے مجھے بتاؤ کہ کیا واقعی یہ جہاز دو دوست ہے یا کوئی اور ہے۔ عمران نے کہا۔

"لیکن آپ کو اس میں کیا کوئی خاص دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔" نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے دلچسپی اس فیزی سے ہے لیکن وہ اس میں دلچسپی لے رہی ہے اس طرح دلچسپی کی ایک نون تو بہر حال بن ہی گئی ہے"..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گا۔ لیکن آپ کو کہاں رپورٹ دی جائے"..... نعمانی نے کہا۔

"وہ اس وقت لیفٹننٹنگ ہال میں ہوں گے۔ تم ابھی روانہ ہو جاؤ۔ میں ایک گھنٹے بعد تمہیں دوبارہ فون کر لوں گا"..... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی ایمر جنسی ہے۔ پھر ٹھیک ہے میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں"..... دوسری طرف سے نعمانی نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے ریسپورڈ رکھ دیا۔

"اس چیکنگ سے آپ کا اصل مقصد کیا ہے"..... بلیک زبرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ راسن نام کا ایک ایجنٹ الیکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی ٹارسن میں ہمت آگے جا رہا ہے۔ یہ ایجنسی یہودیوں کی حامی ہے بلکہ اس ایجنسی میں کام کرنے والے تمام افراد کٹر یہودی ہوتے ہیں اور راسن کی بھی وہی نشانی بتائی گئی تھی جو میں نے نعمانی کو بتائی ہے اور ڈیڑی کے ساتھ جو ہمزی موجود ہے اس میں بھی یہ نشانی موجود ہے۔ اگر تو یہ واقعی وہی راسن ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ٹارسن کا ایجنٹ ہے اور ٹارسن کے حرکت میں آنے کا مطلب ہے کہ وہ ڈیگوشیا جہیز پر الیکریمیا کا سنٹرل دفاعی نظام دراصل الیکریمیا کا دفاعی نظام نہیں ہے بلکہ اسرائیل کا دفاعی نظام ہے"..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے بھی ہی جیسا آپ کہہ رہے ہیں تو اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے"..... بلیک زبرو نے کہا۔

"جہاڑی بات درست ہے۔ بظاہر تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر تم گہرائی میں سوچو تو معاملات وہ نہیں ہیں جو بتائے جا رہے ہیں۔ روسیاء یہودیوں کا دشمن نہیں ہے بلکہ دوست ہے۔ بے شمار یہودی اسرائیل میں روسیاء سے نکل کر وہاں آباد ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ کافرستان کی بھی اسرائیلیں سے دوستی ہے اور خاصے گہرے تعلقات ہیں۔ اب روسیاء کا اس دفاعی نظام کے خلاف سازش کرنا کافرستان کی طرف سے اس سازش میں شریک ہونے پر آمادگی اور پھر اچانک اس منصوبے کو ڈراپ کر دینے کا مطلب ہے کہ انہیں باور کرا دیا گیا ہو گا کہ یہ نظام الیکریمیا کے فائدے کا نہیں ہے بلکہ اسرائیل کے فائدے کا ہے اور یہ بات بہر حال پاکیشیا کے مفاد میں نہیں جاتی"..... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا تھا عمران صاحب تو پھر ہمزی اور ڈیڑی جہاں کیوں آئے ہیں کیونکہ انہیں تو سب کچھ معلوم ہو گا کہ منصوبہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ ٹارسن کو تو بہر حال علم ہو گیا ہو گا کہ کافرستان اور روسیاء کو باور کرا دیا گیا ہے کہ یہ منصوبہ اسرائیل کے کام پر کام کر رہا ہے"..... بلیک زبرو نے کہا۔

"جہاڑی بات بھی ٹھیک ہے۔ بہر حال معاملات میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے"..... عمران نے کہا اور پھر وہ ایک گھنٹے سے بھی

سکول کھول لیا ہے۔۔۔۔۔ نعمانی نے بے ساختہ کہا تو عمران اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”جہارا مطلب ہے تعلیم بالغان کی طرز کا تعلیم لہجنتاں سنڑ۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نعمانی بھی ہنس پڑا۔

”آپ نے خود ہی بات کی ہے کہ مختلف لہجنتاں کے ایجنٹ آپ سے ملنے آتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جسیں پوری تفصیل بتانا پڑے گی۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ڈیگوشیا جیرے پر واقع

ایکریمیا کے سنزل دفائی نظام اور روسیہ اور کافرستان کی مشترکہ سازش سے لے کر اس بارے میں ایکریمیا کو اطلاع بھجوانے اور پھر

اس سلسلے میں ڈیڑی اور راسن کے آنے اور اس منصوبے کے ڈراپ ہونے کے بارے میں بتا دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کبھی ڈیگوشیا گئے ہیں۔۔۔۔۔ نعمانی نے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

”نہیں۔ کیوں۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”میں لمڑی انٹیلی جنس کی ٹریننگ کے دوران وہاں کچھ عرصہ رہا ہوں۔ یہ دفائی نظام ایکریمیا کے میڈائل اڈوں کے تحفظ کے لئے

نہیں ہے بلکہ دراصل یہ اسرائیل کے تحفظ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اسرائیل پر کسی بھی طرف سے حملے کی صورت میں یہ دفائی نظام اس حملے کو روک لے گا۔ اس طرح اسرائیل پر حملہ ناممکن ہو چکا ہے

زیادہ دیر تک اس معاملے کے مختلف اینگنز پر بات چیت کرتے رہے لیکن کوئی حتمی نتیجہ سامنے نہ آ سکا تو عمران نے ایک گھنٹے بعد رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”نعمانی بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد نعمانی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے جہاری۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وہ سو فیصد راسن ہے عمران صاحب۔ میں اسے بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نعمانی نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں نے یہی تصدیق کرائی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ راسن ان دنوں کہاں کام کر رہا ہے اور کس چکر میں یہاں آیا ہے۔۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

”راسن ایکریمیا کی ایک یہودی لہجنتی ٹارسن کا بڑا نامور ایجنٹ ہے۔ اس کے ساتھ جو عورت ہے اس کا نام ڈیڑی ہے اور یہ میرے

ایک گہرے دوست کی بیوی ہے۔ یہ بھی ایکریمین ایجنٹ ہے اور رائزنگ سٹار نامی لہجنتی سے متعلق ہے اور یہ دونوں مجھ سے ملنے

آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ سے ملنے۔ کیا مطلب۔ کیا آپ نے لہجنتوں کا کوئی تربیتی

اسرائیل کے خلاف نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں مسلم دشمن ممالک ہیں اور اسرائیل سے بڑا مسلم دشمن ملک اور کون ہو سکتا ہے۔"۔
نعمانی نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہر حال چونکہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے اس لئے ہمیں اس میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ بہر حال جہارا شکریہ..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"نعمانی نے جو بات کی ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر کیوں نہ سیکرٹ سروس اس نظام کو ختم کر دے تاکہ اسرائیل کا خاتمہ ہو سکے۔"۔
بلیک زرو نے کہا۔

"نہیں۔ ہم از خود یہ کارروائی نہیں کر سکتے۔ اس طرح ایگری میا کے ساتھ ہمارے تعلقات خاصے خراب ہو جائیں گے اور ہمیں معلوم تو ہے کہ اس وقت دنیا کی واحد سپر پاور ایگری میا ہی ہے۔"۔
عمران نے کہا۔

"ہو گا سپر پاور۔ لیکن بہر حال وہ مسلم ملک تو نہیں ہے۔ اسرائیل کا ہی حامی ہے..... بلیک زرو نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سر سلطان سے بات کروں گا۔ اگر انہوں نے اس بارے میں کوئی اعتراض نہ کیا تو پھر سوچیں گے کہ ٹیم کو ڈیگوشیا بھیجا جائے یا نہیں..... عمران نے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور اسی وجہ سے اسرائیل آج تک ہر قسم کے حملوں سے محفوظ ہے۔ آپ کو یقیناً معلوم ہو گا کہ جب ایگری میا نے ایک مسلم ملک آراک کے خلاف حملہ کیا تھا تو آراک نے اسرائیل پر حملہ کرنے کی دھمکی دی تھی اور پھر اس نے واقعی اسرائیل پر انتہائی طاقتور میزائلوں سے حملہ کر دیا لیکن اس حملے کو اس ڈیگوشیا کے دفاعی نظام کی مدد سے روک دیا گیا تھا ورنہ تو اسرائیل کا وجود یک صفحہ ہستی سے مٹ جاتا..... نعمانی نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اسے سیاست سے چونکہ سرے سے دلچسپی ہی نہ تھی اس لئے اسے اس بارے میں اس قدر گہرائی میں معلوم ہی نہیں تھا۔ یہ بات تم نے کیے اور کہاں سے معلوم کی ہے..... عمران نے اس بار سنجیدہ ہجے میں کہا۔

"اس بارے میں ایک خفیہ رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ وہ میں نے پڑھی تھی..... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ تو اس وجہ سے ٹارن حرکت میں آگئی ہے۔ انہیں شاید یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی غیر مسلم ملک بھی اس کے خلاف کام کر سکتا ہے..... عمران نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے عمران صاحب کہ جب کافرستان اور روسیہ کو معلوم ہوا ہو گا کہ ڈیگوشیا دفاعی نظام تباہ کر دینے سے اسرائیل کا خاتمہ ہو سکتا ہے تو انہوں نے خود ہی یہ منصوبہ ڈراپ کر دیا ہو گا کیونکہ روسیہ اور کافرستان دونوں ایگری میا کے خلاف تو ہو سکتے ہیں

کہا۔

”تم اسے نہیں جانتے راسن جبکہ میں جانتی ہوں۔ یہ درست ہے کہ یہ حد درجہ شاطر ذہن کا مالک ہے لیکن بہر حال یہ جھوٹ نہیں بولتا اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔“ ڈیزی نے کہا۔

”تو پھر تجھے حریف سے بات کرنا ہوگی۔“ راسن نے کہا۔

”ہاں۔ بالکل کرو۔“ ڈیزی نے کہا تو راسن نے سامنے پڑے ہوئے فون کے نچلے حصے میں موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے رسیور اٹھایا اور انکو انری کا نمبر پریس کر دیا۔ بٹن دبنے سے فون کا تعلق ہونٹل ایکس پیج سے ختم ہو گیا تھا اور اس سے ڈائریکٹ کال کی جاسکتی تھی۔

”انکو انری پلیز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”جہاں سے اٹھریا کا رابطہ نمبر اور پھر ونگٹن کا رابطہ نمبر بتا

دیں۔“ راسن نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے تو

راسن نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”مارسن بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی حریف مارسن

کی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے راسن بول رہا ہوں۔“ راسن نے کہا۔

”اب ہمیں کافرستان جانا ہوگا۔“ راسن نے ڈیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ڈائٹنگ روم سے کھانا کھا کر ابھی کمرے میں واپس آئے ہی تھے۔

”کافرستان۔ کیوں۔“ ڈیزی نے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ عمران نے غلط بیانی کی ہو۔ ہمیں بہر حال کنفرم تو کرنا ہی ہے۔“ راسن نے کہا۔

”اوہ نہیں راسن۔ عمران جھوٹ نہیں بولتا اور پھر اسے غلط بیانی کی ضرورت بھی کیا تھی۔ اس نے خود ہی تو اطلاع دی تھی۔ اگر اسے غلط بیانی کی ضرورت ہوتی تو وہ اطلاع ہی کیوں دیتا۔“ ڈیزی نے کہا۔

”یہ انتہائی شاطر اور عیار آدمی ہے ڈیزی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر اس حد تک اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔“ راسن نے

آپ کی بات درست ہے۔ مجھے واقعی بے حد مایوسی ہوئی ہے۔
 گویا کام کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ نہ یہاں پاکیشیا میں اور نہ
 کافرستان میں۔۔۔۔۔۔ راسن نے جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ ڈیزی
 خاموش بیٹھی ہوئی ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت
 سننے میں مصروف تھی۔ لاڈلر کا بلن آن ہونے کی وجہ سے راسن کی
 آواز بھی بخوبی اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔

میرے پاس ایک کام ہے تو جی سین دو جہارے سینڈرڈ کا
 نہیں ہے۔ یہ کام تو عام سا کوئی انجنت بھی کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ دوسری
 طرف سے راسن نے کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں بے اختیار چونک
 پڑے۔

”کون سا کام باس۔۔۔۔۔۔ راسن نے چونک کر کہا۔
 ”ڈیگ شیا میں ہی اسرائیلی اور ایکریمین سائنس دان مل کر ایک
 نئے ڈیفنس سسٹم کا اضافہ کرنے میں مصروف ہیں۔ اس سسٹم کو
 لارج ویو سسٹم کا نام دیا گیا ہے۔ اس سسٹم کے تحت اسرائیل اور
 ایکریمیا پر فائر ہونے والے جدید ترین صارفہ میزائل کو بھی فضا میں ہی
 تباہ کیا جا سکتا ہے حالانکہ صارفہ میزائل ایسا میزائل ہے جسے کسی
 صورت بھی فضا میں تباہ نہیں کیا جا سکتا لیکن اس سسٹم کے تحت
 ایسا کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”تو پھر اس میں کام کیا ہے۔۔۔۔۔۔ راسن نے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے۔۔۔۔۔۔ راسن نے چونک کر پوچھا تو
 راسن نے عمران سے ہونے والی ملاقات اور پھر اس سے ملاقات کے
 دوران ہونے والی بات چیت کی تفصیل اور اس کے ساتھ ہی ڈیزی
 کی بات تفصیل سے بات دی۔

”ڈیزی درست کہہ رہی ہے۔ عمران کو جھوٹ بولنے کی عادت
 نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایکریمین حکام کو اسرائیلی سے بھی
 رپورٹ ملی ہے کہ اسرائیلی حکام کو بھی اطلاع مل گئی ہے کہ روسیہ
 اور کافرستان ڈیگ شیا کے سنٹرل دفاعی نظام کے خلاف کوئی سازش کر
 رہے ہیں۔ اسرائیلی حکام نے روسیہ اور کافرستان دونوں ممالک کے
 حکام سے از خود رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ یہ نظام دراصل اسرائیل
 کے تحفظ کے لئے ہے تو دونوں ممالک نے انہیں بتایا کہ انہیں اس
 کا علم نہیں تھا اس لئے اب وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں
 کریں گے اس طرح یہ منصوبہ ڈراپ کر دیا گیا جبکہ قاہرہ بھی کیا گیا
 ہو گا کہ روسیہ اور کافرستان کے درمیان اختلافات کی وجہ سے
 منصوبہ ڈراپ ہوا ہے تاکہ اسرائیل والی بات خفیہ رہ سکے۔“ راسن
 نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”پھر تو واقعی ہمیں واپس آجانا چاہئے کیونکہ سارا معاملہ ہی ختم ہو
 گیا ہے۔۔۔۔۔۔ راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جہار اچھو بتا رہا ہے کہ تمہیں مایوسی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔ دوسری
 طرف سے راسن نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اخوا نہیں کرنا بلکہ اسے ٹریس کر کے ہلاک کرنا ہے اور اس فارمولے کو ضائع کرنا ہے کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اس فارمولے پر اپنی اس خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے اور جیسے ہی اس کا کام مکمل ہو گا تو وہ اسے حکومت پاکستان کے حوالے کر دے گا اور پھر حکومت پاکستان اور حکومت شوگر ان مل کر اس پر سرکاری طور پر کام کریں گے اس لئے اگر اس سلطان عالم کو ہلاک کر دیا جائے اور اس کی لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے تو لارج ویو سسٹم پاکستان اور شوگر ان سے محفوظ ہو جائے گا کیونکہ سلطان عالم کے علاوہ اور کوئی سائنس دان پاکستان یا شوگر ان کے پاس نہیں ہے جو لارج ویو سسٹم کے بارے میں بنیادی باتیں جانتا ہو"..... نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم یہ کام کریں گے۔ میں اور ڈیوی۔ نہ ہونے سے بہر حال کچھ ہو نا بہتر ہے"..... نارسن نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا۔ تم عمران سے مل چکے ہو اور عمران عفریت ہے۔ وہ تمہاری طرف سے چوکنا ہو گیا ہو گا اس سے بہتر یہی ہے کہ تم دونوں کافرستان چلے جاؤ اور پھر وہاں سے نئے کاغذات اور نئے میک اپ میں واپس پاکستان آکر یہ کام کرو ورنہ مجھے یقین ہے کہ تم دونوں کی نگرانی ہو رہی ہو گی اور جیسے ہی تم حرکت میں آئے عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس نے تمہارے خلاف گھیرا جتگ کر لینا ہے"..... نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں"..... نارسن نے کہا۔

"ایکریمن لیبارٹری جس میں اس لارج ویو سسٹم پر بنیادی کام ہوا ہے اس لیبارٹری میں ایک پاکستانی سائنس دان سلطان عالم بھی کام کرتا تھا۔ وہ اچانک غائب ہو گیا تو اس کی انتہائی وسوسہ پیمانے پر تلاش کی گئی لیکن وہ نہ مل سکا تو پاکستان میں ایکریمن ایجنٹ کو ناسک دیا گیا کہ وہ معلوم کرے کہ کہیں یہ سلطان عالم پاکستان تو نہیں پہنچ گیا لیکن پھر بھی اسے ٹریس نہیں کیا جاسکا لیکن ایکریمن کو اطلاع ملی ہے کہ شوگر ان اور پاکستان مل کر لارج ویو سسٹم پر کام کرنے والے ہیں۔ یقیناً اس کا فارمولا سلطان عالم ساتھ لے گیا ہو گا۔ اگر یہ سسٹم تیار ہو کر پاکستان اور شوگر ان میں نصب ہو گیا تو دونوں ممالک کا دفاع ایک لحاظ سے ناقابل تخریب ہو جائے گا اور ایکریمن اور امرائیس ایسا نہیں چاہتے۔ چنانچہ ایکریمن ایجنٹوں کو فوری طور پر یہ ناسک دیا گیا کہ وہ شوگر ان سے یہ معلوم کریں کہ سلطان عالم کہاں ہے۔ چنانچہ وہاں سے یہ معلومات ملی ہیں کہ سلطان عالم پاکستان میں ہے اور وہاں کے دارالحکومت کے کسی نواحی قصبے جے جہانگیر آباد کہا جاتا ہے وہاں کسی خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ ایکریمن ایجنٹوں نے جہانگیر آباد میں پوری کوشش کر لی ہے لیکن وہ نہ اس خفیہ لیبارٹری تک پہنچ سکے اور نہ ہی سلطان عالم تک"..... نارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کام کیا ہے۔ کیا اس سلطان عالم کو ٹریس کر کے اخوا کرنا ہے"..... نارسن نے کہا۔

"ایسا ہی کرو جیسا میں نے کہا ہے۔ پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو سکے گا اور سنو۔ دارالحکومت میں ایک کلب ہے جسے ہارڈ کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا بیجنرنا کوس ہے۔ وہ نارسن کا خاص ایجنٹ ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا تم اسے نارسن کے شناختی نشان ٹوک کر کا حوالہ دے کر مل سکتے ہو۔ وہ اس تلاش میں جہاری مدد کر سکتا ہے"..... نارسن نے کہا۔

"ییس باس"..... راسن نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راسن نے رسیور رکھ دیا۔
"چلو کوئی کام تو ملا"..... راسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہاں آنے کا کوئی فائدہ تو ہو گا۔ بہر حال اب ہم نے کافرستان جانا ہے..... فیزی نے کہا تو راسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سانسٹی رسالہ تھا اور وہ بڑے ایزی موڈ میں بیٹھا رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ سلیمان شاپنگ کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اس وقت کون آگیا ہے"..... عمران نے رسالہ میز پر رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر وہ اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"..... عمران نے عادت کے مطابق ادبھی آواز میں پوچھا۔

"میں نعمانی ہوں عمران صاحب"..... دوسری طرف سے نعمانی کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے

کنڈی ہٹائی اور دروازہ کھول دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا سلیمان فلیٹ میں موجود نہیں ہے"..... سلام دعا کے بعد نعمانی نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ شاپنگ کرنے مارکیٹ گیا ہے۔ ویسے بھی اس کی شاپنگ کا اپنا انداز ہے اس نے چار پانچ گھنٹوں سے پہلے اس کی واپسی ممکن ہی نہیں ہے"..... عمران نے دروازہ بند کر کے واپس سنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ دو تو ہیں۔ پھر اتنی شاپنگ۔ کیا پورے علاقے کے لئے سلیمان کھانا پکاتا ہے"..... نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں۔ وہ ٹرکوں پر لاڈ کر شاپنگ کا مال نہیں لاتا۔ دو چار شاہری اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ پہلے بازار میں جاتا ہے اور ایک دکان سے بازار کے آخر تک ہر دکان سے بھاؤ معلوم کرتا ہے۔ مال چیک کرتا ہے پھر دوسرے بازار کا رخ کرتا ہے۔ پھر تیسرے کا اور اس طرح اس کی شاپنگ مسلسل چلتی رہتی ہے اور آخر میں وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی چیز کہاں سے خریدی جائے اور کون سی کہاں سے"..... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر تو سلیمان بڑی جان ماری کرتا ہے شاپنگ کرنے میں۔ تھک جاتا ہوگا"..... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

Tarson

"اس کا کہنا ہے کہ بزرگوں کی باتوں پر عمل کرنے والا فائدے

میں رہتا ہے اور بزرگوں کا قول ہے کہ شاپنگ اس انداز میں کی جائے کہ بھاؤ ڈاکو کرتے کرتے خریدار کے ماتھے پر بھی پسینہ آجائے اور دکاندار کا تو پورا جسم پسینے میں ڈوب جائے"..... عمران نے جواب دیا تو نعمانی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ پھر تو دکاندار سلیمان کی شکل دیکھتے ہی جوتیاں چوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہوں گے"..... نعمانی نے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

"پھر بھی سلیمان فائدے میں ہی رہے گا۔ جوتیاں بھی آج کل بہت مہنگی ہو چکی ہیں"..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے۔ ارے۔ آپ کہاں چل دیے۔ بیٹھیں۔ میں آپ سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں"..... نعمانی نے کہا۔

"سلیمان کی فوری آمد کا تو سکوپ نہیں ہے اس لئے میں خود ہی جہارے لئے چائے وغیرہ بناتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ بیٹھیں۔ میں ابھی چائے پی کر آیا ہوں اور ویسے بھی میں چائے پینے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے آپ سے بات کرنی تھی کہ آپ نے تو بتایا تھا کہ راسن اور ڈیزنی کا فرسٹن چلے گئے

ہیں"..... نعمانی نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ صفدر اس وقت تک ایئر پورٹ پر رہا تھا جب تک ان کا جہاز فلاحی نہیں کر گیا تھا۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے۔" عمران نے کہا۔
 "میں ابھی ایئر پورٹ سے ہی آ رہا ہوں۔ میں وہاں ایک دوست کو ایکریٹیا جانے کے لئے سی آف کرنے گیا تھا اور وہاں راسن اور ڈیزی دونوں موجود تھے اور وہ دونوں بھی اسی فلائٹ کے ذریعے ایکریٹیا گئے ہیں۔" نعمانی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔
 "راسن اور ڈیزی کیا اصل شکلوں میں تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ راسن بھی میک اپ میں تھا اور ڈیزی بھی۔ لیکن راسن کو میں نے اس کے کان کی مخصوص نشانی سے پہچان لیا۔ پھر اس کا قد و قامت بھی سنسنے آگیا۔ اس کے ساتھ جو عورت تھی اس کا چہرہ تو بدلا ہوا تھا لیکن قد و قامت، انداز اور آواز وہی تھی ڈیزی جیسی۔" نعمانی نے کہا۔

"تو اس میں کیا خاص بات ہے۔ وہ کافرستان سے واپس پاکیشیا آئے ہوں گے اور اب پاکیشیا سے ایکریٹیا چلے گئے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اب خاص بات بھی بتا دوں۔" نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"مطلب ہے کہ خاص بات تم نے اب تک چھپا رکھی تھی۔" عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ خاص بات یہ ہے کہ آپ کا نام سن کر ہی میں ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ ورنہ شاید متوجہ نہ ہوتا کیونکہ میرے تو ذہن میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں موجود ہو سکتے ہیں۔ میرا دوست نمٹ اوکے کرانے گیا ہوا تھا اور میں اس کے انتظار میں کھڑا تھا کہ آپ کا نام میرے کانوں میں پڑا تو میں نے چونک کر مڑ کر دیکھا اور پھر میں پہچان گیا کہ آپ کا نام لینے والی ڈیزی ہے اور اس کے ساتھ موجود مرد راسن ہے۔ بہر حال میں نے انہیں شک نہیں ہونے دیا۔ ڈیزی راسن سے کہہ رہی تھی کہ اگر عمران کو علم ہو جاتا تو شاید ہم اتنی آسانی سے اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکتے جس پر راسن نے جواب دیا کہ اگر ہو بھی جاتا تو عمران کیا کر لیتا اور ڈیزی نے کہا کہ شاید ہم اتنی آسانی سے یہاں سے نکل نہ سکتے۔ اس دوران فلائٹ کا اعلان ہو گیا اور پھر ہم اودست بھی آگیا اور وہ دونوں بھی اٹھ کر لاؤنج میں چلے گئے۔" نعمانی نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"تو وہاں کوئی خاص مشن مکمل کر کے گئے ہیں۔" عمران نے اہٹائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ان کی گفتگو سے تو یہی معلوم ہوتا تھا۔ اسی لئے تو میں ایئر پورٹ سے سیدھا یہاں آیا ہوں تاکہ آپ سے معلوم کر سکوں کہ وہ مشن کیا ہو سکتا ہے۔" نعمانی نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ بہر حال اب معلوم کرنا پڑے گا۔" عمران نے کہا۔

"کیسے معلوم کریں گے"..... نعمانی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کے حلیے کیا تھے"..... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا تو نعمانی نے تفصیل سے حلیے بتا دیے۔

"چیف سے بات کرنا پڑے گی۔ چیف ایکیریما میں اپنے فارن ایجنٹس کو الرٹ کر سکتا ہے جو ایئر پورٹ سے ہی ان دونوں کی نگرانی کریں گے اور ظاہر ہے یہ لوگ نارن کے چیف کو اپنے مشن کی رپورٹ دیں گے تو اصل بات سامنے آجائے گی۔ دوسرا کام یہاں بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں لازماً کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوں گے۔ ان کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"..... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلادیا اور عمران نے رسیور اٹھایا اور جیلے لاؤڈر کا بیٹن پریس کیا اور پھر دائیں منزل کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"ایکسٹنڈ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ اپنے فلیٹ سے۔ نعمانی یہاں آیا ہے اور اس نے ایک خاص بات بتائی ہے"..... عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"جہد مت باندھا کرو۔ اصل بات بتاؤ"..... چیف کا لہجہ بے

حد سرد ہو گیا تھا۔

"جناب۔ مرچ مصالحے کے بغیر چٹھارہ پورا نہیں ہوتا اس لئے جہد کے بغیر اصل بات کا لطف ہی نہیں آسکتا"..... عمران کی زبان واقعی رواں ہو گئی۔

"وقت مت ضائع کرو ورنہ تخت سزا دوں گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ۔ وہ جناب آپ کی ڈانٹ سے اصل بات تو بھول ہی گیا۔ آپ انتظار کریں۔ میں نعمانی سے پوچھ کر بتاتا ہوں"..... عمران بھلا کہاں آسانی سے قابو آنے والا تھا۔

"نعمانی کو رسیور دو اور تم بیٹھے سوچتے رہو"..... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو نعمانی نے جلدی سے خود ہی عمران کے ہاتھ سے رسیور جھٹ لیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران نے باز نہیں آنا اور چیف کا غصہ بڑھتا چلے جانا ہے اور پھر نجانے کیا ہو جائے۔

"جناب میں نعمانی بول رہا ہوں"..... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہی باتیں دوہرا دیں جو اس نے عمران کو بتائی تھیں۔ ساتھ ہی اس نے دونوں کے حلیے بھی بتا دیئے۔

"تمہیں عمران کی بجائے جویا کو اطلاع دینی چاہئے تھی تاکہ جویا مجھے کال کرتی"..... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کوئی مشن تو سامنے تھا ہی نہیں اس لئے میں نے سوچا کہ عمران صاحب سے بات کی جائے"..... نعمانی نے معذرت

" پھر پی لیں گے۔ اللہ حافظ "..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی اٹھ کر اس کے پیچھے آیا اور پھر نعمانی کے باہر جانے کے بعد عمران نے دروازہ بند کر لیا اور پھر واپس آکر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

" ایکسٹو "..... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔
" عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا نعمانی چلا گیا ہے..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ نعمانی چلا گیا ہے۔ لیکن نعمانی نے اہم بات کی ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اس لئے اگر انہوں نے یہاں کوئی مشن مکمل کیا ہے تو لازماً وہ اہم مشن ہو گا۔ " عمران نے کہا۔

" اگر آپ کہیں تو میں فارن ایجنٹ کو کہہ دوں کہ وہ وہاں ایسا پورٹ سے انہیں اغوا کر کے ان سے تفصیلات معلوم کر لے " پھر بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں۔ یہ فارن ایجنٹوں کے بس کے نہیں ہیں۔ الٹا فارن ایجنٹ سامنے آجائیں گے۔ انہیں کہو کہ وہ ٹارسن کلب کے مینجنگ ٹارسن کو چیک کریں۔ اس کا فون وغیرہ ٹیپ کر لیں۔ یہ دونوں

خواہا نہ لہجے میں کہا۔

" اوکے۔ میں فارن ایجنٹس کے ذمے لگا دیتا ہوں۔ وہ وہاں سے رپورٹس حاصل کر لیں گے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نعمانی نے رسیور رکھ دیا۔

" عمران صاحب۔ کسی روز چیف آپ کو گولی مارنے کا حکم دے دے گا اور ہمیں مجبوراً اس کے حکم کی تعمیل کرنا پڑے گی اس لئے آپ چیف کو اس قدر زچہ کیا کریں..... نعمانی نے رسیور رکھ کر کہا۔

" ارے۔ ارے۔ کیا مطلب۔ کیا تم واقعی چیف کے حکم پر مجھے گولی مار دو گے..... عمران نے ایسے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے اسے نعمانی کی بات پر یقین ہی نہ رہا ہو۔

" آپ اپنی بات کر رہے ہیں۔ اگر چیف حکم دے دے تو میں اپنے آپ کو گولی ماروں تو میں ایسا لازماً کر گزروں گا..... نعمانی نے کہا تو عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑیں جیسے وہ انتہائی حیرت میں مبتلا ہو۔

" حیرت ہے۔ اس قدر تابعداری۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اسے ہی ذہنی غلامی کہتے ہیں..... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔
" اب مجھے اجازت دیں..... نعمانی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے بیٹھو۔ سلیمان آجائے تو تمہیں چائے بنا کر دے گا۔ " عمران نے کہا۔

اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان واپس آگیا اور عمران کے کہنے پر اس نے جانے کی پیالی بنا کر عمران کے سامنے رکھ دی اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔ عمران رسالہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ جانے بیٹا رہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے رسالہ ختم کر کے اسے میز پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"علی عمران بول رہا ہوں" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
 "ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ میں نے مضمون کر لیا ہے۔ ہمارے مطلوبہ دونوں افراد جن کے نام ڈیرک اور الزبتھ ہیں وہ ہارڈ کلب کے مینجر ناکوس کے ساتھ ایئر پورٹ آئے تھے۔ وہ خود انہیں ایئر پورٹ پر چھوڑ کر واپس گیا ہے اور میں نے ہارڈ کلب سے بھی معلوم کر لیا ہے۔ یہ لوگ گزشتہ کئی روز سے ہارڈ کلب میں ہی رہائش پذیر تھے اور ناکوس کی خصوصی کاران کے استعمال میں رہی ہے اور اس دوران یہ دونوں ناکوس کے ساتھ دارالحکومت سے باہر بھی گئے تھے اور کئی گھنٹوں بعد ان کی واپسی ہوئی تھی اور اس کے بعد ناکوس نے ان کے لئے الیکٹریسیا کی فلائٹ پر بلیک کرائی"..... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس ناکوس کو اخوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا سکتے ہو"..... عمران نے کہا۔
 "نہیں باس۔ اس کے آفس کا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اور

لازمًا یا تو اسے فون کریں گے یا پھر خود جا کر رپورٹ دیں گے۔ اصل مشن یہاں مکمل ہوا ہے اس لئے ہمیں یہاں تیز رفتاری سے کام کرنا ہے"..... عمران نے کہا۔

"یہاں کیسے کام ہوگا"..... بلیک زیرو نے کہا۔
 "یہ دونوں اسی ہوٹل کی کار میں ایئر پورٹ گئے ہوں گے جہاں یہ رہائش پذیر ہوں گے۔ میں ٹائیگر کو ان کے چلیے بتا کر ایئر پورٹ بھیجتا ہوں۔ وہ وہاں سے ان کے نام بھی معلوم کر لے گا اور ان کی رہائش کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لے گا۔ اس کے بعد ہی بات آگے بڑھے گی"..... عمران نے کہا۔

"نیم کی ڈیوٹی نہ لگا دوں کہ وہ تمام ہوٹلوں میں چیکنگ کریں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ ٹائیگر ایسے محاطات میں بے حد تیز ہے۔ وہ بہت جلد اصل جگہ تک پہنچ جائے گا۔ تم فارن ایجنٹس سے رپورٹ لے کر مجھے فون کرنا"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کرپل پر رکھا اور اٹھ کر الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر اس نے ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ ٹائیگر سے رابطہ ہونے پر اس نے ٹائیگر کو دونوں چلیے بتا کر اسے تفصیل سے ہدایات دیں اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ ٹائیگر جلد از جلد معلومات حاصل کر لے گا اس لئے اس نے اطمینان بھرے انداز میں سانسٹی رسالہ دوبارہ اٹھایا اور

کر کار روک دی۔

”کار ہے تمہارے پاس“..... عمران نے کہا۔

”ییس باس۔ میں نے اسے پبلک پارکنگ میں پارک کر دیا

ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”بیٹھو“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سائیک کا دروازہ کھول کر

فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر

بعد ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کی طرف اشارہ کر کے ٹائیگر نے

بتایا کہ یہی ناکوس کی رہائش گاہ ہے تو عمران نے کار کچھ آگے لے جا

کر ایک سائیک پر روک دی اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن چھنی

نال والا پسل نکال کر اس نے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

”سائیک سے اندر بے ہوش کر دینے والے کیپسول فائر کرنا اور پھر

عقبی طرف سے اندر داخل ہو کر گیٹ کھول دو“..... عمران نے کہا

تو ٹائیگر نے اشارت میں سر ملادیا اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ تیز قدم

اٹھاتا کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران کار میں ہی بیٹھا رہا۔ تھوڑی

دیر بعد اسے عقب نما آئینے میں کوٹھی کا پچانک کھلتا دکھائی دیا تو اس

نے کار بیک کی اور پھر وہ اسے کوٹھی کے اندر لے گیا۔ پورچ میں

ایک کار چپلے سے موجود تھی۔ عمران نے اس کے ساتھ ہی اپنی کار

روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ چونکہ جو گیس فائر کی گئی تھی

وہ انتہائی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ جلد ہی غائب بھی ہو جاتی تھی

اور اس وقت فضا میں اس گیس کے معمولی سے اثرات بھی محسوس

وہاں ہر طرف اس کے غنڈے پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجھے وہیں

آفس میں ہی اس سے بات چیت کرنا پڑے گی“..... ٹائیگر نے

جواب دیا۔

”اس کی رہائش گاہ کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”رہائش گاہ تو معلوم کرنا پڑے گی“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو معلوم کر کے مجھے بتاؤ اور یہ بھی معلوم کرو کہ اس کی رہائش

گاہ پر کتنے افراد ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ییس باس“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ

دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہی ٹائیگر کا دوبارہ فون آگیا۔

”باس۔ ناکوس کی رہائش گاہ رابرٹ روڈ پر ہے اور اتفاق سے وہ

ابھی گلب سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر گیا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ

صرف دو ملازم رہتے ہیں کیونکہ اس کا زیادہ تر وقت گلب میں ہی

گزرتا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو“..... عمران نے کہا۔

”رابرٹ روڈ پر واقع انٹرنیشنل پلازہ کے نیچے موجود پبلک فون

بوٹھ سے بات کر رہا ہوں“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم وہیں روکو۔ میں آ رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے

رابرٹ روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے انٹرنیشنل پلازہ کے

سائمنے ٹائیگر کھڑا دور سے ہی نظر آگیا تو عمران نے اس کے قریب جا

نہ ہو رہے تھے۔ ٹائیگر گیٹ بند کر کے پورچ میں آگیا اور پھر وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ وہاں ایک بستر پر ایک عورت اور ایک مرد موجود تھا۔ وہ دونوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"اس عورت کو اٹھا کر کسی اور کمرے میں ڈال آؤ۔ میں اس دوران کو بھی کو جیک کر لوں"..... عمران نے فوراً ہی کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ ایک ملازم کچن میں بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا ملازم نیچے تہ خانے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ شاید وہ اس وقت کسی کام سے تہ خانے میں گیا ہو گا۔ عمران کو تہ خانے سے ہی رسی کا ایک بنڈل بھی مل گیا تو وہ اسے اٹھا کر واپس اس کمرے میں آیا جہاں وہ ٹائیگر کو چھوڑ گیا تھا۔ ٹائیگر اس دوران اس عورت کو نہ صرف وہاں سے لے جا چکا تھا بلکہ اس نے اس آدمی کو بستر سے اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا تھا اور وہ خود بھی وہیں موجود تھا۔

"یہی ہے ناکوس"..... عمران نے کہا۔

"یہی ہاں"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ لوری۔ اسے باندھ دو"..... عمران نے رسی کا بنڈل ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود وہ سامنے موجود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے ناکوس کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ اچھی

طرح باندھ دیا۔

"اب ہاتھ روم سے پانی لاؤ اور اس کے حلق میں ڈپکا دو۔ یہ ہوش میں آجائے گا"..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھتا ہوا ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ڈبے میں پانی بھر کر لے آیا اور پھر اس نے ناکوس کا سر اونچا کیا اور ایک ہاتھ سے اس نے اس کے جڑے پھینچے اور پھر منہ کھلنے پر اس نے چند قطرے پانی کے اس کے حلق میں ڈپکا دیئے۔

"بس کافی ہے"..... عمران نے کہا تو ٹائیگر ڈبہ اٹھائے واپس ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ناکوس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں تو وہ نیم غنودگی کے عالم میں چند لمحے رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم۔ تم کون ہو۔ اور یہ کیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے۔ مارگرٹ کہاں ہے"..... ناکوس نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام ناکوس ہے اور تم ہارڈ کلب کے مالک اور مینجر ہو۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ تو میری رہائش گاہ کا بیڑہ روم ہے۔ سب کیا ہے..... ناکوس نے انتہائی گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس ایکریمیا کے دو ایجنٹ جن کے اصل نام تو راس اور ڈیری تھے لیکن نئے میک اپ میں انہوں نے اپنے نام ڈیرک اور الزبتھ رکھ لئے تھے، وہ کافرستان سے آئے اور تمہارے کلب میں رہے انہوں نے یہاں کوئی مشن مکمل کیا اور پھر تم خود انہیں ایرپورٹ چھوڑ آئے تھے....." عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔ میرا کسی ایجنٹ سے کیا تعلق۔ میں تو کسی ڈیرک اور الزبتھ کو جانتا ہی نہیں....." ناکوس نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ اب حیات کے پہلے جھٹکے سے باہر آچکا تھا اس لئے اس کا چہرہ اب پوری حزن سمجھاتا ہوا تھا۔

"تم ایکریمین خود ہو....." عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اب میں پاکیشیا کا شہری ہوں....." ناکوس نے جواب دیا۔

"کتنے عرصے سے یہاں ہو....." عمران نے پوچھا۔

"آٹھ سالوں سے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو اور سنو۔ مجھے چھوڑ دو ورنہ تم نہیں جانتے میرے آدمی تمہیں قبر تک نہ چھوڑیں گے۔" ناکوس نے اب باقاعدہ دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔

"اسے جانتے ہو....." عمران نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے مائیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا اسے اور نہ تمہیں۔ کون ہو تم۔" ناکوس نے جواب دیا۔

"باس۔ یہ صرف مقامی سطح پر غنڈہ گردی اور قتل و غارت کا وحنہ کرتا ہے اور کراتا ہے اور ہارڈ کلب انتہائی تھڑکلاس غنڈوں کا مسکن ہے اس لئے میں وہاں نہیں جایا کرتا....." مائیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر اسے نبھاؤ کہ یہ سچ بتا دے....." عمران نے کہا۔

"میں باس....." مائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیرہ دھار خنجر نکالا اور ناکوس کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ....." ناکوس نے اسے جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بولو۔ کون سا مشن مکمل کر لیا ہے تم نے ان ایکریمین ہجمنٹوں سے۔ بولو....." مائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ مائیگر نے پہلا وار اس کی گردن پر کیا تھا اور خنجر نے کوس کی گردن پر خاصا گہرا زخم ڈال دیا تھا لیکن یہ زخم اس انداز کا تھا کہ صرف جلد میں کٹ گیا تھا۔ کوئی رگ نہیں کٹی تھی اس لئے صرف زخم میں سے خون رس

رہا تھا لیکن گردن پر ایک ہی وار نے ناکوس کو انتہائی ہراساں کر دیا تھا۔ شاید اس نے یہی سمجھا تھا کہ اس کی شہ رگ کٹ گئی ہے۔ اس کا چہرہ بکھٹ موت کے خوف سے زرو پڑ گیا تھا۔

”بولو۔ ورنہ“..... نائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار ناکوس کی گردن پر پھیلے سے لمبا سا کٹ لگ۔ ناکوس کا جسم بری طرح کانپنے لگ گیا اور اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

”بولو۔ ورنہ“..... نائیگر نے خراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ۔ ساتیس دان کو ہلاک کرنا تھا۔ وہ انہوں نے کر دیا۔“..... ناکوس نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”ساتیس دان۔ کون ساتیس دان۔ تفصیل بتاؤ۔“..... عمران نے انتہائی سرو لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ جہانگیر آباد میں رہتا تھا۔ اس کا نام سلطان عالم تھا۔ وہ ساتیس دان تھا۔ اکیڑہ بیا سے ان کے پاس نارسن نے مجھے فون کر کے کہا کہ میں نارسن کے دو بھجنوں کے لئے کام کروں تو میں نے وعدہ کر لیا۔ پھر یہ دونوں میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ انہیں ایک ساتیس دان کی تلاش ہے جو جہانگیر آباد میں رہتا ہے لیکن وہاں کوئی اسے نہیں جانتا۔ اب یہ اتفاق تھا کہ اس ساتیس دان کا نام میں نے سنا ہوا تھا۔ میرے کلب میں ایک سپر وائزر کام کرتا تھا۔ وہ جہانگیر آباد کا رہنے والا تھا اور اس نے اپنی سروس کے لئے

بطور شاخت اور ضمانت ڈاکٹر سلطان عالم کا نام لکھوایا تھا اور میرے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ یہ ساتیس دان ہے اور وہ اکیڑہ بیا سے چکا ہے اور ابھی چند ہفتے پہلے وہاں سے آیا ہے اور اس کا قریبی رشتہ دار ہے اور اس نے جہانگیر آباد میں ساتیس کا کام شروع کیا ہے۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس ساتیس دان سے شاختی رقعہ بھی لے دیا۔ یہ بات میرے ذہن میں تھی کیونکہ ایسا آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ کلب میں ملازمت کے لئے کسی بڑے ساتیس دان کا نام استعمال کیا گیا ہو اور اس نے رقعہ بھی دیا ہو۔ سناچہ یہ بات میرے ذہن میں رہی تھی۔ جب ڈرک نے ساتیس دان سلطان عالم کا نام لیا تو میں نے ساری بات انہیں بتا دی۔ ان کے کہنے پر سپر وائزر کو بلایا گیا۔ اس نے بتایا کہ سلطان عالم نے ایک بارغ کے کونے میں موجود دوران حویلی کے نیچے تہہ خانوں میں اپنی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور وہاں وہ اکیلا رہتا ہے اور سوائے چند لوگوں کے اور کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے اور اسے بھی اس نے منہ کر رکھا ہے۔ اس کے بعد میں اس سپر وائزر کو اور ڈرک اور انترجھ کو ساتھ لے کر کار میں جہانگیر آباد گیا۔ ہم نے اس حویلی میں جا کر ان تہہ خانوں کو تلاش کر لیا اور پھر سپر وائزر کی وجہ سے سلطان عالم نے مین دروازہ کھول دیا اور ان دونوں بھجنوں نے سلطان عالم کو پکڑا اور اسے باندھ کر اس پر تشدد کر کے معلوم کیا کہ جس فارمولے پر وہ کام کر رہا ہے وہ کہاں ہے۔ پھر انہوں نے وہ فارمولا نکال کر اسے جلا دیا۔

اس کے بعد انہوں نے اس سلطان عالم کو گولی مار کر ہلاک کر دیا اور سپردائز کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور اس کی لیبارٹری میں موجود تمام مشینری کو توڑ پھوڑ کر ناکارہ کر دیا گیا اور اس کے بعد ہم لیبارٹری کا دروازہ بند کر کے خاموشی سے واپس آگئے۔ آج صبح کی فلائٹ سے وہ دونوں ایجنٹ واپس ایکریجیا چلے گئے ہیں۔..... ناکوس جب بولنے پر آیا تو پھر وہ خود ہی مسلسل بولتا چلا گیا۔ عمران نے اس سے حویلی اور باغ وغیرہ کی ساری سچوٹیشن معلوم کر لی۔

”اسے ختم کر دو“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے خنجر اس کے سینے میں اتار دیا۔ ناکوس کے حلق سے ادھوری سی جھنجھکی اور پھر اس نے جتد لٹے تڑپنے کے بعد دم توڑ دیا۔

”اس کی رسیاں کاٹ دو اور پھر اسے اٹھا کر بستر پر ڈال دو“۔

عمران نے کہا تو ٹائیگر نے خنجر نکال کر اسے ناکوس کے لباس سے صاف کیا اور پھر اس خنجر کی مدد سے رسیاں کاٹ دیں اور پھر ناکوس کی لاش کو اٹھا کر اس نے بستر پر ڈال دیا۔

”آؤ اب چلیں۔ ہم نے اب سیدھا جہانگیر آباد جانا ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ اپنی کار کو کوٹھی سے باہر لے آیا۔ ٹائیگر نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ آکر عمران کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھادی۔

Raza

مارسن آفس ٹیبل کے پیچھے رکھی اپنی ریوالونگ جیجر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنا سر کرسی کی اوپنی پشت کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر اٹھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کہ کمرے کا دروازہ کھٹکنے کی آواز سنائی دی تو مارسن سیدھا ہو گیا۔ کمرے میں راسن اور اس کے پیچھے ڈیزی اندر داخل ہو رہی تھی۔

”آؤ بیٹھو“..... مارسن نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”ڈیزی کیا تم واقعی راسن سے شادی کرنے کا بخشتہ ارادہ کر چکی ہو“..... مارسن نے ڈیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہی بس۔ راسن اور میرے درمیان پاکیشیا اور کافرستان کے دورے کے دوران ایسی انڈر سٹینڈنگ ہو گئی ہے کہ ہم دونوں نے شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔“..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن راسن۔ تم تو شادی کرنے کے ہی خلاف تھے“..... نارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ڈیزی بے حد عمدہ خاتون ہے اس لئے میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے“..... راسن نے کہا تو نارسن بے اختیار ہنس پڑا۔
”تو پھر کب شادی کر رہے ہو“..... نارسن نے کہا۔

”آئندہ سٹوے باس۔ لیکن آپ نے آئندہ سٹوے سے جیلے ڈیزی کو رائونگ سٹار سے نارسن شفٹ کرانا ہے تاکہ ہم مشن پر اگلے کام کر سکیں“..... راسن نے کہا۔

”یہ کام ہو چکا ہے۔ میں نے رائونگ سٹار کے چیف سے کہہ کر ڈیزی کو نارسن میں شفٹ کرایا ہے۔ اب یہ نارسن کی ممبر ہے۔“ نارسن نے کہا۔

”میں آپ کی شکر گزار ہوں باس“..... ڈیزی نے کہا۔
”لیکن تمہیں شادی کے بعد اب کافی عرصہ ڈیگوشیا جہرے پر گزارنا پڑے گا“..... نارسن نے کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”وہ کیوں باس۔ کیا ہوا ہے“..... راسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم دونوں نے جو مشن پاکیشیا میں مکمل کیا ہے اس کے بارے میں ڈیزی کے دوست عمران کو تمام تفصیلات مل چکی ہیں اور یقیناً یہ تو وہ اس سائنس دان کا انتقام تم سے لینے یہاں ولنکٹن آئے گا

دوسری صورت میں اگر اسے لارج دیوسنٹر کے بارے میں تفصیلات مل گئیں تو پھر وہ ڈیگوشیا جہرے پر لارج دیوسنٹر کو تباہ کرنے پہنچے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم دونوں وہیں چلے جاؤ تاکہ وہ یہاں آئے تو ناکام ہو جائے اور اگر ڈیگوشیا پہنچے تو تم اسے ختم کر سکو“۔ نارسن نے کہا۔

”آپ کو کیسے اطلاع ملی باس کہ عمران ہم تک پہنچ گیا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ہم کافرستان گئے اور نئے میک اپ اور کاغذات کے ساتھ واپس پاکیشیا پہنچے اور پھر ہم ہارڈ کلب میں رہے۔ ہارڈ کلب کا ناکوس تحرڈ کلاس غنڈہ ہے۔ وہ تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ ہماری خوش قسمتی سے اس کا ایک آدمی اس سائنس دان کو جانتا تھا اور اس طرح ہم وہاں پہنچے اور مشن مکمل کر کے اطمینان سے واپس آ گئے۔ اس صورت میں عمران کو کیسے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مشن ہم نے مکمل کیا ہے“..... راسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران ہے ہی ایسا آدمی۔ اسے ایسی ایسی معلومات مل جاتی ہیں جن کا کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا“..... ڈیزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے جیلے سے خطرہ تھا کہ اگر جہارے مشن کے بارے میں عمران کو یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو گیا تو معاملات بہت

انتقامی کارروائی کے لئے ڈیگوشیا پہنچ کر اس لارج ویو سنٹر کو ہی تباہ کر دے یا پھر وہاں پہنچ کر وہ سلطان عالم کی موت کا بدلہ لینے کے لئے تم دونوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے۔" نارسن نے کہا۔

"باس۔ اسے بہر حال یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ واردات راسن اور ڈیوی نے کی ہے کیونکہ ناکوس کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اصل میں کون ہیں اور جہاں تک ڈیرک اور الزبتھ کا تعلق ہے وہ انہیں بے شک ڈھونڈتا رہے۔" راسن نے کہا۔

"تم عمران کے شاطرا نہ ذہن کو نہیں جانتے۔ وہ انتہائی شاطر ذہن کا آدمی ہے۔ اس نے ایک لمحے میں دو جمع دو چار کر کے اصل بات معلوم کر لی ہے۔ اب دیکھو کہ اسی روز وہ اصل مقام اور اصل آدمی تک پہنچ گیا حالانکہ بظاہر اسے اس کا علم تک نہیں ہو سکتا تھا۔" نارسن نے کہا۔

"تو پھر باس۔ اسے یہاں آنے دیں ہم اس سے خود ہی نمٹ لیں گے اور اگر وہ ڈیگوشیا پہنچا تو پھر ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ لاکھ شاطر اور عیار ہے لیکن بہر حال باقی کے منہ سے گنا چھیننا ناممکن ہے۔ راسن اس کی موت تو بن سکتا ہے لیکن وہ راسن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" راسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے چھاری مرضی۔ بہر حال میرے آدمی وہاں کام کر رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ حرکت میں آیا مجھے اطلاع مل جائے گی۔" نارسن نے جواب دیا۔

غراب ہو جائیں گے اس لئے میں نے پاکیشیا میں جتد خاص مہجنٹوں کو اس مشن پر لگادیا کہ وہ اس معاملے میں خاص طور پر نظر رکھیں۔ ان میں سے دو ایجنٹ اس ہارڈ کلب کے ناکوس کی نگرانی کر رہے تھے جبکہ دو جہانگیر آباد میں اس باغ کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے اطلاع دی ہے کہ جس روز تم دونوں پاکیشیا سے اکیرمیا پہنچے ہو اسی روز ناکوس کی لاش اس کے بیڈ روم سے ملی ہے اور ان مہجنٹوں نے جب اس کی رہائش گاہ پر جا کر ارد گرد کے لوگوں سے معلومات حاصل کیں تو انہیں بتایا گیا کہ عمران اور اس کے ایک ساتھی کو کار میں اس ناکوس کی رہائش گاہ سے نکلے دیکھا گیا ہے۔ وہاں کئی ہوائی رسیاں بھی ملی ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی نے ناکوس کو اس کی رہائش گاہ پر بے ہوش کر کے چپلے رسیوں سے باندھا اور اس سے پوچھ گچھ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔

ادھر جہانگیر آباد میں باغ کی نگرانی کرنے والوں نے بھی رپورٹ دی ہے کہ وہاں اسی روز چنانک عمران ایک آدمی کے ساتھ پہنچا اور پھر ان دونوں نے لیبارٹری کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد سنٹرل انٹیلی جنس کی گاڑیاں وہاں پہنچ گئیں۔ ان رپورٹوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عمران نے یقیناً ناکوس سے جہازے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر وہ اس سائیس دان کی لاش تک پہنچ گیا اور عمران چونکہ سائیس دان بھی ہے اس لئے لامحالہ اس نے یہ معلوم کر لیا ہو گا کہ سلطان عالم کس فارمولے پر کام کر رہا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ

"باس۔ ایک بات میں کہنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو..... ڈیزی نے کہا تو نارسن اور راسن دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سی بات۔ کھل کر بات کرو۔ اب تم ہمارے سیکشن کی ممبر ہو..... نارسن نے کہا۔

"باس۔ اگر عمران کو راسن کے بارے میں معلومات حاصل ہو چکی ہیں یا ہو جائیں گی تو وہ آپ کے بارے میں بھی جان جائے گا۔ اس لئے آپ کو بھی محتاط رہنا ہو گا..... ڈیزی نے کہا تو نارسن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم فکر مت کرو۔ وہ چاہے جس قدر بھی کوشش کر لے مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے ایسے انتقامات پہلے ہی کر رکھے ہیں۔" نارسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں بھی بس یہی چاہتی تھی کہ آپ محتاط رہیں۔ جہاں تک عمران کا تعلق ہے راسن اور میں اس کے لئے کافی ہیں۔ اب تک میں نے اسے دوست کے طور پر ٹریٹ کیا ہے لیکن اب اگر وہ دشمن کے روپ میں آیا تو پھر ڈیزی کے ہاتھ سے بچ کر نہیں جاسکتا..... ڈیزی نے کہا تو راسن کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوکے۔ مجھے بھی کوئی مزید اطلاع ملی تو میں تمہیں بتا دوں گا....." نارسن نے کہا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتیاطاً اٹھ کھڑا ہوا۔

"جینٹل....." عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کچھ معلوم ہوا عمران صاحب کہ ڈاکٹر سلطان عالم کس فارمولے پر کام کر رہا تھا....." بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ سردارو نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ڈاکٹر سلطان عالم ایکریمیائی ایک لیبارٹری میں طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے۔ اس لیبارٹری میں ایک ایسے انتہائی میزائل سسٹم پر کام ہوتا رہا ہے۔ جسے لارج ویو سسٹم کہا جاتا ہے۔ دنیا کا تیز ترین سٹار میزائل عام دفاعی نظام کے تحت تباہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے اسے آج تک ناقابل تسخیر میزائل سمجھا جاتا تھا اور ان دنوں ہر ملک سٹار میزائل

حاصل کرنے میں دن رات کوشاں ہے۔ پہلے جہل تو ایکری میا نے اسے ہر صورت میں غفیر رکھا لیکن پھر اس کی نینکا لوچی ایکری میا سے چوری ہو کر پہلے کارمن پنچنی اور پھر کارمن سے شوگران اور دوسری سپر پاور ڈیمک پہنچ گئی اور اب تقریباً ہر بڑے ملک نے سٹار میزائل تیار کرنے شروع کر دیئے ہیں حتیٰ کہ پاکیشیا بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے اور کافرستان تو اس سلسلے میں کافی آگے بڑھ چکا ہے اور وہ چھوٹے جیسے پر سٹار میزائل پر تجربہ بھی کر چکا ہے۔ لارج دیو سسٹم اس سٹار میزائل کا اپنی سسٹم ہے اور اگر یہ سسٹم سامنے آجائے تو پھر سٹار میزائل بھی اس دوڑ سے نکل جائے گا۔ ستانچہ ایکری میا نے بھی اس پر کام کیا اور ڈاکٹر سلطان عالم اس لیبارٹری میں کام کرتے رہے اور جب اس پر نوے فیصد کام مکمل ہو گیا تو ڈاکٹر سلطان عالم اس فارمولے سمیت وہاں سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچ گئے اور انہوں نے یہاں خفیہ طور پر حکومت سے مذاکرات کئے۔ حکومت نے اس میں گہری دلچسپی لی تاکہ لارج دیو سسٹم تیار کر کے پاکیشیا میں نصب کر دیا جائے تو کافرستان کے حملوں سے بخوبی دفاع کیا جاسکتا ہے لیکن ابھی اس پر کام ہونا باقی تھا اور ایکری میا نے ایجنٹ ڈاکٹر سلطان عالم کو تلاش کر رہے تھے اس نے ڈاکٹر سلطان عالم نے حکومت کی رضامندی سے جہانگیر آباد میں اپنی ملکیتی اراضی پر ایک پرانی حویلی کے تہہ خانوں کو لیبارٹری کی شکل دی اور وہاں کام میں مصروف ہو گیا۔ ادھر حکومت نے اس سسٹم کو تیار کرنے کے لئے حکومت

شوگران سے معاہدہ کر لیا اور حکومت شوگران بھی اس میں گہری دلچسپی رکھتی تھی اس لئے وہ بھی اس پر سرمایہ کاری کرنے اور خصوصی مشینری مہیا کرنے پر رضامند ہو گئی۔ لیکن اب ہوا یہ کہ راسن اور ڈیزی دونوں نے ہارڈ کلب کے منیجر ناگوس کی مدد سے ڈاکٹر سلطان عالم کو تلاش کر کے انہیں ہلاک کر دیا۔ ان کا فارمولا اور اس کے تمام اخذات جلا دیئے اور لیبارٹری کے تمام کمیونٹیز اور مشینری کو تباہ کر دیا گیا تاکہ لارج دیو سسٹم کا فارمولا بھی پاکیشیا کے کام نہ آ سکے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا پڑے گا جہاں ڈاکٹر سلطان عالم کام کرتے رہے تھے تاکہ وہاں سے فارمولا اڑایا جاسکے۔“ بلیک زبرو نے کہا۔

”وہ لیبارٹری ختم ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر سلطان عالم کے بعد کچھ عرصہ اس فارمولے پر کام ہوا اور پھر جب وہ مکمل ہو گیا تو پھر ٹریس بند کر دی گئی اور اس فارمولے کے مطابق ایکری میا میں لارج دیو سسٹم تیار ہو کر مختلف سپاہیں پر نصب ہونا شروع ہو گئے اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اب ڈیگوشیا جہیز پر بھی لارج دیو سسٹم تیار کیا جا رہا ہے تاکہ اسرائیل کو سٹار میزائل سے بچایا جاسکے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ بلیک زبرو نے کہا۔
”لارج دیو سسٹم کا فارمولا تو ہمیں بہر حال چاہئے تاکہ ہم

”جو سائنس دان ڈیگوشیا میں کام کر رہے ہوں گے، انہیں بہر حال اس فارمولے کا علم ہوگا.....“ بلیک زیرونے کہا۔

”فارمولے پر سائنس دان کام کرتے ہیں جبکہ اس سسٹم کو حیار کرنے والے انجینئرز ہوتے ہیں اور وہاں سائنس دان بھی ضرور کام کرتے ہیں لیکن ان کے پاس بنیادی فارمولا نہیں ہوتا بلکہ صرف ورکنگ پوائنٹس ہوتے ہیں اور صرف ورکنگ پوائنٹس پر اصل فارمولا حیار نہیں کیا جاسکتا.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر پہلے اس فارمولے کا سراغ لگایا جائے کہ وہ کہاں موجود ہو سکتا ہے اور پھر وہاں سے اسے حاصل کیا جائے.....“ بلیک زیرونے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”وہ سرخ ڈائری مجھے دو.....“ عمران نے جلد لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو بلیک زیرونے میز کی دراز سے سرخ کور والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔ عمران کافی ڈیرنگ ڈائری کا مطالعہ کرتا رہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہجے ایکریمین تھا اس نے بلیک زیرونے سمجھ گیا کہ عمران نے ایکریمین کے کسی شہر کی انکوائری سے رابطہ کیا ہے۔“

”فاسٹ فوڈ انٹرنیشنل کلب کا نمبر دیں.....“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

کافرستان کے سٹار میزائل سے اپنے ملک کا دفاع کر سکیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اسے حاصل کہاں سے کیا جائے۔ ڈاکٹر سلطان عالم کا فارمولا تو اسن اور ڈیڑی نے جلا کر راکھ کر دیا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”ڈیگوشیا جہیز پر اگر اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے تو وہاں سے اسے حاصل کیا جاسکتا ہے.....“ بلیک زیرونے کہا۔

”وہاں اس کی مشینری نصب ہو رہی ہوگی۔ فارمولا تو وہاں موجود نہیں ہوگا۔ فارمولا تو یقیناً کسی سٹور میں ہوگا.....“ عمران نے کہا تو بلیک زیرونے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اس سٹور کے پاس بھی تو ہو سکتا ہے.....“ بلیک زیرونے کہا۔

”نہیں۔ وہ تو ایک عام سی ہجنسی ہے۔ ایسے فارمولے عام سی ہجنسیوں کے پاس نہیں رکھے جاتے۔ انہیں تو کسی ایسے سٹور میں رکھا جاتا ہے جہاں سے اسے کوئی حاصل نہ کر سکے اور اکیریمین یقیناً ایک نہیں ایسے سینکڑوں سٹور ہوں گے۔ اب ہم کہاں کہاں اسے تلاش کرتے رہیں گے.....“ عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر سلطان عالم نے اس فارمولے کی کوئی دوسری کاپی کہیں چھپا رکھی ہو.....“ بلیک زیرونے کہا۔

”میں پہلے ہی اس آئیڈیے پر کام کر چکا ہوں لیکن ایسی کوئی کاپی نہیں مل سکی.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فاسٹ فوڈ انٹرنیشنل کلب رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ہاک سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ " عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ ہاک بول رہا ہوں چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ کی آواز سنی ہے۔ " دوسری طرف سے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" میں نے تو اس لئے فون نہیں کیا تھا کہ فاسٹ فوڈ اور وہ بھی انٹرنیشنل۔ میں تو غریب آدمی ہوں عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہاک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" جتنے آپ غریب ہیں کاش اتنا غریب میں ہو سکتا ہاک نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اللہ جہاری دعا قبول کرے۔ آمین عمران نے بڑے خشوع خشوع سے پر لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ہاک ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" عمران صاحب۔ میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے کم از کم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کیا کریں ہاک نے ہنستے ہوئے کہا۔

" پہلے سے بنے ہوئے کو کون دوبارہ احمق بنانے کی کوشش کرنے گا۔ بہر حال ایک بات بتاؤ۔ کیا ڈنگوشیا میں بھی جہاز کوئی سیٹ اپ ہے عمران نے کہا۔

" ڈنگوشیا آئی لینڈ کی بات کر رہے ہیں آپ دوسری طرف سے چونک پر پوچھا گیا۔

" ہاں عمران نے جواب دیا۔

" کس قسم کا سیٹ اپ۔ ذرا کھل کر بات کریں ہاک نے کہا۔

" وہاں ان دنوں ایک نیا سسٹم نصب کیا جا رہا ہے جسے لارج ویو سسٹم کہا جاتا ہے۔ یہ سسٹم دنیا کے تیز ترین رفتار کے سٹار میٹائل کا اینٹی سسٹم ہے عمران نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ ایسا ہو رہا ہے لیکن آپ کیا چاہتے ہیں ہاک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے ان تخصیبات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے اس کا فارمولا چاہیے کیونکہ ہمارے ملک کے ایک سائنس دان نے اس فارمولے پر پاکیشیا میں کام شروع کیا تھا لیکن نارن کے سبب انہوں نے اسے جہاں پاکیشیا میں ہلاک کر دیا اور فارمولا جلادیا ہے عمران نے

کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ فارمولا کیسے ٹریس ہو سکتا ہے۔ وہاں کام کرنے والوں کو اصل فارمولا کے متعلق تو معلوم نہیں ہو گا۔" ہاک نے کہا۔

"یہی بات تم نے معلوم کرنی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر تم چاہو تو آسانی سے ٹریس کر سکتے ہو۔ معاوضہ تمہیں جہاری مرضی کا مل سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"آپ چار پانچ روز تک پھر فون کریں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔" ہاک نے کہا۔

"چار پانچ روز تک۔ دو تین گھنٹوں کی بات کرو ہاک۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"اس صورت میں معاوضہ دوگنا ہو جائے گا کیونکہ فوری معلومات کے لئے ادائیگی ذیل کرنا پڑتی ہے۔" ہاک نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ دوگنا معاوضہ مجھے منظور ہے لیکن کام جلد از جلد اور حتیٰ ہونا چاہئے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لیں اور معاوضہ دس لاکھ ڈالر بھی منجوا دیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر بتا دو۔" عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر بتا دیا گیا جسے ہاک نے زبردستی لکھ لیا۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ معاوضہ فارن ایجنٹ سے کہہ کر اس اکاؤنٹ میں منتقل کر دینا۔" عمران نے کہا تو ہلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ ہاک کون ہے۔ پہلی بار آپ کی اس سے میرے سامنے بات ہوئی ہے لیکن لگتا ہے کہ جیسے یہ آپ کا بہت پرانا واقف کار ہو۔" ہلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاک ہلیک۔" جنسی کا ایجنٹ رہا ہے اس سے اس سے پرانی دوستی ہے۔ کئی بار ہم نے اکٹھے بھی کام کیا ہے۔ چار پانچ سال قبل ہاک ایک روڈ ایجنسیٹ میں ایک ٹانگ سے محروم ہو گیا تو اسے ریشائر کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے بظاہر تو فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ کھول لیا لیکن درپردہ اس کا کام معلومات فروخت کرنا ہے اور ہاک کے تعلقات چونکہ امریکہ کے ایسے شعبوں سے انتہائی گہرے رہے ہیں اور یہ شخص خرچ کرنے میں بے حد فیاض واقع ہوا ہے اس لئے یہ ایسی معلومات تک بھی پہنچ جاتا ہے جہاں تک دوسرے لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ چونکہ اس بار ہمیں انتہائی بڑے شعبے کے بارے میں معلومات چاہئیں تھیں اس لئے میں نے ہاک کا انتخاب کیا ہے۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ امریکی مفادات کے خلاف کام کرے گا۔" ہلیک نے کہا۔

"امریکیا میں دولت کو سب سے بڑا مفاد سمجھا جاتا ہے۔ وہ لوگ

آدی ہیں کہ وہ اپنی گردن تو اپنے ہاتھوں سے کاٹ سکتے ہیں لیکن کوئی بات مرضی کے خلاف نہیں بتا سکتے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ تم نے یہ معلوم کرنا تھا کہ ڈیگوشیا میں لارج ویو سسٹم نصب ہو رہا ہے۔ اس کا اصل فارمولا کہاں ہے۔ وہ قاہرہ ہے اس سپیشل ایس وی سنور میں نہیں ہو سکتا کیونکہ سپیشل ایس وی سنور کے بارے میں مجھے بھی معلوم ہے کہ جہاں ایسے فارمولے رکھے جاتے ہیں جن کو دوبارہ باہر نکلنے کی ضرورت نہ ہو۔..... عمران نے کہا۔

"آپ سے کوئی بات چھپانا ناممکن ہے عمران صاحب۔ میں نے تو سوچا تھا کہ ایکریمیا کا کچھ بھرم رہ جائے گا۔ بہر حال ڈیگوشیا کے بارے میں بھی میل نے معلومات حاصل کی ہیں اور مجھے فوری طور پر جو اطلاعات مل سکی ہیں ان کے مطابق وہاں فارمولا موجود نہیں ہے۔ البتہ پراجیکٹ کے انچارج ڈاکٹر ولسن جب چاہیں اصل فارمولا ڈیگوشیا منگوا سکتے ہیں۔..... ہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ڈاکٹر ولسن کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں؟..... عمران نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ اطلاع اس کے لئے اہتائی اہم تھی کہ ڈاکٹر ولسن فارمولا منگوا سکتا ہے۔

"ڈاکٹر ولسن بنیادی طور پر سائنس دان ہے۔ اسے پراجیکٹ کا انچارج بنایا گیا ہے تاکہ وہ اس پورے پراجیکٹ کو اپنی نگرانی میں مکمل کرائے کیونکہ یہ پراجیکٹ اہتائی نازک ہے۔ معمولی سی کمی

اس قدر مادہ پسند ہو چکے ہیں کہ اب کسی قسم کی اخلاقیات کی ان کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رہی۔ ویسے بھی ایکریمیا میں جس کے پاس دولت نہیں ہے اس کی زندگی وہاں موت سے بھی بدتر ہوتی ہے اس لئے ہر شخص جائز و ناجائز دولت کمانے کے بچھے پاگل رہتا ہے۔..... عمران نے کہا تو بلیک فریڈ نے اشیات میں سر ملادیا۔ پھر تقریباً اڑھائی گھنٹے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور ہاک سے رابطہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ہاک بول رہا ہوں۔..... ہاک کی آواز سنائی دی۔
 "علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے؟..... عمران نے کہا۔

"آپ نے رقم ابھی تک نہیں بھجوائی۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "بچ جانے گی۔ جہیں معلوم تو ہے کہ میں جو بات کرتا ہوں وہ فاسل ہوتی ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ جو معلومات ملی ہیں عمران صاحب وہ صرف اتنی ہیں کہ ایسے سائنسی فارمولے ایکریمیا کے سپیشل ایس وی سنور میں رکھے جاتے ہیں اور سپیشل ایس وی سنور ایکریمیا کا سب سے خفیہ سنور ہے۔ اس کے بارے میں کسی پچھنی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ البتہ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ایکریمیا کی وزارت سائنس کے چیف سیکرٹری سر تھا من اس بارے میں آگاہ ہیں لیکن وہ اس قدر با اصول

اس بارے میں سب جلتے ہیں۔..... وسن نے جواب دیا۔
 "یہ نیا پراجیکٹ بھی اس مشرقی حصے میں ہی تیار ہو رہا ہے۔"
 عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ بے فکر رہو رقم پہنچ جائے گی۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم اسے رقم بھجواؤ میں اس دوران لائبریری میں جا کر ڈیگوشیا کے بارے میں تفصیلات چیک کرتا ہوں۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تو اب یہ بات طے ہے کہ آپ ڈیگوشیا جائیں گے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے۔..... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اس پراجیکٹ کو بھی تباہ ہونا چاہئے جسے بچانے کے لئے انہوں نے پاکیشیائی سائنس دان کو ہلاک کیا ہے اور اس کی لیبارٹری کو تباہ کیا ہے۔..... بلیک زیرو نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اے بچانے کے لئے انہوں نے یہ کارروائی نہیں کی بلکہ اس پراجیکٹ کا براہ راست پاکیشیائے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ انہوں نے یہ کارروائی اس لئے کی ہے کہ پاکیشیا کا افغانستان کے سٹار میزائلوں

بشی پورے پراجیکٹ کو فیل کر سکتی ہے۔..... ہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ڈاکٹر وسن کے بارے میں ذاتی تفصیلات کیا ہیں۔" عمران نے کہا۔

"اس بارے میں معلومات نہیں ہیں کیونکہ ڈاکٹر وسن مستقل طور پر پراجیکٹ کے اندر رہتا ہے اور وہاں اس قدر سخت پہرہ ہے کہ مکھی بھی اندر نہیں جا سکتی۔..... ہاک نے جواب دیا۔

"اس کا کوئی فون نمبر یا ٹرانسمیٹر فریکوئنسی۔..... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ یہ معلومات بھی حاصل نہیں ہو سکیں۔" ہاک نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کبھی ڈیگوشیا گئے ہو۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کئی بار گیا ہوں۔ کیوں۔..... ہاک نے چونک کر پوچھا۔

"یہ پراجیکٹ کہاں زیر تکمیل ہے۔..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ پراجیکٹ کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ عمران صاحب ڈیگوشیا ویسے تو اوپن جزیئر ہے۔ وہاں ہر وقت اور ہر موسم میں سیاحوں کی بھرمار رہتی ہے لیکن آپ کو یقیناً علم ہو گا کہ ڈیگوشیا کا مغربی حصہ اوپن ہے جبکہ مشرقی حصہ حکومت اکیڑیسیا کے تصرف میں ہے اور وہ ہر لحاظ سے ممنوعہ علاقہ ہے حتیٰ کہ اس علاقے پر سے کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر بھی پرواز نہیں کر سکتا۔ اس طرح مشرقی طرف سمندر میں بھی بہت دور تک ممنوعہ علاقہ قرار دیا گیا ہے اور

سے یا اسرائیل اور کافرستان کے باہمی گٹھ جوڑ کے بعد ستار میزائلوں کے حملوں سے اپنا دفاع نہ کر سکے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”بات تو ایک ہی ہے کہ انہوں نے بہر حال پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف سازش کی ہے۔..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے اٹھنے پر بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”ہو سکتا ہے کہ فارمولے کے حصول کے دوران یہ پراجیکٹ بھی تباہ ہو جائے لیکن براہ راست اس کی تباہی کا مشن بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اپنا مقصد حاصل کرنا ہے اور اسی پر توجہ رکھنے کی ضرورت ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر مڑ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راسن اور ڈیزی شادی کر چکے تھے اور اب ان کا ارادہ تھا کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے جریرہ ہوائی ملے جائیں لیکن نارسن نے انہیں روکا ہوا تھا کہ جب تک عمران کے بارے میں کوئی حتمی بات معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک انہیں چھٹیاں نہیں مل سکتیں۔ اس وقت بھی وہ دونوں اپنے رہائشی فلیٹ میں بیٹھے شراب نوشی میں مصروف تھے۔

”اس عمران کو باس نے خواہ مخواہ ایک مسند بنا لیا ہے۔“ اچانک راسن نے کہا۔

”باس اس کے بارے میں بہر حال ہم سے زیادہ جانتا ہو گا اس لئے وہ پریشان ہے۔..... ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب اگر عمران دس سال تک کوئی فیصلہ نہ کرے تو ہم بھی دس سالوں تک یہاں پابند بیٹھے رہیں گے۔“ راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ڈیزی اس کی بات کا کوئی

موجود ہے۔ ان کی فلائٹ کے بارے میں جو تفصیلات ملی ہیں ان کے مطابق وہ آج رات آٹھ بجے ولنکٹن ایرپورٹ پر پہنچیں گے۔"۔
نارسن نے کہا۔

"عمران ولنکٹن آ رہا ہے۔ کیوں؟"۔ نارسن نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو جب وہ یہاں پہنچ کر حرکت میں آئے گا تو تب ہی معلوم ہو گا۔ بہر حال میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب تم چھٹیاں منانے جبرہ ہوائی جاسکتے ہو"۔ نارسن نے کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا مطلب باس۔ جب عمران یہاں آ رہا ہے تو پھر ہمیں بھی یہاں رہنا چاہیے۔"۔ نارسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ڈیزی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اب تمہاری یہاں ضرورت نہیں رہی۔ اگر تو عمران تمہارے پیچھے آ رہا ہے تو تمہاں تمہارے ساتھ اس کانکر او نہیں ہونا چاہیے۔ میں نہیں چاہتا کہ بغیر کسی وجہ کے ایجنٹ ایک دوسرے سے لڑتے رہیں اور اگر وہ کسی اور مقصد کے لئے آ رہا ہے تو پھر اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"۔ نارسن نے اس بار اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ جب تک یہ بات کلیئر نہ ہو جائے کہ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آ رہا ہے ہم ہمیں رہیں۔"۔ نارسن

جواب دیتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیں۔ راسن بول رہا ہوں۔"۔ راسن نے کہا۔
"آفس پہنچ جاؤ۔ فوراً۔"۔ دوسری طرف سے چیف نارسن کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راسن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ۔ شاید اب مسئلہ حل ہونے والا ہے۔"۔ راسن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں جانا ہے۔"۔ ڈیزی نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔
"چیف نے اپنے آفس میں کال کیا ہے۔ شاید چیف کو اس عمران کے بارے میں کوئی حتمی اطلاع مل چکی ہے۔"۔ راسن نے کہا تو ڈیزی نے اشتباہ میں سر ملادیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی نارسن کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"آؤ راسن اور ڈیزی۔ بیٹھو۔"۔ ان دونوں کے نارسن کے آفس میں داخل ہوتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے نارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو کوئی حتمی اطلاع مل چکی ہے عمران کے بارے میں۔"۔ راسن نے کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت جن میں دو عورتیں بھی شامل ہیں ایئر میڈیا آنے کے لئے ایرپورٹ پر

میں معلومات حاصل کرے گا تاکہ ہمارے ذریعے اصل بات تک پہنچ سکے۔ اس کے بعد ہی کوئی کارروائی کرے گا۔..... ڈیری نے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم دونوں اس دوران جریرہ ہوائی پر چھینیاں گزار لو تاکہ جہاز ٹکراؤ عمران سے نہ ہو سکے اور وہ جہازی طرف سے مایوس ہو کر کسی اور طرف کا رخ کرے"..... نارسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے راسن۔ باس درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ کسی سے الجھنے سے کیا ملے گا۔ ایجنٹ تو بہر حال اپنے کام کرتے ہی رہتے ہیں"..... ڈیری نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تو باس پھر ہمیں اجازت ہے جریرہ ہوائی جانے کی"..... راسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور اب جہاز یہ مبنی مون سرکاری طور پر منایا جائے گا کیونکہ اب میں تمہیں بھیج رہا ہوں اس لئے تمام اخراجات بھی تنظیم ہی ادا کرے گی"..... نارسن نے کہا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔ ان کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے تھے اور پھر ان دونوں نے باس کا شکریہ ادا کیا اور آفس سے باہر آگئے۔

نے کہا۔

"ڈیکھو راسن۔ یہ بات درست ہے کہ تم نے پاکیشیا میں مشن مکمل کیا ہے اور تم نے وہاں پاکیشیائی سائنس دان کو ہلاک کیا ہے اور اس کے فارمولے کو جلا کر اس کی یسپارٹری تباہ کی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت یہاں اس لئے آ رہا ہو کہ تم دونوں سے اس سائنس دان کی ہلاکت کا انتقام لے سکے۔ ایسی صورت میں اس کا ٹکراؤ تم سے ناگزیر ہے اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ عمران چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو تم دونوں یہاں اس کے لئے موت کا پھندہ بن سکتے ہو لیکن جہاں تک میں عمران کو جانتا ہوں وہ صرف اس مقصد کے لئے یہاں ٹیم لے کر نہیں آئے گا۔" نارسن نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ کسی اور مشن پر یہاں آ رہا ہے"۔ راسن نے کہا۔

"ہاں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس فارمولے کو تم نے جلایا ہے وہ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے یہاں آ رہا ہو تو اس فارمولے سے ہمارا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے ہم اس کے رستے میں نہیں آئیں گے"..... نارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر عمران کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ اس سائنس دان کو ہم دونوں نے ہلاک کیا ہے تو وہ یہاں جیسے ہمارے بارے

چکا تھا اس لئے اس نے سارے رسالے اور اخبارات بند کر کے
سامنے والی سیٹ کے عقب میں بنے ہوئے مخصوص باکس میں ڈالے
اور عمران سے مخاطب ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ آخر آپ کو اتنی طویل نیند کیسے آ جاتی ہے۔"
صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے غلط الفاظ بولے ہیں۔ نیند تو نیند ہی ہوتی ہے۔ البتہ
موصوفہ طویل اور مختصر ہو سکتا ہے۔"..... عمران نے اسی طرح آنکھیں
بند کئے کئے اس طرح جواب دیا جیسے وہ جاگ رہا ہو لیکن اس نے
صرف آنکھیں بند کی ہوئی ہوں۔

"تو آپ جاگ رہے ہیں لیکن پھر آپ آنکھیں بند کر کے کیا سوچتے
ہوتے ہیں؟"..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"خواب دیکھتا رہتا ہوں جو قسمت نے میرے مقدر میں لکھ دیئے
ہیں۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"خواب۔ لیکن خواب تو نیند میں ہی نظر آتے ہیں اور آپ کی آواز
بھی بجا رہی ہے کہ آپ سرے سے سوئے ہی نہیں۔"..... صفدر نے
کہا۔

"نیند والے خوابوں کے علاوہ بھی دو قسم کے خواب ہوتے ہیں۔
ایک آنکھوں کے خواب اور بند آنکھوں کے خواب۔ جاگتی آنکھوں
والے خواب تو سب دیکھتے ہیں لیکن اصل لطف بند آنکھوں والے
خواب دیکھتے ہیں۔ جو چاہو خواب دیکھ لو۔ ہمارے بچپن میں گیوں

ہوائی جہاز کی کشادہ سیٹوں پر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔
عمران کے ساتھ والی سیٹ پر صفدر تھا جبکہ ان سے آگے جولیا اور
ساتھ دونوں آنکھیں بند تھیں اور عقبی سیٹوں پر تنویر اور
کیپٹن شکیل موجود تھے۔ عمران اپنی عادت کے مطابق پشت پر سر رکھ
کر آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا اور جب سے پاکیشیا سے فلائٹ روانہ ہوئی
تھی عمران مسلسل اسی پوزیشن میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ راستے میں دو
جگہ جہاز نے فیول لینے کے لئے لینڈ کیا لیکن چونکہ مسافر باہر نہیں
گئے تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی بھی جہاز کے اندر ہی رہے۔

موجود رہے تھے اور عمران مسلسل سوتا ہی رہا تھا جبکہ دوسرے
ساتھی آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے اور صفدر چونکہ وہاں
بیٹھ کر ان سے بات نہ کر سکتا تھا اس لئے وہ رسالے اور اخبارات
پڑھنے میں ہی مصروف رہا تھا لیکن اب وہ رسالے پڑھ کر تنگ

سکتا۔ البتہ ہم نے پاکیشیا کے ڈیفنس کے لئے تاکہ کافرستان اور اسرائیل مل کر یا صرف کافرستان پاکیشیا پر سٹار میزائل فائر نہ کریں۔ لارج دیو کا فارمولا حاصل کرنا ہے اور یہ فارمولا پاکیشیا میں فاسل ہونے کے قریب تھا کہ اکیڑیہین بمجنوں نے اس سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا اور فارمولا بھی جلادیا اور لازماً یہ فارمولا اکیڑیہیا میں ہی ہو سکتا ہے۔ ڈیگوشیا میں نہیں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے جب ہمارے ملک میں یہ اہم مشن مکمل کیا ہے تو پھر وہ اب پوری طرح اور ہر طرف سے ہوشیار بھی ہوں گے۔" صفر نے کہا۔

"ظاہر ہے انہیں ایسا ہونا بھی چاہئے"..... عمران نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود ہم اپنی اصل شکوک میں وہاں جا رہے ہیں۔" صفر نے کہا۔

"اس لئے تاکہ انہیں ہماری اکیڑیہیا آمد کی پیشگی اطلاع مل جائے اور وہ ہمارا شایان شان استقبال کر سکیں۔ اب تم خود سوچو صفر کیا جنگ بہادر اور اس کے ساتھ ساتھ ممبران پاکیشیا سیکرٹ سروس کیڑیہیا جا رہے ہوں اور ایریورٹ پران کا استقبال کرنے والا بھی کوئی نہ ہو..... عمران نے کہا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہمیں تو کوئی پہچانتا بھی نہیں ہوگا۔ اصل مسئلہ تو آپ کا ہے۔"

اور محلوں میں ایک بڑا سا ڈبہ اٹھائے لوگ پھرتے رہتے تھے جس کے ایک طرف گول سا شیشہ لگا ہوا ہوتا تھا اور وہ بچوں سے ایک آنے لے کر انہیں ایک شیشے سے آنکھ لگانے کی اجازت دیتے اور ساتھ ساتھ ایک ہینڈل سا بھی گھماتے رہتے تھے اور زبان سے کنسزئی کرتے رہتے تھے کہ بارہ من کی دھو بن دیکھو، تاج محل کا منظر دیکھو، ناگن کا ناچ دیکھو۔ وغیرہ وغیرہ اور اس میں نجانے کتنے آنے خرچ کر دیتے کہ بارہ من کی دھو بن دیکھ سکوں لیکن وہاں ایک دہلی چلتی عورت ہی نظر آتی تھی جو کپڑے دھو رہی ہوتی اور میں سوچتا رہتا کہ آخر یہ دہلی چلتی عورت بارہ من کی کیسے ہو سکتی ہے۔ لیکن آج تک میری سمجھ میں ہی نہیں آسکا۔ اگر تمہیں معلوم ہو تو تم بتا دو..... عمران کی زبان رواں ہوئی تو پھر مسس رواں ہی رہی۔

"اوہ۔ اب سمجھا ہوں۔ آپ اس طرح اپنی زبان کو آرام دیتے ہیں ورنہ آپ کی زبان رک ہی نہیں سکتی....." صفر نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران صاحب۔ آپ نے کس کے سلسلے میں جو بریفنگ دی ہے اس کے مطابق لارج دیو پراجیکٹ ڈیگوشیا جریرے میں مکمل رہا ہے اور آپ ونگٹن جا رہے ہیں جبکہ ڈیگوشیا جریرہ تو یونان کے قریب سمندر میں ہے..... صفر نے کہا۔

"ہم نے پراجیکٹ کے خلاف کوئی مشن مکمل نہیں کرنا۔ کیونکہ پاکیشیا کا کوئی ارادہ اسرائیل پر سٹار میزائل فائر کرنے کا نہیں

صفر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھ غریب کو کون جانتا ہے۔ نہ تین میں نہ تیرہ میں۔" عمران نے جواب دیا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تین تیرہ کی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ مسئلہ وہاں کام کرنے کا ہے اور آپ کے بارے میں اگر انہیں اطلاع مل چکی ہوگی تو پھر ظاہر ہے وہ ہر قدم پر رکاوٹیں کھڑی کریں گے۔ ایکریمیا کے پاس بلا مبالغہ سینکڑوں چھوٹی بڑی سرکاری کمپنیاں ہوں گی۔ ہم کس کس کے ساتھ لڑیں گے" صفر نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم وہاں جا کر اخبار میں اشتہار دیں کہ ہمیں فلاں فارمولا چاہئے۔ جو صاحب اس کی نشاندہی کرے گا اسے حاکم بنایا جائے گا" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے آنکھیں کھول لی تھیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تو آپ اس طرح انہیں سامنے لانا چاہتے ہیں" صفر نے کہا۔

"سامنے لانے کی ضرورت نہیں ہے صفر یار جنگ بہادر۔ کیونکہ اگر ہمارا اشتہار کوئی کرے گا تو وہ ایک ہی کمپنی کے ایجنٹ ہوں گے۔ ٹارسن کمپنی۔ جس کا چیف ٹارسن کلب کا مالک اور بیٹن ٹارسن ہے اور جس کے ایجنٹوں راسن اور ڈبیزی نے پاکیشیا میں اپنے طور پر مشن مکمل کیا ہے اور ہمارے لحاظ سے واردات کی ہے۔ یہ بھی بتا دوں کہ ایک ایکریمین وہاں پاکیشیا میں ایئر پورٹ پر موجود تھا اور

وہ اس قدر بے چین واقع ہوا تھا کہ ابھی ہم وہیں موجود تھے کہ اس نے باقاعدہ انٹرنیشنل فون بوتھ سے ایکریمیا فون کر کے ٹارسن کو ہمارے بارے میں اطلاع دے دی تھی"..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن وہاں تو آپ ہمارے ساتھ تھے۔ آپ کو کیسے اس بات کا علم ہو گیا"..... صفر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ "ہمارے ساتھ دو غیر شادی شدہ خواتین تھیں اور تم جانتے ہو کہ ایئر پورٹ پر ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ان کی حفاظت ضروری تھی اور اسی حفاظت کے لئے ٹائیگر سے زیادہ مناسب اور

کون ہو سکتا ہے"..... عمران نے جواب دیا۔ "ٹائیگر وہاں ایئر پورٹ پر تھا۔ نہیں عمران صاحب۔ وہاں اگر وہ ہوتا چاہے میک اپ میں ہی کیوں نہ ہوتا مجھے معلوم ہو جاتا اور پھر اس نے آپ کو کب رپورٹ دی تھی"..... صفر نے کہا۔

"میں آج تک تمہیں نظر نہیں آیا۔ ٹائیگر تو پھر میرا شاگرد ہے۔ وہ کیسے نظر آ سکتا ہے۔ ویسے اگر تم اس سپروائزر کو غور سے دیکھتے جو ہماری ٹیمیل کے ارد گرد موجود تھا اور جس نے فلائٹ کی روانگی کا اعلان ہونے اور ہمارے اٹھنے پر ہمیں باقاعدہ سی آف کیا تھا۔ سی آف کا مطلب تھا کہ ہمارے بارے میں رپورٹ ایکریمیا پہنچ چکی ہے اور میں نے اس بات کا شکریہ ادا کیا تو اس نے کہا کہ جتنا ایکریمیا میں اگر ہم ٹارسن کلب میں جائیں تو وہ ممنوع ہو گا اور میں نے سر ہلایا تھا اور یہ ساری کہانی مکمل ہو گئی"..... عمران نے کہا۔

اختیار ہنس پڑا۔

"تیل کی بجائے خون جلانا۔ واہ۔ کیا آئیڈیل پویش ہے۔ بہر حال جہار خون جلا کر میں صاف کی بد دعائیں نہیں لینا چاہتا کہ بے خون کا آدمی اس کے حصے میں آگیا ہے۔ اس لئے بتا دیتا ہوں کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایکریمن ایجنٹ ہماری نگرانی کر رہے ہیں اور ایک ایجنٹ نے ریستوران کے بیرے سے بات چیت کی ہے اور ظاہر ہے فلاٹ کے انتظار میں ہم نے ریستوران میں بیٹھنا تھا اس لئے مجھے شک پڑ گیا کہ ہو سکتا ہے کہ ویٹر کی مدد سے وہ ہماری کافی میں کوئی گڑبڑ نہ کر دیں اس لئے میں نے ٹائگر کو کہا تھا کہ وہ سر وازر کی جگہ لے لے تاکہ اس ویٹر پر نگاہ رکھی جاسکے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ شاید اس ایجنٹ نے ویٹر سے بات کی تھی کہ وہ ہماری میز پر کوئی ڈکناٹون نصب کر دے لیکن ویٹر کو ہمت نہیں پڑی ہو گی۔"۔

عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کیا نارسن کے پاس فارمولا ہوگا یا نارسن کو معلوم ہوگا کہ فارمولا کہاں ہے۔"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں اس بارے میں معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔"۔ عمران نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ انہیں فارمولے کے بارے میں علم ہوگا اور یہ فارمولا انہیں باقاعدہ سمجھایا بھی گیا ہوگا۔ تب ہی انہوں نے پاکیشیا کے سائنس دان کے فارمولے کو پہچان کر اسے جلایا تھا ورنہ

"اوہ۔ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ تو وہ ٹائگر تھا۔ لیکن وہ اس روپ میں کیوں تھا۔ کیا آپ کو خطرہ تھا کہ ہم پر حملہ ہو سکتا ہے۔"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم بے چاروں پر کسی نے کیا حملہ کرنا ہے۔ مجھے اصل فکر جو یا اور صاف کی تھی۔"۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ نہیں بتانا چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔"۔ صفدر نے کہا۔

"کمال ہے۔ ابھی سے ہتھیار ڈالنے کی عادت ڈالنا شروع کر دی ہے۔"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہتھیار ڈالنے۔ کیا مطلب۔"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شادی کے بعد تو ظاہر ہے شوہر کو ہتھیار ڈالنے ہی پڑتے ہیں۔ لیکن تم نے ابھی سے ہی ریہرسل شروع کر دی ہے۔ بعد میں کیا ہو گا۔"۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے ہتھیار نہیں ڈالے بلکہ اپنا خون جلانے سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ آپ سے اس معاملے پر اصرار کرنا صرف اپنا خون جلانے کے ہی مترادف ہے۔"۔ صفدر نے کہا تو اس بار عمران بے

چیف چاہے جہاز ایکسٹنڈ ہو یا فورسٹاز کا چیف صدیقی ہو۔ سب ہی تعاون نہیں کرتے۔ ہزاروں بار کہا ہے کہ تعاون کرو اور موٹی رقم کا بھیک دے دو۔ لیکن جہاز چیف سناتا ہی نہیں اور صدیقی تو بس صرف صدیقی ہی ہے..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی جہاز کی اندرونی روشنیاں جل اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی جہاز کے وٹکنس ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے کا اعلان پائلٹ کی طرف سے ہونے لگا اور اعلان کے ساتھ ہی جہاز میں جیسے زندگی جاگ اٹھی۔ سب لوگ بینس وغیرہ باندھنے اور اپنے دستی بیگ وغیرہ سنبھالنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ضروری چیزیں گننے کے بعد پبلک لاؤنج میں داخل ہوئے تو عمران نے انہیں وہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور خود وہ ایک پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائڈ کاؤنٹر سے فون کارڈ خرید لیا اور پھر فون پیس کے مخصوص خانے میں کارڈ ڈال کر بٹن دبایا اور پھر مخصوص لائن آن ہونے پر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے منبر پر بیس کرنے شروع کر دیئے۔ مین دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور کارڈ کو مزید دبا کر اس نے لائن آن ہونے پر دوبارہ منبر پر بیس کرنے شروع کر دیئے۔

”مارسن کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

وہ آپ کی طرح سائنس دان تو نہیں تھے کہ از خود اس فارمولے کو سمجھ سکتے..... صفدر نے کہا۔

”فارمولے کی فائل پر لارچ ویو فارمولا لکھا ہوا ہو گا۔ عام طور پر سائنس دانوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ فائل پر باقاعدہ اس فارمولے کا نام لکھتے ہیں۔ بہر حال جہازی بات درست ہو سکتی ہے لیکن اب تو یقیناً ان کے پاس فارمولا موجود نہیں ہو گا..... عمران نے کہا۔

”تو پھر ان کے خلاف کیا کارروائی کریں گے۔ کیا صرف پاکیشیائی سائنس دان کی ہلاکت کا انتقام لیں گے..... صفدر نے کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ میں صرف اپنے مشن پر نظر رکھتا ہوں۔ باقی بات انتقام تو انہیں بہر حال اس ہلاکت کا خریزہ تو بھگتنا ہی ہو گا لیکن ابھی نہیں۔ بعد میں یہی..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ کو اس مائنس کی تقسیم سے لکھ کر کیا فائدہ ہو گا جبکہ آپ پہلے سے جانتے ہیں کہ مائنس چیف ہے۔ وہ مائنس کلب کا میجر ہے..... صفدر اب باقاعدہ جرح پر اتر آیا تھا۔

”مارسن کے رابطے یقیناً ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں گے جو اس فارمولے کے بارے میں جانتے ہوں گے کہ یہ فارمولا کہاں ہے۔ عمران نے کہا۔

”تو آپ اس ذریعے سے فارمولے تک پہنچا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا مائنس آپ کے ساتھ تعاون کرے گا..... صفدر نے کہا۔

”وہ تو نہیں کرے گا کیونکہ وہ بھی بہر حال مجبوسی کا چیف ہے اور

کہا۔

"ڈیزی نے راسن سے شادی کر لی ہے اور وہ دونوں سنی مولانا منانے آج ہی جہیزہ ہوائی روانہ ہوئے ہیں اس لئے ڈیزی کا فلیٹ تو بند ہو گا۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم ڈیزی سے کیا کام لینا چاہتے ہو۔ تم ہمارے مہمان ہو۔ مجھے تمہارا کام کر کے بے حد مسرت ہو گی۔" نارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کام تو کچھ نہیں تھا۔ میں تو صرف اس لئے اسے فون کر رہا تھا کہ ہم یہاں کچھ روز رہیں گے۔ وہ مجھے آکر مل لے کیونکہ اگر میں اسے نہ بتاتا تو اسے شکایت ہوتی۔" عمران نے جواب دیا۔

"کہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔" نارسن نے پوچھا۔

"ہوٹل گرائنڈ میں کمرے بک رہے ہیں۔ دو سو آٹھ سے دو سو بارہ تک۔ میرا روم نمبر دو سو آٹھ ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میری طرف سے کھلی آفر ہے عمران۔ کسی قسم کی بھی کوئی ضرورت نہ ہو تو تم مجھے کال کر سکتے ہو۔ مجھے تمہارا کوئی بھی کام کر کے بے حد خوشی ہو گی۔" دوسری طرف سے نارسن نے کہا۔

"شکریہ۔ آپ جیسے مہربانوں کے شہر میں بھلا ہمیں کیا مشکل پیش آسکتی ہے۔ گڈ بائی۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کارڈ نکالا اور پھر فون بوتھ سے باہر آگیا۔

"کسے فون کیا ہے۔ کیا چیف کو۔" جولیانے کہا۔

"کرنے لگا تھا ڈیزی کو تاکہ اسے اطلاع دے سکوں کہ ہم لوگ

"مسٹر نارسن سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"پاکیشیا کا علی عمران۔ کیا مطلب۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرا نام آپ کے پاس اچھی طرح جانتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہوٹل کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں نارسن بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران تم۔ کیا پاکیشیا سے بول رہے ہو۔" دوسری طرف سے چونک کر حیرت مجھے لپٹے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ وٹنگٹن ایئر پورٹ سے بول رہا ہوں۔ ہم چند ساتھی یہاں تفریح کے لئے آئے ہیں۔ میں نے ڈیزی کے فلیٹ پر فون کیا

لیکن وہاں پر کوئی رسیور ہی نہیں اٹھا رہا۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے فلیٹ تبدیل کر لیا ہو اور آپ کو اس کا نیا نمبر معلوم ہو کیونکہ ڈیزی اور راسن جب پاکیشیا آئے تھے تو ڈیزی نے مجھے بتایا

تھا کہ وہ رائزنگ سنار کو چھوڑ کر اب آپ کی تنظیم میں باقاعدہ طور پر شامل ہو چکی ہے۔" عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے

ہے اور ہمیں یہ معلوم نہیں کہ فارمولا کہاں موجود ہے اور نہ ہی کوئی بتانے والا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

W "ایکریما تو سپر پاور ہے۔ یہاں تو لاکھوں کی تعداد میں فارمولے

W ہوں گے اور نجانے کتنے سنور ہوں گے اور کتنی تنظیمیں یہاں کسی

W ایک فارمولے کو تلاش کرنا ایسے ہے جیسے بھوسے کے ڈھیر سے سوئی

P تلاش کرنا۔..... اس بار صادق نے کہا۔

a "جذبہ صادق ہو تو ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔..... جو یانے

k کہا۔

s "آج تک تو ہوا نہیں۔..... عمران نے فوراً ہی کہا تو جو یانے

S اختیار چونک پڑی۔

c "کیا مطلب۔ تم تو کم از کم یہ بات نہ کہو۔..... جو یانے حیرت

i بھرے لہجے میں کہا۔

e "صفدر خطبہ نکاح یاد نہیں کر سکا۔ پھر کیسے ناممکن ممکن ہو سکتا

t ہے۔..... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کی تو سب بے اختیار

h ہنس پڑے۔

y "تم پر پھر دورہ پڑنے لگا ہے۔..... جو یانے منہ بتاتے ہوئے

W کہا۔ اس کے انداز میں خٹکی کا عنصر نمایاں تھا لیکن سب نے ہی

c محسوس کیا کہ خٹکی بہر حال مصنوعی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید

O کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر

m رسیور اٹھالیا۔

یہاں پہنچ گئے ہیں لیکن اس کے نمبر پر رابطہ ہی نہ ہوا اس لئے میں نے اس کے چیف نارن کو فون کیا تو اس نے بتایا کہ ڈیزی نے راسن سے شادی کر لی ہے اور آج ہی وہ جی۔مونی منانے جہیزہ ہوائی گئے ہیں۔..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو آپ نے اس طرح نارن کو اپنے یہاں پہنچنے کی باقاعدہ اطلاع دی ہے۔..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو باقی ساتھی بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے کیونکہ جہاز میں عمران اور صفدر کے درمیان جو بات چیت ہوئی تھی اس بارے میں دوسروں کو کوئی علم نہیں تھا اور ان کے اس طرح حیران ہونے پر صفدر نے مختصر طور پر انہیں بھی بتا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسیوں کے ذریعے وہ سب ہوٹل گرانڈ پہنچ گئے۔ غسل کرنے اور نیچے ڈائننگ ہال میں کھانا کھانے کے بعد کافی پیینے کے لئے وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

"اب مشن کا کیا ہوگا۔..... جو یانے کہا۔

"وہی ہو گا جو منظور خدا ہوگا۔..... عمران نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے برجستہ جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب مشن کے سلسلے میں خود ہی واضح نہیں ہیں۔..... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے اچانک کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"جہاز اخیال درست ہے۔ اس لئے کہ مشن فارمولے کا حصول

میں نے ڈیفنس سیکرٹری آفس میں ایک آدمی سے بات کی ہے اور اسے ہماری رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ وہاں کمیونٹی پر ہسپتال کے مجھے تفصیل بتائے گا تو میں آپ کو فون کر دوں گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فوراً فون کرنا سہاں میرے ساتھی فارغ بیٹھ کر بے حد بور ہو رہے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں فوراً کال کر دوں گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ صاحب کیا ٹارسن کے کلب میں کام کرتے ہیں۔“ صفدر نے فوراً ہی کہا۔

”نہیں۔ ان کا تعلق معلومات فروخت کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم سے ہے لیکن یہ اپنے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ میں نے پاکیشیا سے یہاں آنے سے پہلے انہیں باقاعدہ ہائر کیا تھا کیونکہ وہ ٹارسن ایک ایجنسی کا چیف ہے اور میں اسے جانتا ہوں وہ انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے انھوں کی طرح اس پر چرمہ دڑنے سے کچھ معلوم نہ ہو سکتا تھا اور چونکہ اس کی ایجنسی نے اس فارمولے کے سلسلے میں پاکیشیا میں کام کیا ہے اس لئے لامحالہ اسے اس بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہوں گی۔ اس سارے سیٹ اپ کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے البرٹ سے بات کی تو البرٹ نے وعدہ کر لیا کہ وہ ٹارسن کے ذاتی فون کو اس طرح چیک کرے گا

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”البرٹ بول رہا ہوں عمران صاحب۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اتنی جلدی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ آپ نے ٹارسن کو کال کیا تو اس کے بعد ٹارسن نے ڈیفنس سیکرٹری کو کال کیا اور انہیں آپ کے بارے میں بتایا اور کہا کہ آپ یقیناً لارچ ویو فارمولے کے سلسلے میں ہی ایگریگیا پیچھے ہیں۔ اس نے ڈیفنس سیکرٹری صاحب سپیشل ایس وی سنور کو خصوصی ہدایات جاری کر دیں کہ وہ لارچ ویو فارمولے کی خصوصی حفاظت کریں۔ جس پر ڈیفنس سیکرٹری نے کہا کہ عمران کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فارمولا سپیشل ایس وی سنور میں ہو سکتا ہے تو ٹارسن نے انہیں بتایا کہ ایسی باتیں عمران کو کسی نامعلوم ذریعے سے خود بخود معلوم ہو جاتی ہیں جس پر ڈیفنس سیکرٹری نے کہا کہ وہ آرڈر کر دیں گے۔“ البرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وری گڈ۔ تو میرا اندازہ درست ثابت ہوا کہ ٹارسن کو اس بارے میں یقیناً معلوم ہو گا لیکن یہ سپیشل ایس وی سنور ہے کہاں۔“ عمران نے کہا۔

”اس مارشل ایریے کا انچارج کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔
 ”اس کا انچارج جنرل فرینک ہے اور جنرل فرینک انتہائی سخت
 آدمی ہے“..... البرٹ نے جواب دیا۔
 ”اس سنور سے اگر فارمولا نکالنا ہو تو کون اسے نکلوا سکتا ہے۔“
 ”نہیں“.....

”یہ تو تجھے نہیں معلوم عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ ڈیفنس
 سیکرٹری صاحب نکال سکتے ہوں یا کوئی اور بھی نکلوا سکتا ہے۔ حتیٰ
 پر کچھ نہیں کہہ سکتا“..... البرٹ نے جواب دیا۔
 ”کیا تم یہ پوائنٹ معلوم کر سکتے ہو۔ یہ میرے لئے انتہائی اہم
 پوائنٹ ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”معاوضہ ذیل دینا ہو گا آپ کو“..... البرٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بے فکر رہو۔ ذیل مل جائے گا“..... عمران نے
 ”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر ایک گھنٹہ مزید انتظار کریں۔ میں
 کر دوں گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
 دیا۔

”میرا خیال ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری تمام چھاؤنیوں کا انچارج ہو
 گا۔ سنار نے بھی اسی ہی کہا ہے کہ فارمولے کی حفاظت کی جائے
 پھر ڈیفنس سیکرٹری کے آرڈر سے ہی وہ نکل سکتا ہو گا“..... صفدر
 کہا۔

کہ سنار کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کیونکہ لامحالہ سنار نے بطور
 ایجنسی چیف اپنے فون کی حفاظت کا خصوصی انتظام کر رکھا ہو گا
 لیکن اب تم نے دیکھا کہ وہ بہر حال سنار کے بارے میں کامیاب
 رہا ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو آپ نے پہلے اس لئے جان بوجھ کر سنار کو کال کیا تھا لیکن
 کیا یہ ضروری تھا کہ وہ ڈیفنس سیکرٹری کو کال کرتا“..... صفدر نے
 کہا۔

”ہماری فیلڈ میں کوئی بات ضروری نہیں ہوتی۔ تمام کام
 امکانات پر کئے جاتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا اور سب نے
 اثبات میں سر ہلادئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد فون کی گھنٹی
 ایک بار پھر بجی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 ”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“
 عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”البرٹ بول رہا ہوں عمران صاحب“..... ڈیفنس سیکرٹری
 صاحب کے آفس سے رپورٹ ملی گئی ہے۔ یہ سپیشل ایس وی سنور
 ولنکٹن میں ہی ہے۔ ولنکٹن کے شمال مغرب میں ایک علاقہ ہے جہاں
 راسٹر فیلڈ کہا جاتا ہے اور راسٹر فیلڈ میں ایک بڑی فوجی چھاؤنی ہے
 جہاں مارشل ایریا کہا جاتا ہے۔ سپیشل ایس وی سنور اسی مارشل
 ایریے میں چھاؤنی کے اندر ہے اور اسے انتہائی محفوظ ترین سنور سمجھا
 جاتا ہے“..... البرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ فارمولے کی اگر ڈیگوشیا میں کام کرنے والے سائنس دانوں کو ضرورت ہو تو پتھراج کون ہے جو سنور کھول کر فارمولے نکال کر دیتا ہو گا۔ ان کا تو کوئی تعلق ڈیفنس سیکرٹری سے نہیں ہو سکتا۔ ڈیفنس عمران نے کہا۔

سیکرٹری شاید صرف اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہو گا کیونکہ یہ سنور بہر حال فوجی چھاؤنی میں موجود ہے۔ عمران نے کہا اور سب نے فرینک ذاتی طور پر کمیونٹر کے خصوصی کوڈ جانتا ہے جن کی مدد سے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ عمران کی بات کچھ میں آگئی تھی اور پھر سنور سے فارمولا باہر آتا ہے اور واپس جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک گھنٹے بعد جب فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔ کھانسی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ لیکن عمران صاحب یہ بتا دوں کہ خود جنرل دوسری طرف البرٹ ہی تھا۔

”عمران صاحب۔ سپیشل ایس وی سنور سے فارمولا صرف پرائم منسٹر کے خصوصی دستخطوں والا کارڈ ڈالا جاتا ہے تو جنرل فرینک منسٹر کے خصوصی اجازت نامے سے ہی نکالا جا سکتا ہے۔ ڈیفنس کے کوڈ کام کرتے ہیں اور اگر صرف کارڈ ڈالا جائے اور جنرل فرینک سیکرٹری صاحب صرف اس سنور کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ سنور ڈالا استعمال نہ کریں تب بھی کچھ نہیں ہوتا۔“ البرٹ نے جواب کے اندر موجود فارمولوں سے اس کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔

”..... البرٹ نے کہا۔

”لیکن اگر کسی کو کوئی فارمولا چاہئے ہو تو پھر وہ کیا پرائم منسٹر سے رابطہ کرتا ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے انہیں خصوصی اجازت نامے دیئے جاتے ہیں جن پر ان کے تصدیق شدہ دستخط ہوتے ہیں۔“

اجازت نامے کی مدد سے وہ مطلوبہ فارمولا حاصل بھی کر لیتے ہیں اور اسے واپس جمع بھی کر دیتے ہیں۔“ البرٹ نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ وہاں مارشل ایریئے میں اس سنور کا کھل سکتا ہے اور جنرل فرینک کے بغیر کوئی اور اسے کھول نہیں سکتا۔“

”نہ چاہیں سنور سے فارمولا باہر نہیں آ سکتا۔ اب آخری صورت

کو کارڈ سمیت اغوا کر کے یہاں لے آئیں اور جنرل فرینک کو مجبور کر کے فارمولا حاصل کریں۔" صلیحہ نے کہا تو اس کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ایک اور آسان حل بھی ہے" عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگے۔
"کون سا"..... جو یانے کہا۔

"کہ ہم فارمولے پر لعنت بھیجیں اور سید و تفریح کے بعد واپس چلے جائیں اور چیف کو کہہ دیں کہ سٹار میڈائل تو ہم بنا ہی رہے ہیں۔ اگر کافرستان نے ہم پر سٹار میڈائل فائر کئے تو ہم بھی کر دیں گے۔ حساب برابر"..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
"پھر آپ کو چیک کیسے ملے گا"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سب مل کر میری مدد کر دینا۔ میں شہر یہ کے ساتھ قبول کر لوں گا"..... عمران نے جواب دیا۔

"تو تم اب اس حد تک گر چکے ہو کہ دوسروں سے مالی مدد مانگتے بھرتے ہو"..... جو یانے نکتہ کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مجبوری میں حرام بھی حلال ہو جاتا ہے"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ زیادتی ہے کہ آپ ہماری تنخواہوں کو حرام کہہ رہے ہیں"..... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔
"کیا۔ کیا کہہ رہا ہے عمران"..... جو یانے حیران ہو کر کہا۔

یہی ہے کہ ہم اس چھاؤنی میں جا کر اس سنور کو کسی بم سے اڑا دیں اور پھر سنور کھول کر اس میں سے اپنے مطلب کا فارمولا لے آئیں۔ لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ ایسے سنور اس انداز میں تعمیر کیے جاتے ہیں کہ ان پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتے۔ اس لارج فارمولے کو باہر نکلنے کے لئے ہمیں پہلے ڈنگو شیا جانا ہو گا۔ وہ جس سائٹس دان کے پاس اس کا خصوصی کارڈ ہو گا اسے ساتھ لے کر ہم مارشل ایریے میں پہنچیں اور پھر وہ سائٹس دان کارڈ جنرل فرینک کو دے اور جنرل فرینک اس کارڈ کی مدد سے سنور کھولے گا۔ اس میں سے فارمولا نکال کر اس سائٹس دان کو دے اور پھر سائٹس دان یہ فارمولا ہمارے حوالے کرے۔ تب جا کر مشن مکمل ہو گا۔ عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار منہ بنالئے کیونکہ سب سمجھ گئے تھے کہ جو کچھ عمران کہہ رہا ہے وہ درست ہے اور انداز میں فارمولا بہر حال انہیں نہیں مل سکتا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"..... جو یانے کہا۔
"میری بات مانیں تو ہم اس مارشل ایریے پر ریڈ کر دیتے ہیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"..... اچانک تنویر نے کہا۔ وہ اب خاموش بیٹھا رہا تھا اچانک بول پڑا۔

"پوری چھاؤنی اڑا دو گے لیکن پھر بھی سنور نہیں کھلے گا"..... عمران نے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ پہلے ڈنگو شیا چلیں۔ وہاں سے اس سائٹس

”گراؤ ہو مل۔ روم نمبر دو سو آٹھ سے پرنس بول رہا ہوں۔ کیا وہ تم یہاں آ سکتے ہو؟“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ ذات شریف کون ہیں؟“ جو یا نے حیران ہو کر کہا۔

”تمہارے چیف کے فارن ایجنٹ کا سب فارن ایجنٹ“ عمران نے کہا۔

”اس سے آپ نے کیا کہنا ہے عمران صاحب؟“ صدر نے کہا۔

”جب وہ آئے گا تو تمہارے سامنے ہی بات ہوگی“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک خوش شکل نوجوان وہاں پہنچ گیا۔ وہ وکی تھا۔ میکزی سنور کا اسسٹنٹ منیجر۔

”تمہیں ہمارے بارے میں اطلاع تو مل چکی ہوگی؟“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ آپ ونگٹن پہنچ رہے ہیں اور آپ ہم سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں اس لئے ہم الٹ تھے“ وکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”وکی۔ ایک اہم مسئلہ درپیش ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ فوج سے تمہارے کافی تعلقات ہیں اور ہمارا مسئلہ بھی فوج سے متعلق ہے۔“ عمران نے کہا۔

شاید صدر نے عمران کے بولے ہوئے محاورے کا جو پہلو نکالا تھا وہ جو یا کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

”عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کا حرام مال ان کے لئے حلال ہے؟“ صدر نے کہا۔

”کیا واقعی۔ کیا تم نے یہی کیا ہے؟“ جو یا نے عمران پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”حرام حلال کا فیصلہ تو تم خود کر سکتے ہو۔ میں نے صرف ایک بات کی ہے کہ مجبوری میں حرام بھی حلال ہو جاتا ہے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اتمدہ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو“ جو یا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران نے رسیور اٹھا لیا۔ فون کے نیچے لگے ہوئے بین کو پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”میکزی سنور“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”وکی سے بات کراؤ۔ میں پرنس بول رہا ہوں“ عمران نے اکیڑہیں لہجے میں کہا۔

”ہو لڈ کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ وکی بول رہا ہوں“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ہے..... عمران نے کہا۔

”اتنا بھی موٹا نہیں ہے لیکن بہر حال سمارٹ بھی نہیں ہے اور
تھامے بھاری جسم کا آدمی ہے“..... وکی نے کہا۔

”اس کی فیملی کہاں رہتی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”اس کی فیملی بھی وہیں چھاؤنی میں ہی رہتی ہوگی۔ مجھے معلوم
نہیں ہے کیونکہ نہ ہی کبھی وہ فیملی کے ساتھ سنور پر آیا ہے اور نہ ہم
اس سے اس بارے میں کچھ پوچھ سکتے تھے“..... وکی نے جواب دیا۔

”کوئی ایسی ٹپ کہ جنرل فرینک کو چھاؤنی سے باہر کسی جگہ
ٹھہرا جائے“..... عمران نے کہا تو وکی بے اختیار چونک پڑا۔

”سپر کلب میں جنرل فرینک روزانہ آتا ہے۔ اس کا معمول ہے۔
وہ کئی گھنٹے سپر کلب میں رہتا ہے اور پھر واپس چلا جاتا ہے“..... وکی
نے کہا۔

”کیا یہ کلب اوپن ہے یا صرف ممبرز تک ہی محدود ہے“۔ عمران
نے کہا۔

”نہیں۔ یہ اوپن کلب ہے۔ آپ بھی وہاں جا سکتے ہیں“..... وکی
نے جواب دیا۔

”اس جنرل کا حلیہ بتاؤ اور وقت بھی جب وہ سپر کلب میں جاتا
ہے“..... عمران نے کہا تو وکی حلیہ اور وقت بتا دیا۔

”اوکے شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو“..... عمران نے کہا تو وکی نے
مقام کیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”کیا مسئلہ ہے۔ پہلے مجھے بتائیں“..... وکی نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

”رائسٹر فیلڈ میں ایک فوجی چھاؤنی ہے مارشل ایریا۔ اس کے
انچارج جنرل فرینک کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہیں۔“

عمران نے کہا تو وکی بے اختیار چونک پڑا۔
”کس قسم کی تفصیلات“..... وکی نے کہا۔

”کیا تم جنرل فرینک کو جانتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ وہ ہمارے سنور کا کلائنٹ ہے۔ جب
بھی وہ ولننگن آتا ہے تو ہمارے سنور پر بھی آتا ہے۔ ویسے وہ مشہور

آدمی ہے۔ آدھے سے زیادہ ولننگن اسے جانتا ہو گا کیونکہ وہ اپنے دور
میں فٹ بال کا بہترین کھلاڑی رہ چکا ہے اور وہاں کے لوگ فٹ

بال کے اچھے کھلاڑیوں کو قومی ہیروز کا درجہ دیتے ہیں“..... وکی
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہم میں سے کس کا اس سے قد و قامت ملتا ہے“..... عمران نے
کہا تو وکی بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ نہیں۔ وہ تو چھوٹے قد اور بھاری جسم کا آدمی ہے۔ وہ جب
فٹ بال کھیلتا تھا تو بے حد سمارٹ تھا لیکن فٹ بال سے ریٹائر

ہونے کے بعد اس کا وزن کافی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ وہ موٹا ہو چکا
ہے“..... وکی نے جواب دیا۔

”لیکن ایسے موٹے آدمی کو فوج میں کیسے برداشت کیا جا سکتا

"اب آپ لوگ آرام کریں۔ رات کو سہ کلب جائیں گے اور وہاں ہم جنرل فرینک سے ملاقات کریں گے"..... عمران نے کہا۔
"لیکن تم اس جنرل کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا اسے اغوا کر دو گے"..... جو نیانے کہا۔

"میں اس جنرل سے اس سٹور اور اس کے اندر لگے ہوئے کمپیوٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"کیا وہ بتا دے گا"..... جو نیانے حیران ہو کر کہا۔

"کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے"..... عمران نے کہا تو سب نے اشیات میں سرگلا دیئے اور پھر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اپنے اپنے کمروں میں آرام کر سکیں۔

سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"..... نارسن نے کہا۔

"باس۔ آپ کے فون کو میپ کیا گیا ہے اور آپ نے ڈیفنس سیکرٹری سے جو بات کی ہے اس کی تفصیل کسی البرٹ نے عمران کو دی ہے۔ پھر عمران نے اس سے پوچھا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ سٹور کہاں ہے تو البرٹ نے دوبارہ فون کر کے اسے بتایا ہے کہ سٹور راسٹر فیلڈ میں واقع مارشل ایریئے میں ہے اور عمران کی فرمائش پر اس البرٹ نے تیسری بار فون کر کے اسے بتایا ہے کہ سائیس دان اور

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جنرل فرینک بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد یہ
بجاری سی آواز سنائی دی۔

”جنرل فرینک آج رات سپر کلب میں تم سے پاکیشیائی ایجنٹ ملاقات کریں گے۔ وہ تم سے سپیشل ایس وی سنور کی ساخت، حفاظتی انتظامات اور اس کمپیوٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں گے جو اس میں نصب ہے اور تم نے انہیں سب کچھ درست بتا دینا ہے“..... ٹارسن نے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ نے اپنی پلاننگ کے مطابق کام شروع کر دیا ہے۔“
جنرل فرینک نے کہا۔

”ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اس سنور سے لارج ویو فارمولا حاصل کر کے واپس چلے جائیں“..... ٹارسن نے کہا۔
”لیکن اس سائنس دان کے کارڈ کا کیا ہو گا..... جنرل فرینک نے کہا۔

”کارڈ تم تک پہنچ نہیں گیا“..... ٹارسن نے چونک کر کہا۔
”پہنچ گیا ہے۔ لیکن کیا انہیں معلوم ہے کہ کارڈ پہنچ گیا ہے۔“
جنرل فرینک نے کہا۔

”ہاں۔ تم نے اپنے آپ کو دولت کا بجاری ظاہر کرنا ہے اور انہیں اس فارمولے کی کاپی دینے پر رضامندی ظاہر کر دینا۔ کہانی تم خود بنالینا لیکن کہانی ایسی ہونی چاہئے کہ انہیں یقین آ جائے

جنرل فرینک مل کر سنور سے فارمولا نکال سکتے ہیں۔ اس کے بعد عمران نے میکنزی سنور کے اسسٹنٹ مینیجر وکی کو فون کیا اور اسے اپنے کمرے میں بلایا۔ وکی نے عمران کو بتایا ہے کہ جنرل فرینک سپر کلب میں رات کو روزانہ جاتا ہے۔ اس نے جنرل فرینک کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بھی بتائی اور اب عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہے کہ وہ رات کو سپر کلب جا کر جنرل فرینک سے معلوم کریں گے کہ سنور کی کیا تفصیلات ہیں اور اس میں کس قسم کا کمپیوٹر نصب ہے“..... جم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ٹارسن کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رہنے لگی۔

”ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو“..... ٹارسن نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دیا اور پھر نوٹ آنے پر اس نے تیزی سے ممبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ البتہ اس سے پہلے اس نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک ممبر پریس کر دیا تھا۔ اس ممبر کو پریس کرنے کے بعد اس فون پر ہونے والی گھنگو کسی صورت سوائے اس نمبر کے جہاں ڈائل کیا گیا ہو کسی اور جگہ سنائی نہ دے سکتی تھی اور ایسا ٹارسن نے اس لئے کیا تھا کہ کہیں وہ البرٹ اس کال پر ہونے والی گھنگو سن کر عمران تک نہ پہنچا دے۔

”مارشل ایریا..... ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”ٹارسن بول رہا ہوں۔ جنرل فرینک سے بات کرو“..... ٹارسن نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔

رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آفس کی عقی دیوار میں موجود دروازے کے ہینڈل کو گھمایا تو دروازہ کھل گیا اور وہ دوسری طرف موجود کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر جب وہ ایک گھنٹے بعد واپس آفس میں آیا تو اس کی شخصیت مکمل طور پر تبدیل ہو چکی تھی۔ اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سڑک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سڑک کی پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا تو پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا اور اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا۔

”کار کا خیال رکھنا“..... ٹارسن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور بغیر ٹوکن لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس وقت وہ کلب کے مالک کے روپ میں تھا کیونکہ کلب کا مالک والٹر تھا جو ٹارسن کا بہنوئی تھا اور وہ بہت کم کلب جایا کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹارسن میجر گلف کے کمرے میں موجود تھا۔

”جنرل فرینک جس میز پر بیٹھے ہیں اس کے ساتھ والی میز میرے لئے ریزرو کر دینا“..... ٹارسن نے کہا۔

”وہ میز نمبر بارہ پر ہی بیٹھے ہیں اس لئے گیارہ نمبر ریزرو کر دیتا ہوں“..... میجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ۔ کیا تمہارے پاس ٹریم ون ہے؟“..... ٹارسن نے چونک کر کہا۔

ٹارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک کر لوں گا“..... جنرل فرینک نے کہا۔

”اوکے۔ جب کافی انہیں دے دی جائے تو مجھے کال کر کے رپورٹ دے دینا“..... ٹارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹارسن نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

”عمران کو اس بار پتہ چلے گا کہ عیاری کے کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا عیاری سمجھتا ہے“..... ٹارسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”مجھے خود اس شب میں جانا چاہئے تاکہ میں چیک کر سکوں کہ جنرل فرینک کس طرح اداکاری کرتا ہے“..... ٹارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سڑک“..... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

”ٹارسن بول رہا ہوں گلف“..... ٹارسن نے کہا۔

”اوہ۔ یس سر“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”میں والٹر کے روپ میں سڑک آ رہا ہوں۔ ایک انتہائی ضروری کام ہے“..... ٹارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹارسن نے

"یس سر ہے"..... تیغ نے جواب دیا۔

"تم اسے بارہ نمبر میز کے نیچے لگا دو۔ میں یہاں بیٹھ کر گفتگو سن لوں گا۔ یہ زیادہ محفوظ رہے گا"..... نارسن نے کہا تو تیغ گفٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور کسی کو میز نمبر بارہ کے نیچے ٹریم ون لگانے کے احکامات دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب جنرل فرینک کے لئے روم نمبر فور ریڈر وکر دو اور جنرل فرینک کو بھی اطلاع دے دینا اور روم نمبر فور کی سپیشل مشینری آن کر دینا"..... نارسن نے کہا۔

"یس سر۔ پھر تو آپ کو سپیشل روم میں بیٹھنا ہو گا کیونکہ سپیشل مشینری کو آپ وہیں بیٹھ کر چیک کر سکیں گے"..... تیغ گفٹ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ ٹریم ون کا رسیور بھی وہی پہنچا دینا"۔ نارسن نے کہا تو تیغ گفٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب نارسن پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا کہ جنرل فرینک جو بات کرے گا وہ اس تک پہنچ بھی جائے گی اور سپیشل روم میں موجود جدید ترین مشینری کی مدد سے وہ ان کو سنیں پر بھی دیکھ سکے گا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی صورت بھی کسی قسم کا شک بھی نہ پڑ سکے گا۔ اس نے اصل میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈانج دینے کے لئے خصوصی پلاننگ کی تھی۔ اس پلاننگ کے تحت اس نے لارج ویو

فارمولے میں متعلقہ سائٹس دان کے ذریعے ایسی جمعیٹی کو ردی تھی کہ بظاہر یہ فارمولا ہر لحاظ سے درست لگتا تھا لیکن جب اس پر فاسٹ تجربات کئے جاتے تو پھر معاملات اور ہو جاتے جبکہ اصل فارمولا ڈیٹا شیا پہنچا دیا گیا تھا۔ جب نارسن کو عمران نے خود فون کیا تھا تو نارسن سمجھ گیا کہ اس نے یہ بات اس لئے کی ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ فارمولے تک پہنچ سکے۔ چنانچہ اس نے پوری پلاننگ ترتیب دے لی۔ وہ سپیشل ایس دی سٹور پہنچ گیا اور جنرل فرینک سے ساری بات طے کر لی گئی اور پھر معاملات بالکل ایسے ہی ہوتے چلے گئے جیسے نارسن نے سوچے تھے اور اسے یقین تھا کہ سب معاملات ایسے ہی ہوں گے جیسے کہ اس نے سوچے ہیں اور جنرل فرینک فارمولے کی کاپی لاکر عمران کو دے دے گا اور عمران مطمئن ہو کر واپس چلا جائے گا۔ پھر اس فارمولے پر طویل عرصے بعد فاسٹ تجربات کئے جاتے۔ تب وہاں کے سائٹس دانوں کو اس کے غلط ہونے کا علم ہو سکتا تھا اور اس طرح فارمولے سے کسی صورت پاکیشیا فائدہ حاصل نہ کر سکے گا اور اسرائیل کا مقصد حل ہو جائے گا کیونکہ اسرائیل کا پلان یہی تھا کہ جب لارج ویو پراجیکٹ ڈیٹا شیا ہیرے پر مکمل ہو جائے گا تو وہ کافرستان سے مل کر اس کے ذریعے سٹار میزائل سے پاکیشیا پر حملہ کر دے گا اور اس طرح پاکیشیا سٹار میزائلوں کی زد میں آکر مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا اور اپنے تباہی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا۔

کو اس قدر اہم بات بتائے گا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔
صفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے اب صالطہ ساتھ ہے اس لئے اب تمہاری سمجھ کا کنٹرول
تو اس کے پاس ہی ہوگا"..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس
پڑے۔

"صفر صاحب کو آپ کی بات اس لئے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ
نے کھل کر بات ہی نہیں کی جبکہ ہم نے جس حد تک غور کیا ہے
آپ اس جنرل فرینک سے دوستی کر کے اس سے اس انداز میں
معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ کچھ نہ کچھ بتا
دے"۔ صالطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ۔ چشم بدور۔ وہ کیا کہتے ہیں ہونہار بدوا کے چلنے چلنے
بات۔ صفر کی عمر گزر گئی اس دشت کی سیاہی میں لیکن وہ تو سمجھ
نہیں سکا اور تم ہو جو ابھی جمہو جمعہ آج دن ہوئے سیکرٹ ایجنٹ
بنے ہوئے تم ساری بات سمجھ بھی گئیں"..... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ نے یہ بات میری تعریف میں کہی ہے
تو میری طرف سے شکریہ قبول کریں اور اگر آپ نے طنز کیا ہے تو پھر
اس کے جواب میں یہی کہہ سکتی ہوں کہ آپ نے میرے بارے میں
غلط اندازہ لگایا ہے"..... صالطہ نے کہا۔

"ارے طنز نہیں۔ تم نے درست بات کی ہے"..... عمران نے

"عمران صاحب۔ آخر آپ نے یہ کیسے سوچ لیا ہے کہ جنرل
فرینک آپ کو تمام تفصیلات بتا دے گا"..... صفر نے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت سہرے کے وسیع و عریض ہال
میں ایک میز کے گرد موجود تھے۔ انہوں نے کاؤنٹر سے معلوم کر لیا تھا
کہ ابھی جنرل فرینک نہیں آیا اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ
جنرل فرینک کے لئے میز نمبر بارہ ریڈ رہتی ہے اور وہ اسی میز پر
بیٹھا ہے اس لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت ساتھ والی میز پر بیٹھ
گیا تھا جو ریڈ نہیں تھی۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ وہ بتا دے گا۔ میں نے تو کہا تھا کہ
میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا"..... عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"لیکن آپ اور ہم اصل شکوک میں ہیں۔ وہ کیسے ایشیائی لوگوں

ایسے انداز میں کہا کہ سب کے ساتھ اس بار صلہ بھی بے اختیار ہنس پڑی لیکن اسی لمحے ایک درمیانے قد اور بھاری جسم کا آدمی بارہ نمبر میز پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ چہرے پر سفاکی اور سختی کا تاثر نمایاں تھا۔ وہی نے جو حلیہ بتایا تھا اس کے مطابق یہی جنرل فرینک تھا۔ مارشل ایریا اور اس میں موجود سنور کا انچارج۔ اس کے بیٹھتے ہی ویٹر نے شراب کی بوتل اور گلاس لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ عمران اٹھا اور اس کی میز کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟" عمران نے کہا تو جنرل فرینک نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"بٹھیں۔ آپ ایشیائی ہیں شاید؟" جنرل فرینک نے کہا۔

"جی ہاں۔ میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔" عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جنرل فرینک ہے اور میں ملٹری مارشل ایریہ کا انچارج ہوں۔ آپ ایشیا کے کس ملک کے رہنے والے ہیں؟" جنرل فرینک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا ہے؟" عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں نے نام تو سنا ہوا ہے۔ آپ کیا پتیا پسند کریں گے؟" جنرل فرینک نے کہا۔

"میرے لئے لائم جو س منگوا لیں۔ میں شراب نہیں پیا کرتا۔" عمران نے کہا تو جنرل فرینک نے ویٹر کو عمران اور اس کے

ساتھیوں کے لئے لائم جو س لانے کا آرڈر دے دیا۔

"فوجی چھاؤنیوں میں ان دنوں سائنسی سنورز بنانے کا بڑا رواج ہو گیا ہے؟" عمران نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ ہماری چھاؤنی میں بھی ایک سائنسی سنور موجود ہے جو ہمارے لئے درد سر بنا ہوا ہے؟" جنرل فرینک نے جواب دیا۔

"درد سر کیوں؟" عمران نے چونک کر کہا۔

"بس بار بار اسے کھولنا اور بند کرنا پڑتا ہے اور پھر یہ کام مجھے خود کرنا پڑتا ہے اس لئے میں سخت بور ہوتا ہوں؟" جنرل فرینک نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ایک سنور کھولنے میں کیا مشکل ہو سکتی ہے جنرل صاحب؟" عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو جنرل فرینک بڑے طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"یہ کوئی عام سنور نہیں جناب۔ یہ ایک ریسیا ہے۔ کوئی پسماندہ ایشیائی ملک نہیں ہے۔ یہاں تو سارا کام کمیونرلز ہوتا ہے۔ اس سنور کا کوئی دروازہ نہیں ہے۔ کمیونر کے ذریعے ہی فائل نکالی جاتی ہے اور کمیونر کے ذریعے ہی فائل سنور میں جمع ہوتی ہے لیکن آپ یوں اس بات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟" جنرل فرینک نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا کسی سائنسی سنور سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ مجھے

تو بس ویسے ہی خیال آگیا تھا..... عمران نے کہا۔

"آپ نے خصوصی طور پر میری میز پر آنے کی تکلیف گوارہ کی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے..... جنرل فرینک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جنرل فرینک بے حد ذہین آدمی ہے۔

"میں دراصل آپ کو قریب سے دیکھنا چاہتا تھا"..... عمران نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیوں۔ وجہ..... جنرل فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے کہ آپ کو دیکھ کر مجھے ایک فٹبالر یاد آتا ہے۔ اس کا نام بھی فرینک ہی تھا۔ وہ میرا پسندیدہ فٹبالر تھا۔ جب آپ اس میز پر بیٹھے تو اسی مجلس میں اٹھ کر میں یہاں آگیا"..... عمران نے کہا۔

"آپ فٹ بال میچ دیکھتے ہیں۔ کیا وہاں پاکیشیا میں یہ کھیل شوق سے دیکھا جاتا ہے..... جنرل فرینک نے کہا۔

"ہمارے پاکیشیا میں فٹ بال کی بجائے کرکٹ اور ہاکی کو زیادہ پسند کیا جاتا ہے لیکن مجھے ذاتی طور پر فٹ بال زیادہ پسند ہے اس لیے میں نہ صرف اس کے خاص میچ دیکھتا ہوں بلکہ ان کی وڈیو فلمیں بھی دیکھتا رہتا ہوں..... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ نے مجھے پہچانا نہیں..... جنرل فرینک نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس گلتا تو ایسے ہے کہ جیسے آپ ہی معروف فٹبالر فرینک ہیں لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا"..... عمران نے کہا۔

"تو پھر سن لو کہ میں ہی وہی فٹبالر ہوں۔ اب میں فٹ بال سے ریٹائر ہو چکا ہوں..... جنرل فرینک نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکھٹا اہٹائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ دیری گڈ۔ یہ تو میرے لئے اہٹائی لگی ڈے ہے کہ میں اپنے پسندیدہ فٹبالر کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔" عمران نے اہٹائی جذباتی لہجے میں کہا تو جنرل فرینک بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے بھی آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اتنی دور بھی میرے کھیل کو پسند کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ ویسے آپ کام کیا کرتے ہیں..... جنرل فرینک نے کہا۔

"اب آپ سے کیا چھپانا۔ آپ تو میرے پسندیدہ فٹبالر ہیں۔ میرا اور میرے ساتھیوں کا تعلق پاکیشیا کی ایک مجلس سے ہے اور ہم یہاں ایک خاص فارمولے کی کالی کے حصول کے لئے آئے ہوئے ہیں لیکن ابھی ہم یہاں سیر و تفریح کرتے پھر رہے ہیں..... عمران نے لائٹ جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تو آپ سیکرٹ ایجنٹ ہیں..... جنرل فرینک نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہجنسی سے تعلق کا یہ مطلب نہیں ہوتا جو آپ نے لیا ہے۔ ہجنسی ایک نیم سرکاری ادارہ ہوتی ہے جو مختلف شعبوں میں کام کرتی ہے۔ ہمارا تعلق اس کے ایسے شعبے سے ہے جس میں رقم وغیرہ دے کر مال حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر سودا ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر سیکرٹ ہجنسوں کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ ویسے میں نے دیکھا ہے کہ تنانوے فیصد ہم کامیاب رہتے ہیں کیونکہ موجودہ دور میں سب سے زیادہ اہمیت دولت کی ہوتی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ واقعی یہ ایک نئی بات ہے۔ ویسے بھی جب دولت سے کام ہو جاتا ہو تو پھر خزانے کس بات کی۔ ویسے آپ کتنی دولت دیا کرتے ہیں..... جنرل فرینک نے کہا۔

”یہ تو حالات پر منحصر ہوتا ہے جنرل صاحب۔ عام طور پر ایک دو لاکھ ڈالرز میں کام ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس سے زیادہ بھی دیتے پڑتے ہیں..... عمران نے جواب دیا۔

”آپ کو فارمولے کی ضرورت ہے یا اس کی کاپی کی“..... جنرل فرینک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا تیر نشانے پر لگا ہے۔ جنرل فرینک کے دل میں لالچ پیدا ہو گیا تھا اور اس کی اس کو پہلے سے توقع تھی کیونکہ جنرل فرینک کی ٹھوڑی کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ لالچی اور دولت پرست آدمی ہے۔

”ایک فارمولا ہے جس کا کوڈ نام لارج ویو ہے“ عمران نے

کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ فارمولا تو مارشل ایریا کے خصوصی سٹور میں موجود ہے۔ میری نظروں سے گزر چکا ہے“..... جنرل فرینک نے چونک کر کہا تو عمران بھی مصنوعی طور پر چونک پڑا۔

”اوہ اچھا۔ پھر تو آپ سے بھی بات ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن یہاں نہیں۔ ہمیں سپیشل روم میں جانا ہو گا۔ یہ اوپن جگہ ہے“..... جنرل فرینک نے اوپر اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے“..... عمران نے کہا تو جنرل فرینک اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے میرے ساتھ“..... جنرل فرینک نے کہا تو عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں ابھی آرہا ہوں“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جنرل فرینک کے پیچھے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جنرل فرینک نے کاؤنٹر سے کسی سپیشل روم کی چابی طلب کی تو روم نمبر چار کی چابی اسے دے دی گئی اور جنرل فرینک عمران کو ساتھ لے کر سپیشل روم نمبر چار میں آگیا۔ یہ ساؤنڈ پروف کمرہ تھا۔

”دیکھیں عمران صاحب۔ مجھے دولت کا لالچ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میری آبائی جائیداد ایک لارڈ کے پاس رہن ہے اور

آپ ہاں کریں یا ناں اور یہ بھی بتا دوں کہ فارمولا تو بہر حال سیکرٹ ایجنٹ حاصل کر لیں گے لیکن آپ ایک اچھا موقع ضائع کر بیٹھیں گے..... عمران نے کہا۔

"ہے تو کم۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ دیں دو لاکھ ڈالر..... جنرل فرینک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس انداز میں کہا جیسے وہ مجبوراً اتنی کم رقم میں سودا کر رہا ہو۔

"یہ رقم کم نہیں ہے جنرل فرینک۔ میں نے اپنے رسک پر سودا کیا ہے۔ اب مجھے مزید رقم کے لئے اپنے چیف سے طویل بحث کرنا پڑے گی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو ہو گیا سو گیا۔ دیں رقم..... جنرل فرینک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آدھی رقم پہلے اور آدھی بعد میں۔ یہی ساری دنیا کا اصول ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چمک بک نکالی اور اس کا ایک چمک علیحدہ کر کے اس نے جنرل فرینک کی طرف بڑھادیا۔

"یہ بغیر نام کا گارنٹیڈ چمک ہے..... عمران نے کہا تو جنرل فرینک نے چونک کر چمک لیا اور اسے غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔ کل آپ کو یہیں فارمولے کی کاپی مل جائے گی..... جنرل فرینک نے کہا۔

میری تنخواہ میں سے اتنی رقم نہیں بچتی کہ میں اس جائیداد کو حاصل کر سکوں جبکہ یہ میرا خواب ہے۔ فارمولے تو سینکڑوں ہزاروں ہوتے ہیں اور سنے سے سنے بنتے رہتے ہیں اور پھر فارمولے کی کاپی ہی تو دینی ہے۔ اصل فارمولا تو پھر بھی سنور میں ہی موجود رہے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس فارمولے کی کاپی دے کر آپ سے رقم لے کر اپنی آبائی جائیداد واپس حاصل کر لوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کسی کو اس بارے میں نہیں بتائیں گے..... جنرل فرینک نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں۔ رازداری ہماری پہلی اور بنیادی شرط ہے..... عمران نے کہا۔

تو پھر بتائیں۔ اگر میں اس فارمولے کی کاپی آپ کو دوں تو آپ مجھے کتنی رقم دیں گے..... جنرل فرینک نے کہا۔

"دیکھو جنرل فرینک۔ اس فارمولے کے لئے ہمیں حکومت کی طرف سے جو زیادہ سے زیادہ رقم دینے کی اجازت ہے وہ ایک لاکھ ڈالر ہے اور میں آپ سے کوئی سودے بازی نہیں کرنا چاہتا اس لئے میں آپ کو ایک لاکھ ڈالر دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ فارمولا اور بیٹیل ہو۔ کوئی دھوکے بازی قابل برداشت نہیں ہوگی اور اس کا نقصان بھی آپ کو ہوگا..... عمران نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالر..... جنرل فرینک نے جواب دیا۔

"نہیں۔ آخری بات کر رہا ہوں۔ دو لاکھ ڈالر دوں گا اور بس۔

عمران ہو مل گرانڈ کے کمرے میں موجود تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی جہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب سر کلب سے ابھی واپس آئے تھے۔ عمران نے انہیں رلستے میں جنرل فرینک سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی تھی اور ان سب کے چہرے بے اختیار چمک اٹھے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ مشن بغیر ہاتھ پیر ملائے مکمل ہو گیا۔ ویری گلد۔ یہ تو شاید ہماری زندگی کا سب سے آسان مشن ثابت ہوا ہے۔“ جو یانے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ اس سودے پر اُلجے ہوئے ہیں۔“ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چمک پڑے۔

”تمہارا خیال درست ہے۔ دراصل جس انداز میں یہ سب کچھ

”ایک منٹ۔ یہ بتائیں کہ کیا آپ بغیر کسی سائیس دان کی رضامندی کے یہ فارمولا سنور سے نکال سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں۔ سنور کو کھولنے کے لئے پرائم منسٹر صاحب کے دستخطوں سے جاری خصوصی کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کارڈ اس سائیس دان کو جاری کیا جاتا ہے جس نے اس فارمولے پر کام کرنا ہوتا ہے اور حسن اتفاق سے ڈیگوشیا میں کام کرنے والے سائیس دان ڈاکٹر ولیم کو اس لارج ویو فارمولے کا کارڈ ملا ہے اور اس نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ وہ کل صبح مارشل ایریے میں پہنچ رہا ہے۔ اس نے فارمولے سے کچھ پوائنٹس دیکھنے ہیں اس لئے جب وہ پوائنٹس دیکھ کر فارمولا واپس کرے گا تو میں اس کی کاپی کر کر فارمولا واپس سنور کر دوں گا اور کارڈ اسے واپس دے دوں گا اور وہ مطمئن ہو کر چلا جائے گا۔ اصل فارمولا بھی سنور میں جمع ہو جائے گا اور اس کی کاپی بھی آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔“ جنرل فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کل کس وقت؟“ عمران نے کہا۔

”کل اسی وقت۔“ جنرل فرینک نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دو دنوں دروازہ کھول کر سپیشل روم سے باہر آگئے۔ دونوں کے چہروں پر اطمینان کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

"نارسن نے مارشل ایبریا کے جنرل فرینک سے دوپہر بات کی ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہی پہلے جو بات ہوئی تھی کہ وہ الٹ رہے۔ پھر تو کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی نارسن نے اسے کال کیا ہے۔" میری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ بہر حال ابھی چیکنگ جاری رکھنا"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میری الجھن بے فائدہ ہے۔ جنرل فرینک واقعی لالچی آدمی ہے"..... عمران نے کہا اور پھر اچانک ہی وہ ایک بات سوچ کر چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے دوبارہ رسیور اٹھا کر چیری سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ فون ڈائریکٹ کرنے والا بٹن پہلے سے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے دوبارہ اسے پریس کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"البرٹ بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی البرٹ کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ میں نے اس لئے دوبارہ کال کی ہے کہ تم سے جنرل فرینک کا فون نمبر پوچھ سکوں"..... عمران نے کہا۔ "کیا آپ اسے فون کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کس حیثیت سے کریں گے"..... البرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ ویسے کسی بھی وقت کام آسکتا ہے"..... عمران

ہوا ہے اس پر مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا۔ میں نے بس ویسے ہی علم قیانہ کی رو سے اس جنرل فرینک کی ٹھوس کی بناوٹ دیکھ کر اندھیرے میں تیر پھینکا تھا کہ وہ فطری طور پر لالچی آدمی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لالچ میں آجائے اور میرا تیر اس قدر ٹھیک نشانے پر لگا کہ اب میں خود لٹھ گیا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"اس میں الجھنے کی کیا بات ہے۔ تم خود سائٹس دان ہو اس فارمولے کو اچھی طرح چیک کر لینا۔ ویسے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کو خود اس پر یقین نہیں آتا کہ یہ سب اس نے کیا ہے"..... جو یانے کہا اور پھر باری باری سب نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا تو عمران نے فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"البرٹ بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے البرٹ کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں البرٹ۔ کیا نارسن کی چیکنگ جاری ہے یا نہیں"..... عمران نے کہا۔

"جاری ہے جناب اور جب تک آپ روکنے کا حکم نہیں دیں گے یہ جاری رہے گی"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی خاص بات"..... عمران نے کہا۔ "نہیں۔ آپ کے مطلب کی کوئی بات نہیں ہوئی"..... البرٹ

نے جواب دیا۔

آپ فکر مت کریں۔ میں نے یہاں ریڈ الرٹ کر رکھا ہے۔ چو ہو گا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوکے۔ بہر حال آپ ہر طرح سے محتاط رہیں۔ گڈ بائی۔ عمران کہا اور رسیور رکھ کر اس نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

ٹکس نیچے پر پہنچے ہیں آپ..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر

معاملات درست ہیں۔ میں نے چیکنگ کی تھی لیکن جنرل نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ کل فارمولے کی کاپی مل جائے گی اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے۔ عمران نے کہا تو سب نے اطمینان بھرا سانس لیا اور پھر در تیک گپ شپ کرنے کے بعد وہ سب اٹھ کر اپنے اپنے کی طرف بڑھ گئے۔

نے کہا تو البرٹ نے فون نمبر بتا دیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹیک وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ اس کے ساتھی بھی خاموش بیٹھے تھے کیونکہ وہ سب عمران کے مزاج شناس تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران جب کسی گہری سوچ میں ہو تو اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہئے۔ پھر عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور البرٹ کے بتائے ہوئے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”ہیں..... ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”جنرل فرینک سے بات کر انہیں میں نارسن بول رہا ہوں۔“ عمران نے نارسن کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو..... چند لمحوں بعد جنرل فرینک کی آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں..... عمران نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے.....“ جنرل فرینک نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ کل کوئی سائنس دان مارشل ایریا میں آ رہا ہے اور آپ نے سنور کھولنا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کو درست اطلاع ملی ہے۔ کل ڈاکٹر ولیم ڈیگوشیا سے آرہے ہیں..... جنرل فرینک نے جواب دیا۔

”لیکن پاکیشیائی ایجنٹ بھی تو یہاں موجود ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عین موقع پر آن ٹیکیں.....“ عمران نے کہا۔

نہ پڑ سکا..... نارسن نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار ہنس

”میرے لئے یہ واقعی انتہائی دلچسپ تجربہ تھا۔ ویسے یہ شخص واقعی
حد عیار ذہن کا مالک ہے۔ اس نے تمام پہلوؤں پر تسلی کرنے کی
کوشش کی اور اگر ہم اس کے لئے تیار نہ ہوتے تو وہ یقیناً اصل بات
تہہ تک آسانی سے پہنچ جاتا۔ آپ وہ فارمولا لے آئے ہیں۔“ جنرل
فرینک نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ یہ لیجئے۔ یہ اصل فارمولا ہے اور یہ ڈاکٹر ولیم کا کارڈ۔ اسے
آپ سنور میں رکھ دیں۔“ نارسن نے ایک سائڈ پر رکھے
نفس کی بریف کیس کو اٹھا کر کھولتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک فائل
کے لئے موجود تھا اور پھر وہ دونوں جنرل فرینک کے آفس میں
بٹھ گئے۔

”آپ نے واقعی کمال کی اداکاری کی ہے جنرل فرینک۔“ نارسن
نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار ہنس پڑا۔
”آپ نے میری اداکاری کیسے دیکھ لی۔“ جنرل فرینک
بہستے ہوئے کہا۔

”اس میز پر جو باتیں ہوئیں وہ بھی میں نے سنی ہیں اور سب
روم نمبر فور میں نہ صرف میں آپ کی باتیں سن رہا تھا بلکہ آپ
سکرین پر بھی دیکھ رہا تھا۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا۔“ عمران
شاہر آدمی کو آپ نے ایسے شیشے میں اتارا کہ آخری لمحے تک
نارسن نے کہا۔

”آپ نے واقعی کمال کی اداکاری کی ہے جنرل فرینک۔“ نارسن
نے کہا تو جنرل فرینک بے اختیار ہنس پڑا۔
”آپ نے میری اداکاری کیسے دیکھ لی۔“ جنرل فرینک
بہستے ہوئے کہا۔

”اس میز پر جو باتیں ہوئیں وہ بھی میں نے سنی ہیں اور سب
روم نمبر فور میں نہ صرف میں آپ کی باتیں سن رہا تھا بلکہ آپ
سکرین پر بھی دیکھ رہا تھا۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا۔“ عمران
شاہر آدمی کو آپ نے ایسے شیشے میں اتارا کہ آخری لمحے تک
نارسن نے کہا۔

فائل اٹھا کر جنرل فرینک کو دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔“ ٹارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ جنرل فرینک نے کہا اور فائل لے کر

”اوہ واقعی۔“ یہ خیال تو مجھے بھی نہیں آیا جبکہ ڈاکٹر ولیم تو جہاں

نے میری کی دراز میں رکھی اور دراز کو لاک کر دیا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ کل باقاعدہ ڈاکٹر ولیم ہیلی کا پٹر یہاں آئے

اب یہ بتائیں جناب کہ جو رقم مجھے دی جا رہی ہے اس کا کیا

جائے۔“ جنرل فرینک نے کہا۔

”اور تقریباً ایک گھنٹہ یہاں گزار کر واپس جائے گا۔“ ٹارسن نے

”کسی فلاحی ادارے میں جمع کرادیں۔“ ٹارسن نے کہا۔

”کیا واقعی۔“ لیکن ”جنرل فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں

جنرل فرینک نے اثبات میں سر ملادیا۔

”تو اب معاملہ طے ہو گیا۔ کل یہ فائل عمران تک پہنچ جائے گا۔“

”واقعی نہیں۔“ نقلی ڈاکٹر ولیم۔ یہ میری بیجنسی کا آدمی ہو گا ڈاکٹر

اور ہمارا منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔“ جنرل فرینک نے اطمینان

ولیم کے میک اپ میں۔“ ٹارسن نے کہا تو جنرل فرینک نے بے

بجے میں کہا۔

”آپ ابھی مطمئن نہ ہوں۔ عمران بے حد ہوشیار اور وہی

ہے۔“ ہو سکتا ہے کہ جس طرح آسانی سے یہ ذیل ہوئی ہے اس

”میری فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جنرل فرینک نے رسیور اٹھا لیا۔

وہ شک میں پڑ گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی

”ہیں۔“ جنرل فرینک نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

میں تصدیق کرے۔“ ٹارسن نے کہا۔

”جناب ٹارسن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسری طرف

”کس قسم کی تصدیق۔“ جنرل فرینک نے چونک کر پوچھا۔

”اوہ۔ اوہ۔“ کراؤ بات۔“ جنرل فرینک نے چونک کر کہا اور ساتھ

”اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دوسروں کے لہجے اور

”اوہ۔ اوہ۔“ کراؤ بات۔“ جنرل فرینک نے چونک کر کہا اور ساتھ

کی ہو۔“ ہو نقل کر لیتا ہے۔“ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ میری آواز میں

”بات کریں جناب۔“ چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی

کسی دوسرے کی آواز میں آپ سے بات کرے۔“ دوسری بات یہ

”بات کریں جناب۔“ چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی

ہو سکتی ہے کہ وہ کل فارمولا وصول کر کے کسی بھی ذریعے

”ہیلو۔“ جنرل فرینک نے کہا۔

معلوم کرانے کی کوشش کرے کہ واقعی ڈاکٹر ولیم یہاں آیا ہے۔“

ہے۔..... نارسن نے کہا تو جنرل فرینک نے اہلبات میں سر ملادیا اور پھر وہ دونوں ہیلی پینڈ پر پہنچے اور نارسن اس سے مصافحہ کر کے جب ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا تو جنرل فرینک واپس اپنے آفس میں آگیا۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ وہ مفت میں دو لاکھ ڈالر کا مالک بن گیا ہے کیونکہ دولت بہر حال اس کی کمزوری تھی۔

"نارسن بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو جنرل فرینک کے ساتھ وہاں موجود نارسن بھی بے اختیار چونک پڑا۔ "اوہ آپ۔ فرمائیے۔..... جنرل فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کچھ دیر تک ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوتی رہی اور جب کال ختم ہوئی تو جنرل فرینک نے رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے۔ اس قدر کامیاب نقل۔ اگر آپ میرے سامنے بیٹھے ہوتے اور آپ نے مجھے پہلے سے نہ بتایا ہوتا تو شاید میں زندہ بھر اس بات پر یقین نہ کرتا۔..... جنرل فرینک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں خود اپنی آواز سن کر حیران رہ گیا ہوں۔ واقعی یہ شخص ماورائی صلاحیتوں کا مالک ہے۔..... نارسن نے کہا۔

"لیکن آپ بھی اس سے کم نہیں ہیں۔ آپ نے جس انداز میں اسے جکڑ دینے کی منصوبہ بندی کی ہے وہ بھی لاجواب ہے۔" جنرل فرینک نے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ اب مجھے اجازت دیں۔ کل ڈاکٹر ولیم جائیں گے اور پھر شام کو آپ نے فائل اسے دینی ہے۔..... نارسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ آدمی واقعی بے حد ہوشیار ثابت ہوا ہے۔..... جنرل فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں نے بھی ہر پہلو پر سوچ سمجھ کر کام

کفن مشن مکمل ہو گیا ہو..... صفدر نے استہائی حیرت جو ہے تھے
میں کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب صفدر کی
تائید کر رہے ہوں۔

"تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے کہ یہ واقعی اصل فارمولا
ہے..... جو یانے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے جیب میں سے
تہہ شدہ فائل نکالی اور اس کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ باقی سب
کے چہروں پر امید کے تاثرات بنائیاں طور پر نظر آرہے تھے۔ وہ سب
عمران کے چہرے کو اس انداز میں دیکھ رہے تھے جیسے عمران کے
چہرے پر ابھرنے والے تاثرات سے ہی وہ فیصلہ کر لیں گے کہ کیا
واقعی مشن کامیاب رہا ہے یا نہیں۔ گو فائل میں زیادہ صفحے نہیں تھے
لیکن عمران نے انہیں پڑھتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ لگا دیا اور پھر
ایک طویل سانس لے کر اس نے فائل بند کر کے سامنے میز پر رکھ
دی۔

"کیا ہوا..... جو یانے چونک کر پوچھا۔

"وکٹری..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔
ان کے سنے ہوئے چہرے عمران کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھے
تھے۔

"صرف فارمولا اصل ہے بلکہ مکمل بھی ہے..... عمران نے
جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب ہم نے واپس جانا ہے اور بس..... جو یانے

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہومل گرانڈ کے کمرے میں موجود
تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے یہ کلب سے واپس آئے تھے جہاں عمران نے
مارشل ایریا کے جنرل فرینک سے دوبارہ ملاقات کی تھی اور جنرل
فرینک نے اسے سپیشل روم نمبر فور میں بیٹھ کر لارج ویو فارمولا
کی کاپی دے دی تو عمران نے اسے سرسری طور پر دیکھ کر تسلی کرنا
تھی کہ یہ واقعی فارمولا کی ہی کاپی ہے اور مکمل ہے تو اس نے
ایک لاکھ ڈالر کا گارینٹڈ چیک جنرل فرینک کے حوالے کر دیا۔ جنرل
فرینک نے اسے رازداری رکھنے کی ایک بار پھر درخواست کی اور
عمران نے اسے تسلی دی اور پھر سپیشل روم سے نکل کر وہ دوبارہ
ہال میں آکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت
سپر کلب سے واپس گرانڈ ہومل پہنچ گیا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔
"کمال ہے۔ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ اس آسانی سے اس تو

نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن..... عمران نے کہا تو اس کے منہ سے لیکن کا لفظ سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"لیکن کیا..... ان سب نے ہی بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ آفری چیکنگ بھی کر لی جائے۔ دراصل جس طرح تمہیں یقین نہیں آ رہا کہ اتنی آسانی سے یہ انتہائی مشکل مشن مکمل ہو گیا ہے اسی طرح مجھے بھی یقین نہیں آ رہا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے خدشات دور کر کے جائیں..... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب..... جو یانے کہا۔

"اب آخری صورت۔ یہی روگنی ہے کہ ڈیگوشیا جہیزے پر ڈاکٹر ولیم سے بات کی جائے کہ کیا وہ مارش ایریا میں آیا ہے یا نہیں اور ڈاکٹر ولیم نے سٹور سے نکلا بھی ہے یا نہیں..... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ کس حیثیت سے اس سے بات کریں گے۔" صفدر نے کہا۔

"جنرل فرینک کے حوالے سے..... عمران نے کہا۔

"لیکن جنرل فرینک سے تو وہ مل کر گیا ہے۔ پھر جنرل فرینک کو کیوں بتائے گا کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا..... اس بار جو یانے کہا۔

"اس کے علاوہ تو اور کوئی ایسا آدمی میرے ذہن میں نہیں ہے جو اس سے بات کر سکے اور میں نے جنرل فرینک کی آواز بھی سنی ہوئی ہے۔ نارمن کا کوئی تعلق اس سے نہیں ہو گا اس لئے ہو سکتا ہے کہ

اس انداز میں بات کی جائے کہ اصل بات سننے آجائے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا آپ کو اس کا نمبر معلوم ہے..... صفدر نے کہا۔

"نمبر میں نے جنرل فرینک سے معلوم کر لیا ہے۔ جیلے تو اس نے

صاف انکار کر دیا لیکن پھر میرے اصرار پر کہ میں صرف یہ جملنے کے

لئے کہ کیا واقعی وہ یہاں مارشل ایریہ میں آ رہا ہے تو پوچھ رہا ہوں۔

اگر وہ آ رہا تھا تو لامحالہ جنرل فرینک کو نمبر معلوم ہو گا ورنہ نہیں۔

میری اس بات پر اس نے نمبر بتا دیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی کہی کہ

اس سے بات نہ کی جائے کیونکہ اس طرح یہ راز کھل بھی سکتا

ہے..... عمران نے جواب دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون کو

ڈائریکٹ کیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر

انگوٹری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"ہیں۔ انگوٹری پلیز..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ڈیگوشیا جہیزے کا یہاں سے رابطہ نمبر دے دیں..... عمران

نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا

اور پھر نون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

"ہیں۔ لارج ویو پراجیکٹ..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک

نوائی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ولیم سے بات کرائیں۔ میں جنرل فرینک بول رہا ہوں۔

”ڈاکٹر ولیم۔ آپ کو جو فارمولا دیا گیا ہے کیا آپ نے اسے اچھی طرح پڑھا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیوں؟“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”اس لئے کہ اس فارمولا کے کاپی کرنے والی مشین کے بارے

میں ابھی معلوم ہوا ہے کہ اس میں نقص تھا۔ میں نے سوچا کہ کہیں

کاپی میں کوئی نقص نہ پڑ گیا ہو اور آپ تو سائنس دان ہیں اس لئے

زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ معمولی سے نقص سے الفاظ بدل

جاتے ہیں اور اس طرح گڑبڑ ہو سکتی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں نے اسے پڑھا ہے۔ یہ ہر لحاظ سے صحیح اور درست

ہے۔ آپ کی تشویش کا شکریہ۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ تھینک یو۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس

نے ایک طویل سانس لیا۔

”اب شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اس لئے اب ہماری

والیسی ہو گی اور بس۔ مشن مکمل ہو چکا ہے۔“..... عمران نے کہا تو

سب نے بے اختیار لبے اور اطمینان بھرے سانس لئے۔

”آپ اس فارمولا کو کسی کو میسر نہ ہو سکے گا۔“..... صفدر

نے کہا۔

”ارے نہیں۔ اس کی ضرورت ہی نہیں۔ کسی کو یہاں علم ہی

نہیں ہے کہ ہم نے فارمولا کے کاپی حاصل کر لی ہے اس لئے کوئی

ہمارے پیچھے نہیں آئے گا۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات

مارشل ایریا ایکریمیا سے..... عمران نے جنرل فرینک کی آواز اور

لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری

سی آواز سنائی دی۔

”جنرل فرینک بول رہا ہوں ڈاکٹر ولیم۔ کیا آپ بخیریت پہنچ گئے

ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”میں نے آپ کو اپنے بخیریت پہنچنے کی تو باقاعدہ اطلاع دے دی

ہے۔ پھر آپ کیوں دوبارہ پوچھ رہے ہیں۔“..... دوسری طرف سے

اجنبی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اس لئے کہ مجھے اطمینان ہی ہے کہ راستے میں آپ کا جہاز غراب

ہو گیا تھا۔“..... عمران نے کہا۔

”جہاز۔ کیا مطلب۔ میں تو ہیلی کاپٹر پر آیا تھا۔ یہ جہاز کا کیا

مطلب ہوا۔“..... دوسری طرف سے مزید حیرت بھرے لہجے میں کہا

گیا۔

”مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ آپ ہیلی کاپٹر چھوڑ کر جہاز پر ڈیگوشا

گئے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ آپ کو غلط اطلاعات مل گئیں۔ میں ٹھیک ہوں

اور بخیریت پہنچ گیا ہوں۔“..... دوسری طرف سے اس بار قدرے

ناراض سے لہجے میں کہا گیا۔

واپس چلے جائیں گے۔ راسن کے پوچھنے پر کہ یہ سب کیسے ہوا ہے۔
 چلے تو نارسن نے تفصیل بتانے سے انکار کر کر دیا لیکن پھر راسن کے
 بے حد اصرار پر نارسن نے صرف اتنا کہا کہ عمران کو فارمولا مہیا کر
 دیا گیا ہے اس لئے اس کا مشن مکمل ہو گیا ہے اور اب وہ مطمئن ہو
 کر واپس چلا جائے گا۔ البتہ اس امر کا علم تو بہت بعد میں عمران ہو گا
 کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اس سے زیادہ بات نہیں کی اور یہ کہہ کر
 رابطہ ختم کر دیا کہ جب وہ اکیڑیسا واپس آئے گا تو پھر تفصیل سے
 بات ہو گی۔ یہ گفتگو سن کر میں نے اپ کو کال کیا ہے اور آپ کہہ
 رہے ہیں کہ مشن ختم کر دیا گیا ہے اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ
 مشن ختم ہوا ہے یا مکمل ہو چکا ہے؟..... البرٹ نے تفصیل سے
 بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ گفتگو ٹیپ کی ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں..... البرٹ نے جواب دیا۔

”کیا تم فون پر مجھے یہ ٹیپ سنوا سکتے ہو؟..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ کیونکہ اب آپ کے کمرے کا فون چیک
 نہیں ہو رہا حالانکہ نارسن کے اجنٹ اسے چیک کر رہے تھے لیکن
 اب مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ لوگ چینگ جھوڑ کر جا چکے ہیں۔“
 البرٹ نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی البرٹ کی بات سن کر بے
 اختیار چونک پڑے۔

”اوہ۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں کہ ہمارا فون چیک ہو رہا ہے۔“

میں سر ہلا دینے اور پھر اس کے بعد واپسی کا پروگرام بننے لگا۔ کچھ فوری
 طور پر جاننے کے حق میں تھے جبکہ کچھ کل شام کی فلاٹ سے واپس
 جانا چاہتے تھے تاکہ اس دوران بہار اطمینان بھرے انداز میں سیر و
 تفریح کر سکیں کہ اچانک پاس پرے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
 عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہی۔ علی عمران بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا۔

”البرٹ بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ البرٹ۔ میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ اب نارسن کی
 نگرانی اور چیکنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم ویسے بھی واپس جا رہے
 ہیں کیونکہ ہمارے چیف نے مشن ختم کر دیا ہے۔“..... عمران نے
 کہا۔

”مشن ختم ہو گیا ہے یا مشن مکمل ہو گیا ہے؟..... دوسری

طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کر دو۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ نارسن نے اپنے آفس کی بجائے آفیسر زکب
 کے فون سے راسن کو جریرہ ہوائی میں کال کیا ہے۔ چونکہ ہم اس کی
 نگرانی کر رہے تھے اور ہمارے پاس لانگ ریج جیکر موجود تھا اس
 لئے نارسن اور راسن کے درمیان ہونے والی گفتگو ہم نے مانیٹر کر لی
 ہے۔ اس گفتگو کے لحاظ سے نارسن نے راسن کو بتایا ہے کہ عمران
 اور اس کے ساتھیوں کا مشن مکمل ہو گیا ہے اور وہ اب مطمئن ہو کر

اور کس طرح چپک ہو رہا تھا..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جب وہ چھوڑ کر گئے ہیں تب معلوم ہوا ہے۔ میرے آدمی آپ کی نگرانی کر رہے تھے لیکن وہ ان مارسن کے آدمیوں کو چپک نہ کر سکے کیونکہ انہوں نے آپ کے کمرے کے ساتھ والا کمرہ لیا ہوا تھا اور وہاں انہوں نے باقاعدہ ایسی مشینیں ڈیوائس نصب کی ہوئی تھی کہ آپ کے کمرے میں ہونے والی تمام بات چیت اور فون پر ہونے والی تمام گفتگو وہ ٹیپ کرتے رہے تھے جبکہ ہم صرف ون لائن چپک کرتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد کمرہ خالی ہوا تو اس کی اصول کے مطابق صفائی ہوئی تو وہاں سے ایسے خالی سپورٹس جوائیسی مشینیں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے آدمیوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان سپورٹس کو چپک کرنے کے بعد کمرہ چپک کیا تو یہ بات حتمی طور پر سامنے آگئی کہ ایسا ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ کرنے والے مارسن کے آدمی تھے کیونکہ وہاں سے مارسن کلب کے پیڈ کا ایک صفحہ بھی مزے ترے انداز میں ملا ہے..... البرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہو نہ ہو۔ ٹھیک ہے۔ بہر حال وہ ٹیپ سٹوائف..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے مارسن کی آواز سنائی دی۔

پھر مارسن کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان بات چیت ہونے لگی۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریسڈ تھا اس لئے عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی ان دونوں کے درمیان ہونے لگتی تھی۔

میں رہتے تھے۔

آپ نے سن لی ٹیپ ٹیپ ختم ہونے کے بعد البرٹ نے

ہاں۔ اور اب یہ بتا دو کہ یہ مارسن کس کلب میں پڑتا ہے۔ عمران نے کہا۔

آفسیرز کلب میں۔ وہ اس وقت بھی وہاں موجود ہے۔ البرٹ نے جواب دیا۔

جہاں میرے آدمی بھی وہاں موجود ہیں۔ عمران نے پوچھا۔ جی ہاں۔ وہ اس کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

مارسن کتنا وقت مزید وہاں گزارے گا۔ عمران نے پوچھا۔ ابھی دو تین گھنٹے وہ وہیں رہے گا۔ یہ اس کا روزانہ کا معمول ہے۔ البرٹ نے جواب دیا۔

یہ آفسیرز کلب کہاں ہے اور کیا یہ اوپن کلب ہے یا جہاں جانے والے خاصہ کسی کارڈ کی ضرورت پڑتی ہے۔ عمران نے پوچھا۔

ممبرز اور ممبروں کے علاوہ اور کوئی وہاں نہیں جاسکتا۔ اگر آپ وہاں جانا چاہیں تو اس کا انتظام ہو سکتا ہے۔ البرٹ نے

وہ کیسے۔ عمران نے پوچھا۔

میرے آدمی وہاں موجود ہیں۔ وہ ممبرانوں کے کارڈ رقم دے کر

حاصل کر لیں گے اور آپ کو کلب کے باہر پہنچا دیں گے۔ ان کا بیٹا معاوضہ پہنچ جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر البرٹ کا شعر یہ: "اگر
کی مدد سے آپ آسانی سے کلب میں جا سکتے ہیں۔" البرٹ نے کہا۔۔۔۔۔ اس نے رسیور رکھ دیا۔

جواب دیا۔

"نارسن کی رہائش گاہ کہاں ہے؟" عمران نے پوچھا۔
"اس کی رہائش گاہ سپیشل آفیسرز کالونی میں ہے جو ٹراڈ روڈ پر ہے۔"

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ فارمولا درست نہیں ہے۔" صفر
ہے جو بغیر اجازت کسی مہمان کو اندر نہیں دیتے۔" البرٹ نے کہا۔

جواب دیا۔

"ہاں۔ اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ اس فارمولے میں باقاعدہ
"وہاں جانے کا کوئی ایسا طریقہ کہ نارسن کو اس کی اطلاع نہ ہو سکی گزری ہو گئی ہے کہ آخر میں وہ نتیجہ نہ نکل سکے جو نکلنا چاہیے اور یہ
سکے۔" عمران نے کہا۔

"اس کالونی کے عقب میں ویسٹرن مارکیٹ ہے۔ اس مارکیٹ
کے اندر سے ایک چھوٹا سا راستہ کالونی میں جاتا ہے جس پر کوئی
جینٹنگ نہیں کی جاتی۔ یہ راستہ ٹاپ سٹار موٹرز کے شوروم سے ملتا ہے۔

ایک سڑک میں ہے۔" البرٹ نے جواب دیا۔
"جہاں سے آدمی وہاں بھی نگرانی کرتے ہیں۔" عمران نے کہا۔
"اور پھر ڈیگوشیا میں ڈاکٹر ولیم کو فون کر کے چیک کیا ہے۔ اس
کہا۔

"نہیں جناب۔ وہاں نگرانی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔" البرٹ نے باوجود یہ سب کچھ کہیے ہو گیا۔" صفر نے کہا۔
"یقیناً نارسن نے اس کھیل کو ڈائریکٹ کیا ہے اور ویسے بھی وہ
نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ بہر حال اب نگرانی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مشن واقعی مکمل ہو چکا ہے۔ تمہیں جہاں
ضرورت نہیں ہے کیونکہ مشن واقعی مکمل ہو چکا ہے۔ تمہیں جہاں

"میرا خیال ہے کہ نارسن نے وہاں سے کھڑو مشوک ہو گا اور اسے ویسے ہی بریف کر دیا گیا ہو گا تاکہ وہ ہمیں ڈاج دے۔ دراصل فارمولے کی کاپی وہاں رکھی جاتی تو یہ کام پہلے بھی ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی اب ڈاکٹر ولیم سے ہونے والی گفتگو مشکوک ہو گئی ہے۔ شک تو مجھے پہلے بھی پڑ رہا تھا کہ یہاں سے ڈیگوشیا جبرے کا طویل فاصلہ ہیلی کاپٹر پر کیوں طے کیا گیا لیکن پھر میں خاموش ہو گیا تھا کہ شاید کسی خاص سیکورٹی کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہو گا۔" عمران نے کہا۔

"تو پھر اس سنور کو تباہ کر دیا جائے اور پھر وہاں سے فارمولا حاصل کیا جائے۔" صفر نے کہا۔

"نہیں۔ اس سے وہ فائل بھی ساتھ ہی تباہ ہو جائے گی۔" عمران نے جواب دیا۔

"پھر ایسا ہے کہ پہلے ڈیگوشیا پہنچا جائے۔ وہاں سے کارڈ حاصل کیا جائے اور پھر یہاں واپس آکر فارمولا حاصل کیا جائے۔ اس کے علاوہ اور تو کوئی صورت نہیں ہے۔" صفر نے کہا۔

"اس طرح صالحہ کی تجویز بھی پیش نظر رہے گی کہ بظاہر ہم یہاں سے مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔ لیکن ہم ڈیگوشیا سے کارڈ حاصل کر کے واپس آجائیں گے اور پھر یہاں سے فارمولا حاصل کر لیں گے۔" جو یانے کہا۔

"اگر نارسن نے پہلے کارڈ منگو کر کھیل کھیلا ہے تو وہ دوبارہ بھی

اور ڈاکٹر ولیم دونوں اس کھیل کے اداکار تھے اور یقیناً اس نارسن نے ہر پہلو کا خیال رکھا ہے۔ بہر حال اب تفصیل بھی نارسن خود بتاے گا۔" عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب آپ نارسن سے کیا پوچھنے جا رہے ہیں۔" اچانک صالحہ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اس فارمولے کے بارے میں اور کیا پوچھنا ہے۔" عمران نے چونک کر جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ فارمولا مارشل ایریا میں موجود ہے۔ وہ لوگ مطمئن ہو چکے ہیں کہ ہر اہم مقام پر اس نے اب نارسن کو چھپنے کی بجائے کیوں نہ ہم بظاہر یہاں سے واپس پاکیشیا چلے جائیں تاکہ یہ لوگ پوری طرح مطمئن ہو جائیں اور پھر راستے میں ڈراپ ہو کر نئے کاغذات اور نئے میک اپ میں یہاں پہنچیں اور جنرل فرینک کو قید میں کر کے اصل فارمولا حاصل کر لیں۔" صالحہ نے کہا۔

"گڈ شو۔ واقعی تم نے بہترین تجویز دی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ سنور کو اپن نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ ڈاکٹر ولیم کا کارڈ نہ ہو۔ ڈاکٹر ولیم ڈیگوشیا میں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو بات سیدھی ہے کہ یہاں دھکے کھانے کی بجائے ڈیگوشیا پہنچ جائیں۔ وہ ڈاکٹر ولیم تو ظاہر ہے اصل فارمولا لے گیا ہو گا۔" جو یانے نے کہا۔

کارڈ منگوا سکتا ہے۔..... اچانک تنویر نے کہا۔

”وہاں سے کارڈ آنے میں کافی وقت لگے گا اور اتنے طویل عرصے تک نارسن کو پابند نہیں کیا جاسکتا۔ اُس نے یہی ہو سکتا ہے کہ ہم براہ راست مارشل ایریا میں ریڈ کریں یا دور پھر وہاں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کارڈ پر پرائم منسٹر کے صرف دستخط سے کمیونر اوپن نہیں ہوتا ہو گا بلکہ اس کارڈ پر کوئی خصوصی نمبر لائٹ کیا گیا ہو گا اور یہ سسٹم اس نمبر سے اوپن ہوتا ہو گا۔ البتہ یہ نمبر پرائم منسٹر کے دستخطوں سے جاری کردہ کارڈ پر ہوتے ہوں گے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

”دیری گنڈ کیپٹن شکیل۔ تم نے واقعی بہترین بات سوچی ہے۔ نجانے کیا بات ہے اس مشن میں واقعی میرا ذہن کام نہیں کر رہا ورنہ یہ بات مجھے سوچنی چاہئے تھی۔..... عمران نے کہا۔

”جہاں مارا ذہن صرف فتح کی طرف سوچتا ہے۔ اس بار چونکہ جہارے ذہن کو احساس ہوا ہے کہ صرف تم ہی ذہین نہیں ہے بلکہ تم سے بھی زیادہ ذہین لوگ موجود ہیں تو اس نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا۔..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے اور عمران بھی ان میں شامل تھا۔

نارسن اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے راسن اور ڈیزی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ابھی تھوڑی دیر پہلے جہیرہ ہوائی سے واپس آئے تھے اور ایئر پورٹ سے سیدھے آفس پہنچے تھے۔ نارسن کا چہرہ فتح مندی اور کامیابی سے بھرپور مسکراہٹ سے جگمگا رہا تھا جبکہ راسن اور ڈیزی دونوں کے چہروں پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ کوئی دیومالائی کہانی سن رہے ہوں۔ ایسی کہانی جس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات عام دنیا میں وقوع پذیر نہ ہو سکتے ہوں۔

”عمران اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا گیا ہے یا نہیں۔“ نارسن کے خاموش ہوتے ہی راسن نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ واپس چلا گیا ہے۔ میرے آدمی انہیں باقاعدہ ایئر پورٹ پر چیک کرتے رہے ہیں۔.....“ نارسن نے جواب دیا۔

”آپ نے کمال کر دیا باس۔ آپ نے اس زمانے کے سب سے

نے کہا۔

"اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے ڈیزی۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہو۔"
راسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈیزی کی بات درست ہے۔ عمران کے ساتھ واقعی ایسے ہی ہونا ہے۔ مجھے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جائے گا۔" نارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راجر بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نارسن بول رہا ہوں راجر۔" نارسن نے کہا۔
"یس سر۔" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکثرت انتہائی مودبانہ ہو گیا تھا۔

"ایئر پورٹ حکام سے معلوم کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا پہنچے ہیں یا راستے میں کہیں ڈراپ ہو گئے ہیں۔ انہیں کہو کہ وہ مکمل انکوائری کر کے رپورٹ دیں اور رپورٹ جلد از جلد حاصل کرو۔" نارسن نے کہا۔

"یس سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی تھوڑی دیر میں معلوم ہو جائے گا کیونکہ مسافروں کے بارے میں رپورٹس ایئر پورٹ سے مل جاتی ہیں۔" نارسن نے

شاطر آدمی کو بھی ایسا چکر دیا ہے کہ جس کا شاید وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکے۔ اور وہ سمجھ رہا ہو گا کہ اس نے چکر دے کر فارمولا حاصل کر لیا ہے۔" راسن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

باس۔ اصل گیم تو یہی تھی کہ اسے آخری لمحے تک یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اسے باقاعدہ ٹرپ کیا جا رہا ہے۔" نارسن نے کہا۔

"باس۔ کیا آپ نے معلوم کیا ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت واپس پاکیشیا پہنچ چکا ہے یا نہیں۔" اچانک ڈیزی نے کہا جو شروع سے اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی بات سن کر نارسن اور راس دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے اب فارمولا لے کر اس نے پاکیشیا ہی جانا ہے اور کہاں جانا ہے۔" نارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

مجھے دراصل اب تک یقین نہیں آ رہا کہ عمران کو اس طرح ڈانچ بھی دیا جاسکتا ہے لیکن بظاہر حالات یہی نظر آتے ہیں کہ وہ مکمل طور پر ڈانچ کھا گیا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ خوش قسمتی بھی عمران کے ساتھ ساتھ چلتی ہے اس لئے بعض اوقات ایسے امکانات ہو جاتے ہیں کہ اسے ان باتوں کا بھی علم ہو جاتا ہے جن کے بارے میں شاید پہلے اسے کبھی بھی علم نہ ہو سکے اس لئے اگر وہ راستے میں ڈراپ ہو گیا ہے تو یہ سمجھ لیں کہ اس کی یہاں سے روانگی صرف آپ کو ڈانچ دینے کے لئے تھی اور اسے اصل بات کا علم ہو چکا ہے۔" ڈیزی

کہا تو راسن اور ڈیزی دونوں نے اشتباہ میں سر ملادے۔ پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ تقریباً اُدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اُنھی تو راسن نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا۔

"نارسن بول رہا ہوں..... نارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ ڈیزی اور راسن دونوں راجر کی طرف سے دی گئی رپورٹ سن سکیں۔

"راجر بول رہا ہوں باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہاں سے پاکیشیا کے لئے سیٹیں بک کرانی تھیں لیکن وہ پہلے سٹاپ آسزوم میں ہی ڈراپ ہو گئے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن کے ساتھ ساتھ راسن بھی بے اختیار اچھل پڑا جبکہ ڈیزی کے چہرے پر بھی سی مسکراتے ہوئے تھے۔

"آسزوم میں۔ کیوں..... نارسن نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔
"باس۔ میں نے آسزوم میں ہماری پہنچی کے لئے کام کرنے والے آدمی کے ذریعے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے مطابق یہ لوگ جو ڈراپ ہوئے تھے ایر پورٹ سے ہونٹل ایمبیڈر پہنچنے اور پھر چند گھنٹوں بعد ہونٹل سے چلے گئے۔ البتہ یہ بات بھی حتی طور پر مسلمے آتی ہے کہ وہ لوگ آسزوم سے باہر نہیں گئے کیونکہ ایر پورٹ سے ان کے نہیں جانے کا ریکارڈ نہیں مل سکا..... راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وزیری بیٹا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ لازماً میک اپ

کر کے اور نئے کاغذات بنوا کر کہیں گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس ایکریبیائی آگئے ہوں۔ تم فوراً آسزوم کے ایجنٹ سے کہو کہ وہ اس کی تفصیلی انکوآری کریں۔ فوراً اور جلد از جلد..... نارسن نے کہا۔
"میں باس..... دوسری طرف سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نارسن نے بھی سیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈیزی کی بات درست ثابت ہوئی ہے۔ عمران کو اصل بات کا علم ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ اب تک کی ہماری تمام بحث خراب چلی گئی۔" نارسن نے کہا۔

"باس۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ایسا ہوا ہے تو پھر اب موجودہ پوزیشن میں عمران کیسے فارمولا حاصل کر سکتا ہے۔" راسن نے کہا تو نارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ یہ بات واقعی سوچنے کی ہے۔ ہمارے سے چند پوائنٹس موجود ہیں جنہیں پیش نظر رکھ کر ہم اس معاملے پر غور کر سکتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اب عمران کو معلوم ہو چکا ہے کہ فارمولا مارشل ایریا کے خصوصی سنور میں ہے اور اس مارشل ایریا کا انچارج جنرل فرینک ہے۔ دوسری بات یہ بھی عمران کو معلوم ہو چکی ہے کہ جب تک ڈیگوشیا کے پراجیکٹ انچارج ڈاکٹر ولیم کا کارڈ مارشل ایریے میں نہیں پہنچے گا تب تک فارمولا سنور سے باہر نہیں آ سکتا۔" نارسن نے کہا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر ولیم کی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر ولیم۔ آپ کو میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ ہم نے پاکیشیائی سجنٹوں کو ڈاج دینے کے لئے جو سکیم بنائی تھی وہ ناکام رہی ہے اور انہیں ہماری سکیم کے بارے میں علم ہو گیا ہے اس لئے

ہو سکتا ہے کہ اب وہ مارشل ایریا سے لارج ویو کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کوشش کریں اور آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے کارڈ کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے اور اس بات کا علم انہیں بھی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ڈیگوشیا پہنچ کر پراجیکٹ پر ریڈ کریں یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ پرائم سنسٹر صاحب یا میری آواز میں آپ سے کہیں کہ آپ کارڈ ایکریٹیا بھجوا دیں یا اور بھی کوئی دوسری بات کریں تو آپ نے اس معاملے میں اب انتہائی الرٹ رہنا ہے“..... ٹارسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیسے علم ہو گیا انہیں حالانکہ انہوں نے پہلے بھی جنرل فرینک کی آواز میں مجھ سے بات کی تھی جس کے بارے میں میں نے آپ کو رپورٹ دی تھی اور آپ نے بتایا تھا کہ یہی وہ سجنٹ ہے۔“ ڈاکٹر ولیم نے کہا۔

”معلوم نہیں۔ اچانک اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ چو کنا ہو گئے ہیں۔ بہر حال آپ نے ہر طرح سے محتاط رہنا ہے کیونکہ آپ کے کارڈ کے بغیر وہ کسی صورت بھی فارمولا حاصل نہیں کر سکتے۔“ ٹارسن

”اور اگر وہ سنور کو تباہ کر دیں تب“..... ٹارسن نے کہا۔

”نہیں۔ اول تو سنور تباہ ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اگر تباہ کر دیا جائے تب تو فارمولا بھی ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے عمران اسے تباہ کرنے کی بجائے باقاعدہ آپرٹ کر کے فارمولا باہر نکلنے کی کوشش کرے گا“..... ٹارسن نے کہا۔

”میرا خیال ہے باس کہ عمران جہاں سے گیا ہی اس لئے ہے کہ آپ مطمئن ہو جائیں اور وہ اسٹروم سے ڈیگوشیا پہنچے۔ وہاں سے کارڈ حاصل کرے اور پھر واپس یہاں آکر وہ سنور سے فارمولا حاصل کرے“..... ڈیزنی نے کہا۔

”باس۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور عمران اپنی صلاحیت بھی استعمال کر سکتا ہے کہ وہ پرائم سنسٹر کی آواز یا میری آواز کی نقل کر کے ڈاکٹر ولیم سے کارڈ حاصل کرے اس لئے ڈاکٹر ولیم کو اس بارے میں الرٹ کرنا ہو گا“..... ٹارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ لارج ویو پراجیکٹ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ٹارسن بول رہا ہوں ایکریٹیا سے۔“ ڈاکٹر ولیم سے بات کرتیں۔“ ٹارسن نے کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

پاکیشیائی مہجنوں کو اس فارمولے پر شک چو گیا ہے اس سے اطلاع ملی ہے کہ وہ اکیرمیا سے پاکیشیا جانے کی بجائے آسٹروم میں ڈراپ ہو گئے ہیں اور پھر وہاں سے غائب ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ کسی بھی وجہ سے مشکوک ہو گئے ہیں اور اب یقیناً انہوں نے خود فارمولا یا اس کی کاپی حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اب وہ براہ راست مارشل ایریا کے سنور پر حملہ کریں اس لئے آپ مارشل ایریے میں نہ صرف ریڈ الرٹ کرا دیں بلکہ آپ پلے خود بھی مارشل ایریا سے باہر نہ جائیں جب تک معاملات فائل نہ ہو جائیں۔ ٹارسن نے کہا۔

لیکن وہ بغیر ڈاکٹر ولیم کے کارڈ کے فارمولا کسی صورت بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر وہ کیا کریں گے۔ جنرل فرینک نے کہا۔

میں نے ڈاکٹر ولیم کو بھی الرٹ کر دیا ہے لیکن آپ پھر بھی محتاط رہیں۔ وہ لوگ حد درجہ شاطر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ترکیب سوچ لیں اور ہم اطمینان سے بیٹھے رہ جائیں۔ ٹارسن نے کہا۔

تین میں کب تک مارشل ایریا میں محدود ہو کر رہ جاؤں۔ آخر اس کی کوئی حد تو ہو۔۔۔۔۔ جنرل فرینک نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

صرف چند روز کی بات ہے۔ ٹارسن نے کہا۔

نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں۔ نہ صرف میں محتاط رہوں گا بلکہ اب میں پراجیکٹ بریڈ الرٹ کر دیتا ہوں تاکہ اگر وہ یہاں آئیں تو سیکورٹی کے ہاتھوں ختم ہو جائیں۔ ڈاکٹر ولیم نے جواب دیا۔

اگر آپ کہیں تو میں اپنی مہجنی کے ماہر ایجنٹ حفاظت کے لئے بھجوا دوں۔ ٹارسن نے کہا۔

اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں سیکورٹی کا کام ویسے بھی بلیک مہجنی کے سر ہے۔ ڈاکٹر ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ گڈ بائی۔ ٹارسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

مارشل ایریا۔۔۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ٹارسن بول رہا ہوں۔ جنرل فرینک سے بات کر انیں۔ ٹارسن نے کہا۔

لیں سر۔ ہولڈ کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیسو۔ جنرل فرینک بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد جنرل فرینک کی آواز سنائی دی۔

ٹارسن بول رہا ہوں جنرل فرینک۔ ٹارسن نے کہا۔

اوہ آپ۔ فرماتے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ پھر تم دونوں اپنے طور پر کام کرو اور ان کا خاتمہ کر دو۔
 میں تمہارے سیکشن کو آرڈر کر دیتا ہوں“..... نارسن نے کہا تو
 سن اور ڈیزی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”نہیں جناب۔ یہ چند روز کی بات کہی ہو سکتی ہے۔ نہجانے وہ
 لوگ کب جہاں آئیں۔ آپ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیں تاکہ یہ
 مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے“..... جنرل فرینک نے کہا۔

”میرے ایجنٹ ان کے خلاف کام کریں گے لیکن بہر حال انہیں
 ٹریس کرنے میں وقت لگے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنے ایجنٹ
 مارشل ایریا میں بھیجا دوں کیونکہ وہ جہاں بھی ہوں گے اور جس
 روپ میں بھی ہوں گے بہر حال پہنچیں گے وہ آپ کے پاس ہی۔“
 نارسن نے کہا۔

”نہیں۔ جہاں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں پہلے ہی ریڈ
 الرٹ ہے۔ آپ انہیں باہر ہی ٹریس کر اگر ختم کریں“..... جنرل
 فرینک نے کہا۔

”اوکے ٹھیک ہے۔ بہر حال آپ محتاط رہیں۔ گڈ بائی“۔ نارسن
 نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”باس۔ آپ ہمیں حکم دیں۔ ہم ان کو ٹریس کر کے ہلاک کر
 دیتے ہیں“..... نارسن نے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے ڈیزی“..... نارسن نے ڈیزی سے مخاطب
 ہو کر کہا۔

”باس۔ اب واقعی آخری صورت یہی رہ گئی ہے کہ ہم انہیں
 ٹریس کر کے ختم کر دیں ورنہ یہ لوگ تو مستقل سرورہ بنے رہیں
 گے۔“ ڈیزی نے کہا۔

میں پہنچ گئے۔ عمران نے آسٹروم میں موجود فادر نکجٹ کو اس کو بھی میں کال کر کے اسے اپنے نئے میک اپ کے لحاظ سے نئے کھدات بنوانے کے لئے کہا اور اب وہ سب اس کو بھی میں بیٹھے کھدات کا انتظار کر رہے تھے۔

”تو اب ہم دوبارہ ولنکن جائیں گے اور مارشل ایریے پر ریڈ کر کے وہاں سے فارمولا حاصل کریں گے“۔ صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ پہلے ڈیگوشیا جانا چاہئے۔ وہاں سے کارڈ حاصل کریں یا پھر اگر وہاں فارمولا موجود ہو تو فارمولا وہیں سے حاصل کر کے واپس پاکستان چلے جائیں ورنہ مارشل ایریے پر ریڈ ہول جائے گا“۔ صفدر نے کہا۔

”جو کچھ مجھے جنرل فرینک نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو براہ راست مارشل ایریا کے سنور پر حملے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن یہ بات بھی میں میں رکھیں کہ اگر ہم نے ڈیگوشیا سے کارڈ حاصل کیا تو اس کی اطلاع فوراً وہاں پہنچ جائے گی اور پھر شاید ائیر میڈیا مارشل ایریا میں اپنے ملک کی پوری فوج ہی پہنچا دے“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آخر تم نے کیا سوچا ہے“۔ جولیا نے زچ ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

”کیپٹن شکیل بتائے گا کہ میں نے کیا سوچا ہے“۔ عمران نے سگراتے ہوئے کہا تو خاموش بیٹھا ہوا کیپٹن شکیل عمران کی بات

آسٹروم کی ایک رہائشی کالونی کی کو بھی میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ سب ائیر میڈیا میں تھے۔ انہوں نے اپنے چان کے مطابق ائیر میڈیا سے پاکستان کے لئے سینیں ریڈ کر رہی تھیں اور پھر ایئر پورٹ پر ہی انہیں محظوم ہو گیا تھا کہ چند لوگ ان کی باقاعدہ چیکنگ کر رہے ہیں اور انہوں نے بکنگ کاؤنٹر سے معلومات بھی کی تھیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کہاں کے لئے بکنگ کرائی ہے اور پھر وہ آسٹروم میں ہی ڈراپ ہو گئے اور ایئر پورٹ سے پہلے ایک ہوٹل میں گئے لیکن پھر صفدر نے مارکیٹ جا کر

وہاں سے میک اپ کا سامان خریدا اور پھر ہوٹل میں ہی انہوں نے ائیر میڈیا میں میک اپ کئے۔ عمران نے آسٹروم کی ایک پراپرٹی ڈیپنگ کمپنی کے ذریعے ہوٹل سے ہی ایک کو بھی کی بکنگ کرائی اور پھر سب ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ ہوٹل سے نکلے اور اس کو بھی

من کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”میری سوچ کے مطابق“ کیپٹن شکیل نے بونا شروع کیا۔ ”تم اپنی نہیں میری سوچ کی بات کرو۔“ عمران نے اس کی بات کاٹنے پر بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ کی سوچ کے بارے میں صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔“ میرے اندازے کے مطابق آپ نے یہ پلان بنایا ہے کہ پہلے مارشل ایریے کے سنور پر کام کیا جائے۔ اگر تو فارمولا وہاں سے نکل جائے تو ٹھیک ورنہ دوسری صورت میں سنور کو تباہ کر دیا جائے۔ اصل فارمولا تو مارشل ایریے میں ہی ہے اس لئے ہمیں پہلے پھر ایکریٹیا سے ڈیگوشیا پہنچا جائے اور وہاں لارج ویو پراجیکٹ کو ٹھیک کر کے وہاں سے ان کا ورکنگ فارمولا حاصل کر لیا جائے۔ ورکنگ فارمولا تو مارشل ایریے تک اپنے آپ کو محدود کر لیں گے۔“ عمران فارمولے پر سانس دان کام کر کے اصل فارمولے تک پہنچنے کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھ سے سر پکڑ لیا۔

”کیا کیپٹن شکیل کی بات درست ہے۔“ جولیا نے حیرت سے کہا۔ ”جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال میل کیا گیا۔“ جولیا نے حیرت سے کہا۔ ”تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ آسٹروم میں فارن بھرے لہجے میں کہا۔“

”میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ کہیں میرے سر کے اوپر کوئی سکرین بجھ چکی ہو۔“ عمران کی طرف بڑھا دیے۔

”جیسو“ عمران نے کاغذات لیتے ہوئے کہا تو جیکب سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران کافی دیر تک کاغذات کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر عمران نے کہا۔

اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرائے۔

"گڈ شو جیکب۔ تم نے واقعی کام کیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"شکریہ جناب۔ آپ کی یہ تعریف میرے لئے اعزاز ہے"۔ جیکب

نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب یہ بتاؤ کہ اکیڑھیا کے دارالحکومت ونگٹن میں ایک فوجی

چھاؤنی ہے جسے مارشل ایریا کہا جاتا ہے۔ اس مارشل ایریا میں کسی

آدی کو تم جانتے ہو یا تمہارے ذہن میں اس بارے میں کوئی پ

ہو"..... عمران نے کہا۔

"میرا براہ راست تو کوئی تعلق نہیں ہے مسٹر مائیکل۔ البتہ

ونگٹن میں ایک کلب ہے جس کا نام تو بیکٹرم ہے لیکن اسے عرف

عام میں فوجی کلب کہا جاتا ہے کیونکہ کرنل اور میجر رینک کے

افسران کا یہ پسندیدہ کلب ہے۔ اس کا مالک اور جنرل تینجر ہوسٹن

میرا گہرا دوست ہے اور ہوسٹن کے تعلقات فوج کے اعلیٰ ترین

افسروں کے ساتھ انتہائی گہرے ہیں۔ وہ آپ کی مدد کر سکتا ہے۔

جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوسٹن اپنے دوستوں کے خلاف ہماری مدد کرے گا۔

.....

عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اگر اسے ہماری معاوضہ دیا جائے تو ضرور کرے گا۔

اس کا ماٹو ہی دولت کمانا ہے لیکن ایک بات ہے کہ وہ اگر کام کرے

پر آمادہ ہو جائے تو پھر کسی قسم کی بے ایمانی نہیں کرتا۔ یہ اس کا

زندگی کا اصول ہے"..... جیکب نے جواب دیا۔

"کیا تم اس سے فون پر بات کر سکتے ہو"..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن آپ نے وہاں کرنا کیا ہے"..... جیکب نے کہا۔

"مارشل ایریا میں ایک اسپیشل سنور ہے جو مارشل ایریا کے

ہمچارج جنرل فرینک کی کسٹڈی میں ہے۔ وہی اسے آپرٹ کر سکتا

ہے اور جنرل فرینک کو کسی طرح بھی ہم اپنے کام کے لئے آمادہ نہیں

کر سکتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں خصوصی انتظامات کئے گئے

ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہاں اس طرح داخل ہو جائیں کہ جنرل

فرینک اور اس کے محلے کو یا وہاں کی سیکورٹی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

حقیقی کام ہم خود کر لیں گے"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام وہ

سنائی سے کر لے گا"..... جیکب نے کہا اور اس نے رسیور اٹھایا اور

ہربریس کرنے شروع کر دیے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بشن

سمجھ کر بول دیا۔

"بیکٹرم کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

"میں آسٹروم سے جیکب بول رہا ہوں۔ ہوسٹن سے بات کر دو"۔

..... جیکب نے کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ہوسٹن بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

.....

سکتا ہے اور نہ باہر آ سکتا ہے اور ریڈ پاس جنرل فرینک جاری کرتا ہے اور تم نہیں جانتے کہ جنرل فرینک کس قدر وہی آدمی ہے حتیٰ کہ جنرل فرینک نے اپنے آپ پر پابندی لگا رکھی ہے۔ وہ باقاعدگی سے سر کلب جاتا تھا لیکن کل سے وہ سر کلب بھی نہیں جا رہا اس لئے آج کل تو ایسا ممکن ہی نہیں رہا۔ ہاں جب حالات نارمل ہو جائیں گے تو پھر کام ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر جیکب کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"سکدرنی آفیسر اور اس کے آدمی مارشل ایریے سے باہر رہتے ہوں گے۔ ان پر تو یہ پابندی لاگو نہیں ہوتی ہوگی۔ عمران نے جیکب کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو جیکب کے پھرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش رہا۔

"جھٹلے باہر رہتے تھے لیکن اب ریڈ الرٹ کے بعد یہ مارشل ایریا کے اندر چلے گئے ہیں۔ اب وہ بھی باہر نہیں جاسکتے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی صورت نکالو ہو سن۔ معاوضہ تمہارے مطلب کا مل سکتا ہے۔ عمران نے کہا۔

"کتنے افراد کا گروپ ہے۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"چار مرد اور دو عورتیں۔" عمران نے کہا۔
"نہیں۔ سوری جیکب۔ ایک آدمی کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

آواز سنائی دی۔

"ہوسٹن۔ میں آسروم سے جیکب بول رہا ہوں۔ کیا تمہارا فون محفوظ ہے۔" جیکب نے کہا۔

"محفوظ۔ اوہ کیا کوئی خاص بات ہے۔" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہاں۔ میں چاہتا ہوں تمہیں ہماری دولت کمانے کا موقع مہیا کروں۔" جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ تم واقعی اچھے دوست ہو۔ ایک منٹ۔ دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ ہوسٹن کی زندگی کا مقصد ہی دولت کمانا ہے۔ ہیلو۔ اب فون محفوظ ہے۔ کھل کر بات کرو۔" چند لمحوں

بعد ہوسٹن کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"میرے دوستوں کا ایک گروپ مارشل ایریا میں کام کرنا چاہتا ہے۔" جیکب نے کہا۔

"کیا کام ہے۔" دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"تم انہیں کسی بھی انداز میں مارشل ایریا میں ایڈجسٹ کرا دو۔ کسی بھی انداز میں۔ کام وہ خود کر لیں گے۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔" جیکب نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں جیکب۔ ایسا ان دنوں ممکن نہیں ہے کیونکہ وہاں ریڈ الرٹ ہو چکا ہے اور اب نہ وہاں کوئی ریڈ پاس کے بغیر داخل ہو

"وہی جو پہلے تھا۔ البتہ اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اب وہاں تنویر
ایکشن کرنا پڑے گا۔ تب ہی کام ہوگا۔" عمران نے کہا تو خوش
ہوٹھا ہوا تنویر بے اختیار چونک پڑا۔
"تم یہ مشن میرے ذمے لگا دو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔" تنویر
نے کہا۔
"پلاؤ کھائیں گے احباب والا نتیجہ نکلے گا اور کیا ہوگا۔" عمران
نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
"خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ تنویر ایکشن ہوگا اور خود ہی ایسی
فصول باتیں کر رہے ہو۔" جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے
ہوئے کہا تو تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔
"میں نے تنویر ایکشن کی بات کی ہے مجھ تنویر کی بات نہیں کی۔
مجھے اپنا رقیب ویسے بھی بے حد عزیز ہے۔" عمران نے کہا تو اس
بار سب کے ساتھ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

ساتنے افراد کیسے جاسکتے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے۔ شکریہ۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"جہاں شکریہ جیکب۔ اب ہم خود ہی کوئی راستہ نکال لیں
گے۔" عمران نے رسیور رکھتے ہوئے جیکب سے کہا۔
"اب مجھے اجازت۔" جیکب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
کہا۔
"ہاں۔ تم جاسکتے ہو۔" عمران نے کہا تو جیکب اٹھا اور سلام
کر کے واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ صفدر بھی اس
کے ساتھ ہی اٹھ گیا تاکہ بیرونی پھاٹک بند کر سکے۔
"اس کا مطلب ہے کہ نارسن کو معلوم ہو چکا ہے کہ اس کی سکیم
ناکام رہی ہے۔" عمران نے کہا۔
"لیکن کیسے اسے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کے مطابق تو ہم
فارمولے کی کاپی لے کر واپس پاکستانیا جا چکے ہیں۔" جولیا نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ اسے ہمارے یہاں آسٹروم میں ڈراپ ہونے
اور پھر ہوٹل سے غائب ہونے پر شک پڑا ہے۔ وہ پچھنسی کا چیف
ہے اس لئے وہ فوراً اس نتیجے پر پہنچ گیا ہوگا کہ ہمیں اس کی گیم کے
بارے میں شک پڑ گیا ہے اور اب یقیناً اس نے ڈیگوشیا میں بھی رہنے
الٹ کر دیا ہوگا۔" عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آگیا۔
"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔" صفدر نے کہا۔

بچلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور راسن نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

W "آسٹروم سے ہارڈی کی کال ہے باس"..... دوسری طرف سے
W اس کے پی اے کے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

W "کراؤ بات"..... راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
P لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

P "ہارڈی بول رہا ہوں آسٹروم سے"..... ایک مردانہ آواز سنائی
S دی۔

S "یس۔ راسن اینڈنگ ہو۔ کیا رپورٹ ہے"..... راسن نے کہا
S تو ڈیزنی چونک کر سیدھی ہو گئی۔

S "ایشیائی ایجنٹ الیکریسیاروانہ ہو گئے ہیں"..... ہارڈی نے کہا۔
C "پوری تفصیل بتاؤ ہارڈی۔ یہ ضروری ہے۔ تم نے انہیں کیسے

i ٹریس کیا۔ وہ کب گئے، کس طریقے سے گئے اور کس میک اپ میں
e ہیں اور انہوں نے اپنے نئے نام کیا رکھے ہیں"..... راسن نے کہا۔

t "میں آپ کو تفصیلی رپورٹ فیکس کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے
P صرف نتیجہ بتایا تھا۔ بہر حال اگر آپ فون پر ہی رپورٹ سننا چاہتے

W ہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ ہم نے آسٹروم میں ان کی تلاش شروع کی تو
C ہمیں اطلاع مل گئی کہ چار مردوں اور دو عورتوں کے گروپ نے جو

O الیکریمین ہیں ایک رہائشی کالونی میں کوٹھی ایک مقامی پراپرٹی ڈیلر
m سے حاصل کی ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کوٹھی کی نگرانی کی اور ساکس

راسن اپنے آفس میں موجود تھا۔ ڈیزنی بھی اس کے ساتھ ہی
بیٹھی ہوئی تھی۔ شادی کے بعد وہ دونوں اکٹھے ہی کام کرتے تھے۔ وہ
دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بیٹھے بات چیت
کر رہے تھے۔

"کیا تمہیں یقین ہے راسن کہ ہارڈی گروپ عمران اور اس کے
ساتھیوں کو آسٹروم میں تلاش کر لے گا"..... ڈیزنی نے کہا۔

"ہاں۔ ہارڈی گروپ ایسے کاموں کا ماہر ہے۔ تم بے فکر رہو"۔
راسن نے جواب دیا۔

"لیکن اگر وہ آسٹروم سے باہر جا چکے ہوں تو پھر"..... ڈیزنی نے
کہا۔

"ایسی صورت میں یہ گروپ ہمیں اس کی پوری تفصیل مہیا کر
دے گا۔ اس کا کام ہی یہی ہے"..... راسن نے کہا اور پھر اس سے

”طیارے کی کیا تفصیلات ہیں.....“ راسن نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتادی گئی۔

”اوکے۔ شکر یہ“..... راسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”دیکھا تم نے یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں.....“ راسن نے کہا تو ڈیزی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب جہاز کیا پروگرام ہے۔ کیا انہیں ایئر پورٹ پر نشانہ بنایا جائے.....“ ڈیزی نے کہا۔

”ارے نہیں۔ یہ شاطر لوگ ہیں۔ اگر انہیں احساس بھی ہو گیا کہ ہمیں ان کے بارے میں علم ہو چکا ہے تو یہ غائب ہو جائیں گے اور بہر حال ایئر پورٹ سے اترتے ہی سیدھے مارشل ایریے تو نہیں پہنچ جائیں گے۔ پہلے کسی جگہ رہائش رکھیں گے۔ کاروں یا جیپوں اور اسلحے کا بندوبست کریں گے پھر مارشل ایریا میں جا کر اس کا جائزہ لیں گے اور اس کے بعد کارروائی کریں گے۔ چونکہ انہیں یہ احساس تک نہیں ہو گا کہ انہیں مارک کر لیا گیا ہے اس لئے یہ سب کام اطمینان سے کریں گے۔ ہمارے آدمی لائنگ فیلڈ ساکس سے ان کی نگرانی کرتے رہیں گے۔ جب یہ کسی رہائش گاہ پر پہنچیں گے تو وہاں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کی جائے گی اور اس کے بعد انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا“..... راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا ایک بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی

کی مدد سے کوفھی میں ہونے والی بات چیت سنی تو اندر موجود افراد کسی ایشیائی زبان میں بات چیت کر رہے تھے۔ اس لئے ہم اس کی بات چیت تو نہ سمجھ سکے لیکن بہر حال یہ بات کنفرم ہو گئی کہ یہی ہمارا مطلوبہ گروپ ہے۔ پھر ان سے ملنے ایک مقامی آدمی بھی آیا۔ اس مقامی آدمی نے وہاں سے الیکٹریسیا میں بیکٹرم کلب کے مالک ہوسٹن کو کال کیا۔ چونکہ وہ مقامی زبان میں بات کر رہا تھا اس لئے یہ بات چیت ہم سمجھ گئے۔ اس بات چیت میں اس مقامی آدمی نے جس کا نام جیکب تھا ہوسٹن سے کہا کہ اس کے دوستوں کا ایک گروپ مارشل ایریا میں ایڈجسٹ ہونا چاہتا ہے لیکن ہوسٹن نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہاں ریڈ الرٹ ہو چکا ہے اس لئے وہ کسی صورت بھی ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد وہ مقامی آدمی واپس چلا گیا۔ ہم نگرانی کرتے رہے۔ پھر اس گروپ نے ایئر پورٹ سے ولنگٹن کے لئے بٹنگ کرائی اور ابھی دس منٹ قبل فلائٹ آسٹروم سے ولنگٹن کے لئے روانہ ہوئی ہے“..... ہارڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ان کے حلیے کیا ہیں“..... راسن نے پوچھا تو دوسری طرف سے ہارڈی نے حلیوں کی تفصیل بتادی۔

”بٹنگ کن ناموں سے کرائی گئی ہے“..... راسن نے پوچھا۔

”وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے روانہ ہوئے ہیں اور یہ طیارہ مائیکل کے نام سے بک کر لیا گیا ہے“..... ہارڈی نے جواب دیا۔

سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ مارکر بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راسن بول رہا ہوں"..... راسن نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"چار مردوں اور دو عورتوں کا ایک گروپ آسٹروم سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ونگٹن پہنچ رہا ہے۔ ان کے چلیئے اور فلائٹ کی تفصیلات نوٹ کر لو"..... راسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہارڈی کے بتائے ہوئے چلیئے اور فلائٹ کی تفصیلات بتا دیں۔

"یس باس۔ میں نے تفصیلات نوٹ کر لی ہیں"..... مارکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور میک اپ میں ہیں۔ تم نے لانگ فیلڈ ساسکس کی مدد سے ان کی نگرانی کرنی ہے تاکہ انہیں معمولی سا شک بھی نہ پڑ سکے۔ جب یہ کسی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں تو پھر تم نے فوری طور پر کوٹھی کے اندر آراکس گیس فائر کرنی ہے اور اس کے بعد تجھے اطلاع دینی ہے"..... راسن نے کہا۔

"لیکن باس اگر یہ کسی ہوٹل میں رہائش پذیر ہوئے تو"۔ مارکر نے کہا۔

"جس کام کے لئے یہ آرہے ہیں اس کے لئے لازماً یہ کوئی رہائش گاہ حاصل کریں گے لیکن خیال رکھنا تم نے آراکس گیس اس وقت

ختم کرنی ہے جب یہ گروپ اندر موجود ہو"..... راسن نے کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں تمہاری اطلاع کاشدت سے منتظر رہوں گا۔ ایک بار پھر کہہ با ہوں کہ پوری ہوشیاری سے کام لینا ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ تمہاری معمولی سی غفلت بہت بھیانک نتائج پیدا کر دے گی"..... راسن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں ہر لحاظ سے محتاط رہوں گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو راسن نے اوکے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

"آسٹروم سے چارٹرڈ فلائٹ کس وقت ونگٹن پہنچے گی"..... ڈیوی نے کہا۔

"تقریباً دو گھنٹے بعد"..... راسن نے جواب دیا۔

"تم نے مارکر کو بھی کہہ دینا تھا کہ وہ انہیں بے ہوش کرنے کے لئے اندر جا کر انہیں ہلاک کر دیتا"..... ڈیوی نے کہا۔

"نہیں۔ میں خود انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ گریڈ میں خود لینا چاہتا ہوں"..... راسن نے کہا۔

"لیکن یہ خیال رکھنا کہ تم نے انہیں ہوش میں نہیں لے آنا۔ یہ ایک جادو گر ہیں۔ ناممکن چو نیشن کو بھی تبدیل کر لیتے ہیں"۔ ڈیوی نے کہا۔

"ڈیوی تم ابھی میری صلاحیتوں سے پوری طرح واقف نہیں ہو اب تم نے یہ بات کر کے میری انا کو ٹھیس پہنچائی ہے اس لئے

"تھینک یو ڈیزی۔ بس یہ خیال رکھا کرو۔ میری انا کو ٹھیس نہ پہنچایا کرو۔ پھر بات میرے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔" راس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ خیال رکھوں گی۔" ڈیزی نے کہا اور پھر وہ دونوں شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔ شراب پینے کے ساتھ ساتھ وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اُٹھی تو راس نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔

"بس۔" راس نے کہا۔
"مارکر کی کال ہے جناب۔" دوسری طرف سے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات۔" راس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بشن بھی پریس کر دیا۔

"ہیلو باس۔ میں مارکر بول رہا ہوں۔" مارکر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"بس۔ کیا رپورٹ ہے۔" راس نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ یہ گروپ چارٹرڈ طیارے پر ولنگٹن پہنچا۔ ہم پہلے سے ان کی نگرانی کے لئے تیار تھے۔ لاگ ریج ساکس کی مدد سے ہم نے ان کی نگرانی کی۔ یہ گروپ ایئر پورٹ سے ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ہائر کالونی کی کوٹھی نمبر گیارہ میں

اب میں پہلے انہیں ہوش میں لاؤں گا اور انہیں آفر کروں گا کہ وہ اپنی صلاحیتیں استعمال کر کے دیکھ لیں اور جب یہ ناکام ہو جائیں گے تو پھر انہیں ہلاک کر دوں گا۔" راس نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈیزی بے اختیار ہنس پڑی۔

"مجھے شادی کے بعد معلوم ہوا ہے کہ تم بے حد انا پرست واقع ہوئے ہو اور مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بھی بخوبی علم ہے لیکن میں ایک بار پھر کہوں گی کہ تم انہیں ہوش میں لانے سے پہلے ہی ہلاک کر دینا۔ میں بیوہ نہیں ہونا چاہتی۔" ڈیزی نے کہا تو راس کا جھنجھٹاٹھانے کی طرح سرخ ہو گیا۔

"اوکے۔ اب دیکھنا میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں۔" راس نے اجنبی جگڑے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈیزی بے اختیار مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے جو مناسب سمجھو کرو۔ میرا کام صرف تمہیں آگاہ کرنا تھا۔" ڈیزی نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھ گئی جس میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں لا کر میز پر رکھا اور دوبارہ کرسی بیٹھ گئی۔

"بس اب غصہ تھوڑا کر دو۔ میں نے تمہارے لئے خلوص سے ہمت کی تھی۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی گزند پہنچے۔" ڈیزی نے گلاس میں شراب انڈیل کر راس کی طرف بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

ہیں۔ تم نے انہیں راڈز حمیرز پر جکڑ دینا ہے اور پھر ان کے میک اپ واش کرنے میں لیکن خیال رکھنا انہیں ہوش میں نہیں آنا چاہئے جب میک اپ واش ہو جائیں تو مجھے اطلاع دینا۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”یس باس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو راسن نے رسیور رکھ دیا۔

”میرا خیال ہے کہ چیف ٹارسن کو اطلاع دے دو۔۔۔۔۔ ڈیزی نے کہا۔

”ابھی نہیں۔ میں ان کی لاشیں اس کے سامنے لانا چاہتا ہوں ورنہ چیف ٹارسن خود انہیں ہلاک کرنے پر لبصد ہو جائے گا اور اس طرح ان کی ہلاکت کا کریڈٹ اسے مل جائے گا۔۔۔۔۔ راسن نے جواب دیا تو ڈیزی نے اشبات میں سر ملادیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد راڈز کی کال آگئی۔

”آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے باس۔۔۔۔۔ راڈز نے کہا۔

”میک اپ صاف کئے ہیں ان کے۔۔۔۔۔ راسن نے پوچھا۔

”یس باس۔ ان میں سے ایک عورت سوس ٹیوٹل ہے جبکہ باقی افراد ایشیائی ہیں۔۔۔۔۔ راڈز نے جواب دیا۔

”سوس ٹیوٹل۔ وہ کہاں سے آگئی اس گروپ میں۔۔۔۔۔ راسن نے حیران ہو کر کہا۔

”کسی کی گرل فرینڈ ہو گی۔۔۔۔۔ ڈیزی نے کہا تو راسن نے

پہنچا۔ جیسے ہی ٹیکسیاں واپس گئیں ہم نے اندر آرا ایکس گیس فائر کر دی اور ہم نے اندر جا کر چپک کر لیا ہے اور یہ لوگ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ مار کرنے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تم انہیں وہاں سے اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو۔ میں راڈز کو کہہ دیتا ہوں۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”یس باس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو راسن نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھالیا۔

”یس سر۔۔۔۔۔ پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”راڈز سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ راسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ڈیزی خاموش بیٹھی شراب پینے میں مصروف تھی۔ اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسن نے دوبارہ رسیور اٹھالیا۔

”یس۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”راڈز لائن پر ہے جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

”کراؤ بات۔۔۔۔۔ راسن نے کہا۔

”ہیلو۔ راڈز بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”راڈز۔ مار کر چار مردوں اور دو عورتوں کے ایک گروپ کو سپیشل پوائنٹ پر لا رہا ہے۔ یہ لوگ آرا ایکس سے بے ہوش کئے گئے

اعبات میں سر ملادیا۔

"او کے راڈش۔ میں اور ڈیزی آرہے ہیں"..... راسن نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ ڈیزی۔ اب ان کی بے بسی اور موت کا متاثرہ دیکھیں۔" راسن نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈیزی نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ بھی اٹھ کر راسن کے پیچھے چل پڑی۔

عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشنی کا ایک نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا شعور جاگ اٹھا۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو اس کے ساتھ ہی اسے اپنے پورے جسم میں درد کی انتہائی تیز لہریں سی دوڑتی محسوس ہوئیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس لاشعوری کوشش نے اس کے ذہن کو مزید الجھن دیا اور اب اسے اپنے آپ کا دور ماحول کا صحیح ادراک ہونے لگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک کمرے میں دیوار کے ساتھ لگی ہوئی سفید رنگ کی فولادی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کے گرد راڈز بھی ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی کی مدد سے بھی بندھا گیا ہے۔ دوسری کرسیوں پر اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں باندھے تھے اور ایک آدمی سب سے آخر میں موجود صالٹ کے بازو میں

انجشن لگانے میں مصروف تھا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ ویسے وہ قوی، ہیکل، جسامت کا مالک تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور سرخ رنگ کی ڈھیلی ڈھالی شرت پہنی ہوئی تھی۔ اسی لمحے وہ آدمی مڑا تو عمران اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ اس آدمی کا ناک پچکا ہوا تھا اور چہرے پر مندمل زخموں کے اتنے نشانات تھے کہ جیسے کسی نے اس کے چہرے پر تجریدی آرٹ کی مشق کی ہو۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ تنگ پیشانی اور آگے کو نکلی ہوئی ہتھوڑے منہ ٹھوڑی اور بھاری جبڑوں کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ یہ انسانوں کی اس قبیل سے تعلق رکھتا ہے جو رحم، مروت اور ہمدردی جیسی صفات سے بے حس عاری ہوتے ہیں اور جن کی فطرت میں سفاکی اور بے رحمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

”جہار! نام بچر ہے“..... عمران نے کہا تو دروازے کی طرف جاٹا ہوا وہ آدمی ٹیلفٹ چونک کر عمران کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر سرخی کی تیز لہر کسی شیلے کی طرح بھڑکی لیکن دوسرے لمحے وہ نارمل ہو گیا۔

”میرا نام راؤش ہے لیکن جہارے لئے میں بچر ہی ثابت ہوں گا“..... اس آدمی نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہار! آقا کون ہے“..... عمران نے کہا تو راؤش ایک بار پھر چونک پڑا۔

”آقا۔ کیا مطلب“..... راؤش نے کہا۔

”تم شاید اسے باس کہتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”راسن باس ہے اور وہ ابھی آ رہا ہے“..... راؤش نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھیوں کو بھی ہوش آنا شروع ہو گیا۔ راسن کا نام سن کر عمران کو حیرت ہوئی تھی لیکن بہر حال اس نے سب سے پہلے تو اپنی انگلیوں کے ناخنوں میں موجود بلیڈوں کو مخصوص انداز میں باہر نکالا اور پھر ان کی مدد سے اس نے رسیوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے راؤش پر بھی توجہ دی اور پھر ایک ہی نظر میں اسے معلوم ہو گیا کہ کرسیوں کے یہ راؤز میکنزم کی مدد سے آپرٹ ہوتے ہیں کیونکہ سامنے دروازے کے ساتھ ہی سوچ بورڈ پر مخصوص ساخت کے اتنے بٹن ایک قطار میں موجود تھے جتنی تعداد میں کرسیاں تھیں۔ رسیاں کاٹنے کے ساتھ ساتھ عمران نے اپنے بوٹ کی ٹو سے کرسی کے دونوں پایوں کے ساتھ اس میکنزم کی تار کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر جیسے ہی رسیاں اس حد تک کٹ گئیں کہ اب صرف ایک جھکے سے وہ کھل کر نیچے گر سکتی تھیں تو عمران نے اب اپنی پوری توجہ میکنزم کی آپریشننگ تار کی طرف کر دی۔ اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آگئے تھے لیکن عمران ابھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا اور پھر چند لمحوں بعد جب اس کے بوٹ کی ٹو نے نہ صرف تار کو چیک کر لیا بلکہ اس نے اسے اس حد تک ایڈجسٹ بھی کر لیا کہ عمران جب

چاہے پیر کی ایک حرکت سے اس تار کو توڑ دے گا تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے۔

”یہ اس قدر بزدل کون ہے کہ راڈز کے ساتھ ساتھ رسیاں بھی باندھ دی ہیں.....“ جو لیا نے کہا۔ وہ سب سے آخر میں بیٹھی صالحہ کے ساتھ والی کرسی پر موجود تھی۔

”راس کا نام بتایا گیا ہے۔ ویسے شکر کرو کہ اس نے بے ہوشی کے عالم میں ہمیں گولیوں سے نہیں اڑا دیا.....“ عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ ہماری باقاعدہ نگرانی ہو رہی تھی اور ہمیں یہاں پہنچنے ہی چھاپ لیا گیا.....“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ گستاخے انہوں نے اسٹور میں ہی چیک کر لیا تھا لیکن انہوں نے وہاں ہم پر ہاتھ نہیں ڈالا کہ شاید ہم واپس چلے جائیں لیکن جیسے ہی ہم نے اکیرمیا کا رخ کیا انہوں نے ہم پر ہاتھ ڈال دیا۔“

عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی

لکڑے کا دروازہ کھلا اور راس اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ڈیزی تھی اور سب سے آخر میں راڈز تھا جس نے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا

پکڑا ہوا تھا۔ راڈز دروازے کے قریب رک گیا جبکہ راس اور ڈیزی دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں پر

بیٹھ گئے۔

”واقعی چاند سورج کی جوڑی ہے۔ پاکیشیا کا چکر لگنے کا یہ فائدہ تو تمہیں ہو ہی گیا کہ تم دونوں نے شادی کر لی.....“ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے افسوس ہے عمران کہ تم نے اکیرمیا کے خلاف ایسا مشن

لے لیا جس میں ہم دونوں ملوث تھے اور جنہیں معلوم ہے کہ ہم اپنے ملک کے مقابلے میں کسی رشتے اور تعلقات کی پروا نہیں کرتے۔“

ڈیزی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہی اصول میرا بھی ہے۔ ویسے بھی تم دونوں نے پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو ہلاک کیا ہے اور اس کی لیبارٹری تباہ کی ہے

اس لئے تم دونوں پاکیشیا کے مجرم ہو اور پاکیشیائی اپنے مجرموں کو معاف کرنے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ

میرا خیال تمہاری بجائے مشن کی طرف تھا ورنہ شاید میں اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ ہوائی پہنچ جاتا اور اب تمہاری بد قسمتی ہے کہ

تم دونوں ازخود راستے میں آگئے ہو.....“ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں اس لئے ہوش دلایا ہے کہ تم اپنی پوری کوشش کر لو تاکہ تمہارے دل میں مرنے سے پہلے کوئی حسرت باقی

نہ رہے ورنہ تو میں تمہیں بے ہوشی کے دوران ہی ختم کر سکتا تھا۔ لیکن اب تم نے یہ بات کر کے اپنی موت پر خود ہی مہر لگا دی ہے

اس لئے اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ.....“ راس نے انتہائی مشتعل لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی

جیب سے مشین پستل باہر نکال لیا۔

کوشش سے بال بال بچا تھا جبکہ عمران کی قلابازی کھا کر دونوں
 ناگوں کی ضرب پوری فوت سے راڈش کے سینے پر پڑی اور راڈش
 جھٹکا ہوا ایک جھٹکے سے عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی
 شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی ڈیزی جھنجھٹی ہوئی اچھل کر ایک طرف
 جا گری۔ وہ اپنی جیکٹ کی جیب سے مشین پشٹ نکال چکی تھی اور پھر
 کمرہ کوڑے کی شراب شراب کی تیز آوازوں اور راسن، ڈیزی اور راڈش
 تینوں کی جھنجھٹ سے گونج اٹھا۔ عمران انہیں ایک لمحے کے لئے بھی
 منہ نہ دکھانے کا موقع نہ دے رہا تھا اور چند ہی ضربوں کے بعد وہ تینوں بے
 ہوش ہو کر ساکت ہو چکے تھے۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور پھرتی سے
 ہوا تھا کہ عمران کے ساتھ صرف پلکیں ہی جھپکتے رہ گئے تھے۔ ان
 تینوں کے ساکت ہوتے ہی عمران نے کوڑا ایک طرف پھینکا اور
 تیزی سے سوچے بورڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے یکے بعد دیگرے
 بن بن پر پڑے کئے تو اس کے ساتھیوں کے جسموں کے گرد موجود راڈز
 غائب ہو گئے لیکن ابھی رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ عمران بن بن پر پڑے
 کر کے مڑا ہی تھی کہ یلکھت جس طرح بند سرنگ کھلتا ہے اس طرح
 راڈش کا جسم حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے وہ کسی اڑنے والے
 سانپ کی طرح اچھل کر مڑتے ہوئے عمران سے ٹکرایا اور عمران کا
 سر ایک زور دار جھٹکے سے عقبی دیوار سے ٹکرایا اور عمران کا جسم
 ریت کے خالی ہوتے ہوئے تھیلے کی طرح اکٹھا ہو کر نیچے فرش پر جا
 گرا۔ راڈش نے حملہ کرنے کے بعد ایک بار پھر اہتانی پھرتی سے

”صرف ایک منٹ رک جاؤ اور میری بات سن لو“..... عمران
 نے کہا۔

”میں تمہاری کوئی بات نہیں سننا چاتا یہ بھی سن لو کہ میں
 پہلے تمہاری ساتھی عورتوں کو ہلاک کروں گا اور پھر تمہارے ساتھی
 مردوں کو اور آخر میں تمہارا منہ آنے کا تاکہ تم اپنے ساتھیوں کی
 موت کا منشا اچھی طرح دیکھ سکو“..... راسن نے ایک جھٹکے سے
 اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے
 مشین پشٹ کا رخ سب سے آخر میں بیٹھی ہوئی صالحہ کی طرف کیا ہی
 تھا کہ یلکھت کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد
 موجود راڈز غائب ہو گئے۔ راسن کھٹاک کی آواز سن کر بجلی کی سی
 تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کسی شکاری پرندے کی طرح اڑتا ہوا
 اس سے ٹکرایا اور راسن جھٹکا ہوا اچھل کر کرسی پر گرا اور پھر کرسی
 سمیت نیچے جا گرا تھا جبکہ عمران نے اس کے نیچے گرتے ہی اہتانی
 پھرتی سے قلابازی کھائی اور اس کی لات ساتھ والی کرسی کے سلسلے
 حیرت سے بت بنی کھڑی ڈیزی کی ٹھوڑی پر پڑی اور وہ بھی بری طرح
 جھنجھٹی ہوئی کرسی پر گر کر اور پھر کرسی سمیت جھنجھٹی ہوئی ایک دھماکے
 سے نیچے جا گری جبکہ عمران قلابازی کھا کر سیدھا دروازے کے
 قریب کھڑے راڈش کے سلسلے جا کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے
 راڈش کے ہاتھ میں موجود کوڑا کھینچ کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے
 غوطہ لگایا۔ اس بار وہ راسن کی اپنی قلابازی کھا کر ضرب لگانے کی

نے یلقت ہڈیانی انداز میں جھپٹے ہوئے کہا۔

”ابھی تم بچے ہو رادش۔ تمہارے لئے یہ غنیمت ہے کہ تم مجھے کوڑے کی ضرب لگانے میں کامیاب ہو گئے ہو اس لئے کہ میرا سر دیوار سے ٹکرایا تھا اور دماغ پر بوجھ پڑ گیا تھا۔“ عمران نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا رادش نے یلقت عمران پر چھلانگ لگادی۔ اس نے انتہائی ماہرانہ انداز میں اپنے جسم کو دائیں ہاتھ سکیڑ کر چھلانگ لگائی تھی لیکن دوران چھلانگ اس کا جسم انتہائی ماہرانہ انداز میں بائیں طرف کو گھوم گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران اس کے جسم کے زوایے کو دیکھ کر نفسیاتی طور پر بائیں طرف کو غوطہ مارے گا اس طرح وہ اسے بھرپور ضرب لگانے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن عمران غوطہ مارنے کی بجائے ساکت و جامد اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور پھر جیسے ہی رادش کا جسم بائیں طرف کو گھوما عمران کا جسم کسی لٹو کی طرح گھوما اور رادش کا جسم ہوا میں رول ہوتا ہوا پوری قوت سے سائیڈ دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کے فضا میں اٹھے ہوئے جسم کو اس انداز میں ضرب لگائی تھی کہ رادش کا جسم گھومتا ہوا دیوار کے جا ٹکرایا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ رادش نیچے فرش پر گر کر اٹھتا عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر جھکا اور دوسرے لہجے رادش کا دیو ہیکل جسم ہوا میں اٹھتا ہوا اس طرح گھوما جیسے پتھر کو ٹھکرا کر سمندر میں پھینکا جاتا ہے اور اس بار کمرہ رادش کے حلق سے

گلابازی کھائی اور سیدھا ہوتے ہی وہ تیزی سے ایک طرف پڑے ہوئے لپٹے اس خاردار کوڑے کی طرف بھینچا اور پھر کوڑا اٹھا کر وہ جیسے ہی مڑا عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ لپٹے سر کو اس انداز میں جھٹک رہا تھا جیسے اس کے سر پر منوں کے حساب سے بوجھ پڑا ہوا ہو اور وہ اسے اتارنا چاہتا ہو۔ رادش نے کوڑا اٹھا کر مڑتے ہی پوری قوت سے کوڑا گھمایا اور کوڑا پوری قوت سے عمران کے جسم سے ٹکرایا اور عمران اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ خاردار کوڑے نے عمران کا لباس پھاڑ دیا تھا۔ رادش نے انتہائی پھرتی سے دوسری بار کوڑا ہرایا لیکن اس بار عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں اس طرح اچھلا جیسے کوئی کھلاڑی بالی جب کے لئے اچھلتا ہے اور شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا اس کے جسم کے نیچے سے گزرتا چلا گیا لیکن دوسرے لمحے جیسے ہی عمران کے پیر زمین پر لگے وہ توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح پوری قوت سے رادش کے جسم سے ٹکرایا اور رادش سمیت اچھل کر نیچے فرش پر جا گرا۔ پھر رادش اور عمران دونوں ہی بیک وقت اٹھے لیکن اس خوفناک ٹکراؤ سے رادش کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر ایک طرف جا گرا تھا اور اب وہ دونوں خالی ہاتھ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ رادش کے جسم پر کوڑوں کی ضربات کے دو نشانات موجود تھے جبکہ عمران کے جسم پر کوڑے کی ایک ضرب کا نشان موجود تھا۔

”میں تمہیں پیس کر رکھ دوں گا۔ میرا نام رادش ہے۔“ رادش

نکلنے والی انتہائی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔ رادش کا جسم فضا میں گھومتا ہوا انتہائی خوفناک دھماکے سے اس دیوار سے جا ٹکرایا تھا جس میں سو بج بورڈ لگا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے ایک زوردار جھٹکنے سے فضا میں اٹھایا اور گھما کر چھوڑ دیا تھا۔ اس بار رادش جھجکا ہوا جب نیچے گرا تو اس کے جسم نے معمولی سی حرکت کی لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ اس کا سر دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا تھا اور سر سے خون نکل کر فرش پر پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کے اس اچانک وار کی وجہ سے رادش اپنے سر کو دیوار سے پوری قوت سے ٹکرائے سے نہ بچا سکا تھا اور پھر ٹکراؤ اس قدر زوردار اور خوفناک تھا کہ رادش کے گتے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ عمران جھد لے کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ گیا جو خاموش بیٹھے یہ خوفناک لڑائی دیکھ رہے تھے۔

”یہ واقعی انتہائی پھر تھلا اور ماہر لڑاکا تھا“..... صفدر نے کہا۔

”میرا سر دیوار میں اس انداز میں ٹکرایا تھا کہ چوٹ کی وجہ سے میں سنبھل نہ سکا تھا ورنہ شاید یہ کام بہت جلد ہو چکا ہوتا جو اب ہوا ہے“ عمران نے کہا اور تیزی سے صفدر کے عقب میں آکر اس نے مخصوص انداز میں بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کا سرا جھنجھ کر کھول دیا۔

”تم باقی ساتھیوں کو رہا کر دو اور پھر ان دونوں کو کرسیوں پر بکڑ دو۔ میں باہر جا کر ہینک کرتا ہوں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے

گتے بڑھ کر اس نے فرش کے کونے میں پڑا ہوا راس کا مشین پسٹل اٹھایا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو کھولا اور باہر آگیا۔ یہ ایک رہائشی کوٹھی تھی جس کے چار خانے ہیں یہ سب کچھ ہوا تھا اور یہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ جیتہ گیراج میں دو کلاں موجود تھیں۔ عمران نے پوری کوٹھی گھوم لی لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ کوٹھی کے ایک کمرے میں باقاعدہ اسلحہ سناک کیا گیا تھا اور دوسرے کمرے میں لاشوں کو لٹکے میں تبدیل کرنے والی برقی بھی موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ راس کا کوئی خفیہ پوائنٹ ہے جہاں صرف رادش رہتا تھا۔ عمران جہاں تہہ خانے میں پہنچا تو اس کے سارے ساتھی رسیوں سے آزاد چلے گئے اور اس راس اور ڈیزلی دونوں کو کرسیوں میں جکڑا جا چکا تھا۔ یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ البتہ تم لوگ باہر کا خیال رکھو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اچانک آجائے۔ صرف صالحہ اور جولیا یہاں ہی گی..... عمران نے کہا تو سوائے جولیا اور صالحہ کے باقی سب سے باہر چلے گئے۔

”ڈیزلی کو ہوش میں لے آؤ جولیا“..... عمران نے جولیا سے کہا تو ایسا سر ملاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر اس نے ڈیزلی کا ناک اور منہ ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ڈیزلی کے جسم میں گتے کے تاثرات ابھرنے لگے تو وہ جھجھٹ گئی۔ اس کے جھجھٹنے عمران کھڑا ہو گیا اور اس نے راس کی ناک اور منہ دونوں

جو ہاکی اور فٹ بال کھیلنے کے قابل ہو وہ ریٹائر کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو واحد کھیل گالف ہے جس میں ریٹائرز آدمی اپنی حسرت پوری کر سکتا ہے..... عمران نے کہا اور اس بار صالحہ بے اختیار مس پڑی۔

”بوڑھے گھوڑے کو گولی ماری جاتی ہے۔ سمجھے۔ اس لئے آئندہ کسی بات منہ سے نہ نکالنا..... جو لیا نے عزتے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو جو لیا کے ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ نے

اختیار مسکرا دی۔ آج کو کچھ ہوا ہے اس سے مجھے احساس ہونے لگ گیا ہے کہ میں اب بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں اس لئے اب مجھے ریٹائر ہو کر صرف گالف کھیلنا چاہیے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ گالف کھیلنے کی بات آپ نے خصوصی طور پر کیوں کی ہے..... جو لیا کے بولنے سے پہلے صالحہ نے کہا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ چور چوری سے چلا جائے تب بھی میرا پھیر سے نہیں جاتا۔ ہماری ساری عمر دوسروں سے لڑنے اور انہیں چونکانے میں گزر گئی ہے تو ریٹائر منٹ کے بعد میرا پھیری کے طور پر گیند کو ضرب لگانے سے تو نہیں رہا جا سکتا۔ اس مقصد کے لئے مجھے جیسا کھیل ہی کام دے سکتا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

”یقین گالف ہی کیوں۔ ہاکی اور فٹ بال میں بھی تو یہ کام ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ گیند کو ضرب لگانے کا..... صالحہ نے کہا۔

”جہاں بات درست ہے لیکن آخر یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ میکیزم

ہاتھوں سے بند کر دیا۔ پھر جب راسن کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جو لیا اور صالحہ پہلے ہی کرسیوں پر بیٹھ چکی تھیں۔

”تمہیں زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔ ویسے آج سے پہلے تو تمہاری حالت کبھی نہ ہوئی تھی..... جو لیا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو جو لیا کے ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ نے اختیار مسکرا دی۔

آج کو کچھ ہوا ہے اس سے مجھے احساس ہونے لگ گیا ہے کہ میں اب بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں اس لئے اب مجھے ریٹائر ہو کر صرف گالف کھیلنا چاہیے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ گالف کھیلنے کی بات آپ نے خصوصی طور پر کیوں کی ہے..... جو لیا کے بولنے سے پہلے صالحہ نے کہا۔

یہ کہا جاتا ہے کہ چور چوری سے چلا جائے تب بھی میرا پھیر سے نہیں جاتا۔ ہماری ساری عمر دوسروں سے لڑنے اور انہیں چونکانے میں گزر گئی ہے تو ریٹائر منٹ کے بعد میرا پھیری کے طور پر گیند کو ضرب لگانے سے تو نہیں رہا جا سکتا۔ اس مقصد کے لئے مجھے جیسا کھیل ہی کام دے سکتا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

یقین گالف ہی کیوں۔ ہاکی اور فٹ بال میں بھی تو یہ کام ہوتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ گیند کو ضرب لگانے کا..... صالحہ نے کہا۔

آف کے بغیر راڈز غائب ہو جائیں اور رسیاں بھی کھل جائیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں۔ کیا تم جادو جانتے ہو؟..... راسن نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے سوچ بورد پر موجود مخصوص بین دیکھ کر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ان کرسیوں کے راڈز میکیزم سے آپرٹ ہوتے ہیں لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جہاں اس قسم کا میکیزم استعمال کیا جائے وہاں فرش سے نکل کر میکیزم کو آپرٹ کرنے والی تار کرسی کے کسی پائے کے اندر لے جانی جاتی ہے۔ سچا پھوٹا ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے میں نے اس تار کو ٹریس کیا اور پھر اپنے بوٹ کی نو اس انداز میں رنجی کہ ایک جھٹکنے سے یہ تار توڑی جا سکے اور میکیزم کے خاتمے کا ساتھ ہی راڈز خود بخود غائب ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک رسیوں کا تعلق ہے تو میرے ناخنوں میں فولادی بلیڈ موجود ہیں۔ ان کی مدد سے رسیاں اس حد تک کاٹ دی گئی تھیں کہ ایک زور دار جھٹکنے سے ٹوٹ جائیں اور اس کام کی مہلت جہارے راڈش نے ہمیں ہوش میں لانے اور جہاری آمد کے درمیان وقفے سے مجھے آسانی سے مل گئی تھی۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو راسن نے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم واقعی انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ آج تک میں نے جہارے بارے میں صرف سنا تھا لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں اسے صرف پراپیگنڈہ ہی سمجھتا رہا لیکن آج مجھے احساس ہوا ہے

تم واقعی دیکھے ہی ہو جیسا کہ جہارے بارے میں بتایا جاتا ہے۔“ راسن نے کہا۔

”اس تعریف کا شکریہ راسن۔ لیکن میں نے تمہیں اس لئے نہیں کرسی کے راڈز میں کلک اور ہوش میں لے آیا کہ مجھے جہاری طرف سے تعریف کی ضرورت تھی۔ میں چاہتا تو راڈش کی طرح تم دونوں کا بھی خاتمہ کر دیتا۔“ عمران نے کہا تو راسن اور ڈیری دونوں اس انداز میں چونک پڑے جیسے انہیں پہلی بار راڈش کی موت کا علم ہوا ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا راڈش ہلاک ہو چکا ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔“ راسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”راڈش بے حد پھر تھلا، تیز اور طاقتور لڑاکا تھا لیکن پھرتی، تیزی اور طاقت اور چیز ہوتی ہے اور مارشل آرٹ میں مہارت اور چیز ہوتی ہے اس لئے یہ اپنا سر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر بیٹھا۔ بہر حال اب تم دونوں مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے ہمارا سراخ کیسے لگایا اور ہم یہاں تک کیسے پہنچے تاکہ مذاکرات کو کسی نتیجے پر پہنچایا جاسکے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران۔ پلیز ہمیں معاف کر دو۔ ہم جہاری منت کرتے ہیں۔“ ڈیری نے یقیناً انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس بات کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔ ویسے تمہیں معلوم تو ہے کہ مجھے خواہ خواہ کی قتل و غارت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ راڈش کو

بھی شاید میں ہلاک نہ کرتا لیکن اس نے خود ہی مجھ پر حملہ کرنے کی حماقت کر ڈالی۔ اگر تم لوگ مکمل تعاون کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ جہارے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے ورنہ دوسری صورت میں تم جانتے ہو کہ تم نے بہر حال ہمارے ملک کے ساتیس دان کو ہلاک کیا ہے۔" عمران نے انتہائی خشک اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جہاں تک ساتیس دان کی ہلاکت کا تعلق ہے تو یہ کام ہم نے مشن کے دوران کیا ہے اور مشن کے دوران ہونے والے کام کی ذمہ داری مشن مکمل کرنے والوں پر نہیں ہوتی۔ تم نے بھی یقیناً اب تک لاکھوں نہیں تو سینکڑوں ساتیس دانوں کو ہلاک کیا ہو گا۔ اگر اس انداز میں انتقام لیا جائے لگے تو شاید دنیا کا کوئی انکبنت زندہ نہ بچے۔" راسن نے کہا۔

"جہاری بات درست ہے کہ تم نے مشن کے سلسلے میں کام کیا لیکن یہ ذہن میں رکھنا کہ ہم بھی اس وقت مشن پر کام کر رہے ہیں کسی ذاتی انتقام کے سلسلے میں نہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ ہم تم سے ہر ممکن تعاون کریں گے۔ پلیز۔" ڈیزی نے ایک بار پھر انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے میرے سوال کا جواب دو۔" عمران نے کہا تو راسن نے اسے ہارڈی گروپ کی آسٹروم میں خدمات حاصل کرنے سے لے کر ان کے جہاں پہنچنے اور پھر اس کے ایکشن گروپ کے

انچارج مارکر کی طرف سے رپورٹ سے لے کر ان کی بہش تک۔ لاٹک فیلڈ ساکس سے ان کی مسلسل نگرانی اور پھر ٹرانس فیلڈ گروپ کے انہیں بے ہوش کر کے جہاں سپیشل پوائنٹ تک لے آئے کی پوری رویت و تفصیل سے بتا دی۔

"تم نے ٹرانس کو ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"میں نے باس کو کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی باس کو اس ساری تفصیل کا علم ہے۔ میرا خیال تھا کہ جہاری ہلاکت کے بعد میں انہیں کال کروں گا۔" راسن نے جواب دیا۔

"مارکر کے کہنے ساتھی ہیں اور ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔" عمران نے کہا۔

"وہ میرے سیکشن کا مین گروپ ہے۔ ویسے ہم اسے ایکشن گروپ کہتے ہیں۔ سوزی لینڈ نامی کالونی میں اس کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اٹھارہ آدمی اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔" راسن نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے۔" عمران نے پوچھا تو راسن نے فون نمبر بتا دیا۔

"تم جا کر اوپر سے فون پیس لے آؤ۔ جہاں فون کا کنکشن موجود ہے۔" عمران نے جو لیا سے کہا۔

"میں لے آتی ہوں۔" صالحہ نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر پوری دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اس لئے کہ یہ بھنسی سے غداری ہے اور میں غداری نہیں کر سکتا..... راسن نے جواب دیا۔

”صفدر کو بلاؤ.....“ عمران نے صالحہ سے کہا تو صالحہ ایک بار اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”تم نارسن کو کیا کہنا چاہتے ہو.....“ ڈیزی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”میں اسے یہاں بلانا چاہتا ہوں.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ وہ انتہائی دبی آدمی ہے۔ وہ کسی صورت بھی یہاں نہیں آئے گا.....“ ڈیزی نے جواب دیا۔

”تمہارا کیا خیال ہے راسن۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ تم میکیزم کی جس تار کو اب تک انتہائی بے چینی سے تلاش کر رہے ہو وہ تمہیں نہیں مل سکے گی اس لئے کہ تم نے کبھی اس میکیزم اور اس سسٹم پر غور ہی نہیں کیا ہو گا جبکہ ہمیں چونکہ ہر مشن میں ایسی کرسیوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اس لئے ہم نے نہ صرف اس سسٹم بلکہ ایسے بے شمار سسٹمز پر باقاعدہ ریسرچ کی ہوئی ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے تو کچھ نہیں کیا.....“ راسن نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا دایاں پیر مسلسل کرسی کے پایوں کے ساتھ حرکت کر رہا ہے۔ چونکہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ میں

”مارشل ایریا کے انچارج جنرل فرینک سے تمہارے تعلقات کیسے ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”جنرل فرینک۔ وہ کون ہے۔ میں تو اسے نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے کبھی فوج کے ساتھ کوئی تعلق رکھا ہے.....“ راسن نے چونک کر کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”تمہارے چیف نارسن کے تو ہوں گے.....“ عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بہر حال چیف ہے.....“ راسن نے جواب دیا۔ اسی لمحے صالحہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔

”یہ وسیع رینج میں کام کرنے والا فون ہے اس لئے مین فون پیس یہاں لانے کی ضرورت نہیں ہے.....“ صالحہ نے کارڈلیس فون پیس عمران کی طرف پڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور فون پیس لے کر اس نے ساتھ والی چٹائی پر رکھ دیا۔

”نارسن کا براہ راست فون نمبر کیا ہے.....“ عمران نے راسن سے پوچھا۔

”سوری۔ یہ میں نہیں بتا سکتا.....“ راسن نے کہا تو عمران سمیت جو لیا اور صالحہ بھی بے اختیار چونک پڑیں حتیٰ کہ ڈیزی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیوں.....“ عمران نے کہا۔

لجے میں کہا۔

"میں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے جو تم نے اس وقت کل کیا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں باس۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کیسے۔ تفصیل بتاؤ"..... نارسن نے چونک کر کہا۔

"میں نے آسٹروم میں ہارڈی گروپ کو ہار کیا ہے۔ انہوں نے اس کا سراغ لگایا ہے"..... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے۔ اتنے بڑے شہر میں انہوں نے کیسے سراغ لگا لیا۔" نارسن نے کہا تو عمران نے راسن کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"دیری گلو۔ پھر"..... نارسن نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے اطلاع دی ہے کہ یہ لوگ چارٹرڈ طیارے سے ولنگٹن پہنچ چکے ہیں جس پر میں نے مارکر کے ڈسے لگایا کہ وہ ان کو تلاش کرے کیونکہ وہ جن حلیوں میں یہاں پہنچے ہیں اس کی تفصیل ہارڈی نے بتا دی تھی اور مارکر نے رپورٹ دی ہے کہ یہ گروپ مارشل

ایریسے کے قریب واقع ایک ہوٹل میں موجود ہے اور سب سے حریت انگیز بات جو بتائی گئی ہے وہ یہ کہ مارشل ایریسے کا چیف جنرل فرینک ان سے ملنے آیا ہے اور وہ کافی دیر ان کے کمرے میں رہا ہے"..... عمران نے کہا۔

"جنرل فرینک۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ اس کا مطلب

"راسن بول رہا ہوں باس"..... عمران نے راسن کی آواز اور

نے کس طرح تار توڑ کر میکینزم کو آف کیا تھا اس لئے تم بھی کوشش کر رہے ہو۔ ویسے کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میں نے تمہیں اس لئے بتایا ہے کہ تم اسے کسی صورت بھی تلاش نہ کر سکو گے"..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے صالحہ واپس آئی تو اس کے پیچھے صفدر بھی اندر آگیا۔

"صفدر تم راسن کی کرسی کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ اور اس کا منہ بند کر دو اور جو یا تم بھی کام ڈیزنی کے ساتھ کرو"..... عمران نے صفدر اور جو یا سے کہا تو جو یا سر ہلاتی ہوئی کرسی سے اٹھی اور ڈیزنی کی کرسی کی طرف بڑھی جبکہ صفدر راسن کی طرف بڑھ گیا۔

"مگر۔ مگر کیوں۔ کیا محظ"..... ڈیزنی اور راسن دونوں نے ہی انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ مت۔ تمہارے منہ ہمیشہ کے لئے بند نہیں کئے جا رہے۔" عمران نے کہا اور اسی لمحے صفدر اور جو یا نے عمران کی ہدایات پر عمل کر دیا تو عمران نے فون پیس اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بلٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر سیور اٹھایا گیا۔

"نارسن بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے نارسن کی آواز سنائی دی۔

"راسن بول رہا ہوں باس"..... عمران نے راسن کی آواز اور

کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی ایسا ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اب مجھے ڈیفنس سیکرٹری سے بات کرنا ہو گی لیکن ظاہر ہے جنرل فرینک نے انکار کر دینا ہے اس لئے تم مارکر سے کہو کہ وہ اس بارے میں کوئی حتمی ثبوت حاصل کرے لیکن فوراً۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جنرل فرینک اصل فارمولے کی کوئی کاپی عمران کو دے دے“..... نارسن نے کہا۔

”باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”ایسا تو ان کی واپسی کے وقت بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر جنرل فرینک کے دل میں کھوٹ آچکا ہے تو پھر اس کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اب ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھی اچانک ہو امیں تو غائب نہ ہو جائیں گے“..... نارسن نے کہا۔

”فھیک ہے باس۔ میں مارکر کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ایسا حتمی ثبوت مہیا کرے جس کو ڈیفنس سیکرٹری صاحب بھی تسلیم کر لینے پر مجبور ہو جائیں“..... عمران نے کہا۔

”یہ کام جلد از جلد ہو جانا چاہئے“..... نارسن نے کہا۔

”یس باس“..... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے پر عمران نے بھی بٹن آف کر دیا لیکن پھر اس نے فون آن کیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے

ہے کہ جنرل فرینک لالچ میں آگیا ہے۔ پہلے بھی اس نے میرے پلان کے تحت بھاری رقم اس عمران سے وصول کی تھی اور جس کے بارے میں طے ہوا تھا کہ وہ اسے کسی فلاحی ادارہ کو دے دے گا لیکن مجھے حتمی اطلاع ملی ہے کہ اس نے یہ رقم خود رکھ لی اور اب بھی یقیناً وہ اس سے ساز باز کر رہا ہو گا۔ ویری ہیڈ۔ مجھے اس کی تصدیق کر کے ڈیفنس سیکرٹری سے بات کرنا پڑے گی“..... نارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن باس جنرل فرینک کیا کر سکتا ہے۔ وہ خود تو سنور سے فارمولا نہیں نکال سکتا جب تک کہ پرائم منسٹر صاحب کا دستخط شدہ کارڈ موجود نہ ہو اور وہ اس کے پاس موجود نہیں ہے۔ پھر وہ کیا کرے گا“..... عمران نے نارسن کے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تمہیں اس کے بارے میں کیسے علم ہو گیا“..... نارسن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے خود ہی تو بتایا تھا باس“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ مجھے یاد نہیں رہا ہو گا۔ بہر حال بظاہر تو تمہاری بات فھیک ہے لیکن اگر جنرل فرینک چاہے تو بغیر ڈاکٹر ولیم سے کارڈ منگوائے بغیر بھی فارمولا سنور سے نکال سکتا ہے کیونکہ ایمرجنسی کی صورت میں ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ اس کے لئے اسے صرف ڈیفنس سیکرٹری کی طرف سے اجازت کی ضرورت ہو گی اور ڈیفنس سیکرٹری سے وہ کسی بھی انداز میں اجازت حاصل کر سکتا ہے“..... نارسن نے

ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا کیونکہ پہلے فون آف کرنے سے وہ پھر پہلی پوزیشن میں آگیا تھا۔

"مارکر بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راسن بول رہا ہوں"..... عمران نے راسن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جہار پورا گروپ جہارے ہیڈ کو آرٹریس موجود ہے یا نہیں"۔

عمران نے راسن کے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ تمام گروپ موجود ہے۔ حکم فرمائیں"..... مارکر نے کہا۔

"تم دیس رہو۔ میں خود آ رہا ہوں"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے دوبارہ آن کر دیا اور پھر اس نے انکو آٹری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکو آٹری پلیز"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس آفس سے بول رہا ہوں۔ پی اے نو ڈیفنس سیکرٹری"۔

عمران نے لہجے کو تھکما دینا چاہتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک فون نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ فون نمبر کس جگہ اور کس نام سے نصب ہے اور یہ سن لو کہ اٹ از ڈیفنس سیکرٹ۔ اس لئے صرف اس بارے میں جہاری زبان خاموش رہنی چاہئے بلکہ تم نے پوری توجہ سے معلومات مہیا کرنی ہیں"..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ فون نمبر بتائیں سر"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے مارکر کا فون نمبر بتا دیا۔

"ہولڈ کریں سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں سر"..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"..... عمران نے کہا۔

"سر۔ یہ نمبر سوڈی لینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر پندرہ میں نصب ہے اور مارکر کرپٹی کے نام سے ہے"..... آپرٹر نے جواب دیا۔

"کیا تم نے پوری تسلی کر لی ہے"..... عمران نے کہا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"دوبارہ یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از ڈیفنس سیکرٹ"۔ عمران نے کہا۔

"نو سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر فون آف کیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی

اور میگزین بھی موجود ہیں۔ تم نے سوزی لینڈ کالونی کی کوٹھی نہ
پندرہ میں جانا ہے۔ وہاں راسن کا ایکشن گروپ موجود ہے۔ باہر سے
چلے اندر گئیں فائر کرنا اور پھر اندر جا کر ان سب کا خاتمہ کر دو۔
عمران نے صفدر سے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... صفدر نے کہا اور تیزی سے دروازے کی
طرف بڑھنے لگا۔

”یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ تو قتل عام ہو گا“..... راسن نے یکھت
تیجے ہوئے کہا۔

”خاموش رہو۔ یہ سب کچھ مشن کے دوران ہو رہا ہے اس لئے
تمہارے نظریے کے مطابق ایسا کرنا قابل جواب دہی نہیں ہے۔“
عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اس دوران صفدر کمرے سے باہر چلا
یا تھا۔

”تم نے ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے“..... ڈیزی نے
سوال کیا۔

”جو فیصلہ تم بنے ہمارے بارے میں کیا تھا۔ ویسے میں تمہیں
س منٹ دے رہا ہوں تاکہ تم اگر چاہو تو دس منٹ کے اندر خود
ان کرسیوں سے نجات حاصل کر لو ورنہ دس منٹ بعد تم دونوں
خاتمہ کر دیا جائے گا“..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”پلیز عمران۔ پلیز“..... ڈیزی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔
”سوری ڈیزی۔ اب تم راسن کی بیوی ہو اس لئے اب میرے

اور عمران نے چونک کر فون آن کر دیا۔
”ہیں“..... عمران نے راسن کے لہجے میں کہا۔
”مارکر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے مارکر کی آواز سنائی
دی۔

”ہیں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“..... عمران نے راسن
کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ آپ نے پہلے تو کبھی
ایسا آرڈر نہیں دیا تھا“..... دوسری طرف سے مارکر نے کہا۔
”مجھے معلوم ہے کہ میں نے کیا آرڈر دیا ہے۔ سمجھے۔ تفصیلی بات
وہیں ہوگی“..... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

”ہیں سر۔ نصیب ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
کے ساتھ جی عمران نے رابطہ ختم کر کے فون پیس سائیڈ پیانی پر رکھ
دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ مارکر نے صرف کنفرمیشن کے لئے ایسا کیا ہے
اور اب چونکہ کنفرمیشن ہو گئی ہے اس لئے اب وہ مطمئن رہے گا۔

”ہاتھ ہٹا دو“..... عمران نے کہا تو صفدر اور جولیا دونوں نے
راسن اور ڈیزی کے منہ سے ہاتھ ہٹائے اور پھر کرسیوں کے پیچھے سے
نکل کر وہ عمران کی طرف آگئے۔ راسن اور ڈیزی دونوں لمبے لمبے
سانس لے رہے تھے۔

صفدر تم دو ساتھیوں سمیت کار لے کر جاؤ یہاں ایک کمرے
میں اسلحہ بھی موجود ہے اور بے ہوش کر دینے والی گئیں کے پستول

پاس چہارے لئے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اس سے پہلے تم اپنے مرحوم شوہر کے ساتھ وابستہ تھیں جس کے ساتھ میرے گہرے تعلقات تھے لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں تمہیں دس منٹ دے رہا ہوں۔ آؤ جو لیا اور صالحہ..... عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”یہ دس منٹ کس خوشی میں تم نے دیئے ہیں۔ یہ لوگ تو ہمیں ایک لمحہ بھی دینے پر تیار نہیں تھے“..... جو لیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا تو عمران نے کوئی جواب نہ دیا لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ جو لیا کے مشین پشیل کی سیٹ سیٹ کے ساتھ ہی راسن اور ڈیزی کی جیتھیں سنائی دیں اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لے لیکن وہ مڑا نہیں بلکہ دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

نارسن کو جب یہ معلوم ہوا کہ جنرل فرینک دولت کے لالچ میں پھری پر آمادہ ہے تو وہ انتہائی بے چین ہو رہا تھا۔ کئی بار اس کا دل ہلکا کہ وہ جنرل فرینک سے بات کرے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ جنرل فرینک نے اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا اور اگر وہ فارمولے کی کاپی خاموشی سے عمران کے حوالے کرے تو کوئی بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ کئی بار اس نے سوچا کہ ڈیفنس سیکرٹری سے بات کرے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری نے بغیر کسی حتمی ثبوت کے اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا کیونکہ جنرل فرینک بہر حال فوج کا ایک اہم افسر تھا اور پھر مارشل ایئر بیس کا انچارج ہونے کی وجہ سے اس کی عین حیثیت بھی تھی۔ گواہی معلوم تھا کہ راسن کا دست راست گروے حد ہو شیار اور تیز آدمی ہے وہ لازماً ثبوت مہیا کر دے گا لیکن

سے راسن کے پی اے کی موبائل آواز سنائی دی۔

"کہاں ہے؟....." نارسن نے چونک کر پوچھا۔

"وہ تین چار گھنٹے پہلے یہاں سے سپیشل پوائنٹ پر گئے تھے۔" دادام ڈیڑی ان کے ساتھ تھیں۔ اس کے بعد ان کی کال نہیں آئی۔

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سپیشل پوائنٹ کا فون نمبر کیا ہے؟....." راسن نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

"اور مارکر کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر کیا ہے؟....." نارسن نے پوچھا تو پی اے نے وہ نمبر بھی بتا دیا تو نارسن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے سپیشل پوائنٹ کا نمبر پریس کیا لیکن دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے فون اٹھ نہ کیا تو نارسن کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سپیشل پوائنٹ پر راسن کا خاص آدمی رڈش موجود رہتا ہے۔ کافی دیر تک جب گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو نارسن کے ذہن میں ٹھٹک سی پیدا ہوئی۔ اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے مارکر کے ہیڈ کوارٹر کے نمبر پریس کر دیئے لیکن یہاں بھی وہی صورت حال تھی۔ کوئی فون ہی اٹھ نہ کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟....." نارسن نے اتہائاتی حیرت بھرے انداز میں جڑباتے ہوئے کہا اور کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر اس نے راسن کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر پریس کر دیا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا نارسن کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ سے کوئی چیز نکلنے جا رہی ہو۔ دو تین گھنٹے تو اس نے کسی نہ کسی طرح نکال لئے لیکن جب معاملات اس کی برداشت سے باہر ہو گئے تو اس نے راسن سے حتمی بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ خود اس ہوٹل میں جائے جہاں عمران اور اس کے ساتھی ٹھہرے ہوئے تھے اور اپنے سامنے مارکر اور اس کے آدمیوں کے ذریعے ان کا خاتمہ کرائے۔ اس نے راسن کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کی کوشش سے اس لئے منع کر دیا تھا کہ اس کے خیال کے مطابق عمران جو اب صرف فارمولے کے حصول کے لئے کوشش کر رہا ہے پھر نارسن کے خلاف بھی کام شروع کر دے گا۔ اس طرح معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں لیکن اب اس نے خود اپنی نگرانی میں اس کام کو نمٹانے کا فیصلہ کیا تھا اور اسے یقین تھا کہ اس کی نگرانی اور احکامات کے تحت جب مارکر اور اس کے ساتھی کام کریں گے تو پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے بچ نکلنے کا کوئی سکوپ باقی نہ رہے گا اس نے اس نے رسیور اٹھایا اور ڈیڑی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس....." رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نارسن بول رہا ہوں۔ راسن سے بات کراؤ....." نارسن نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

رہا تھا۔

W "یس۔ ٹارسن بول رہا ہوں۔" ٹارسن نے تیز لہجے میں کہا۔
 W "ہمزی بول رہا ہوں چیف۔" دوسری طرف سے ہمزی کی
 W انتہائی متوحش آواز سنائی دی تو ٹارسن اس کا لہجہ سن کر ہی بے
 اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ہوا ہے۔" ٹارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

P "چیف۔ سپیشل پوائنٹ پر باس راسن، مادم ڈیزی اور رادش
 a تینوں کی لاشیں پڑی ہوئی ملی ہیں۔" ہمزی نے اسی طرح متوحش
 k لہجے میں جواب دیا۔

S "لاشیں۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" ٹارسن نے حلق
 O کے بل چیختے ہوئے کہا۔

C "یس چیف۔ میں نے وہاں بھی اپنا آدمی بھیجا تھا۔ اس نے
 i رپورٹ دی ہے کہ مارچنگ روم میں فرش پر رادش کی لاش پڑی
 e ہوئی ہے۔ اس کا سر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہے۔ گتا ہے کہ اس کے سر
 t کو دیوار کے ساتھ مار کر پھوڑا گیا ہے جبکہ باس راسن اور مادم ڈیزی
 Y رادش والی کرسیوں میں جکڑے ہوئے موجود ہیں اور ان کو گولیوں
 سے چھنی کر دیا گیا ہے اور اس مارچنگ روم میں فون کا کارڈ لیس
 C سیٹ بھی پڑا ہوا ملا ہے۔" ہمزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

O "اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مارکر کے ہیڈ کو آرڈر کے بارے میں کیا
 m رپورٹ ہے۔" ٹارسن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"یس۔" رابطہ قائم ہوتے ہی راسن کے پی اے کی آواز سنائی
 دی۔

"ٹارسن بول رہا ہوں۔ تمہارے علاوہ یہاں اور کون موجود
 ہے۔" ٹارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کو آرڈر انچارج ہمزی موجود ہیں۔" دوسری طرف سے کہا
 گیا۔

"اس سے بات کراؤ۔" ٹارسن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر۔" دوسری طرف سے مودبانہ لہجے
 میں کہا گیا۔

"ہیلو چیف۔ میں ہمزی بول رہا ہوں۔" جند لہجوں بعد ایک
 اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہمزی تم فوراً سپیشل پوائنٹ پر پہنچو۔ وہاں سے کال انڈ نہیں
 کی جا رہی جبکہ راسن اور ڈیزی وہاں موجود ہونے چاہئیں یا کم از کم
 رادش کی وہاں موجودگی تو لازمی ہوتی ہے لیکن وہاں کوئی کال انڈ
 نہیں کر رہا اور اپنے کسی آدمی کو مار کر کے ہیڈ کو آرڈر بھیجیو۔ وہاں سے
 بھی کال انڈ نہیں ہو رہی اور پھر مجھے فوری رپورٹ دو کہ وہاں کیا
 پوزیشن ہے۔" ٹارسن نے انتہائی حکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹارسن نے رسیور
 رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹارسن نے
 جھپٹ کر رسیور اٹھایا کیونکہ وہ کال کا انتہائی بے چینی سے انتظار کر

موجود ہیں۔ پھر راسن نے کہیے یہ بات کر دی تھی کہ مارشل ایسے میں وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کر رہے ہیں اور پھر اچانک جس طرح بجلی کو نڈتی ہے اس طرح راسن کے ذہن میں خیال آیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو وہ کال راسن کی نہیں تھی بلکہ راسن کی آواز میں عمران بات کر رہا تھا“..... راسن نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ عمران میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ کسی بھی آدمی کی آواز اور لہجے کی ایسی نقل کر لیتا ہے کہ کوئی دوسرا پہچان ہی نہیں سکتا اور پھر جب یہ خیال اس کے ذہن میں آیا تو اس کے ذہن میں خود بخود ایک نقشہ سا ابھرتا چلا گیا۔ وہ اب ساری سچویشن سمجھ گیا تھا کہ راسن نے یقیناً ہارڈی گروپ کی طرف سے اطلاع ملنے پر عمران اور اس کے ساتھیوں پر ہاتھ ڈالا ہو گا اور انہیں بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے گیا ہو گا اور پھر اپنی انا کی تسکین کے لئے اس نے انہیں ہوش دلایا ہو گا اور یہ کام یقیناً مارکر اور اس کے ساتھیوں کے ذریعے کرایا گیا ہو گا اور ہوش میں آنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں نے سچویشن تبدیل کر دی اور راڈشل عمران یا اس کے کسی ساتھی سے مقابلہ کرتے ہوئے ہلاک ہو گیا اور راسن اور ڈیری کو انہوں نے راڈ میں جکڑ کر پوچھ گچھ کی ہو گی اور ان سے مارکر اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے عمران کے ساتھیوں نے وہاں قتل عام کر دیا ہو گا کیونکہ مارکر

ابھی وہاں سے رپورٹ تو نہیں آئی۔ ایک منٹ حجاب۔ میرے آدمی کی کال آرہی ہے۔ ہو لڈ کریں حجاب“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو راسن نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔ راسن اور ڈیری کی موت کی خبر سن کر اس کے ذہن میں دھماکے سے ہورہے تھے۔

”ہیلو چیف“..... چند لمحوں بعد ہمری کی آواز سنائی دی۔

”یس“..... راسن نے کہا۔

”چیف۔ مارکر کے ہیڈ کوارٹر کی بھی پوزیشن ہے۔ وہاں قتل عام کیا گیا ہے۔ مارکر اور اس کا پورا گروپ ہلاک ہو چکا ہے۔ ان کی لاشیں جس انداز میں ملی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی میس فائر کی گئی ہے اور پھر ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ مارکر اور اس کے اٹھارہ ساتھیوں کی لاشیں وہاں موجود ہیں“..... ہمری نے پہلے سے زیادہ متوحش لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ تم فوراً ان لاشوں کو اٹھوا کر برقی بھٹی میں ڈالو اور کیونکہ اتنی زیادہ لاشوں کے سلسلے آنے پر اس کی حکام چیخ پڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ تنظیم کو ہی ختم کر دیا جائے اس سے ان سب لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دو۔ اب راسن نہ جگہ تم لوگ۔ میں احکامات جاری کر دوں گا“..... راسن نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسن نے رسیہ کر نیل پر پھینچ دیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

”یہ سب کیا ہے۔ مارکر اور اس کے ساتھی تو اپنے ہیڈ کوارٹر میں

اور اس کے ساتھیوں نے انہیں اس کے موجودہ حلیوں میں ٹریس کیا تھا اس لئے عمران نے ان کا خاتمہ ضروری سمجھا اور عمران نے یقیناً اس سے بات اس لئے کی کہ وہ جنرل فرینک کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو گا اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اپنی کی ہوئی بات آگئی کہ اس نے عمران کو راس سمجھتے ہوئے بتایا تھا کہ جنرل فرینک اگر چاہے تو بغیر ڈاکٹر ولیم کو جاری کئے گئے پرائم منسٹر صاحب کے دستخطوں والے کارڈ کے فارمولا امیر جنسی کی صورت میں سنور سے نکال سکتا ہے۔ یہ بات یاد آتے ہی اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے نو ڈیفنس سیکرٹری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ۔“ نارسن نے کہا۔

”باس تو گرےٹ لینڈ کے ایک ہفتے کے دورے پر ہیں جناب۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا“..... نارسن نے کہا اور کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جنرل فرینک بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جنرل فرینک کی آواز سنائی دی۔

”نارسن بول رہا ہوں“..... نارسن نے کہا۔

”اوہ یس۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اطلاعات ملی ہیں کہ وہ فارمولا حاصل کرنے کے لئے دوبارہ ولنگٹن پہنچ چکے ہیں اور میرے آدمی انہیں ٹریس کر رہے ہیں لیکن بہر حال ان کا مقصد فارمولا حاصل کرنا ہے اس لئے لامحالہ وہ مارشل ایسیز پر ریڈ کریں گے اس لئے تم نے ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہے“..... نارسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے سہاں دیے بھی ریڈ الرٹ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ریڈ الرٹ کی صورت میں سہاں کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔“ جنرل فرینک نے جواب دیا۔

”عمران اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں جنرل فرینک۔ تم نے دیکھا کہ حالانکہ ہم نے ہر لحاظ سے کامیاب پلاننگ کی تھی کہ انہیں مطمئن کر کے واپس بھیج دیا جائے لیکن اس کے باوجود انہیں اصل بات کا علم ہو گیا اور وہ دوبارہ واپس آگئے ہیں اس لئے مجھے بار بار کہنا پڑ رہا ہے کہ تم صرف ریڈ الرٹ کے بھروسے پر نہ مہ جانا بلکہ ہر سطح پر محتاط رہنا“..... نارسن نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں اس لئے میں نے خود بھی ریڈ الرٹ کی پابندی اپنے آپ پر لاگو کر رکھی ہے۔ میں خود بھی اب مارشل ایسیز میں پابند ہو کر بیٹھا ہوا ہوں اس سے زیادہ اور کیا احتیاط کر سکتا ہوں۔“ جنرل فرینک نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم انہیں جلد ہی ٹریس کر کے ختم کر دیں گے"..... نارسن نے کہا اور کریڈل دیا کہ اس نے رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر بریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسز بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"نارسن بول رہا ہوں ماسز"..... نارسن نے تیز اور تھکمانے لہجے میں کہا کیونکہ ماسز بھی راسن کی طرح اس کا دوسرا ماتحت تھا۔ اس کا سیکشن علیحدہ تھا اور وہ بھی راسن کی طرح تیز ایجنٹ تھا۔ اس نارسن ہیجنسی میں آنے سے پہلے وہ طویل عرصے تک اکیڈمیا کی ریڈ ہیجنسی میں کام کر چکا تھا۔

"ماسز۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ عمران کو تو جانتے ہو گے"۔ نارسن نے کہا۔

"لیس باس۔ اچھی طرح جانتا ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت نہ صرف ولنگٹن میں موجود ہے بلکہ اس کے ہاتھوں راسن، ڈیزی، مارکر اور اس کا پورا گروپ ہلاک ہو چکا ہے"..... نارسن نے کہا۔

"کیا۔ کیا باس۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب"..... ماسز نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں"..... نارسن نے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے کر اب تک کے تمام واقعات مختصر طور پر ماسز کو بتا دیئے۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ آپ نے مجھے کال کر لینا تھا۔ ڈیزی کے مرحوم شوہر کے تو عمران سے بے حد گہرے تعلقات تھے اور یقیناً عمران نے انہی تعلقات کو استعمال کرتے ہوئے ڈیزی کو دھوکے میں رکھ کر یہ ساری کارروائی کی ہوگی۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ اپنے مفاد کے لئے وہ کسی کو بھی کسی بھی انداز میں استعمال کرتا ہے"..... ماسز نے جواب دیا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ بہر حال جو پلچہ ہوا ہے اس کا نتیجہ اب اس عمران کو ہر حالت میں بھگتنا ہوگا۔ اب میرے احکامات غور سے سنو۔ عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ مارشل ایریا پر ریڈ کریں گے جبکہ وہاں جنرل فرینک نے ریڈ الرٹس کر رکھا ہے اس لئے وہ اندر تو داخل نہیں ہو سکتے لیکن اب ان کا خاتمہ تمہارے ہاتھوں ہی ہونا ہے اس لئے تم اپنے پورے سیکشن سمیت مارشل ایریے کو باہر سے گھیر لو اور ان کو وہاں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ فی الحال ان کے بارے میں تمہیں یہی بتایا جا سکتا ہے کہ یہ گروپ چار مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل ہے"..... نارسن نے کہا۔

"کیا وہ اپنے اصل حلیوں میں ہیں باس"..... ماسز نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے ماسز۔ وہ یقیناً اکیڈمیا میں میک اپ میں ہوں

"یس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نارسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب جب تک عمران اور اس کے ساتھی ختم نہیں ہو جاتے وہ ہیڈ کوارٹر کی بجائے سپر وائنٹ پر رہے گا تاکہ عمران یہاں اس پر ریڈ نہ کر سکے۔

گئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مارشل ایسیے میں داخل ہونے کے لئے فوجی یونیفارمز اور گاڑیاں کہیں سے حاصل کر لیں اس لئے تم نے ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہے"..... نارسن نے تیز لہجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے باس۔ میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ جس خطیے میں بھی ہوں گے میں انہیں ٹریس کر لوں گا۔ میں نے ریڈ مینجمنٹ میں کام کے دوران کئی بار اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کیا ہے اس لئے میں انہیں قہر قہر سے ہی پہچان لوں گا"..... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "مجھے ہر صورت میں کامیابی کی رپورٹ چاہئے"..... نارسن نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں"..... ماسٹر نے اچھا اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اور سنو۔ انہیں بے ہوش کرنے اور پھر ہوش میں لانے کے ٹکڑے میں نہ پڑنا۔ بغیر کسی توقف کے انہیں ہلاک کر دینا"..... نارسن نے حکمانے لہجے میں کہا۔
 "آپ بے فکر رہیں باس۔ میں یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ عمران کو معمولی سا موقع دینا بھی اپنے آپ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔" ماسٹر نے جواب دیا۔
 "ساتھ ساتھ مجھے آگاہ رکھنا اور میں اب مستقل طور پر سپر وائنٹ پر موجود رہوں گا"..... نارسن نے کہا۔

جی دنیا کے معروف رسالوں میں شائع ہوتے رہتے تھے اور اس موضوع پر اسے اتھارٹی سمجھا جاتا تھا۔ اس کا آفس سٹارہ پلازہ کی انھیں منزل پر تھا۔ اس کمپنی کا انتظامی آفس تو ساتویں منزل پر تھا لیکن ڈیزائننگ شیعہ کا مکمل آفس انھیں منزل پر ہی تھا اور اس آفس کا انچارج ڈاکٹر اسالڈو تھا اور عمران اس وقت ڈاکٹر اسالڈو سے ہی ملنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے ڈیفنس سیکرٹریٹ سے معلوم کر لیا تھا کہ مارشل ایئر بیس کی فوجی چھاؤنی اور سنور کی تعمیر اسار کو کمپنی نے کی ہے اور اس کا نقشہ اور ڈیزائن ڈاکٹر اسالڈو کا تیار کردہ ہے۔ عمران ڈاکٹر اسالڈو کے مضامین پڑھتا رہتا تھا اس لئے جیسے ہی اسے اسالڈو کے بارے میں علم ہوا وہ اس سے ملنے کے لئے تیار ہو گیا اور پھر جو یہاں تک توخیر کو ساتھ لے کر وہ ٹیکسی میں سوار ہو کر سٹار پلازہ پہنچے تھے۔ عمران نے جب ڈاکٹر اسالڈو سے ملنے کے لئے توخیر کو ساتھ چلنے کے لئے کہا تو صاف، کیپٹن شکیل اور صفدر کے ساتھ ساتھ جو یہاں بھی حیران ہوئی تھی۔ کیونکہ توخیر اپنے مخصوص انداز میں پوچھ گچھ کرنے کا عادی تھا اور ظاہر ہے کہ ایسی پوچھ گچھ کسی مجرم، غنڈے یا معاش سے تو کی جاسکتی تھی لیکن کسی اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی سے اس انداز میں پوچھ گچھ نہ ہو سکتی تھی اس لئے سب نے جب حیرت کا اظہار کیا تو عمران نے انہیں صرف یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ توخیر کی صرف ایک غزاہٹ بھری آواز ہی ڈاکٹر اسالڈو کو زبان کھولنے پر مجبور کر دے گی۔ توخیر دیر بعد وہ تینوں انھیں منزل پر ڈاکٹر اسالڈو

عمران، جو یہاں اور توخیر تینوں ٹیکسی سے اترے۔ توخیر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ تینوں سٹار پلازہ کے مین گیٹ میں داخل ہو گئے۔ یہ ونگٹن کا سب سے معروف کاروباری پلازہ تھا اور اس میں ایسی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے دفاتر تھے جن کا تعلق ڈیفنس سے تھا۔ ان میں ایک معروف تعمیراتی کمپنی اسار کو بھی تھی۔ اسار کو فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر کے لئے نہ صرف اکیریسیا بلکہ پورے یورپ میں معروف تھی اور بے شمار ملکوں میں اس کمپنی نے بڑی اور چھوٹی بے شمار فوجی چھاؤنیاں نہ صرف ڈیزائن کی تھیں بلکہ ان کی تعمیر بھی مکمل کی تھی۔ اس کا چیف ڈیزائنر ڈاکٹر اسالڈو تھا۔ اسالڈو نے اکیریسیا کی معروف نیشنل یونیورسٹی سے ڈیفنس تعمیرات میں ڈاکٹریت کی ہوئی تھی اور فوجی چھاؤنیوں کی ڈیزائننگ اور طرز تعمیر کے سلسلے میں اس نے ریفرج ہی نہیں کی تھی بلکہ اس کے مقالے

اعزاز ہے کہ ہم خود چل کر اس سے ملنے کے لئے آئے ہیں ورنہ اگر ہم اسے فون کر دیتے تو وہ خود چل کر ہم سے ملنے کے لئے آنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے۔..... عمران نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا سر۔ آئی ایم سوری۔ میں بات کرتی ہوں سر۔" لڑکی عمران کے اس انداز میں تعارف پر بری طرح گھبرا گئی۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر بریس کر دیئے۔

"روکی بول رہی ہوں کاؤنٹر سے سر۔ کارمن سے ڈاکٹر اولف آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بھی آپ کی طرح ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ میں نام رکھتے ہیں۔..... سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔..... دوسری طرف کی بات سن کر اس لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھی اور کاؤنٹر کی ایک سائیڈ کا ایک تختہ ہٹا کر وہ کاؤنٹر سے باہر آ گئی۔

"آئیے سر۔ میں آپ کو سپیشل سٹنگ روم میں لے چلتی ہوں۔" کزن صاحب وہیں آ رہے ہیں۔..... لڑکی نے کہا اور پھر وہ ایک ٹیڈر پر موجود دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا اور داخل ہو گئی۔ یہ کمرہ واقعی خوبصورت انداز میں سجایا ہوا تھا۔ اس ایک دیوار پر ڈاکٹر اسالڈو کا ایک بڑا پورٹریٹ موجود تھا۔

"تشریف رکھیں جناب۔ آپ کیا پتہ پسند فرمائیں گے۔" سیکرٹری ہتھکڑیاں مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ ہمارے پینے پلانے کے مخصوص اوقات ہیں۔ آپ کا

کے شاندار آفس میں موجود تھے۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال بنا کر رکھا تھا جس میں صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف اندھے شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر ایک بیضوی شکل کا کاؤنٹر موجود تھا جس پر سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا اور کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان ایکریٹین لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ صوفوں پر اس وقت چار مرد اور تین عورتیں موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کارمن میک اپ میں تھے۔ انہوں نے مارکر اور اس کے گروپ، راسن اور ڈیزی کے خاتمہ کے بعد واپس اپنی رہائش گاہ پر جا کر میک اپ تبدیل کر لئے تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"یس سر۔..... کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکی نے چونک کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اسالڈو سے کہو کہ کارمن سے ڈاکٹر اولف اپنے سیکرٹری اور اسسٹنٹ کے ساتھ ملنے آیا ہے۔..... عمران نے کارمن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی اپائنٹمنٹ ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب بے حد مصروف ہیں۔..... اس لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم شاید ڈاکٹر اسالڈو کی سیکرٹری ہو۔..... عمران نے کہا۔

"یس سر۔..... لڑکی نے جواب دیا۔

"تو تمہیں خود معلوم ہو نا چاہئے کہ کارمن کا ڈاکٹر اولف ڈیفنس

ڈیپارٹمنٹ میں ڈاکٹر اسالڈو کا ہم پلہ ہے اور یہ ڈاکٹر اسالڈو کے سے

اسالڈو ہے۔..... آنے والے نے عمران اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 "آپ کو کسی اچھے ڈاکٹر سے اپنی آئی سائیز چیک کرانا چاہئے
 ڈاکٹر اسالڈو۔ کارمن میں ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں آپ
 کے ساتھ والی سیٹ پر ہیں۔ ٹھٹھا اور ہم دونوں چار گھنٹوں تک
 بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے اور اب آپ پوچھ رہے ہیں کہ ڈاکٹر
 اوف کون ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کارمن لہجے میں
 کہا تو ڈاکٹر اسالڈو بے اختیار چونک پڑا۔ وہ موٹے شیشوں کی عینک
 سے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہجرے پر مٹھن کے
 تاثرات تھے۔

مم۔ مگر۔ مجھے تو آپ کا چہرہ یاد ہی نہیں آ رہا اور جہاں تک میری
 یادداشت کام کر رہی ہے میں ڈاکٹر اوف سے کبھی نہیں ملا۔ بس
 مجھے اتنا معلوم ہے کہ ڈاکٹر اوف کارمن کا سب سے ماہر ڈیفنس
 ڈیزائنر ہے۔..... ڈاکٹر اسالڈو نے حیرت بھرے اور اُلجھے ہوئے لہجے
 میں کہا

"تو پھر آپ مجھے کیسے پہچان سکتے ہیں ڈاکٹر اسالڈو۔ میں نے یہ
 بات اس لئے کی تھی تاکہ آپ کی یادداشت چیک کر سکوں کیونکہ
 میں جہاں آیا ہی اس لئے ہوں۔ مجھ سے ملو۔ میرا نام ڈاکٹر اوف ہے
 اور یہ میری سیکرٹری مارگریٹ اور یہ میرا اسسٹنٹ ہے جانسن۔"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا
 دیا۔

شکریہ۔..... عمران نے کہا تو سیکرٹری سرملاتی ہوئی مڑی اور کمرے
 سے باہر چلی گئی۔ عمران کے ساتھ جولیا اور تنویر بھی صوفوں پر بیٹھ
 گئے۔

"کیا تمہیں ڈیفنس ڈیزائننگ کے بارے میں معلومات حاصل
 ہیں۔..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے تو صرف اتنا معلوم ہے کہ جب تنویر جیسا رقیب ہو تو یہ
 ڈیفنس کیسے کیا جا سکتا ہے اور میرے خیال میں ایسا ڈیفنس تو ڈاکٹر
 اسالڈو کو بھی نہ آتا ہوگا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں ڈیفنس اس وقت تک تمہارے کام آئے گا جب تم صرف
 سوچتے تک محدود رہو گے۔..... عمران کی بات ختم ہوتے ہی تنویر
 نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے
 ہجرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید یہ اس کی نسوانی
 تھی جس نے اسے مسرت بخشی تھی کہ دو مرد اس کے لئے ایک
 دوسرے سے رقابت رکھتے تھے۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کہا
 بات ہوتی کرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھڑ عمر آدمی جس
 کے بال خشک اور بکھرے ہوئے تھے آنکھوں پر موٹے شیشوں
 عینک تھی اور جسم پر موجود سوٹ میں بے شمار سلوٹیں پڑی
 تھیں اندر داخل ہوا تو عمران بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے
 ہی جولیا اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ میں سے ڈاکٹر اوف صاحب کون ہیں۔ میرا نام

”میری یادداشت چیک کرنے کے لئے۔ کیوں وجہ.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے مصافحہ کرتے ہوئے انتہائی اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”اس لئے کہ مجھے مارشل ایریے جیسی چھاونی ڈیزائن کرنے کا ٹاسک ملا ہے اور یہ چھاؤنی چونکہ آپ کی ڈیزائن کردہ ہے اور کافی پرانی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ ہنٹ آپ کی یادداشت چیک کر لوں پھر آگے بات ہوگی اور مجھے خوشی ہے کہ آپ کی یادداشت شاندار ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اسالڈو کے چہرے پر بیچٹ مسرت کے تاثرات ابھرائے۔

”مارشل ایریا تو میرا ہی ڈیزائن کردہ ہے لیکن کیا ڈاکٹر اوف اب میرے ڈیزائن کو فالو کرے گا.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے اس بار قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔ اسے شاید یہ سن کر بے حد تسکین پہنچی تھی کہ ڈاکٹر اوف جیسا ماہر اس کی پیروی کرے گا۔

”ڈاکٹر اسالڈو۔ مجھے اعتراف ہے کہ ڈاکٹر اوف چاہے کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو جائے بہر حال ڈاکٹر اسالڈو کے اعلیٰ ذہن تک نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا چاہے کچھ بھی کیوں نہ کہے مجھے بہر حال اس کا اعتراف ہے کہ آپ اس وقت دنیا کے سب سے بڑے ڈیفنس ڈیزائننگ کے ماہر ہیں۔ ویسے میں نے اپنے دفتر میں آپ کا سپر سٹار ایریے کا ڈیزائن فرم کر کے لگوا دیا ہے۔ وہ ڈیزائن جس پر آپ کو ایکریمیا کا سب سے زیادہ ایوارڈ دیا گیا تھا.....“ عمران نے کہا تو ڈاکٹر اسالڈو کا چہرہ غرور مسرت سے گھٹا سا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔

”اوہ۔ اوہ۔ شکریہ۔۔۔“ آپ کی مہربانی ہے ورنہ آپ خود کسی سے کم نہیں ہیں۔ بیٹھیں بیٹھیں۔ مجھے آپ جیسے ماہر سے مل کر انتہائی مسرت ہو رہی ہے.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ میری مسرت کا اندازہ نہیں لگا سکتے ڈاکٹر اسالڈو جو مجھے آپ سے مل کر ہو رہی ہے۔ یہ لمحات میری زندگی کے شاندار لمحے ہیں۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی انتہائی خلوص بھرے انداز میں ڈاکٹر اسالڈو کو فراج تحسین پیش کر رہا ہو۔

”شکریہ شکریہ۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ کے پاس یقیناً مارشل ایریے کے نقشے کی کاپی موجود ہوگی۔ میں صرف ایک نظر اسے دیکھنا چاہتا ہوں اور بس۔ ویسے میرا چارٹرڈ طیارہ ایئر پورٹ پر پرواز کے لئے تیار کھڑا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا وقت انتہائی قیمتی ہے.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ آپ تشریف رکھیں میں کاپی لے آتا ہوں.....“ ڈاکٹر اسالڈو نے کہا اور اٹھ کر واپس اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔

”بڑی آسانی سے مان گیا ہے.....“ جو یانے کہا۔
 ”نہ مانتا تو تنخواہ منوالیتا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو

”میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا کہ ڈاکٹر اسالڈو، ڈاکٹر اولف کو پہچانتا بھی ہے یا نہیں کیونکہ میں نے ڈاکٹر اولف کو دیکھا نہیں ہے کہ میں اس کا میک اپ کر لیتا۔ ڈاکٹر اولف میرے زیر مطالعہ رہا ہے اس لئے مجھے یہ سارا کھیل کھیلنا پڑا۔ یہ تو شکر ہے کہ ڈاکٹر اسالڈو خوشامد پسند نکلا اس لئے بات بن گئی ورنہ پھر تنویر کا کام شروع ہو جاتا اور میں فارغ..... عمران نے کہا تو جو یا اور تنویر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”لیکن کیا اس سنور کا نقشہ بھی اس ڈاکٹر اسالڈو نے ہی تیار کیا ہو گا..... جو یا نے کہا۔

”دیکھو۔ اب نقشہ آنے کا تو پتہ چلے گا۔ ویسے میرا مقصد سنور کا نقشہ دیکھنا نہیں ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ مکمل طور پر کمیونٹرائزڈ فائلنگ سنور کس ٹائپ کے ہوتے ہیں۔ میں تو اس لئے یہ نقشہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ڈیڑی اور راسن کی موت کی اطلاع ٹارسن تک پہنچ چکی ہو گی اور یقیناً ٹارسن نے اب مارشل ایریا میں ہائی ریڈارٹ کرا دیا ہو گا اور ایسے حالات میں ہم کسی طرح بھی مارشل ایریا میں داخل نہیں ہو سکتے جبکہ مجھے ڈاکٹر اسالڈو کی سوچ کا اندازہ ہے۔ اس میں یہ عجیب سی خصوصیت ہے کہ یہ فوجی چھاؤنیوں کے نقشے اس انداز میں تیار کرتا ہے کہ اس میں ایسے خفیہ راستے رکھے جاتے ہیں جن کا علم صرف چھاؤنی کے انچارج کو ہی ہوتا ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر دشمن کسی فوجی چھاؤنی کو فتح کر لے تو فوجیوں کو ان

جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اچھا تو تم تنویر کو اس لئے ساتھ لے آئے ہو..... جو یا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھے جلد سمجھ رکھا ہے۔ کیا تم خود اس سے نہیں منوا سکتے تھے..... تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت پڑھا لکھا آدمی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ایک پڑھا لکھا آدمی دوسرے پڑھے لکھے آدمی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور میں جاہل ہوں۔ کیوں..... تنویر، عمران کا طنز سمجھ گیا تھا اس نے اس نے آنکھیں ٹپکتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں جاہل کیسے کہہ سکتا ہوں۔ جہالت تو تاریکی کا دوسرا نام ہے اور تم تو تنویر ہو۔ مطلب ہے روشنی..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تم نے یہ بات کیوں کی تھی..... تنویر نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پڑھا لکھا ہونا اور بات ہے اور لکھا پڑھا ہونا اور بات ہے۔“

عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار ہنس پڑی۔

”ویسے تم نے ڈاکٹر اسالڈو کو چکر خوب دیا ہے۔ پہلے اس سے واقفیت ظاہر کرنے کی کوشش کی لیکن جب وہ تمہیں پہچان نہ سکا تو یادداشت کا چکر چلا دیا..... جو یا نے کہا۔

رہی تھیں کہ آج تک ان دونوں نے ان کا ایک لفظ بھی نہ سنا تھا اور پھر قہوڑی دیر بعد عمران ڈاکٹر اسالڈو سے کارمن آنے کا وعدہ لے کر اس کمرے سے باہر آگیا۔

"حیرت ہے۔ جہارے دماغ میں نجائے کیا بھرا ہوا ہے۔ مجھے تو لگتا تھا کہ تم نے ساری عمر کام ہی یہی کیا ہے"..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہں قسمت کا چکر ہے تنویر کہ میں جہارے چیف کے چنگل میں پھنس گیا ہوں۔ ورنہ ایک نقشہ بنا کر میں اتنا کما سکتا تھا کہ اس جیسے دس چیف خرید کر ہلاک کر دیتا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ خبردار اگر آئندہ ایسی کوئی بات منہ سے نکالی۔ یہ چیف کی مہربانی ہے کہ اس نے تمہیں اتنی اہمیت دے رکھی ہے ورنہ تم سوائے جو کوری کے اور کیا کر سکتے ہو نائنسنس"..... جولیا نے یکتا اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے چیف کہا ہے ڈپٹی چیف نہیں کہا۔ ڈپٹی چیف تو بہر حال ڈپٹی چیف ہی ہوتا ہے یا ہوتی ہے"..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی رنگے سیار ہو۔ ایسا رنگ بدلتے ہو کہ حیرت ہوتی ہے"..... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رنگے سیار نہیں۔ ملٹی کلر سیار۔ ویسے سیار کہتے ہیں۔" عمران

غصیے راستوں سے نکال کر فوج کو دشمن کے سامنے ہتھیار پھینکنے کی ذمت سے بچایا جاسکے اس لئے یقیناً اس مارشل ایریے میں بھی ایسے غصیے راستے موجود ہوں گے..... عمران نے کہا تو تنویر اور جولیا نے شباب میں سر ہلا دیئے۔ قہوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر اسالڈو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ موجود تھا۔

"یہ دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ میرا ڈیزائن کردہ یہ نقشہ کیسا ہے۔" ڈاکٹر اسالڈو نے بڑے فخریہ انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے نقشہ اٹھا کر اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ نقشہ کمپیوٹر میموری سے تیار کیا گیا تھا۔ عمران کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھرتے اور پھر اس نے اس نقشے کی ایسی تعریفیں کیں کہ ڈاکٹر اسالڈو بمحفل اپنے آپ کو اٹھ کر ہلچلنے سے باز رکھ سکا ورنہ اس کی کیفیت واقعی ایسی ہی تھی کہ وہ بے اختیار اٹھ کر نلچتا شروع کر دے۔ جولیا اور تنویر دونوں ڈاکٹر اسالڈو کی اس کیفیت سے پوری طرح مفلوظ ہو رہے تھے۔ عمران نے اسے واقعی بانس پر اس قدر اونچا چڑھا دیا تھا کہ شاید اب وہ باقی ساری زندگی اس بانس سے نیچے اترنے کی کوشش ہی نہ کر سکے گا۔ پھر عمران اور ڈاکٹر اسالڈو کے درمیان باقاعدہ ڈیزائننگ کے بارے میں ایسی بحث شروع ہو گئی کہ جولیا اور تنویر دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ عمران اس وقت واقعی ڈیفنس ڈیزائننگ کا بڑا ماہر لگ رہا تھا۔ ایسی ایسی اصطلاحات استعمال کی جا

ہے۔" صفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس بار واقعی عمران بھی چکر کھا گیا تھا۔ بہر حال یہ شاید پہلا مشن ہے جسے ری مشن کہا جاسکتا ہے کہ ایک ہی مشن کو دوسری بار مکمل کرنا پڑ رہا ہے۔" جوینا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

نے کہا تو تنویر بھی چونک پڑا۔

"سیارہ۔ اوہ۔ میں نے تو آج تک اس کے معنی پر غور ہی نہیں کیا۔ اچھا تم بتاؤ کسے کہتے ہیں۔" تنویر نے اپنی عادت کے مطابق صاف انداز میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"تنویر کو۔" عمران نے اسی طرح محصوم سے لہجے میں جواب دیا تو جوینا اس کے اس انداز پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور تنویر نے بے اختیار برا سا منہ بنا لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے جہاں صالحہ، صفر اور کیپٹن شکیل ان کا انتظار کر رہے تھے۔

"کوئی بات بن گئی ہے یا نہیں۔" صفر نے پوچھا تو جوینا نے عمران کے خوشامد انداز اور فقرہ کی اس طرح نقل کرنا شروع کر دی۔ لگہ صفر تو صفر کیپٹن شکیل جیسا شخص بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو کوئی راستہ نظر آیا آپ کو۔" صفر نے ہنستے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک راستہ۔ وہاں آٹھ راستے ہیں۔ ویسے ان میں سے ایک راستہ ایسا ہے جو سیدھا جہاز فرینک کے آفس میں نکلتا ہے اور وہی راستہ ہم نے استعمال کرنا ہے۔ تم لوگ حیار ہو جاؤ۔ اب ہم نے مشن کو فائل کرنا ہے۔" عمران نے کہا۔

"فائل تو پہلے ہی ہو گیا تھا لیکن اب دوبارہ اسے فائل کرنا پڑ رہا

بلیو کلب میں موجود ہیں۔ یہ ساری باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ یہ لوگ ہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔..... ماسٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ لوگ آخر کس طرح مارشل ایریا میں داخل ہوں گے۔ وہاں کا جائزہ تم نے خود لیا ہے۔ وہاں تو اب ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔..... لڑکی نے کہا۔

"مکھی داخل ہو سکے یا نہیں لیکن یہ عمران داخل ہو سکتا ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتی۔..... ماسٹر نے جواب دیا۔

"کیا وہ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔..... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن اس کا ذہن مافوق الفطرت صلاحیتیں رکھتا ہے۔" ماسٹر نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک موٹر کرکچر آگے ہی بڑھی ہوگی کہ ماسٹر نے اسے تیزی سے ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ کار ایک زرعی فارم کے انداز میں بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ ماسٹر نے دوبارہ مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کھل گیا اور ماسٹر کار اندر لے گیا۔ سامنے برآمدے کے قریب ایک عارضی سائیڈ بنا ہوا تھا جس کے نیچے ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ ماسٹر نے بھی اس کار کے پیچھے لے۔ اپنی کار روک دی۔

"آؤ مارلین۔ جلدی آؤ۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں جونز انہیں تم نہ کر

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک ماسٹر بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی چھوڑ تھی جس نے سیاہ رنگ کی جینز اور سیاہ رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی جبکہ ماسٹر کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔

"تمہیں یقین ہے ماسٹر کہ جونز نے تمہیں ٹریس کیا ہے وہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔..... لڑکی نے ماسٹر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سو فیصد یقین ہے اس لئے کہ جونز نے جس اسلحے کے بارے میں بتایا ہے یہ اسلحہ کسی سنور کو اڑانے کے کام آتا ہے۔ عام استعمال میں نہیں آتا اور پھر جونز نے بتایا ہے کہ یہ گروپ چار مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل ہے اور پھر وہ مارشل ایریا کے قریب

”یہ دائیں طرف جو گرے سوٹ پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ یہی ہے عمران“..... ماسٹر نے کہا۔

”یہ بھولا بھالا اور معصوم سا آدمی۔ یہ ہے عمران“..... مارلین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں یہی ہے۔ جو زنہال میں ہمارا کوئی آدمی ہے“..... ماسٹر نے پہلے مارلین کو جواب دیا اور پھر جو زنہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”گیٹ کے ساتھ تیسری میز پر راسکر موجود ہے باس“..... جو زنہ نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ باہر کتنے آدمی موجود ہیں“..... ماسٹر نے کہا۔

”چار آدمی باس“..... جو زنہ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ تم راسکر کو ٹرانسمیٹر پر کہہ دو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی صورت نظروں سے اوجھل نہ ہونے دے اور باہر موجود افراد کو بھی کہہ دو کہ اگر میرے وہاں پہنچنے

تک یہ لوگ کلب سے باہر آجائیں تو وہ ان کا تعاقب کریں۔ میں ریفون پر ان سے رابطہ کر لوں گا“..... ماسٹر نے کہا۔

”میں باس“..... جو زنہ نے کہا۔

”آؤ مارلین۔ اب ان کا شکار کھیلیں“..... ماسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی گئے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

بیٹھے..... ماسٹر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی جس کا نام مارلین تھا کار سے اتری اور ماسٹر کے پیچھے دوڑتی ہوئی برآمدے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک تہہ خانے میں داخل ہو رہے تھے۔ تہہ خانے میں ایک مزے کے اوپر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس میں سے ایک گول پائپ سا اوپر چھت کے ایک سوراخ میں جا کر غائب ہو رہا تھا۔ میز کے سلسلے چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک کرسی پر ایک لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ماسٹر اور مارلین کو دیکھ کر بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مشین کے درمیان ایک چھوٹی سی سکرین تھی جس پر ایک ہال کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں عورتیں اور مرد بیٹھے کھانے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

”کہاں ہے وہ گروپ جو زنہ“..... ماسٹر نے قریب جا کر بے چین سے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

”دائیں ہاتھ کے کونے پر آخری میز پر موجود ہیں یہ لوگ۔“ نوجوان نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ بالکل یہی ہے عمران۔ بالکل یہ گرے سوٹ والا۔ یہی ہے۔ ویری گڈ۔ تم نے درست تلاش کیا ہے انہیں“..... ماسٹر نے اچھلتے ہوئے کہا۔

”کون سا۔ کون سا“..... ساتھ کھڑی ہوئی مارلین نے کہا۔

کسی دوسرے کی خدمات کیوں ہائز کی گئی ہیں مائیکل..... صفدر نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم بہر حال اجنبی ہیں اور وہاں ہائی ریڈ الرٹ ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ آدمی ایسے کاموں کا ماہر ہے اور مقامی ہے اور تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے..... عمران نے بھی ایکریمین زبان اور لہجے میں جواب دیا تو سب اس کی آخری بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”نگرانی ہو رہی ہے۔ کون کر رہا ہے..... سب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو اس وقت پوچھا جائے گا جب ان سے نکراؤ ہو گا۔ فی الحال چونکہ نگرانی ہو رہی ہے اس لئے میں بھی خاموش ہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں مسٹر مائیکل گیٹ کے پاس تیسری ٹیبل برجو ملی موجود ہے وہی ہماری نگرانی کر رہا ہے..... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ وہی ہے اور باہر بھی یقیناً اس کے ساتھی موجود ہوں گے۔ تم نے اسے کیسے پہچانا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”مجھے اس کے انداز پر شک پڑا تھا لیکن میں نے اس خیال کو اس نے جھٹک دیا تھا کہ اب ہماری نگرانی کون کرے گا کیونکہ جتنوں نے ہمیں چیک کرنا تھا وہ تو ختم ہو چکے ہیں.....“ کیپٹن شکیل نے

عمران اپنے ساتھیوں سمیت مارشل ایریے کے قریب ایک کلب کے بال میں موجود تھا۔ انہوں نے اب ایکریمین میک اپ کیا ہوا تھا۔ وہ سب دائیں ہاتھ پر آخری میز پر موجود تھے۔ عمران نے انہیں بتایا تھا کہ اس نے ایک آدمی کو خصوصی طور پر ہائز کیا ہے جو مارشل ایریے کا ہی رہنے والا ہے اور وہ اس پوائنٹ کو چیک کر کے انہیں رپورٹ دے گا جہاں ڈاکٹر اسالڈو کے دیئے ہوئے نقشے کے مطابق اس خفیہ رستے کا ہانہ موجود ہے جو راستہ براہ راست جنرل فرینک کے خصوصی آفس میں جا نکلتا ہے اس لئے وہ سب اطمینان سے بیٹھے کافی پینے اور ایکریمین زبان اور لہجے میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ اپنے انداز سے وہ خوش باش نائپ کے سیاح لگتے تھے جو ہر حال اور ہر جگہ ایڈجسٹ ہو جایا کرتے تھے۔

”یہ جائزہ تو ہم میں سے کوئی بھی جاکر کر سکتا تھا پھر اس کے لئے

"پوزیشن اوکے ہے۔ اب ہم نے چلنا ہے۔" عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے لیکن اسی لمحے عمران جو ویٹر کے انتظار میں کاونٹر کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں ویٹر بل بنوانے میں مصروف تھا، بے اختیار چونک پڑا۔ ہال کے مین گیٹ سے ایک مرد اور ایک عورت اندر داخل ہوئے۔ مرد درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا اور اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا جبکہ عورت ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی تھی اور اس نے سیاہ رنگ کی جینز اور سیاہ رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ مرد اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جس پر عمران اور کیپٹن شکیل دونوں کو نگرانی کرنے کا شک تھا جبکہ عورت نے اس انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا کہ عمران اس کے دیکھنے کے انداز کی وجہ سے ہی چوکنے لگا ہو گیا۔ عورت نے جیکٹ کی ایک جیب میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا اور جیکٹ کی اس جیب کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں مشین پستل موجود ہے جبکہ مرد نے بھی کوٹ کی ایک پھولی ہوئی جیب میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا اور وہ اس آدمی سے بات کر رہا تھا۔ پھر اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ مرد سیدھا ہو کر پلٹا۔ اسی لمحے ویٹر بل پلیٹ میں رکھے ان کی میز کے قریب آیا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک چھماکوں کے ساتھ ہی ویٹر جھٹکا ہوا اچھل کر ان کی میز پر اس طرح آ کر اچھیے کسی نے ہوا میں اڑتے ہوئے غبارے کو ہاتھ سے دھکا دیا۔ اس کے ساتھ ہی گولیاں کی جھج بھی سنائی دی اور وہ اچھل کر ساتھ

کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ایک ویٹر تیزی سے ان کے قریب آیا اور پھر اس نے ایک کارڈ لیس فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جناب۔ آپ کی ٹیبل کے لئے کال ہے۔" ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ عمران نے فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر کے کان سے لگا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔
"مارٹی بولی رہا ہوں مسٹر مائیکل۔" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔" عمران نے کہا۔
"وہ سائیڈ خالی ہے مسٹر مائیکل۔ آپ وہاں سے اطمینان سے جا سکتے ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مکمل انکوائری کر لی گئی ہے۔" عمران نے کہا۔
"یس مسٹر مائیکل۔ مکمل اور تفصیلی چیکنگ کے بعد رپورٹ دے رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔" عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھا اور پھر ویٹر کو اشارہ کیا تو ویٹر تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے فون پیس اٹھالیا۔

"بل لے آؤ۔" عمران نے کہا۔
"یس سر۔" ویٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ شکریہ۔ یہ آپ کی مہربانی ہے ورنہ آپ خود کسی سے کم نہیں ہیں۔ بیٹھیں بیٹھیں۔ مجھے آپ جیسے ماہر سے مل کر انتہائی مسرت ہو رہی ہے“..... ڈاکٹر اسالڈو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ میری مسرت کا اندازہ نہیں لگا سکتے ڈاکٹر اسالڈو جو مجھے آپ سے مل کر ہو رہی ہے۔ یہ لمحات میری زندگی کے شاندار لمحے ہیں۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی انتہائی خلوص بھرے انداز میں ڈاکٹر اسالڈو کو خراج تحسین پیش کر رہا ہو۔

”شکریہ شکریہ۔ آپ کیا پتلا پسند کریں گے“..... ڈاکٹر اسالڈو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ کے پاس یقیناً مارشل ایمرے کے نقشے کی کاپی موجود ہوگی۔ میں صرف ایک نظر اسے دیکھنا چاہتا ہوں اور بس۔ ویسے میرا چارٹرڈ طیارہ ایئر پورٹ پر پرواز کے لئے تیار کھڑا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا وقت انتہائی قیمتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ آپ تشریف رکھیں میں کاپی لے آتا ہوں“..... ڈاکٹر اسالڈو نے کہا اور اٹھ کر واپس اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔

”جی آسانی سے مان گیا ہے“..... جو یانے کہا۔
”نہ مانتا تو تنویر منوالیتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو

بیٹھی ہوئی صاف پر گری اور پھر وہ دونوں ہی کرسیوں سمیت نیچے جا گریں۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا تھا کہ گولیوں کی دوسری بار پڑی اور اس بار گولیاں عمران اور صفدر دونوں کے بازوؤں میں پیوست ہو گئیں اور وہ دونوں اچھل کر سائیڈ پر گرے ہی تھے کہ عمران والی میز کی سائیڈ سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بال میں انسانی چیخوں کی گونج سنائی دی۔ دوسرے لمحے دونوں اطراف سے بیک وقت فائرنگ شروع ہوئی اور ایک بار پھر انسانی چیخیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی بال میں چیخ و پکار کے ساتھ ساتھ بجھدو بچ گئی لیکن فائرنگ مسلسل جاری تھی اور انسانی چیخوں سے بال گونج رہا تھا۔ اچانک عمران والی سائیڈ سے فائرنگ بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی تنویر کی طرف سے کرسی اڑتی ہوئی اس طرف کو گئی جہاں سے فائرنگ ہو رہی تھی اور دوسری طرف سے بھی اب فائرنگ بند ہو گئی۔ دوسرے لمحے تنویر یکھت اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے ایک لمبا بچ لگایا اور ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور تنویر اچھل کر ایک دھماکے سے ایک طرف جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کے بائیں بازو سے خون بہہ رہا تھا لیکن وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا بال کے مین گیٹ کی بجائے اس طرف کو بڑھ رہا تھا جس طرف کاؤنٹر تھا کہ اچانک کاؤنٹر کی سائیڈ سے اس پر فائرنگ ہوئی لیکن عمران نے یکھت غوطہ کھایا اور دوسرے لمحے وہ گھومتا ہوا پوری قوت سے کاؤنٹر سے جانکر آیا۔ اس

بار اس کے دوسرے بازو پر گولی لگی تھی جس کی وجہ سے وہ گھوم کر پوری قوت سے کاؤنٹر سے جا نکلایا تھا۔ کاؤنٹر سے نکل کر وہ نیچے گرا ہی تھا کہ کاؤنٹر کی سائیڈ سے ایک آدمی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر آگے کی طرف ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پستل تھا کہ عمران کا جسم پارے کی طرح تپا اور دوسرے لمحے عمران کی دونوں جہری ہوئی ٹانگیں کسی نیزے کی طرح پوری قوت سے اس آدمی کے سینے پر پڑیں اور اس کے ساتھ ہی عمران اپنے دونوں زخمی بازوؤں کے بل پر ہی ہوا میں قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ وہ آدمی سینے پر ضرب کھا کر خوفناک انداز میں ہتھکتا ہوا کاؤنٹر کی سائیڈ سے عقبی دیوار سے نکلایا اور جس لمحے عمران قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا تھا اسی لمحے وہ ایک دیوار سے نکل کر ایک دھماکے سے منہ کے بل سانسے فرش پر آگرا کہ اچانک عمران ایک لمحے کے لئے جھکا اور دوسرے لمحے اس آدمی کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے جا نکلایا لیکن اس بار اس آدمی نے اپنے دونوں ہاتھ سانسے کر کے اپنے آپ کو دیوار سے بچا کر پوری رفتار سے واپس آگیا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا جسم عمران سے ٹکراتا، عمران کی دونوں ٹانگوں نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور وہ آدمی اس طرح ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا جیسے فٹ بال کو لک لگنے سے وہ آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا جاتا ہے لیکن اس آدمی نے ایک بار پھر انتہائی حیرت انگیز انداز میں اپنے جسم کو ہوا میں موڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ قلابازی کھا کر سائیڈ پر

پینھی ہوئی صاف پر گری اور پھر وہ دونوں ہی کرسیوں سمیت نیچے جا گریں۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا تھا کہ گولیوں کی دوسری باز پڑی اور اس بار گولیاں عمران اور صفدر دونوں کے بازوؤں میں جھوٹ ہو گئیں اور وہ دونوں اچھل کر سائیڈ پر گرے ہی تھے کہ عمران والی مڑی سائیڈ سے فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی بال میں انسانی جینوں کی گونج سنائی دی۔ دوسرے لمحے دونوں اطراف سے بیک وقت فائرنگ شروع ہوئی اور ایک بار پھر انسانی جینوں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی بال میں جج و پکار کے ساتھ ساتھ جگدڑ مچ گئی لیکن فائرنگ مسلسل جاری تھی اور انسانی جینوں سے بال گونج رہا تھا۔ اچانک عمران والی سائیڈ سے فائرنگ بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی تھوڑی کی طرف سے کرسی اڑتی ہوئی اس طرف کو گئی جہاں سے فائرنگ ہو رہی تھی اور دوسری طرف سے بھی اب فائرنگ بند ہو گئی۔ دوسرے لمحے تھوڑی ٹیخت اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے ایک لمبا جھپ لگایا اور ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور تھوڑی اچھل کر ایک دھماکے سے ایک طرف جاگرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کے بائیں بازو سے خون بہہ رہا تھا لیکن وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا بال کے مین گیٹ کی بجائے اس طرف کو بڑھ رہا تھا جس طرف کاؤنٹر تھا کہ اچانک کاؤنٹر کی سائیڈ سے اس پر فائرنگ ہوئی لیکن عمران نے ٹیخت غوطہ کھایا اور دوسرے لمحے وہ گھومتا ہوا پوری قوت سے کاؤنٹر سے جا نکلایا۔

دونوں زخمی تھیں اور ابھی وہ فرش پر پڑے ہوئے تنویر اور کیپٹنوں
شکیل تک پہنچی ہی نہ تھیں کہ ہال کے ایک کونے سے ان میں
فائرنگ ہوئی اور وہ دونوں اچھل کر نیچے گریں اور چند لمحے ترپنے کے
بعد ساکت ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی ہال پر ایک بار پھر بھیانک
خاموشی طاری ہو گئی۔

کرنے ہی لگا تھا کہ یلکھت تیز فائرنگ کے ساتھ ہی اس کے حلق سے
ایک کر بناک چیخ نکلی اور وہ ایک زور دار دھماکے سے کسی مری
ہوئی چھپکلی کی طرح ایک میز پر گرا اور پھر میز سمیت وہ گھومتا ہوا نیچے
فرش پر گر گیا۔ ابھی اس کا جسم فرش سے ٹکرایا ہی تھا کہ ایک بار پھر
تیز فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں اس کے جسم سے ٹکرائیں اور
وہ ایک لمحے کے لئے زور دار انداز میں جھپ کر ساکت ہو گیا۔ اس
کے ساتھ ہی ایک میز کی اوٹ سے کیپٹن شکیل نکل کر تیزی سے
عمران کی طرف دوڑا جو اب ایک سائیڈ پر تقریباً بیٹھ سا گیا تھا۔ اس
کے دونوں بازوؤں سے خون نکل رہا تھا لیکن ابھی کیپٹن شکیل نے
چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ اچانک ایک اور میز کی اوٹ سے
مشین پش کی فائرنگ ہوئی اور کیپٹن شکیل جیتھتا ہوا فضا میں گھومتا
ہوا ایک خوفناک دھماکے سے فرش پر جا گرا لیکن اس کے ساتھ ہی
ایک اور سائیڈ سے فائرنگ ہوئی اور میز کی اوٹ میں موجود ایک
عورت بھیانک انداز میں جیتھتی ہوئی نیچے گری۔ کیپٹن شکیل پر
گولیاں اس عورت نے چلائی تھیں۔ چند لمحے ترپنے کے بعد وہ عورت
ساکت ہو گئی تو کچھ دیر تک ہال میں انتہائی بھیانک سی خاموشی
طاری رہی۔ پھر یلکھت جویا اور صالحہ دونوں انھیں اور دوڑتی ہوئی
اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگیں۔ اسی لمحے فرش پر بیٹھے ہوئے
عمران نے یلکھت اپنے سر کو جھٹکا اور پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن
دوسرے لمحے وہ ہراتا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ جویا اور صالحہ

چابی اچانک ختم ہو جانے سے کھلونا ایک جھکے سے رک جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس بھاگا۔ اس نے جلدی سے مشین کی ایک سائیز پر موجود بین پریس کر کے مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ یہ ایک خاص ٹائپ کا لانگ ریج ٹرانسمیٹر تھا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ جو زکالنگ۔ اوور“..... جو ز نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن جب کافی دیر تک کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ایک بار پھر نئے سرے سے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ دوسری فریکوئنسی پر بھی اس نے بار بار کال دی لیکن بجلے کی طرح دوسری بار بھی کال انڈنہ کی گئی تو اس نے تیسری بار نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور کال دینے لگا۔ لیکن اس بار بھی اسے ناکامی ہوئی تو اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے بلیو کلب کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی لیکن ابھی وہ مارشل ایریے میں داخل ہوا ہی تھا کہ پولیس نے اسے روک لیا۔

”آپ آگے نہیں جاسکتے۔ آگے امیر جنسی نافذ کر دی گئی ہے۔“ پولیس آفیسر نے جو ز سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ کیا فوجی چھاؤنی پر حملہ ہو گیا ہے۔“ جو ز نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ بلیو کلب میں بے پناہ قتل و غارت ہوئی ہے۔ بے شمار

مشینیں موجود سکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے جو ز کی آنکھیں پھٹ کر اس کے کانوں سے جا لگی تھیں۔ سکرین پر بلیو کلب کے اندرونی ہال کا منظر اسے صاف دکھائی دے رہا تھا اور ہال میں نہ صرف دو اطراف سے بے تحاشہ فائرنگ ہو رہی تھی بلکہ ہال میں جھگڑے کے انداز میں دوڑتے ہوئے مرد اور عورتیں اس طرح گر رہے تھے جیسے زہر کے سپرے سے مکھیاں نیچے گرتی ہیں اور پھر اچانک ایک جھمکے سے سکرین آف ہو گئی تو جو ز بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ اوہ۔ یہ سب انتہائی خوفناک ہے۔ انتہائی خوفناک۔“ جو ز نے بیچلت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے دوڑتا ہوا تہ خانے کے بیرونی دروازے کی طرف بھاگا پڑا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اس انداز میں ٹھٹھک کر رک گیا جیسے چابی بھرے کھلونے کی

میں باتیں کرنے میں مصروف تھے لیکن چونکہ اس آلے سے نکلنے والی ریز صرف تصویر ٹرانسمٹ کر سکتی تھیں اس لئے آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ البتہ ان کے ہونٹوں کی مسلسل حرکت اور ان کا انداز رہا تھا کہ وہ سب کسی معاملہ پر آپس میں بحث کرنے میں مصروف ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آلے کا رخ تبدیل ہو گیا اور اب ہال کا مین گیٹ نظر آنے لگا جس میں سے ماسٹر اور مارلین داخل ہوتے دکھائی دیئے۔ راسکر نے چونکہ رخ بدل لیا تھا اس لئے اب پاکیشیانی ایجنٹ نظر نہ رہے تھے۔ البتہ مارلین جس طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر جو تاثرات موجود تھے انہیں دیکھ کر ہی جو نز سمجھ گیا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہی دیکھ رہی ہے۔ اسی لمحے ماسٹر جو راسکر کے ساتھ جھک کر بات کر رہا تھا سیدھا ہوا اور پھر اس کے ساتھ ہی پاکیشیانی ایجنٹ سکرین پر نظر آنے لگے۔ ماسٹر نے اچانک جیب سے مشین پشٹ نکالا اور دوسرے لمحے مشین پشٹ سے نکلنے والے شعلوں کی قطار دیکھ کر جو نز سمجھ گیا کہ ماسٹر نے پاکیشیانی ایجنٹوں پر فائر کھول دیا ہے لیکن اسی لمحے ایک ویزر پاکیشیانی ایجنٹوں کی میز کے سامنے آگیا اور پھر گولیاں کھا کر وہ اچھل کر میز پر گرا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس آدمی کے بازو میں گولی سے زخم ہوتے دیکھا جسے ماسٹر نے عمران کہا تھا اور ایک لڑکی بھی زخمی ہو کر دوسری لڑکی پر گر گئی۔ اسی لمحے دوسری طرف سے بھی شعلے ابھرے اور پھر جو نز یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ ماسٹر کی ساتھی لڑکی مارلین نے بھی فائر کھول دیا

افراد زخمی بھی ہیں اور ہلاک بھی ہوئے ہیں اس لئے پورے علاقے میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے تاکہ زخمیوں کو فوراً ہسپتال پہنچایا جاسکے۔ پولیس آفیسر نے جواب دیا۔
"لیکن ہوا کیا ہے؟" جو نز نے کہا۔
"ابھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ انکوائری کے بعد ہی پتہ چلے گا۔"
پولیس آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"زخمیوں کو کون سے ہسپتال پہنچایا جا رہا ہے؟" جو نز نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ موقع پر موجود افسران کو معلوم ہو گا۔ آپ فی الحال واپس جائیں۔" اس بار پولیس آفیسر نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو جو نز نے گاڑی موزی اور واپس اسی پوائنٹ پر آگیا جہاں وہ پہلے موجود تھا۔ کافی دیر تک وہ مشین کے سامنے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر مشین کو آن کیا اور جس حد تک اس میں سین نظر آئے تھے وہی ریورس کر کے انہیں دوبارہ دیکھنا شروع کر دیا۔ چونکہ اس مشین میں نظر آنے والے سین بلیو کلب کے ہال میں موجود راسکر کے کوٹ کی اوپر والی جیب میں لگے ہوئے مخصوص آلے سے نکلنے والی ریز سے دیکھے جا رہے تھے اس لئے راسکر ان میں نظر نہ آ رہا تھا صرف ہال کا منظر سکرین پر نظر آ رہا تھا۔ البتہ راسکر جس رخ پر بیٹھا ہوا تھا اس رخ کی وجہ سے ہال میں موجود پاکیشیانی ایجنٹ عمران اور اس کے ساتھی سکرین پر بخوبی نظر آ رہے تھے۔ وہ سب آپس

چاروں ساتھی بھی ماسٹر اور مارلین کے ساتھ حملے میں شریک ہو گئے تھے لیکن انجام کیا ہوا۔ زخمی اور ہلاک کون کون ہوئے اس کی تفصیل اسے معلوم نہ ہو سکی تھی اور اسی لئے وہ انتہائی بے چین ہو رہا تھا کہ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ چیف مارسن کو اس کی اطلاع دے دے۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ چیف مارسن اب سپروائٹ پر ہو گا اس لئے اس نے سپروائٹ کے مخصوص نمبر پریس کئے تھے۔

”یس۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی لیکن جونز پہچان گیا کہ جواب چیف مارسن نے ہی دیا ہے۔

”جونز بول رہا ہو چیف۔ تھرنی ون پوائنٹ سے۔۔۔۔۔ جونز نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ تم۔ ماسٹر کہاں ہے۔ چیف مارسن نے کہا تو جونز نے اسے شروع سے لے کر اب تک کی تمام تفصیلات بتادی۔

”وری بیٹے۔ تو ماسٹر کا اچانک حمد بھی ناکام رہا۔ وری بیٹے۔ مارسن نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں اور باس ماسٹر اور اس کے ساتھی شاید زخمی ہوں۔ آپ پولیس کے اعلیٰ افسران سے معلوم کر لیجئے۔ آپ کو بتا دیا جائے گا کہ زخمی کہاں ہیں۔۔۔۔۔ جونز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے پھر تمہیں کال کرتا ہوں۔

تھا اور پھر تو جیسے سکرین پر شعلوں کی جنگ شروع ہو گئی۔ راسکر بھی فائرنگ میں شریک ہو چکا تھا لیکن چند لمحوں بعد سکرین اچانک تاریک ہو گئی تو جونز بے اختیار اچھل پڑا۔ بہر حال اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی گولی سیدھی اس آئے پر پڑی ہے اور آلد تباہ ہو گیا ہے لیکن ظاہر ہے آلد راسکر کے سینے پر موجود تھا اس لئے راسکر کے ساتھ کیا ہوا ہو گا یہ بات آسانی سے اسے سمجھ میں آ سکتی تھی۔ جونز نے یہ سارے سین وبارہ اس لئے دیکھے تھے کہ وہ ایک بار پھر غور سے دیکھنا چاہتا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ کیا ہوا ہے لیکن اس نے صرف ایک مرد اور ایک عورت کے بازو میں گولی لگتے دیکھی تھی۔ جس انداز میں وہاں فائرنگ شروع ہوئی تھی اس نے جونز کو انتہائی بے چین کر دیا تھا کیونکہ ماسٹر کا یہ خیال کہ وہ اچانک عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھول کر انہیں آسانی سے ہلاک کر دے گا پورا نہ ہو سکا تھا اور بلیو کلب کے ہال میں باقاعدہ فائرنگ کا تبادلہ شروع ہو گیا تھا اور اسی بات کا انجام دیکھنے کے لئے وہ کلب گیا تھا لیکن پولیس کی وجہ سے اسے واپس آنا پڑا تھا۔ اس نے کلب جانے سے پہلے ٹرانسمیٹر ماسٹر کو کال کیا تھا لیکن ماسٹر نے کال اٹھانے کی تو اس نے مارلین کی فریکوئنسی پر کال کی لیکن وہاں سے بھی جواب نہ آیا تو اس نے کلب سے باہر موجود اپنے گروپ کے چار ساتھیوں میں سے ایک ساتھی کی فریکوئنسی پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہاں سے بھی جواب نہ آیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ باہر موب۔۔۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوڑ نے بھی رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔

”جوڑ بول رہا ہوں“..... جوڑ نے کہا۔

”نارسن بول رہا ہوں جوڑ۔ پولیس کے افسران کو کسی کے بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کی لاشیں ابھی تک بلیو کلب کے ہال میں موجود ہیں کیونکہ ان لاشوں کے سلسلے میں ضابطے کی طویل کارروائی جاری ہے۔ البتہ زخمیوں کو مارشل ایریا کے سپیشل ہسپتال میں بھیجا دیا گیا ہے۔ میں نے وہاں موجود چیف پولیس آفیسر جانسن سے بات کر لی ہے۔ تم فوراً وہاں پہنچو۔ اپنا نام بتا دینا تمہیں ہال تک لے جایا جائے گا۔ تم خود چیک کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں۔ پھر ہسپتال جا کر ماسٹر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کر کے مجھے تفصیل بتانا“..... نارسن نے کہا۔

”میں چیف..... جوڑ نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دوبارہ مارشل ایریا میں داخل ہوئی۔ وہاں امیر بنسی تو ابھی تک نافذ تھی لیکن جوڑ نے خصوصی طور پر بلیو کلب لے جایا گیا اور پھر جب جوڑ ہال کے حصے میں پہنچا جہاں لاشیں رکھی ہوئی تھیں اور ان پر سفید کپڑے

ڈالے گئے تھے۔ ان میں عورتوں کی لاشیں بھی تھیں اور مردوں کی بھی۔ جوڑ کے کہنے پر ایک پولیس آفیسر نے تمام لاشوں پر سے کپڑے ہٹائے تو جوڑ پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی کیونکہ ان لاشوں میں ماسٹر، مارلین۔ راسکر اور ماسٹر کے ان چاروں ساتھیوں کی بھی لاشیں موجود تھیں جبکہ دوسری لاشیں شاید بلیو کلب میں موجود افراد کی تھیں۔ البتہ ان میں پاکیشیائی ایجنٹوں میں کسی ایک کی بھی لاش موجود نہیں تھی اور جوڑ سمجھ گیا کہ معاملہ اس کے اور چیف نارسن کے خیال سے الٹا ثابت ہوا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو ہلاک نہیں ہوئے بلکہ اس کے برعکس ماسٹر اور اس کے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے سیدھا ہسپتال پہنچا۔ وہاں کلب سے بے شمار زخمی پہنچائے گئے تھے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ ایک بڑا ہال ان کے لئے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ ہسپتال کے دو مین آپریشن تھیٹر تھے اور دونوں آپریشن تھیٹروں میں ان زخمیوں کے تیزی سے آپریشن کئے جا رہے تھے جن کے جسموں میں گولیاں موجود تھیں جبکہ باقی زخمیوں کی بیڈنگ ہال میں ہی کی جا رہی تھی۔ جوڑ ایک پولیس آفیسر کے ساتھ ہال میں داخل ہوا اور پھر اس نے ایک ایک کر کے تمام زخمیوں کو چیک کیا۔ چھ کے چھ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں موجود تھے۔ وہ سب کے سب شدید زخمی تھے۔ ان میں سے دو کے آپریشن ہو چکے تھے جبکہ باقیوں کو بھی آپریشن کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ وہ سب بے ہوش تھے اور ان کے جسموں میں گولیاں موجود

”وہ چھ کے چھ شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ چکے ہیں۔ ان میں سے دو کے آپریشن ہو چکے ہیں۔ باقی چار کے آپریشن ہونے والے ہیں لیکن ان سب کی حالت ایسی ہے کہ ان کے بچ جانے کا کوئی سکوپ نظر نہیں آتا..... جو زرنے کہا۔

”مطلب ہے کہ ابھی وہ سب زندہ ہیں اس عمران سمیت۔ نارسن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ وراثت پیستے ہوئے بات کر رہا ہو۔

”یس چیف..... جو زرنے جواب دیا۔

”انہیں جا کر گویوں سے اڑا دو۔ ابھی اور اسی وقت۔“ نارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”چیف۔ فوری طور پر ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ چیف سیکرٹری سے لے کر تمام اعلیٰ حکام وہاں پہنچ رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بلیو کلب میں سرنے اور زخمی ہونے والوں میں سے بہت سے لوگ

حکومت کے اعلیٰ عہدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلیو کلب حکام میں بے حد مقبول ہے۔ وہاں اعلیٰ حکام اور ان کے دوستوں کی کافی تعداد آتی

جاتی رہتی ہے اس لئے وہاں بے تحاشہ فائرنگ اور ہلاکتوں اور زخمیوں کی وجہ سے حکام میں کھلبلی سی مچ گئی ہے۔ وہاں امیر جنسی

نافذ کر دی گئی ہے اور خاص طور پر ہسپتال میں بے شمار لوگ بھی معلومات کے لئے آ رہے ہیں۔ ٹی وی کے کیرہ میں بھی خاصی تعداد

میں وہاں موجود ہیں اور ٹی وی اور اخبارات کے نمائندوں کی کثیر تعداد وہاں موجود ہے اور پولیس کے اعلیٰ حکام بھی موجود ہیں۔ ان

تھیں لیکن ان کی حالت دیکھ کر جو زرنہ سمجھ گیا تھا کہ ان کے بچ جانے کا سکوپ بے حد کم ہے۔ چونکہ پولیس آفیسر ساتھ تھا اس لئے اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا تھا اور راولڈنگا کو وہ ہسپتال سے باہر آ گیا۔ وہ کسی پبلک فون بوٹھ سے نارسن کو فون کرنا چاہتا تھا۔ ہسپتال کے باہر ایک فون بوٹھ موجود تھا۔ اس نے جیب سے کارڈ نکال کر فون پتیس میں ڈالا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس..... دوسری طرف سے چیف نارسن کی آواز سنائی دی۔

”جو زرنہ بول رہا ہوں چیف..... جو زرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا رپورٹ ہے۔ جلدی بتاؤ۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں۔ ماسٹر اور اس کے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے۔“

نارسن نے بے چین سے لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ماسٹر، مارلین، راسکر اور اس کے دیگر چاروں ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان کی لاشیں بلیو کلب میں موجود ہیں۔“ جو زرنے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا کہہ رہو تم..... دوسری طرف سے نارسن نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ میں اپنی آنکھوں سے ان سب کی لاشیں دیکھ کر آیا ہوں..... جو زرنے جواب دیا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا ہوا..... نارسن نے اس بار اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

حالات میں اگر میں نے فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیا تو معاملات کو آپ بھی کنٹرول نہ کر سکیں گے۔ ویسے آپ جو حکم دیں میں تعمیل کروں گا۔ جو نرنے تفصیل بتا دینے کے بعد آخری فقرہ بھی کہہ ڈالا۔

”ہو نہ۔ تم واقعی غیر جذباتی اور حالات کا بہتر تجزیہ کرنے والے آدمی ہو۔ ٹھیک ہے انہیں کسی بھی وقت ختم کیا جاسکتا ہے۔ میں تمہیں ماسٹر کی جگہ دے رہا ہوں۔ اب ماسٹر کے مکمل سیکشن کو تیر سنبھالو گے۔ میں آرڈر کر دیتا ہوں۔ لیکن تم نے ابھی ہسپتال میں رہنا ہے۔ میں جنرل فرینک سے بات کرتا ہوں اور اسے کہتا ہوں کہ دو پاکیشیائی ہتھیاروں کو فوج کی تحویل میں لے لے اور انہیں مارشل ایریے میں کورٹ مارشل کے سنے لے جائے۔ وہیں ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور کسی کو اس پر اعتراض بھی نہ ہوگا۔ تم نے جنرل فرینک کو ان پاکیشیائی ہتھیاروں کی نشاندہی کرنی ہے۔“ نارسن نے کہا۔

”یہ چیف جو نرنے جواب دیا۔“

”تم مین ایر جنسی ہال میں موجود رہنا۔ جنرل فرینک وہاں تمہیں خود ہی چیک کر لے گا۔ ویسے بھی میں اسے تمہارا حلیہ بتا دوں گا۔“ نارسن نے جواب دیا۔

”یہ چیف جو نرنے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جو نرنے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کر نیل پر رکھا اور پھر فون پیس کے مخصوص خانے سے کارڈ نکال کر اس نے جیب میں رکھا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔“

درد کی ایک تیز بھر نے عمران کے سوتے ہوئے ذہن کو جھپکے جھپکے کر ہوشیار کر دیا تو اس کے تاریک ذہن میں تیزی سے روشنی پھیلنے لگی اور تھوڑی دیر بعد جب اس کی آنکھیں کھلیں اور اسے پوری طرح ماحول کا ادراک ہوا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہ ایک بستر پر پڑا ہوا ہے اور ایک فوجی یونیفارم پہنے ہوئے نرس اس کے بازو میں انجکشن لگا رہی تھی۔ یہ درد کی تیز بھر شاید اس انجکشن کی وجہ سے محسوس ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسے ہوش آگیا تھا۔ اس نے بے اختیار ٹھننے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم نے پوری طرف حرکت نہ کی۔

”تمہیں ہوش آگیا ہے مسٹر۔ حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارے دونوں بازو اور ٹانگیں بیڈ کے ساتھ کلپ کر دی گئی ہیں۔“ نرس نے بڑے سنجیدگی سے کہا اور پھر آگے بڑھ

کا۔ اس کے لئے اسے پہلے ہاتھوں کے کڑے کھول کر اٹھنا پڑتا اور پھر پیروں کے گرد موجود کڑے کھولنے پڑتے اور ظاہر ہے ان میں کچھ وقت بھی گنتا تھی لیکن جب اس نے دیکھا کہ نرس نے ابھی اس کے مزید ساتھیوں کو انجکشن لگانے ہیں تو اس نے ہاتھوں کے گرد کڑوں کے بنن پریس کر دیئے اور ہلکی سی کھٹک کھٹک کے ساتھ ہی اس کی کلائیوں کے گرد موجود دونوں کڑے کھل گئے۔ نرس اپنے کام کی طرف متوجہ تھی اس لئے کھٹک کی آوازوں کے باوجود اس نے کوئی توجہ نہ دی حالانکہ کمرے میں چھائی ہوئی خاموشی میں کھٹک کی یہ آواز بھی کافی تیز محسوس ہوتی تھی لیکن شاید عمران کو یہ زیادہ تیز محسوس ہوئی تھی جبکہ نرس چونکہ کافی فاصلے پر تھی اس لئے شاید وہ اس آواز کو نہ سن سکی تھی۔ اس کی چونکہ عمران کی طرف پشت تھی اس لئے عمران نے دونوں کلائیوں کو کھلے ہوئے کڑوں سے نکالا اور پھر اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار کراہ سی نکل گئی کیونکہ پوری کوشش کے باوجود وہ اٹھ کر نہ بیٹھ سکا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے اگر معمولی سا جھٹکا بھی اپنے جسم کو دیا تو اس کا جسم دھماکے سے پھٹ جائے گا لیکن اس نے اپنی کوشش جاری رکھی لیکن چند لمحوں بعد اس نے اچانک اپنے جسم کو جھٹکا دے کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر سورج اتر آیا ہو۔ لیکن پھر ٹھٹک گھپ اندھیرا چھا

گئی۔ عمران نے گردن گھمائی تو اس نے ایک ایک کر کے اپنے تمام ساتھیوں کو وہاں اپنی طرف بیٹھ کر بے حس و حرکت پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے جسموں پر بیٹھنے پر موجود تھیں اور وہی نرس عمران کے ساتھ والے بیڈ پر موجود جو لیا کے بازو میں انجکشن لگانے کی تیاری کر رہی تھی۔

اتنا بتا دو کہ ہم کہاں ہیں..... عمران نے نرس سے مخاطب ہو کر کہا۔

تم مارشل ایریا میں ہو اور ابھی ہوش میں آنے کے بعد جہاں کورٹ مارشل ہو گا اور پھر تمہیں انہی بیڈز پر ہی فائرنگ اسکا گولیوں سے اڑا دے گا..... نرس نے مزے بغیر ہی پہلے کی طرف ترش اور سخت سچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا یہ ہسپتال ہے..... عمران نے کہا۔

ہاں۔ یہ مارشل ایریے کا ہسپتال ہے..... نرس نے جواب دیا تو عمران نے اب اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو موڑ کر کلائیوں کے گرد موجود گولیوں کو چمک کر ناشروع کر دیا کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اگر وہ اسی طرح بندھے ہوئے پڑے رہے تو یہ لوگ صرف رسمی کارروائی کر کے واقعی انہیں گولیوں سے اڑا دیں گے اور جلد و جہد کئے بے بسی کی موت مرنے کا عمران قائل ہی نہ تھا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں کے بنن چمک کر رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد اس نے بنن تلاش کر لئے۔ اب مسئلہ تھا پیروں میں موجود گولیوں

گیا۔ پھر نجانے کتنی دور کے بعد جس طرح اچانک اندھیرا چھایا تھا اسی طرح اچانک اندھیرا روشنی میں تبدیل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور ساتھ ہی اس کے جسم میں درد کی تیز بہریں سی اٹھنے لگیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ اس کے سارے ساتھی ہوش میں آچکے تھے۔ ان کے بیڈز درمیان سے مڑ کر اس طرح ہو گئے تھے جیسے وہ بیڈز کی بجائے آرام کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہوں۔ بیڈز کے سرہانے والا آدھا حصہ اوپر کی طرف کو اٹھ گیا تھا جبکہ دوسرا نچلا حصہ نیچے کو جھک گیا تھا اور تمام بیڈز دیوار کے ساتھ لگا دیئے گئے تھے۔ اس لئے اب وہ ایک لحاظ سے بیڈز کی بجائے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ ایک بار پھر کڑوں میں جکڑ دیئے گئے تھے۔ سامنے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی میز تھی اور اس کے پیچھے تین کرسیاں رکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"تمہیں آج سب کے بعد ہوش کیوں آیا ہے عمران"۔ اچانک جویا کی آواز سنائی دی۔

"شکر کرو ہوش تو آگیا ہے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ مجھے دوسری بار ہوش آیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب! ہم سب شدید زخمی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جکڑے ہوئے بھی ہیں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے....." صفر نے کہا۔

"جب مجھے پہلے ہوش آیا تھا تو ایک نرس ہم سب کو انجکشن لگا رہی تھی۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ہم مارشل ایریے میں ہیں اور ہمارا کورٹ مارشل ہو گا اور پھر ہمیں اس طرح بیڈز پر ہی فائرنگ اسکاڈ گولیوں سے جھلنی کر دے گا۔ میں نے اپنے بازوؤں کے کڑے کھول لئے لیکن میں اٹھ کر بیٹھ نہ سکتا۔ میرے پیٹ میں اس قدر شدید درد ہوا کہ میں دوبارہ بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہم سب نے کوششیں کی ہیں اور سوائے تنویر کے اور کوئی اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ تنویر کی حالت بھی اٹھ کر بیٹھنے کی وجہ سے خاصی درخراب رہی لیکن اس نے بہر حال اس پر قابو پالیا اور اپنے پیروں کی زنجیریں کھول کر انہیں دوبارہ اسی طرح ایڈجسٹ کیا ہے کہ بظاہر یہ نظر آئے کہ وہ بندھا ہوا ہے لیکن جب چاہے ایک جھٹکے سے ان سے نجات حاصل کر لے"۔ صفر نے کہا۔
"تم نے مجھے روک دیا ہے ورنہ میں اب تک ان کو گردن سے پکڑ کر یہاں لے آتا....." تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں عمران کے ہوش آنے تک روکا تھا کیونکہ اس طرح عمران کے لئے خطرات مزید بڑھ جاتے....." صفر نے کہا۔
"ہم سب انتہائی شدید زخمی ہیں اس لئے اب کیا کیا جائے"۔ جویا نے انتہائی متفکر سے لہجے میں کہا۔

"سب سے پہلی خوشی کی بات تو یہ ہے کہ ہائی الرٹ ہونے کے

”عمران۔ تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو۔ میں نے پوری کوشش کی کہ تم جنرل فرینک کے ذریعے اپنا فارمولا لے کر خاموشی سے واپس چلے جاؤ جو بعد میں تمہارے یا تمہارے ملک کے کسی کام میں آتا۔ گو میں نے اپنے طور پر ایسی پلاننگ کی تھی کہ کوئی غلط نہیں چھوڑا تھا لیکن نجانے تمہیں کیسے اس بارے میں اطلاع مل گئی اور تم واپس آ گئے۔ بہر حال تمہیں بلیو کلب میں ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میری پہچانی کا سب سے تیز ایجنٹ ماسٹر اس کوشش میں نہ صرف ناکام رہا بلکہ تمہارے ہاتھوں خود بھی اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔ البتہ اس نے یہ کارنامہ ضرور سرانجام دیا کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو شدید زخمی کر دیا۔ چونکہ تمہیں عام آدمی سمجھ کر ہسپتال پہنچایا گیا تھا اور بلیو کلب میں ہونے والے قتل عام میں چونکہ کافی تعداد میں ایسے لوگ ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں جنہیں اعلیٰ حکام کہا جاتا ہے اس لئے پولیس اور اعلیٰ ترین حکام ہسپتال پہنچ گئے اس لئے تمہیں وہاں ہلاک نہ کیا جاسکا ورنہ شاید تمہارا خاتمہ وہیں ہسپتال میں ہی کر دیا جاتا اور اس وجہ سے ہمیں جنرل فرینک کے ذریعے کورٹ مارشل کی کارروائی پر مجبور ہونا پڑا۔ تمہارا وہاں علاج ضرور ہوا لیکن تم میں سے بیشتر لوگ اس قدر زخمی ہیں کہ تم تیز مر چکے ہو۔ اگر کرنے کی کوشش کرو گے تو فوراً ہلاک ہو جاؤ گے اس کے باوجود تمہیں کلچر دیا گیا ہے۔ اب جنرل فرینک کی سربراہی میں کورٹ مارشل کی کارروائی ہو گی اور

بادوجود ہم مارشل ایریا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور دوسری بات یہ سمجھ لو کہ حالات چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہوں ہم نے فارمولا لے کر واپس جانا ہے اس لئے جو کچھ بھی ہو ہم سب نے بہر حال اس بات کو ذہن میں رکھنا ہے..... عمران نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور تین فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور دروازے کی سائیڈوں میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سب سے پہلے جنرل فرینک اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک کرنل اور ایک میجر تھا۔ ان کے پیچھے ایک آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ نارسن ہے۔ نارسن کے بھرے پر طنزیہ اور فحشہ ملی جلی مسکراہٹ تھی۔ جنرل فرینک درمیانی کرسی پر آکر بیٹھ گیا جبکہ اس کی ایک سائیڈ پر کرنل اور دوسری سائیڈ پر میجر بیٹھ گئے جبکہ چوتھی کرسی پر نارسن بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”کارروائی کا آغاز کیا جائے..... جنرل فرینک نے بڑے گھمبیر سے لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ جنرل۔ پہلے مجھے ان سے چند باتیں کر لینے دیں۔ پھر کورٹ مارشل کی کارروائی کرنا..... نارسن نے ہاتھ اٹھا کر کہا تو جنرل فرینک نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”سوائے تمہارے رہائی اور زندگی مانگنے کے اور کوئی خواہش ہو تو پوری کی جا سکتی ہے“..... نارسن نے بڑے نخت بھرے لہجے میں کہا۔

”زندگی جس کے ہاتھ میں ہے ہم تو اسی سے مانگتے ہیں۔ تم جیسے لوگوں کی تحویل میں جو کچھ ہو گا ہم وہی مانگیں گے۔ میری آخری خواہش یہ ہے کہ تم فارمولا سنور سے نکلوا کر جنرل فرینک کے سامنے رکھ دو۔ پھر جو تمہاری مرضی آئے کر ڈالتا۔“ عمران نے کہا۔

”سوری۔ تمہاری یہ خواہش کسی صورت پوری نہیں ہو سکتی اور نہ ہی فارمولا سنور سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ اسے یہاں لایا جا سکتا ہے۔ جنرل فرینک اب تم اپنی کارروائی شروع کر سکتے ہو۔ لیکن اسے مختصر رکھنا کیونکہ ان لوگوں کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے اہتائی خطرناک ہے“..... نارسن نے عمران کو جواب دینے کے ساتھ ہی مڑ کر جنرل فرینک سے کہا۔

”میجر۔ فرد جرم پڑھ کر سنائی جائے“..... جنرل فرینک نے ساتھ بیٹھے ہوئے میجر سے کہا تو میجر نے سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی ہی تھی کہ اچانک چرچراہٹ کی تیز آواز کمرے میں گونجی اور سب کے سر تیزی سے اس طرف کو گھوم گئے جدھر سے آواز سنائی دی تھی۔ یہ چرچراہٹ تنویر کے بیڈ سے سنائی دی تھی اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں تنویر اچھل کر بیڈ سے نیچے اتر کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”تم۔ تم۔“..... نارسن، جنرل فرینک اور اس کے ساتھیوں نے

اس کے بعد عقب میں موجود فائرنگ اسکاؤڈ کے تین افراد تمہیں اسی حالت میں ہلاک کر دیں گے“..... نارسن نے تفصیل سے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا ہماری فلم تیار ہو رہی ہے“..... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ کیوں“..... نارسن نے چونک کر پوچھا۔

”تو پھر ہمیں ہوش میں لانے کا ٹکف کیوں کیا گیا ہے۔ جب ساری کارروائی رسمی ہوتی ہے تو یہ کارروائی ہماری بے ہوشی کے دوران بھی تو ہو سکتی تھی۔ جنرل فرینک ویسے بھی تمہارا دست راست ہے“..... عمران نے کہا۔

”جنرل فرینک پیشہ ور فوجی ہے۔ وہ میرا دست راست نہیں ہے بلکہ فوج کا اہتائی اہم اور اعلیٰ عہدیدار ہے۔ البتہ ملک کے لئے وہ میرے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے اور اسی کی فرمائش پر تم لوگوں کو ہوش میں لایا گیا ہے تاکہ کورٹ مارشل درست طور پر ہو سکے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں تمہیں ہوش میں لانے کا قائل ہی نہیں تھا۔“ نارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری مہربانی کہ تم نے بہر حال جنرل فرینک کی بات مان لی۔ ہم تو ویسے بھی بے بس ہیں اور ہم نے بقول تمہارے ابھی موت کے گھاٹ اتر جانا ہے لیکن کیا تم انسانی ہمدردی کے تحت ہماری آخری خواہش بھی نہ پوچھو گے“..... عمران نے کہا۔

منہ سے نکلی تھی۔ البتہ اس کے اس طرح دوسرے سے نکلنے سے وہ دونوں لڑکھڑاے گئے۔ البتہ ان میں سے ایک کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر نیچے جا گری تھی۔ اسی لمحے کرنل نے تنویر پر چھلانگ لگادی لیکن تنویر کے جسم میں تو بجلیاں بھری ہوئی تھیں۔ وہ مشین گن اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ کرنل نے اس پر چھلانگ لگائی تو تنویر مشین گن اٹھائے بغیر تیزی سے مڑ کر اٹھا اور دوسرے لمحے وہی کرنل اڑتا ہوا جنرل فرینک اور اس کے ساتھ کھڑے میجر سے جا نکلے۔ اس کے ساتھ ہی مشین پشیل کی فائرنگ کی آواز سنائی دی لیکن مشین پشیل کی فائرنگ سے تنویر تو بروقت اچھل کر ایک سائیڈ پر ہو جانے سے بچ گیا البتہ وہ تیسرا فوجی جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی چھٹا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ تنویر کے بروقت اچھل کر ایک سائیڈ پر ہو جانے سے گولیاں اس فوجی کے سینے میں گھس گئی تھیں۔ نارسن نے تیزی سے تنویر کی طرف مشین پشیل کا رخ موڑا اور ایک بار پھر مشین پشیل کی فائرنگ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن تنویر اپنی بے پناہ پھرتی سے ایک بار پھر بچ نکلا۔ وہ اچھل کر جنرل فرینک کے پہلو میں آگیا تھا اور دوسرے لمحے جنرل فرینک چھٹا ہوا اچھل کر نارسن سے جا نکلے۔ اسی لمحے تنویر نے ایک مشین گن جھپٹ لی اور پھر کمرہ مشین گن کی مدد سے اور انسانی میچوں سے گونج اٹھا۔ تنویر مشین گن چلاتے ہوئے ساتھ ہی تیزی سے گھوم گیا تھا جس کے نتیجے میں نہ صرف جنرل فرینک اور نارسن جو نیچے گر کر اٹھ رہے تھے

تنویر کو اس طرح اٹھ کر بیڑے سے نیچے اتر کر کھڑے ہوتے دیکھ کر بے اختیار کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ جس طرح بجلی کو ندنی ہے تنویر کا جسم اس طرح حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے تنویر بھوکے عقاب کی طرح میجر سے نکل آیا اور دوسرے لمحے میجر چھٹا ہوا کرسی سمیت الٹ کر نیچے گرا ہی تھا کہ تنویر نے جو اس کے اوپر گرا تھا انتہائی ماہرانہ انداز میں قلابازی کھائی اور اس کے ساتھ ہی جنرل فرینک بھی چھٹا ہوا سائیڈ پر موجود کرنل سے نکل آیا جبکہ نارسن بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائیڈ پر ہو گیا ورنہ کرنل کے دھکے سے وہ بھی گر سکتا تھا جبکہ تنویر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو اب وہ دیوار کے سامنے کھڑے ہوئے ان تینوں فوجیوں کے سامنے موجود تھا جو اپنے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے۔ بتوں کی طرح کھڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اسی لمحے نارسن کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پشیل موجود تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پشیل چلاتا تنویر نے انتہائی ماہرانہ انداز میں ایک مشین گن نہ صرف فوجی کے ہاتھ سے چھین لی تھی بلکہ اس نے یہ مشین گن گھما کر نارسن کے اس ہاتھ پر ماردی جس ہاتھ میں اس نے مشین پشیل پکڑا ہوا تھا اور نارسن کے ہاتھ سے مشین پشیل نکل کر دور جا گرا جبکہ مشین گن بھی ساتھ ہی جا گری تھی۔ اسی لمحے کمرہ جج سے گونج اٹھا۔ تنویر نے مشین گن پھینک کر اس فوجی کو گردن سے پکڑ کر دوسرے پر ایک جھٹکے سے اچھال دیا تھا۔ یہ جج اسی فوجی کے

اس طرح گھسی چلی گئیں جیسے برف کے بلاک کو توڑنے والا سوا اس میں داخل ہوتا ہے۔ جنرل فرینک کا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ نارسن بھی ابھی تڑپ رہا تھا لیکن اس کے تڑپنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ مرنے ہی والا ہے جبکہ باقی افراد ساکت ہو چکے تھے۔ تنویر نے پیچھے ہٹتے ہی نارسن کے سینے پر مشین گن کی نال رکھ کر ایک بار پھر نرگیز دبا دیا اور نارسن کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے جنرل فرینک کا ہو چکا تھا۔

”اب فارمولا کیسے حاصل ہو گا“..... اچانک صفدر کی آواز سنائی دی۔

”ہم زندہ رہ جائیں گے تو فارمولا بھی مل جائے گا“..... تنویر نے مڑ کر رخت لہجے میں کہا۔

”فکر مت کرو صفدر۔ فارمولا ہماری زندگیوں سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ تنویر نے واقعی بروقت اور انتہائی جان توڑ جدوجہد کی ہے ورنہ مشین گنوں سے مسلح فوجیوں اور پھر نارسن جیسے تیز اور تربیت یافتہ انجنٹ کے مقابل خالی ہاتھ اس طرح کی کارکردگی صرف تنویر ہی دکھا سکتا ہے۔ ویل ڈن تنویر۔ آج تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”شکریہ۔ ویسے اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی ہے ورنہ شاید ایسا ممکن نہ ہو سکتا“..... تنویر نے کہا اور عمران کے بیڑ کی طرف بڑھنے لگا۔

گولیوں کی زد میں آگئے تھے بلکہ وہ دونوں فوجی بھی جو اس دوران اٹھ کر تنویر پر جھپٹنے ہی والے تھے گولیوں کی زد میں آکر جھپٹے ہوئے نیچے گرے۔ تنویر اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹا اور دوسرے لمحے کمرہ میجر اور کرنل کے حلق سے نکلنے والی جیتوں سے گونج اٹھا۔ کمرے میں چھ افراد ذبح ہوئے والی بکریوں کی طرح پھوک رہے تھے جبکہ وہ فوجی جس کے سینے پر نارسن کے مشین پٹل سے نکلنے والی گولیاں لگی تھیں پہلے ہی ساکت ہو چکا تھا جبکہ تنویر ہاتھ میں مشین گن بکڑے اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے ان ساتوں افراد کے حصے کے سانس بھی اسے ہی لینے پڑ رہے ہوں۔

”ویل ڈن تنویر۔ ریلی ویل ڈن“..... سب سے پہلے عمران کی آواز کمرے میں گونجی اور تنویر کا سنا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”تم نے کمال کر دیا تنویر“..... جو لیانے کہا تو تنویر نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے وہ جو لیانے کے اس تحسین بھرے فقرے کو پسند کر رہا ہو لیکن اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کی نال جنرل فرینک کے سینے پر رکھ دی۔ گولیاں جنرل فرینک کے ہاتھوں میں لگی تھیں لیکن وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میرا علاج کراؤ۔ یہاں ہسپتال سے میرا علاج کراؤ“..... جنرل فرینک نے رک رک کر کہا لیکن تنویر نے ہونٹ بھیج کر نرگیز دبا دیا اور جنرل فرینک کے سینے میں گولیاں

”میں اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتا اس لئے تم میرے پیر آزاد کر دو۔“
 عمران نے کہا۔ ہاتھوں کے گرد موجود کپ وہ پہلے ہی کھول چکا تھا۔
 تنویر نے نہ صرف اس کے بلکہ ایک ایک کر کے اپنے تمام ہاتھوں
 کو کپوں سے آزاد کر دیا لیکن نیچے اتر کر صرف صاف ہی کھڑی ہو سکی
 باقی ابھی کوشش میں ہی لگے ہوئے تھے۔

”آؤ صاف میرے ساتھ۔ ایک مشین گن لے لو۔“ تنویر نے
 صاف نے کہا تو صاف سر ملاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

”کہاں جا رہے ہو۔ رک جاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تم لوگوں کے لئے اسلحہ موجود ہے۔ آؤ صاف۔“ تنویر
 نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ
 صاف نے بھی ایک مشین گن جھپٹی اور تیزی سے تنویر کے پیچھے
 کمرے سے باہر چلی گئی۔ عمران بیڈ سے اتر کر کھڑا تو ہو گیا تھا لیکن
 اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے اسی طرح صفدر،
 کیپٹن شکیل اور جولیا بھی بیڈز سے نیچے اتر آنے میں کامیاب ہو گئے
 تھے لیکن ان سب کے چہروں پر شدید تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے

”تیز حرکت مت کرنا۔ ہمارے آپریشن کئے گئے ہیں اور ٹانگے گئے
 ہوئے ہیں۔“ عمران نے کہا تو سب نے اشارت میں سر ہلا دیے۔
 وہ سب آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہوئے اس طرف کو بڑھ رہے تھے
 جدھر اسلحہ فرش پر پڑا تھا۔

جوزن جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا وہاں پہلے سے موجود ایک
 نوجوان اور خوبصورت لڑکی جس نے جینز اور جیکٹ پہن رکھی تھی
 اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”اوہ۔ روزی تم اور یہاں۔“ جوزن نے حیرت بھرے لہجے میں
 کہا۔

”ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ تم اب سیکشن انچارج بن گئے
 ہو۔ میں نے سوچا تمہیں مبارک باد دے آؤں۔“ لڑکی نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“ بیٹھو۔“ جوزن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود
 ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے
 شراب کی ایک بوتل اور دو جام نکالے اور پھر بوتل اور جام اٹھائے وہ
 اس میز کی طرف بڑھ آیا جس کے پیچھے صوفے پر روزی بیٹھی ہوئی

جو زنے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہیں معلوم تو ہے کہ میرے بڑے بھائی رقصین نے ساری زندگی سیکرٹ جنسیوں میں ہی کام کرتے ہوئے گزاری ہے اور عمران اس کا مقابل بھی رہا ہے اور حریف بھی۔ ان کے درمیان بے شمار لڑائیاں ہوئی ہیں، بے شمار مشنوں پر انہوں نے ایک دوسرے کے مقابل کام کیا ہے اور ایک مشن کے دوران جب میرا بھائی بلیک جنسی میں تھا تو میرے بھائی اور عمران کے درمیان مارشل آرٹ کی زبردست فائنٹ ہوئی جس میں فتح عمران نے حاصل کی اور میرا بھائی ہلاک ہو گیا“..... روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن اب جہارے بھائی کی روح کو یقیناً سکون مل جائے گا کیونکہ عمران یا تو اب تک ہلاک ہو چکا ہو گا یا جائے گا“..... جو زنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران اتنی آسانی سے ہلاک ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ جہارے چیف نے اپنی زندگی کی سب سے بھیانک غلطی کی ہے کہ اسے زندہ مارشل ایریا میں لے جایا گیا ہے اور وہ خود بھی وہاں چلا گیا ہے۔ یہ شخص عفریت ہے عفریت“..... روزی نے کہا۔

”ارے نہیں روزی۔ جب تک وہ صحت مند تھا تب تک تو واقعی خطرہ تھا لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ وہ شدید زخمی ہے حتیٰ کہ وہ تیز حرکت بھی نہیں کر سکتا اور چیف انہیں ہوش میں لے آنے کا بھی قائل نہیں ہے۔ یہ کارروائی تو اس نے اعلیٰ حکام کی وجہ سے کی ہے۔

تھی۔ اس نے بوتل اور جام میز پر رکھے اور خود بھی روزی کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

”مجھے دو۔ میں ڈالتی ہوں“..... روزی نے کہا اور بوتل جو ز کے ہاتھ سے لے کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور پھر جاموں میں شراب ڈال کر اس نے بوتل رکھی اور اس کا ڈھکن لگایا اور پھر ایک جام اٹھا کر اس نے جو ز کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ“..... جو ز نے کہا۔ روزی نے بھی جام اٹھایا اور پھر ان دونوں نے بڑے سٹائلش انداز میں دونوں جام ایک دوسرے سے نکرائے اور پھر دونوں نے ہی جام منہ سے لگائے۔

”اب بتاؤ کہ کیا ہوا ہے اور ماسٹر کیسے ہلاک ہوا ہے“۔ روزی نے شراب کا گھونٹ لے کر جام میز پر رکھتے ہوئے کہا تو جو ز نے شروع سے لے کر آخر تک کی تمام تفصیل بتا دی۔ روزی خاموش بیٹھی سنتی رہی۔

”ان پاکیشیائی جنہنوں میں عمران بھی شامل ہے ناں۔ یہی نام بتایا ہے تم نے“..... روزی نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔ کیا تم اسے جانتی ہو“..... جو ز نے شراب کا دوسرا گھونٹ لے کر چوٹکتے ہوئے کہا۔

”اس کا نام کون نہیں جانتا جو ز۔ کیا تم نہیں جانتے“۔ روزی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے تو یہ نام پہلی بار سنا ہے۔ تم کیسے جانتی ہو۔“

”کیوں۔ ہائی الرٹ کے باوجود وہ وہاں کیوں گئے ہیں۔ یہ تو اصول کے خلاف ہے۔“..... پرستل سیکرٹری نے کہا تو جونز نے جواب میں مختصر طور پر وجہ بتادی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو بلیو کلب میں یہ ساری کارروائی ان ہیچمنوں نے کی ہے۔“..... پی اے نے چونک کر پوچھا۔

”یس سر۔“..... جونز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم فون پر رہو۔ میں ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو رپورٹ دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے براہ راست بات کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس سر۔“..... جونز نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور دکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور جونز نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔“ جونز بول رہا ہوں..... جونز نے کہا۔

”ستارگ بول رہا ہوں جونز۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور جونز چونک پڑا کیونکہ ستارگ اس ہیچمنی میں کام کرتا تھا جس ہیچمنی میں روزی کام کرتی تھی۔

”اوہ تم۔“ کیسے فون کیا ہے..... جونز نے کہا۔

”روزی تمہارے آفس میں ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ کیوں۔“..... جونز نے کہا۔

وہاں مارشل ایریے میں اس نے انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے اڑا دینا ہے بلکہ اڑا دیا ہوگا..... جونز نے کہا۔

”جیسا تم کہہ رہے ہو کاش ایسا ہی ہو۔ لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اپنے حریف سے بات تو کرو۔“ روزی نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ حریف اس وقت مارشل ایریے میں ہے۔ وہاں بات نہیں ہو سکتی۔ جب وہ واپس آئے گا تو مجھے خود ہی بتا دے گا۔“ جونز نے کہا اور روزی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں شراب پینے میں مصروف رہے لیکن ابھی جام خالی ہی ہوئے تھے کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جونز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔“ جونز بول رہا ہوں..... جونز نے قدرے تھکمانے لہجے میں کہا کیونکہ اب وہ بہر حال سیکشن چیف تھا۔

”پی اے نو ڈیفنس سیکرٹری بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے ڈیفنس سیکرٹری کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”یس سر۔“ فرمائیے..... جونز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”چیف مارسن کہاں ہے۔ ان کے آفس سے بتایا گیا ہے کہ وہ مارشل ایریے میں گئے ہیں لیکن مارشل ایریے میں ہائی الرٹ ہے۔ وہاں باہر کی کال ہی انڈ نہیں کی جا رہی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ مارشل ایریا میں ہی ہیں جناب۔“..... جونز نے کہا۔

"اسے فون دو۔ ایک ضروری بات کرنی ہے"..... ستارگ نے کہا تو جوڑنے رسیور روزی کی طرف بڑھا دیا۔

"کون ہے"..... روزی نے چونک کر پوچھا کیونکہ لاؤڈر کا بٹن آن نہیں تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اسے سنائی نہ دے رہی تھی۔

"ستارگ، ہے"..... جوڑنے جواب دیا۔

"ہیلو۔ روزی بول رہی ہوں"..... روزی نے کہا۔

"روزی فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ چیف نے ایمرجنسی میٹنگ کال کی ہے۔ جلدی آؤ"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"..... روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے مارشل ایریے میں بے پناہ قتل و غارت کی ہے۔ نارسن ایجنسی کا چیف نارسن بھی ہلاک ہو چکا ہے اور مارشل ایریے کا جنرل فرینک بھی اور پاکیشیائی ایجنٹ ابھی تک وہاں موجود ہیں۔ جنرل فرینک کا اسسٹنٹ کرنل ڈیوڈ بھی شدید زخمی ہوا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے ٹرانسمیٹر پر چیف کو کال کر کے اطلاع دی ہے جس پر چیف نے ڈیفنس سیکرٹری کو اطلاع دی۔ ڈیفنس سیکرٹری نے چیف کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ چیف نے اپنے آدمی مارشل ایریے کے باہر بھجوا دیئے ہیں اور اب وہ اس بارے میں فوری لائحہ عمل

کرنا چاہتے ہیں۔ جلدی آؤ"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روزی نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"..... جوڑنے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میرا خدشہ درست ثابت ہوا ہے"..... روزی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ستارگ کی بتائی ہوئی رپورٹ بتادی تو جوڑنے کا چہرہ یکدم تاریک ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ دیری بیڈ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ چیف مارا گیا۔ دیری بیڈ"..... جوڑنے کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ عمران عفریت سے عفریت اور اب مجھے نظر آ رہا ہے کہ ہماری ایجنسی کی بھی باری آگئی ہے۔ بہر حال دیکھو کیا ہوتا ہے۔ میں جا رہی ہوں"..... روزی نے کہا اور اٹھ کر تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ جوڑنے بت کی طرح ساکت بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا۔ نارسن کی موت کا سن کر اس کے ذہن میں واقعی دھماکے سے ہو رہے تھے۔

"کہاں لگایا ہے ہم..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تم پہلے اسے فائر کرو۔ پھر بات ہوگی۔ جلدی کرو....." تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے ڈی چارجر کا بنن آن کیا تو زرد رنگ کا بل جل اٹھا۔ عمران نے دوسرا بنن پریس کیا تو سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا۔ تنویر جو ڈرائیونگ کرنے کے ساتھ ساتھ ڈی چارجر کو دیکھ رہا تھا، نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اسی لمحے عقب میں کچھ فاصلے پر انتہائی خوفناک دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ دھماکے اس قدر خوفناک اور زور دار تھے کہ سڑک پر دوڑتی ہوئی ٹریفک بے اختیار ادھر ادھر دوڑنے لگی تھی لیکن ایبوی لینس اسی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"چھاؤنی کا مین اسلحے کا ڈپو اڑ گیا ہے۔ اب وہاں ایک بھی فوجی نہیں بچے گا۔ ایک بھی نہیں....." تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یہ بات کر کے بے حد لطف آ رہا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو....." عمران نے کہا۔

"خاموش رہو۔ ان لوگوں پر رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو یہ ہمیں کسی صورت بھی ملک سے باہر نہ جانے دیتے۔ میں نے وہ سنور تباہ کر دیا ہے جس میں فارمولا موجود تھا....." تنویر نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

بڑی سی فوجی ایبوی لینس سائرن بجاتی انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سائرن کی وجہ سے دور دور تک ٹریفک خود بخود سائیڈ پر ہوتی جا رہی تھی۔ اس بڑی سی فوجی ایبوی لینس کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایبوی لینس کے اندر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ البتہ صالحہ سرنچر پر لیٹی ہوئی تھی اور جولیا اس کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ صالحہ خاصی زخمی تھی لیکن جولیا نے زخموں پر ایبوی لینس کے اندر موجود میڈیکل باکس سے بینڈیج نکال کر بینڈیج کر دی تھی۔ اس کام میں اس کی مدد کیپٹن شکیل نے کی تھی۔

"یہ لو ڈی چارجر اور تباہ کر دو مارشل ایریے کو۔ اب ہم کافی دور آ گئے ہیں....." اچانک تنویر نے جیب سے ایک ڈی چارجر نکال کر سائیڈ پر بیٹھے ہوئے عمران کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

”اب پھر تم کہاں جا رہے ہو“..... عمران نے کہا۔

”ہم دارالحکومت پہنچ کر ایجو لینس چھوڑ دیں گے۔ دارالحکومت آنے ہی والا ہے“..... تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم نے آخر کیا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ تو یہی“..... جو یانے کہا۔ دھماکے البتہ مسلسل جاری تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے عقب میں واقعی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

”اطمینان سے بتاؤں گا۔ بہر حال اتنا بتا دوں کہ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ فارمولا ہمیں نہیں مل سکا تو اب ان کے بھی کسی کام نہیں آئے گا“..... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچانک سائمن بند کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایجو لینس کو سائیڈ پر جاتی ہوئی سڑک پر موڑ دیا اور ایجو لینس اب سائیڈ پر روڈ پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد یہ سڑک ایک کافی بڑی عمارت کے سامنے جا کر ختم ہو گئی تو تنویر نے ایجو لینس روک دی۔ دوسرے لمحے اس نے سیٹ کی سائیڈ پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھائی اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

”تنویر پر خون سوار ہو گیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ جو کچھ کر رہا ہے اسے کرنے دو۔ اس وقت ہم ایک لحاظ سے چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ جو یانے کہا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ جھنجھلنے لگے۔ باقی ساتھی خاموش تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایجو لینس کا

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور تنویر اچھل کر دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مشین گن اس نے ایک سائیڈ پر رکھی اور دروازہ بند کر کے اس نے ایجو لینس کو آگے بڑھا دیا۔ چند لمحوں بعد ایجو لینس اس عمارت کے کھلے ہوئے درے سے پھانک کے اندر جا کر ایک وسیع گیراج میں رک گئی۔

”یہ لارڈ برٹن کا فارم ہے۔ میں نے یہاں موجود چاروں چوکیداروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ آؤ اب نیچے آ جاؤ۔ اب ہم وقتی طور پر محفوظ ہو چکے ہیں“..... تنویر نے کہا اور ایک بار پھر اچھل کر نیچے اتر گیا۔ پھر ایجو لینس کا عقبی دروازہ کھلا تو عمران اور اس کے ساتھی نیچے اترنے لگے۔ سب سے پہلے صالحہ کو اٹھا کر نیچے لے آیا گیا۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں تھی۔ عمران نیچے اتر کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جس میں فون بھی موجود تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر فون کا سہارا اٹھایا تو اس میں موجود فون سن کر اس کا۔ ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ اس نے جلدی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”روجر کلب“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”روجر سے بات کراؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔ مائیکل بڑو۔

اس کا دوست“..... عمران نے ایکریٹیمین لہجے میں کہا۔

”ہولہ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ روجر بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی

انتظام کرنا کیونکہ ہماری تلاش وسیع پیمانے پر ہو گی۔..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں پرنس۔ روجر اپنا کردار بخوبی سمجھتا ہے۔“ روجر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے سارے ساتھی اس کمرے میں آچکے تھے جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر باہر رہ گئے تھے۔ صالحہ کو ایک صوفے پر لٹا دیا گیا تھا۔

”بے فکر رہو۔ اب ہم محفوظ ہیں۔..... عمران نے کہا تو جولیا اور صفدر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ سب کاروں میں سوار ہو کر اس فارم سے نکلے اور بجائے مین روڈ پر پہنچنے کے ایک اور سائیڈ روڈ سے ہوتے ہوئے عقبی طرف کو جا کر ایک اور سائیڈ سڑک پر پہنچ گئے اور پھر تین کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ایک وڈ فیکٹری کی سائیڈ سے ہو کر اس فیکٹری کے چھانکے کے سامنے جا کر رک گئیں۔ سب سے آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہماری ہسم کے روجر نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو فیکٹری کا چھانک کھلا اور کاریں ایک بار پھر آگے بڑھ کر فیکٹری میں داخل ہو گئیں۔ فیکٹری اس وقت بند تھی اور سائیڈ روڈ سے نکل کر کاریں عقبی طرف پہنچ گئیں۔ یہاں ایک مسلح آدمی موجود تھا جس نے کاروں کے پہنچنے ہی ایک سائیڈ دیوار پر ہاتھ رکھ کر دبا یا تو عقبی طرف ایک کونے میں زمین کا ایک بڑا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا

مردانہ آواز سنائی دی۔

”کیا فون محفوظ ہے روجر۔ میں پرنس مائیکل بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ ایک منٹ۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”یس پرنس۔ اب آپ کھل کر بات کیجئے۔..... چند لمحوں بعد روجر کی آواز سنائی دی۔

”روجر۔ میں اور میرے ساتھی اس وقت دارالحکومت سے مارشل ایریے کی طرف جانے والی مین روڈ کے چالیسویں سنگ میل کے قریب سائیڈ روڈ پر واقع لارڈ برٹن کے فارم میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہم نے مارشل ایریے کی چھاؤنی کو تباہ کر دیا ہے اور ایک فوجی ایجو لینس میں یہاں پہنچے ہیں۔ میں اور میرے ساتھی شدید زخمی ہیں۔ ابھی اس پورے ایریے کو فوج نے گھیر لینا ہے اس لئے تم فوری طور پر حرکت میں آ جاؤ۔ ہمیں تم نے نہ صرف یہاں سے نکالنا ہے بلکہ کسی ایسے ہسپتال میں پہنچانا ہے جہاں ہم محفوظ بھی رہ سکیں اور ہمارا علاج بھی ہو سکے۔..... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ میں وہاں آ رہا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ تمام انتظامات ہو جائیں گے۔ میں وہاں تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لوں گا۔

بے فکر رہو۔..... روجر نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے کام کرو اور سنو۔ فول پروف

گیا۔ روجر نے کار آگے بڑھا دی اور پھر کار میں اس ڈھکن کے نیچے گہرائی میں جاتی ہوئی سڑک پر نیچے اترتی چلی گئیں۔ سڑک آگے جا کر ایک دیوار کے سامنے بند ہو گئی لیکن کاروں کے رکے ہی دیوار درمیان سے کھل گئی تھی۔

"آئیں پرنس۔ یہ سب سے محفوظ ہسپتال ہے۔"..... روجر نے اس بار سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

بڑے سے ہال بنا کرے میں موجود مستطیل میز کے گرد اس وقت چار افراد بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک جوڑ تھا۔ ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی اونچی پشت والی کرسی خالی تھی۔ وہ چاروں خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ ہال کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈیفنس سیکرٹری اندر داخل ہوئے تو وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھیں..... ادھیہ عمر ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھے ہی جوڑ سمیت چاروں افراد اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی مہجنوں کے بارے میں؟" ڈیفنس سیکرٹری نے قدرے کرخٹ اور تلخ جے میں کہا۔

"وہ یقیناً نکل گئے ہیں حساب در نہ اب تک ان کا کہیں نہ کہیں سے سراغ مل جاتا..... ایک ادھیہ عمر آدمی نے اٹھ کر جواب دیا۔

”بیٹھ کر جواب دیں۔ انھنے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر راشیم۔“
وہی آپ کو یہ بات کرنی نہیں چاہئے تھی۔ آپ ایک طاقتور مہجسی
کے چیف ہیں اور چھ زخمی افراد آپ سے ٹریس نہیں ہو سکے۔“ ڈیفنس
سیکرٹری نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”مجھے اطلاع بہت در سے ملی ہے جناب اور وہ لوگ سیکرٹ
ایجنٹ ہیں۔ یقیناً یہاں ان کے رابطے ہوں گے اور انہوں نے نکلنے کا
سارا پلان پہلے سے بنا رکھا ہو گا۔“ ادھیڑ عمر راشیم نے منہ بناتے
ہوئے جواب دیا۔

”آپ نے ہسپتال چیک کئے ہوں گے مسٹر رابنس۔ آپ کی کیا
رپورٹ ہے۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے ایک اور لمبے قد کے آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ پورے ملک کے سرکاری، غیر سرکاری، سماجی تنظیموں
کے چھوٹے بڑے تمام ہسپتالوں کی انتہائی سختی سے چیکنگ کی گئی
ہے لیکن یہ لوگ کہیں دستیاب نہیں ہو سکے اور نہ یہ کسی ہسپتال
میں پہنچے ہیں۔“ رابنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ڈیوڈ آپ کو تو فوری اطلاع دی گئی تھی اور آپ نے اپنی
مہجسی کے آدمی بھی فوری طور پر مارشل ایریئے میں بھیجے تھے۔
پھر ڈیفنس سیکرٹری نے جو نز کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہماری جسم
کے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ اس مہجسی کا چیف تھا جس میں
روزی اور سٹارگ کام کرتے تھے۔“

”جناب۔ میری مہجسی کے آدمی جب وہاں پہنچے تو انہیں راستے
میں ایک فوجی ایمبولینس دارالحکومت کی طرف جاتی ہوئی ملی تھی
لیکن ایمبولینس کی وجہ سے اس کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ پھر جب ہم
بنے چھاؤنی میں داخل ہوئے کی کوشش کی تو وہاں خوفناک دھماکے
شروع ہو گئے اور چھاؤنی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ ہمارے آٹھ آدمی
بھی اس تباہی کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے۔ پھر ہم نے اس سارے
علاقے میں چیکنگ شروع کر دی۔ ہم نے خاص طور پر اس ایمبولینس
کو چیک کیا تو یہ جلا کہ یہ ایمبولینس کسی ہسپتال میں نہیں پہنچی
تھی جس پر ہمیں شک ہوا کہ دشمن ایجنٹ اس ایمبولینس کے ذریعے
فرار ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنی پوری توجہ اس ایمبولینس کی
تلاش پر مرکوز کر دی اور پھر یہ ایمبولینس ہمیں لارڈ برٹن کے فارم
میں کھڑی مل گئی۔ وہاں موجود چاروں چوکیداروں کو گولیاں مار کر
ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ایمبولینس خالی تھی۔ ہم نے سی ایس ون کے
ذریعے چھان بین کی تو اس فارم میں اس ایمبولینس کے ٹائروں کے
نشانات کے اوپر تازہ ترین نشانات تین کاروں کے ٹائروں کے پائے
گئے۔ ہم نے سی ایس ون کے ذریعے کاروں کے ٹائروں کے نشانات
کو مانیٹر کرنا شروع کر دیا۔ مختصر یہ کہ یہ تینوں کاریں فارم سے نکل
کر ایک بند وڈ فیکٹری کے اندر عقبی طرف جا کر رکیں اور پھر وہیں
سے واپس مڑ گئیں اور پھر یہ تینوں کاریں سٹاربری روڈ کے قریب
مختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں خالی کھڑی ہوئی مل گئیں۔ جب

مزید چیکنگ کی گئی تو پتہ چلا کہ یہ تینوں کاریں مین مارکیٹ کی پارکنگ سے اکٹھی ہی اڑائی گئی ہیں اور پولیس انہیں تلاش کر رہی ہے۔ اس کے بعد نہ ان ہینجنوں کا اب تک کچھ پتہ چل سکا ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں ہمارے پاس کوئی اطلاع ہے۔ محسوس ہی ہوتا ہے کہ یہ لوگ یہاں سے جا چکے ہیں..... ڈیوڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ آپ انہیں گنوا بیٹھے ہیں جبکہ انہوں نے مارشل ایریے کی پوری چھاونی تباہ کر دی ہے۔ اسلحہ کا بہت بڑا ڈپو پھنسنے سے وہاں ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ بے شمار فوجی اسلحہ تباہ ہوا ہے اور بے شمار فوجی سپاہی ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔ انتہائی ٹاپ سیکرٹ سائنسی فارمولوں اور ٹاپ سیکرٹ دوسرے کاغذات کا سنور مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور مجرم شدید زخمی بھی تھے لیکن اس کے باوجود آپ انہیں تلاش نہیں کر سکے۔ یہی آپ کی کارکردگی ہے..... ڈیفنس سیکرٹری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار مزید کہے مار رہے تھے۔ ان کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا لیکن سب خاموش اور سر جھکائے بیٹھے رہے۔

"مسٹر جونز۔ آپ اب نارسن ہینجنی کے چیف ہیں۔ آپ کی ہینجنی کا شروع سے ان لوگوں سے واسطہ رہا ہے لیکن آپ کی ہینجنی نے انتہائی ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ کی ہینجنی کے سیکشنوں کے سربراہ ان کے ہاتھوں ہلاک ہوتے رہے ہیں اور آخر

نارسن خود بھی ہلاک ہو گیا۔ فارمولہ اور فوجی چھاونی بھی تباہ ہو گئی۔ یہ آپ کی کارکردگی ہے۔ کیوں نہ آپ کی ہینجنی مکمل طور پر ختم کر دی جائے اور آپ سب کا کورٹ مارشل کیا جائے..... ڈیفنس سیکرٹری اس بار جونز پر چڑھ دواڑا تھا۔ نارسن اور ماسٹر کی ہلاکت کے بعد اب جونز نارسن ہینجنی کا چیف بن گیا تھا اور اسی حیثیت سے وہ اس خصوصی میٹنگ میں شریک ہوا تھا۔

"سر آپ کی بات سو فیصد درست ہے۔ نارسن ہینجنی ان ہینجنوں کے مقابل مکمل طور پر ناکام رہی ہے لیکن اصل بات سربراہی کی ہے۔ جیٹل جناب نارسن چیف تھے۔ ان کی پلاننگ اور احکامات پر کام ہوتا تھا۔ میں تو تیسرے نمبر پر تھا لیکن میں اب بھی مکمل اعتماد کے ساتھ چیلنج کرتا ہوں کہ آپ ہمیں فری ہینڈ دیں ہم ان ہینجنوں کو زمین کی ساتویں تہ سے بھی نکال لائیں گے چاہے یہ دنیا کے کسی کونے میں بھی کیوں نہ چھپ جائیں..... جونز نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ وری گڈ۔ مجھے ایسا ہی اعتماد چاہیے تھا۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ کی ڈیوٹی لگائی جا رہی ہے۔ مجھے بہر حال کامیابی کی رپورٹ ملنی چاہیے اور آپ کو فری ہینڈ دیا جا رہا ہے..... ڈیفنس سیکرٹری نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب۔ صرف ایک ڈیمانڈ پوری کر دیں کہ مسٹر ڈیوڈ کی ہینجنی میں میری منیگیٹر کام کرتی ہے جس کا نام روزی ہے۔ اسے

میری بہجیسی میں ٹرانسفر کر دیں۔ وہ اور اس کا بھائی رقصین بڑے طویل عرصے تک پاکیشیائی بہجیسیوں کے خلاف کرتے رہے ہیں اس لئے روزی کا تعاون میرے لئے انتہائی سودمند ثابت ہو گا۔ جوز نے کہا۔

”آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے مسٹر ڈیوڈ۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ان دشمن بہجیسیوں کا خاتمہ ہو سکے۔“ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ میننگ برخاست۔ روزی اب ٹارن بہجیسی میں کام کرے گی اور اس کے علاوہ مسٹر جوز جس بہجیسی سے بھی جس کو بھی اس مشن پر کام کرنے کے لئے کال کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہو گی۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”شکریہ جناب۔“ جوز نے جواب دیا۔

”مسٹر جوز۔ اب آپ کتنے دنوں میں کامیابی کی خبر سنائیں گے۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

”جناب۔ صرف ایک ہفتہ۔“ جوز نے اسی طرح اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔“ ٹھیک ہے۔ میننگ برخاست کی جاتی ہے۔“ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی جوز سمیت چاروں افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈیفنس سیکرٹری کے جانے

کے بعد وہ چاروں بھی باہر آ گئے اور پھر جوز سیکرٹری سے نکل کر سیدھا اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد روزی بھی وہاں پہنچ گئی۔

”یہ تم نے کیا کیا جوز کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف مشن لے لیا۔“ روزی نے انتہائی تشریح بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ہمارے لئے چیلنج ہے روزی۔ اگر ہم اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر مجھے یقیناً اس سے بھی بڑا عہدہ مل جائے گا اور تم اپنے بھائی کا انتقام بھی لے سکو گی۔“ جوز نے کہا تو روزی بے اختیار مسکرا دی۔

”ہاں۔ میں واقعی اس عمران کے جسم کی ایک ایک بوٹی اپنے ہاتھوں سے علیحدہ کرنا چاہتی ہوں۔ کاش ایسا ہو سکے۔“ روزی نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔“ آرمیرے ساتھ۔ میں جہارے انتظار میں تھا۔“ جوز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہاں جانا ہے۔“ روزی نے چونک کر پوچھا۔

”ان لوگوں کا پتہ چلانا ہے جنہوں نے ان حالات میں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی ہے۔ اگر وہ ہاتھ آجائیں تو پھر ان لوگوں کا کھوج آسانی سے نکالا جاسکتا ہے۔“ جوز نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیسے معلوم کرو گے۔“ روزی نے کہا۔

"ہاں"..... جوز نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر موجود فون کے رسیور کو جھک کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ فون کو استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے رسیور پر اتنی گرو نہیں ہے جتنی فون پیس پر ہے۔ اس فون میں میموری بھی موجود ہے"..... جوز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کے مختلف نمبر اور دیگر اشاروں کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد فون کے اوپر والے حصے پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایک نمبر نظر آنے لگ گیا۔ جوز غور سے اس نمبر کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے انگوٹری کے نمبر پر پس کر دیئے۔

"انگوٹری پلیز"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹسٹ سے بول رہا ہوں۔ سینٹر ڈائریکٹر"..... جوز نے بھاری آواز میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"..... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یقیناً مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ اس کا پتہ کیا ہے۔ درست طور پر چیک کرنا"..... جوز نے کہا۔

"یس سر۔ بتائیں سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور جوز نے فون کی میموری کا بتایا ہوا نمبر دوبارہ دیا۔

"ہمیں لارڈ برٹن کے فارم جانا ہو گا۔ یہ لوگ پہلے وہاں پہنچے ہیں۔ لازماً انہوں نے وہاں سے کسی سے رابطہ کیا ہو گا اور یقیناً اس کے لئے یا تو ٹرانسمیٹر کال کی گئی ہو گی یا فون استعمال کیا گیا ہو گا۔ بہر حال جو بھی ہے ہمیں وہاں سے بات آگے بڑھانی ہو گی"..... جوز نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں لارڈ برٹن کے فارم پر پہنچیں تو آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوز تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر روزی بیٹھی ہوئی تھی اور عقبی کار میں جوز کے چار مسلح آدمی تھے۔ جوز اور روزی کار سے نیچے اترے تو عقبی کار میں موجود چار افراد بھی نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے چھوٹا گیت کھلا اور ایک آدمی باہر آ گیا۔ اس نے جوز کو سلام کیا۔ یہ جوز کی پہچانی مارسن کا بی آدمی تھا اور جوز نے اسے روزی کے آنے سے پہلے یہاں پہنچنے اور فارم کھلانے کا بندوبست کرنے کا حکم دے کر بھیجا دیا تھا۔

"کوئی اندر ہے جیگر"..... جوز نے پچانک سے باہر آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نوسر۔ طویل عرصے سے یہ فارم بند پڑا ہے"..... جیگر نے جواب دیا اور جوز سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ روزی اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے وہاں ایک ایک کمرے کو دیکھ ڈالا۔

"اس کمرے میں یقیناً یہ لوگ رہے ہیں۔ یہاں ایسے نشانات موجود ہیں جبکہ باقی کمروں میں گرد کی تہہ ہر چیز پر موجود ہے۔" روزی نے کہا۔

”روجر کلب“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جو نزبول رہا ہوں۔ روجر سے بات ہو سکتی ہے“..... جو نز نے

زہم لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ روجر بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

”جو نزبول رہا ہوں روجر۔ میرے بارے میں تم شاید نہیں

جانتے ہو گے۔ میں نے کناڈا سے یہاں آکر ایک چھوٹا سا کلب کھولا

ہے۔ اس میں ایک ویٹر ہے جو پہلے ہمارے ہاں کام کرتا رہا ہے

میں بھی وہی کام کرتا ہوں جو تم کرتے ہو۔ مجھے اس ویٹر نے تفصیل

سے بتا دیا ہے۔ میں اس سلسلے میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ اگر تم

ابھی وقت دے دو تو مہربانی ہوگی“..... جو نز نے کہا۔

”کون سا کام مسٹر جو نز“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے

لہجے میں کہا گیا۔

”مخبری کے نیٹ ورک کا کام۔ میں نے بھی یہاں یہی دھندہ

شروع کیا ہے لیکن انتہائی محدود حصے پر۔ میں چاہتا ہوں کہ اس

سلسلے میں تمہاری خدمات کا فائدہ اٹھاؤں۔ اس طرح تمہیں بھی

بھاری معاوضے پر کام ملتا رہے گا اور میرا دھندہ بھی چلتا رہے گا۔“ جو نز

نے کہا۔

”کہاں ہے تمہارا کلب“..... روجر نے پوچھا۔

”ایک منٹ ویجئے سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”احتیاط سے چیک کرنا۔ انتہائی اہم سٹیٹ ورک ہے“..... جو نز

نے کہا۔

”ییس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی

طاری ہو گئی۔

”ہیلو سر“..... چند لمحوں بعد آپریشن کی آواز سنائی دی۔

”ییس“..... جو نز نے کہا۔

”یہ نمبر روجر کلب، فورٹین اے پرنس روڈ کا ہے جناب۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا تم نے اچھی طرح چیک کیا ہے“..... جو نز نے کہا۔

”ییس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از سٹیٹ

سیکریٹ“..... جو نز نے کہا۔

”نو سر۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتی ہوں سر“..... دوسری طرف

سے کہا گیا تو جو نز نے اوکے کہہ کر کریڈل دبا دیا۔

”روجر کے بارے میں اطلاعات موجود ہیں کہ وہ غیر ملکی ایجنٹوں

کو ذیل کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں

کو یہاں سے نکلنے کا کام اس روجر نے کیا ہے“..... جو نز نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ ہٹا کر روجر کلب کا نمبر

پریس کرنا شروع کر دیا۔

استعمال کیا جاتا ہو لیکن انکو اتاری آپریٹری کنفرمیشن کے بعد اب کسی ڈائجنگ کی بات نہیں رہی..... جو نز نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ملادیا۔

"کیا روبر جہیں عمران کے بارے میں سب کچھ بتا دے گا۔" روزی نے کہا۔

"نہیں۔ لیکن میں اسے وہاں سے اغوا کر آؤں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کے آفس میں خفیہ راستہ کہاں سے نکلتا ہے۔ جیگر اس راستے سے اندر آئے گا اور آفس میں ہم پہلے سے موجود ہوں گے اس نے کسی قسم کی مداخلت کا کوئی خدشہ نہیں رہے گا۔" جو نز نے کہا۔

"دوری گڈ۔ تم تو کسی طرح بھی اس عمران سے کم فین نہیں ہو۔" روزی نے کہا تو جو نز بے اختیار مسکرا دیا۔ روبر کلب سے پہلے جو نز نے کار روکی تو اس کے عقب میں دوسری کار بھی رک گئی۔

جو نز کار سے اتر کر عقبی کار کی طرف بڑھا تو کیا میں موجود جیگر سمیت چاروں افراد بھی باہر نکل آئے۔ جو نز انہیں کافی دیر تک ہدایات دیتا رہا پھر مرکز اپنی کار کی طرف اگیا اور پھر تیار ہوا دھمکے بغیر بعد وہ اور روزی دونوں روبر کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ کاؤنٹر پر جو نز نے جیسے ہی اپنا نام بتایا اسے آفس پہنچا دیا گیا۔ شاید روبر نے پہلے ہی اس بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔

"مسٹر جو نز۔ آپ کنڈین ٹاؤن تو نہیں گئے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کنڈاؤ سے یہاں آئے ہیں۔" رسمی فرقات کی ادائیگی کے

"رابرٹ روڈر ڈیٹیکس کلب کے نام سے ابھی ایک سال پہلے کھولا ہے۔" جو نز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کلب تو میں نے باہر سے دیکھا ہے۔ بہر حال آؤ میں منتظر ہوں جہارا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔" جو نز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ضرورت تھی اس سے بات کرنے کی۔ وہ غیر ملکیوں کے لئے کام کرتا ہے تو وہ انتہائی ہوشیار اور محتاط آدمی ہو گا اور یقیناً اب ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ ڈیٹیکس کلب میں فون کر کے جہارے بارے میں کنفرم کرے گا۔" روزی نے کہا۔

"یہی تو میں چاہتا ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی نظامات کئے ہوئے ہیں۔ میں بغیر کسی گڑبڑ کے اس تک پہنچنا چاہتا ہوں۔" جو نز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" روزی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں روبر کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

"جہیں انکو اتاری فون کرنے کی ضرورت تو نہ تھی۔ اس نمبر پر فون کر لیتے تو پتہ چل جاتا۔" روزی نے اچانک کہا تو جو نز بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم ابھی اس کام میں نئی ہو روزی سبہاں کام سیدھے انداز میں نہیں ہوا کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ روبر کلب کا نام ڈائجنگ کے لئے

بعد روجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں انگریزین بننا چاہتا ہوں لیکن طویل عرصے تک کناڈا میں رہا ہوں..... جوڑنے جواب دیا تو روجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے اب بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔" روجر نے کہا۔
"اگر میں آپ کے نیٹ ورک کی خدمات حاصل کروں تو مجھے کیا دینا ہو گا اور کس طرح؟..... جوڑنے نے کہا تو روجر نے اسے تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔

"کیا آپ سب کے سامنے اس طرح بات کر لیتے ہیں حالانکہ میں تو اس کام کو انتہائی خفیہ رکھتا ہوں..... جوڑنے نے کہا تو روجر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کا فون ملنے کے بعد میں نے ڈیلکس کلب سے آپ کے بارے میں کنفرمیشن کر لی ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ آپ درست آدمی ہیں ورنہ تو آپ شاید مجھ تک پہنچ ہی نہ سکتے..... رو۔
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہت خوب۔ آپ واقعی بے حد ذہین آدمی ہیں..... جوڑنے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے کلک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے بیٹھے ہوئے روجر کی ناک پر سفید رنگ کے دھوئیں کی بو جھاڑی پڑی اور اس کے ساتھ ہی روجر کا جسم یکٹ ڈھیل پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ جوڑ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چوٹی نال کے چھوٹے سے پشپل کو تیزی

سے واپس جیب میں ڈالا اور اٹھ کر روجر کے عقب میں واقع دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بیرونی دروازہ بند کر دو روزی..... جوڑنے نے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا جیکہ روزی نے جلدی سے اٹھ کر آفس کا بیرونی دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ دوبارہ کھلا اور جوڑ واپس اندر آیا۔ اس کے پیچھے جیکہ اور اس کے دوست تھے۔

"چلو اسے اٹھا کر لے جاؤ پوائنٹ نو پر۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ جوڑنے نے کہا اور جیکہ اور اس کے ساتھیوں نے حکم کی تعمیل کر دی۔
"آؤ روزی..... دس منٹ بعد جوڑ نے اٹھتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لاک کھولا اور باہر آ گیا۔ روزی اس کے پیچھے تھی۔

"تمہارا پاس کہہ رہا ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے..... جوڑ نے باہر موجود دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ییس سر..... دربان نے جواب دیا تو جوڑ اور روزی دونوں واپس ہال میں پہنچے اور پھر وہاں سے باہر نکل کر وہ پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"اب اگر انہیں معلوم بھی ہو گیا تو وہ یہی سمجھیں گے کہ ہمارے جانے کے بعد روجر عقبی دروازے سے کہیں چلا گیا ہے..... جوڑ نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا،

"ابھی ایک ہفتہ مزید لگ جائے گا"..... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب

دیا۔

"ایک ہفتہ تو بہت ہے۔ ہمیں یہاں سے جلد از جلد واپس جانا

ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ ہمیں یہاں سے ایک دو روز بعد ہی چھٹی

مل جائے"..... عمران نے کہا۔

"ایک دو روز بعد آپ اس قابل تو ہو جائیں گے کہ آسانی سے

چل پھر سکیں لیکن ایک ہفتے بعد آپ پوری طرح ٹھیک اور فٹ ہو

جائیں گے"..... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیا۔

"کیا میں یہاں سے فون کر سکتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ جی ہاں۔ یہ وائرلیس فون ہے اور ہر طرح سے محفوظ

ہے"..... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور روجر کلب

کے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیے۔

"روجر کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

"روجر سے بات کراؤ میں پرنس مائیکل بول رہا ہوں"۔ عمران

نے کہا۔

"باس کہیں گئے ہوئے ہیں اور وہ کسی کو بتا کر بھی نہیں گئے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کب گئے ہیں"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے ذہن

عمران اپنے ساتھیوں سمیت وڈ فیکٹری کے نیچے انڈر گراؤنڈ
چھوئے سے ہسپتال میں موجود تھا۔ یہ ہسپتال صرف دو بڑے کمروں
اور ایک آپریشن تھیٹر پر مشتمل تھا اور یہاں کا عملہ بھی مختصر تھا لیکن
اتہائی چاق و چوبند اور تجربہ کار تھا۔ روجر نے عمران کو بتایا تھا کہ یہ
ہسپتال ایک سینڈیکسٹ کے تحت ہے اور روجر نے اس سینڈیکسٹ
کے چیف کو بھاری معاوضہ ادا کر کے اس ہسپتال کی خدمات حاصل
کی ہیں۔ یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ عمران بھی یہاں کے حفاظتی
انتظامات دیکھ کر پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کا اور اس کے
ساتھیوں کا یہاں واقعی اتہائی اچھے پیمانے پر علاج ہو رہا تھا۔ اس
وقت عمران ڈاکٹر رچرڈ کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر رچرڈ یہاں کا
انچارج تھا۔

"ہمیں کتنے دنوں میں چھٹی مل سکتی ہے ڈاکٹر"..... عمران نے

میں نجانے کیوں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں۔

”ڈیٹکس کلب کا جو نواز اس کی ساتھی مس روزی ان سے ملنے آئے تھے۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے تو باس سے رابطہ کیا گیا لیکن باس ان دونوں کے جانے کے بعد عقبی دروازے سے کسی کو بتائے بغیر کہیں چلے گئے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”روجر کے نائب جیری سے بات کراؤ..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جیری بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

”پرنس مائیکل بول رہا ہوں جیری۔ روجر نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ہمارے بارے میں تمہیں بریف کر دیا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں تم سے بات ہو سکتی ہے..... عمران نے کہا۔

”میں پرنس مائیکل۔ حکم فرمائیں..... دوسری طرف سے جیری نے کہا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم کہاں موجود ہیں..... عمران نے کہا۔

”میں سر۔ آپ وڈ فیکٹری کے سیکرٹ ہسپتال میں ہیں لیکن اس کا علم صرف باس کو اور مجھے ہے اور کسی کو نہیں ہے..... جیری نے کہا۔

”کیا تمہارے پاس کوئی ایسی رہائش گاہ ہے جہاں ہم اس انداز

میں رہ سکیں کہ کسی کو علم نہ ہو سکے..... عمران نے کہا۔

”نہیں پرنس۔ میرا یہ کام نہیں ہے۔ یہ کام باس کا ہے وہ ابھی آ جائیں گے۔ آپ ان سے بات کر لینا..... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا روجر پہلے بھی کسی کو بتائے بغیر عقبی راستے سے کہیں جاتا رہتا ہے..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ آج تک تو ایسا نہیں ہوا لیکن شاید کوئی ایسا ایرینسٹی کام پڑ گیا ہو کہ باس کو فوری جانا پڑ گیا ہو گا..... جیری نے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ جب تمہارے باس آ جائیں تو اسے کہنا کہ مجھ سے بات کر لے..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب مجھے اجازت دیں ڈاکٹر۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے چند باتیں کرنی ہیں..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اٹھا اور قدم بڑھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا

جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران اس انداز میں چل رہا تھا جیسے وہ جان بوجھ کر تیز قدم نہیں اٹھانا چاہتا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ سب بیڈز کی بجائے ساتھ پڑی ہوئی

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اب یہاں سے جانا چاہئے۔ میری چھٹی حس خطرے کا سائنر بج رہی ہے..... عمران نے کہا تو سب بے

اختیار چونک پڑے۔

"کیوں۔ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ سب نے ہی تقریباً مل کر پوچھا تو عمران نے روبرو کے بارے میں بتا دیا۔
"وہ آخر کام کرنے والا آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اپنے کسی کام گیا ہو۔۔۔۔۔ لیا نے کہا۔

"نہیں۔ عمران کے ذہن میں اگر خدشہ ابھرا ہے تو یہ خدشہ درست ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم چوہوں کی طرح بے بس ہو کر مارے جائیں۔۔۔۔۔ تنویر نے فوراً ہی کہا۔

"لیکن یہاں اگر وہ لوگ داخل ہوں گے تو کیسے اور ہم یہاں سے نکلیں گے تو کیسے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک اس کا ذہن اس طرح گھومنے لگا جیسے اچانک جٹن آن ہونے سے سیلنگ فین گھومنا شروع کر دیتا ہے۔ عمران کے کانوں میں اپنے ساتھیوں کی تیر آوازیں پڑیں اور اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی اور جب کچھ دیر بعد اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کر لیا تو اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ہسپتال کے اس کمرے کی بجائے ایک اور بڑے ہال بنا کمرے میں راڈوں میں جکڑا ہوا ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے بے اختیار سر گھمایا تو اس کے سارے ساتھی بھی یہاں موجود تھے اور آخر میں روبرو بھی ایسی ہی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا پورا جسم کوڑوں کی ضربوں سے شدید زخمی اور خون

آلود ہو رہا تھا۔ اس کی گردن جس غیر فطری انداز میں ڈھکی ہوئی تھی اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے جبکہ عمران کے دوسرے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آتے محسوس ہو رہے تھے۔ ایک قوی ہیکل آدمی ہاتھ میں ایک بوتل اٹھائے سب سے آخر میں موجود صاف کتے قریب کھڑا تھا۔ سلسلے کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"ہم کس کی قید میں ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے اس قوی ہیکل آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا جواب مڑ رہا تھا۔

"باس جو نزکی قید میں۔۔۔۔۔ اس قوی ہیکل نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی تھی۔ اس نوجوان کے ہاتھ میں مشین پشمل موجود تھا اور اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ نمایاں طور پر نظر آرہی تھی۔

"میرا نام جو نز ہے اور یہ میری منگیت روزی ہے۔ اس کا بھائی رتھمیں بلیک مہنسی میں رہا ہے اور اس کا تہارے ساتھ بے شمار بار نکراؤ ہو چکا ہے حتیٰ کہ وہ خود تہارے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا اس لئے تہاری موت تو روزی کے ہاتھوں ہی ہو گی۔ البتہ تہارے ساتھیوں کی موت میرے ہاتھوں لکھ دی گئی ہے۔۔۔۔۔ اس نوجوان نے کہا اور سلسلے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ روزی بھی اس کے

ہی ہو گیا ہے۔..... جو نزے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے خود ہی لارڈ برٹن کے فارم کے فون کی میسوری سے روپر کلب کا نمبر معلوم کر کے روپر کو اس کے آفس کے عقبی دروازے سے انوکھ کر کے یہاں لے آنے اور پھر روپر پر تشدد کر کے اس سے ہسپتال کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کرنے اور پھر ہسپتال میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے سے لے کر وہاں سے انہیں اٹھا کر یہاں لے آنے کی پوری تفصیل بتادی۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ذہین آدمی ہو۔ تمہیں واقعی ترقی کرنی چاہئے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے اب ہو گی جب میں جہاری لاشیں ڈیفنس سیکرٹری کے سامنے رکھوں گا تو مجھے ترقی تو ملے گی ہی..... جو نزے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشٹل ساتھ بٹھی ہوئی روزی کی طرف بڑھا دیا اور روزی مشین پشٹل لے کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر یکھٹ انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"ارے - ارے - اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ ایک منٹ رک جاؤ۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ آج بڑے عرصے بعد مجھے موقع ملا ہے رتھمین کی موت کا انتقام لینے کا..... روزی نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ روزی۔ پہلے مجھ سے بات کر لو۔..... اچانک صاف

ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی جبکہ وہ قوی ہیکل آدمی جس نے بوتل جیب میں ڈال لی تھی ان کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

"مجھے یاد آ گیا ہے۔ ویسے بھی رتھمین اور روزی دونوں میں مشابہت موجود ہے لیکن ریکارڈ درست رکھنے کے لئے بتا دوں کہ رتھمین کو میں نے ہلاک نہیں کیا تھا۔ مجھ سے لڑتے ہوئے اس نے میرے داؤ کے جواب میں غلط داؤ لگا دیا تھا جس سے اس کی گردن خود بخود ٹوٹ گئی تھی۔" عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیا۔

"جو بھی ہے بہر حال اب جہاری موت روزی کے ہاتھوں ہو گی۔ ویسے مجھے معلوم ہے کہ تم اس قدر مطمئن کیوں ہو کیونکہ تم ایسی رازدار والی کرسیاں کھولنے کے ماہر ہو لیکن یہ کرسیاں وارنٹس آپرینڈ ہیں اور ان کو کھولنے اور بند کرنے کا آلہ میری جیب میں ہے اس لئے تم کسی طرح بھی انہیں نہ کھول سکو گے اور اسی لئے میں نے تمہیں اور جہارے ساتھیوں کو ہوش دلایا ہے ورنہ روزی کی تو صد تھی کہ جہیں وہیں ہسپتال میں ہی ہلاک کر دیا جائے۔..... جو نزے کہا۔

"جہارا تعلق کس - جنسی سے ہے۔..... عمران نے کہا۔

"میں نارمن - جنسی کا چیف ہوں۔ تم نے نارمن اور ماسٹر کو ہلاک کر دیا اس سے ان کے بعد اب میں چیف بن گیا ہوں اور میں نے ڈیفنس سیکرٹری سے وعدہ کیا ہے کہ میں ایک ہفتے میں جہاری لاشیں ان کے سامنے پیش کر دوں گا لیکن مجھے خوشی ہے کہ یہ کام آج

کی آواز سنائی دی اور روزی تیزی سے اس طرف کو مڑی جس طرف صاف بیٹھی ہوئی تھی کہ عمران کی ٹانگ ایک بھٹکے سے اوپر کو اٹھی اور واپس فرش پر آکر ٹک گئی۔

”رک جاؤ روزی۔ رک جاؤ“..... اچانک جو نے چیخ کر کہا اور ایک بھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہوا“..... روزی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اس عمران نے ٹانگ اوپر اٹھا کر واپس رکھی ہے۔ ضرور کوئی چکر چل رہا ہے۔ ہمیں تصدیق کرنی چاہئے۔“ ٹوٹی تم جا کر اسے چیک کرو“..... جو نے کہا تو اس کے عقب میں کھڑا ہوا قوی ہیکل آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ عمران کے سامنے کی طرف ہی جا رہا تھا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی ٹانگ کو چیک کرنا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی وہ عمران کے نزدیک پہنچا اچانک کھٹاک کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے ٹوٹی کا قوی ہیکل جسم فضا میں اڑتا ہوا عقب میں کھڑے ہوئے جو روزی سے نکل آیا اور وہ دونوں جھپٹے ہوئے کرسیوں پر گرے اور پھر کرسیوں سمیت پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرے جبکہ ٹوٹی نے قلابازی کھائی اور ان کے عقب میں جا کر سیدھا ہو کر اٹھنے لگا لیکن اسی لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے وہ مشین پشٹل اٹھالیا جو روزی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ ابھی وہ مشین پشٹل اٹھا کر سیدھا ہی ہوا تھا کہ ٹوٹی کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا اس سے

نکل آیا اور عمران اس اچانک ضرب سے اچھل کر دوبارہ پیچھے ہٹ کر اسی کرسی سے جا نکل آیا جس سے وہ اٹھا تھا جبکہ ٹوٹی اس کے اوپر گرا تھا لیکن عمران کے کرسی پر گر جانے کی وجہ سے ٹوٹی پلٹ کر سائیڈ پر جا گرا لیکن اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پشٹل سے تیز فائرنگ ہوئی اور اٹھا ہوا ٹوٹی جیتختا ہوا واپس گرا اور ساکت ہو گیا۔ جبکہ اس دوران جو نے اور روزی دونوں تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ جیسے ہی عمران نے مڑ کر ٹوٹی پر فائر کیا جو نے نیچے اپنی پڑی ہوئی ایک کرسی اٹھا کر عمران کی طرف پھینکی لیکن عمران کا ہاتھ گھوما اور اس کے قریب آتی ہوئی کرسی ایک طرف جا گری اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر مشین پشٹل کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور جو نے جیتختا ہوا کسی لٹو کی طرح گھوم کر نیچے جا گرا جبکہ روزی بے اختیار مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑی۔

”رک جاؤ روزی“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو روزی رک کر تیزی سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لئے۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا جبکہ جو نے بھی اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ دوسرے بازو پر رکھا ہوا تھا کیونکہ عمران کی چلائی ہوئی گولیوں میں سے ایک گولی اس کے بازو پر لگی تھی باقی سائیڈ سے نکل گئی تھیں۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

”تم۔ تم۔ جادو گر ہو۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔“ جو نے

نے رک رک کر کہا۔

"جادوگری تو تم نے دکھائی ہے جو نرک اتنی جلدی نہ صرف ہمیں
نریں کر یا بلکہ ہمیں یہاں بھی لے آئے لیکن تم نے روجر کو ہلاک
کر کے ناقابل تلافی جرم کیا ہے اس لئے تمہاری سزا موت ہے۔"
عمران نے کہا وہ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیگر دبا دیا اور جو نرک جیختا
ہوا نیچے گرا اور بری طرح تھپنے لگ۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی روزی بھی
اس طرح نیچے گر گئی جیسے ریت کا خالی ہوتا ہوا بورا گرتا ہے۔ وہ
شاید جو نرک کو مرتے دیکھ کر خوف کی شدت سے بے ہوش ہو گئی
تھی۔ چند لمحوں بعد جب جو نرک ساکت ہو گیا تو عمران آگے بڑھا اور اس
نے مردہ جو نرک کی جیسوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ
ایک جیب میں سے ایک چھوٹا سا آلہ برآمد کر لینے میں کامیاب ہو
گیا۔ عمران آلہ لے کر مڑا اور اس نے باری باری اپنے سب
ساتھیوں کی کرسیوں کی طرف اس آلے کا رخ کر کے اس کا بٹن
پریس کیا تو کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کی کرسیوں
کے راڈز کھٹے چلے گئے۔

تم اس روزی کا خیال رکھو میں باہر چینگ کر لوں۔" عمران
نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی
کوٹھی تھی۔ اس کا ایک کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا جبکہ ایک
کمرے میں اسٹے کا سناک تھا۔ ویسے یہاں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔
البتہ باہر گیراج میں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ عمارت کسی

نو تعمیر کالونی کی لگتی تھی کیونکہ باقی عمارتیں کچھ فاصلے پر نظر آ رہی
تھیں۔ عمران آگے بڑھا اور پھر پھانک کھول کر وہ باہر نکل آیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ واپس اندر آیا تو وہ مفلوم کر چکا تھا کہ یہ لارڈ جارج
نامی کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی ہلاک ہے۔ پھر وہ تیز قدم اٹھاتا
اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے لیکن
جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے
روجر کو ہوش میں دیکھا تھا۔ اس کی کرسی کے راڈز بھی غائب ہو چکے
تھے اور وہ فرش پر لیٹا ہوا کراہ رہا تھا اور اس پر کیپٹن شکیل جھکا ہوا
تھا۔ پھر کیپٹن شکیل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا تو خیال تھا کہ یہ ہلاک ہو چکا ہے۔" عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ویسے ہی اسے جیک کیا تھا۔ یہ زندہ تھا۔ میں نے اس
کے راڈز کھولے اسے فرش پر لٹایا اور پھر اس کے دل کی ماش کی تو یہ
ہوش میں آگیا۔" کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔

"چلو اچھا ہوا ورنہ مجھے اس کی موت پر ہمیشہ افسوس رہتا کیونکہ
اس کی موت کا سبب ہم لوگ ہی بنتے تھے۔" عمران نے کہا۔

"اس روزی کا کیا کرنا ہے؟" جوینا نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے لڑکیوں کا معاملہ تم خود جانو۔ اماں بی کا حکم ہے کہ میں
لڑکیوں کے معاملات میں دلچسپی نہ لیا کروں ورنہ میرا یہ بھوٹا بھوٹا

سے تو نکل ہی آئے ہیں اب ہم فوری طور پر ملک سے نکلنا چاہتے ہیں تاکہ معاملات فاسل ہو جائیں۔" عمران نے کہا۔

"یہاں فون ہوگا۔" روجر نے کہا۔

"ہاں۔" صدر تم روجر کو ساتھ لے کر بیرونی کمرے میں جاؤ۔ وہاں فون موجود ہے۔" عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اس نے روجر کا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا اور اسے ساتھ لے کر باہر نکل گیا۔

"اب تم بتاؤ کہ کیا تم واقعی جادوگر ہو۔" صدر اور روجر کے باہر جاتے ہی جویانے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ ہوائی دشمنوں نے میرا مطلب ہے کہ تنویر نے اڑائی ہوگی کہ مجھے جادوگر قرار دے کر واجب القتل قرار دے دیا جائے۔" عمران نے کہا۔

"تو پھر تم نے کیسے اچانک کرسی کے راڈ غائب کر دیئے جبکہ یہ وارنریس آپریشن تھے۔" جویانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ حماقت اسی جوڑ سے ہوئی کہ اس نے مجھے بتا دیا کہ یہ وارنریس آپریشن نہیں۔ میری کرسی چونکہ سب سے پہلے تھی اس لئے مجھے معلوم تھا کہ اس کرسی کی دبوڑ کا سرکٹ سامنے موجود لوہے کی کسی چیز کے ساتھ مل کر پورا ہوتا ہوگا۔ سامنے وہ کرسیاں تھیں۔ ان کے عقب میں دیوار پر فولادی بڑی سی پلیٹ اسی وجہ سے لگائی گئی ہوگی۔

دیوے میں نے ٹانگ اوپر اٹھا کر اس کا اندازہ بھی کر لیا تھا کیونکہ مجھے

خوبصورت اور معصوم چہرہ بگڑ جائے گا۔" عمران نے کہا تو جویانہ سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اس نے جہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اگر اچانک صالحہ نہ بول پڑتی تو یقیناً یہ فائر کھول دیتی اس لئے اس کی سزا موت ہے۔" جویانہ نے یخوت تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کا رخ روزی کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ روزی کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ روزی ختم ہو چکی تھی۔

"ہم۔ میں کہاں ہوں۔" اسی لمحے روجر کی آواز سنائی دی۔
"اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دو اور باہر جا کر چیک کرو۔" یقیناً یہاں کہیں نہ کہیں میڈیکل باکس ہوگا۔" عمران نے کہا تو صدر اور کیپٹن شکیل نے مل کر روجر کو اٹھایا اور اسے کرسی پر بٹھا دیا جبکہ تنویر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نہ صرف روجر کے جسم کی بیڈننگ ہو چکی تھی بلکہ عمران نے اسے ساری تفصیل بھی بتا دی تھی۔

"میں شرمندہ ہوں پرنس۔ اس جوڑ نے واقعی مجھے چکر دے دیا تھا حالانکہ میں نے کنفریشن بھی کی تھی لیکن شاید یہ معاملات کو پہلے ہی ایڈجسٹ کر چکا تھا۔" روجر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" جہادی زندگی بچ گئی ہے ہمارے لئے یہ بہت ہے ورنہ مجھے ساری عمر جہادی موت پر افسوس رہتا۔ بہر حال اب ہم ہسپتال

کہا۔

”نہیں۔ اس کا بھی انتظام ہو چکا ہے۔ جبری آجائے تو ہم آپ کو یہاں سے ایک خفیہ رہائش گاہ پر شفٹ کر دیں گے۔ وہاں آپ نئے میک اپ بھی کر لیں گے، لباس بھی تبدیل کر لیں گے اور آپ کے کاغذات بھی رات تک نئے روپ میں تیار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہے گا“..... روجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ان تینوں کی لاشیں بھی یہاں سے ساتھ لے جانا تاکہ فوری طور پر ان کی ہلاکت کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور ہم اطمینان سے یہاں سے نکل جائیں“..... عمران نے کہا تو روجر نے اشتباہ میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ سب ایک اور کالونی کی کوٹھی میں شفٹ ہو چکے تھے جہاں انہیں ہر قسم کا سامان مہیا کر دیا گیا تھا۔ روجر اور اس کے ساتھی انہیں وہاں پہنچا کر واپس جا چکے تھے اور اب عمران اور اس کے ساتھی وہاں اکیلے تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کس بات کا“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”دہی ڈیگوشیا جریرے کے بارے میں۔ اس کا وجود بہر حال مسلم ممالک کے لئے نقصان دہ ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”مسلم ممالک کو تو علم ہی نہیں ہے کہ یہ اسرائیل کا پراجیکٹ

ہی نے پیرا اوپر اٹھایا میں نے راڈز میں ہلکی سی لرزش محسوس کر لی تھی لیکن ظاہر ہے صرف میری ٹانگ سے پورا سرکٹ تو بریک نہیں ہو سکتا تھا لیکن حماقت اس ٹوٹی سے ہوئی۔ وہ سیدھا میری طرف آیا اور اس کا جسم جیسے ہی میرے سامنے آیا۔ یہ سرکٹ بریک ہو گا۔ البتہ انہیں آپرٹ میں نے اس انداز میں کر لیا کہ دونوں بازوؤں کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا تو راڈز کھل گئے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ہمارے راڈز کیوں نہیں کھلے“..... جولیان نے کہا۔

”اس لئے کہ ٹوٹی کے پٹے ہی سرکٹ دوبارہ مکمل ہو گیا اور سرکٹ ٹوٹنے سے راڈز خود بخود آپرٹ نہیں ہو جاتے۔ انہیں بہر حال جھٹکنے سے آپرٹ کرنا پڑتا ہے۔ پہلے یہ کام نہ تم نے کیا ہے اور نہ تمہیں معلوم تھا“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ فارمولا تو ہمیں نہیں مل سکا لیکن اسرائیل ڈیگوشیا جریرے پر اس فارمولے پر کام کر رہا ہے تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا تو صفدر اور روجر دونوں اندر داخل ہوئے۔

”میں نے جبری سے بات کر لی ہے۔ آج رات آپ سب سمندر کے راستے یہاں سے بحفاظت نکل جائیں گے“..... روجر نے کہا۔

”لیکن رات تک کیا ہم یہیں رہیں گے“..... تنویر نے چونک کر

ہے۔ وہ تو اسے اکیرمین پرائیویٹ ہی سمجھتے رہیں گے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"انہیں نہیں معلوم لیکن ہمیں تو معلوم ہے۔" جو یانے کہا۔
 "میرا خیال ہے کہ اس بارے میں کرنل فریدی کو آگاہ کر دیا جائے۔ وہ خود ہی اس کے خلاف کام کرے گا۔..... تنویر نے کہا۔
 "ارے۔ ارے۔ تم واقعی میرے صحیح رقیب ہو۔ ایک چھوٹا سا چٹیک ملنے کا سکوپ بھی ختم کرنا چاہتے ہو۔..... عمران نے چونک کر اور تیز لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے کہ تم خود کام کرو گے۔ ٹھیک ہے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔..... جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا انحصار تمہارے چیف پر ہے۔ اگر چیف نے دوسرا چٹیک دینے کا اقرار کیا تو ٹھیک ورنہ مرشد کرنل فریدی جانے اور اس کی اسلامی سیکورٹی کو نسل۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم دوسرے کی بات کر رہے ہو جبکہ میرا خیال ہے کہ تمہیں پہلا چٹیک بھی نہیں ملے گا۔..... تنویر نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ پھر وہی رقابت۔..... عمران نے ایک بار پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ اصول کی بات ہے۔ یہ مشن کب فائنل ہوا ہے۔ فارمولا تو ملا ہی نہیں ہے چٹیک کس بات کا۔..... تنویر نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تو اسی لئے تم نے ساری کارروائی اس انداز

میں کی تھی کہ سب کچھ تباہ ہو جائے۔ تم واقعی میرے صحیح رقیب ہو۔ کیوں جو یانے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر اور صالحہ نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ورنہ تم سمجھتے ہو سب تو تیز حرکت کرنے سے بھی معذور ہو چکے تھے۔ یہ مشن ان دونوں کا ہے۔..... جو یانے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو چٹیک کے لئے مجھے یہ مشن واقعی کمس کرنا پڑے گا۔ فارمولے کی ایک کاپی ڈیگوشیا جزیرے پر ڈاکٹر ویس کے پاس موجود ہے اور ہمیں بہر حال افغانستان کے ستر میڈیٹون کے محلے سے دفاع کے لئے لارچ ویو سسٹم کا فارمولا چاہئے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے ساتھ ہی ہم اسرائیل کا لارچ ویو سسٹم بھی تباہ کر دیں گے۔ ویری گڈ۔ دونوں کام ہو جائیں گے۔..... جو یانے مسرت لہجے میں کہا۔

"لیکن چٹیک تو ایک ہی ملے گا جبکہ دو ملنے چاہئیں۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ایک چٹیک نہ ملنے سے تم مر نہیں جاؤ گے۔..... جو یانے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو تمہارے بغیر نہیں مر سکتا۔ لیکن وہ آغا سلیمان پاشا۔ وہ ظالم سماج کا بالکل اسی طرح صحیح نمائندہ ہے جس طرح تنویر رقابت

کا..... عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

لارج ویو پراجیکٹ

مصنف مظہر کلیم امروہی

سمارٹ مشن ختم شد

لارج ویو پراجیکٹ جس کی حفاظت کے لئے انٹریسیا اور اسرائیل نے مل کر اپنی پوری ذہانت استعمال کر دی تھی اور جسے برطانیہ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا تھا۔
جزیرہ ڈیگوشیا جہاں لارج ویو پراجیکٹ کی تنصیب کی جارہی تھی اور جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے قدم قدم پر موت کے پھندے لگا دیئے گئے تھے۔
جزیرہ ڈیگوشیا جہاں پہنچنے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر طرف سے یقینی موت نے گھیر لیا۔ پھر.....؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے۔ یا دیک ایجنسی نے انہیں یقینی شکست سے دوچار کر دیا۔

انتہائی حیرت انگیز اور ناقابلِ شکست حفاظتی اقدامات کیا پراجیکٹ کو بچا سکے۔ یا پھر انتہائی تیز رفتار ایکشن بے پناہ سپینس اور موت کے جھوم میں لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

انتہائی منفرد اور یادگار کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عزیز سیریز

لاری ویپر ایجنٹ

مظاہر کا
ایک



عمیق سیریز

لارج ویو پراجیکٹ

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ
مُلٹاٹے

یوسف برادرز

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ چوکھڑا قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزدی یا کھلی مطابقت محض اتفاقہ ہو گی جس کے لئے جہشزاد مصنف پر ہرگز قطعی ذمہ دار نہیں ہو گئے۔

بے شک

ناشران ----- اشرف قریشی

----- یوسف قریشی

ترجمین ----- محمد بلال قریشی

طابع ----- پرنٹ یا رڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 55/- روپے



محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "لارج ویو پراجیکٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران جس فارمولے کے لئے نار سن مہینوں سے ٹکرائے تھے وہ فارمولا بھی اس پراجیکٹ میں موجود تھا اور یہ پراجیکٹ جسے بقاہر اکیڈمیں ظاہر کیا گیا تھا دراصل اسرائیلی پراجیکٹ تھا اور یہودیوں کا تو زندگی کا مقصد ہی مسلم دشمنی ہے اور پاکیشیا کو وہ ہمیشہ سے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس پراجیکٹ سے ان کا اولین مقصد پاکیشیا کی تباہی تھا اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس پراجیکٹ کا علم ہو گیا تو وہ دیوانہ وار اس کی تباہی کے لئے کام کرے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اس پراجیکٹ کی نہ صرف حفاظت اکیڈمیا کی سب سے ناپ سیکرٹ سروس مہینوں کو دی گئی بلکہ اس کے حفاظتی اقدامات اس انداز میں کئے گئے تھے کہ واقعی اسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تغیر بنا دیا گیا تھا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اس پراجیکٹ کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی پہلی بار احساس ہوا کہ ٹکراؤ کیا ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے اور ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب

بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔

لاہور سے عطار الرحمان مار تھ لکھتے ہیں۔ تقریباً دو سال قبل آپ کے ناول پڑھنا شروع کئے اور اب تک ناولوں کی ڈبل سنجری مکمل کر چکا ہوں۔ آپ کے ناولوں میں موجود معیاری مزاح اور مثبت جدوجہد نے آپ کے ناولوں کو بے حد دلچسپ بنا دیا ہے۔ مجھے ایک بار معلوم ہوا کہ آپ کے ناول دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اسی طرح شوق سے پڑھے جاتے ہیں تو یقیناً کچھ مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ آپ کی روحانی سیریز بھی بے حد شاندار جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ آپ خیر و شر پر مبنی ناول جلد جلد لکھا کریں کیونکہ ان کی تعداد کافی کم ہے۔ آپ کے ناولوں میں محاورے نہ صرف استعمال کئے جاتے ہیں بلکہ ان کی وضاحت بھی کر دی جاتی ہے لیکن ایک بات کی مجھے سمجھ نہیں آئی کہ آپ اکثر لکھتے ہیں کہ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں یا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی ہوئی کانوں تک پہنچ گئیں۔ کیا یہ صرف محاورہ ہے یا واقعی حیرت کی شدت سے آنکھیں کانوں تک پہنچ سکتی ہیں۔ ویسے میں نے اپنے طور پر کافی کوشش کی ہے لیکن میری آنکھوں کانوں تک تو کیا اپنی اصل حد میں بھی نہیں پھیل سکیں۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔

محترم عطار الرحمان مار تھ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے محاوروں کے سلسلے میں جس بات کی

وضاحت طلب کی ہے وہ واقعی دلچسپ ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے طور پر عمل کی کوشش تو کر کے دیکھ لی ہے لیکن چونکہ یہ کوشش آپ کی دانستہ تھی اس میں حیرت کا عنصر شامل نہ تھا اس لئے آپ کو ناکامی ہوئی کیونکہ آنکھوں کا پھیلنا حیرت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ویسے یہ ایک محاورہ بھی ہے اور حقیقت بھی۔ کیونکہ آنکھوں کا پھیلنا اور کانوں تک پہنچنا دونوں حیرت کی شدت ناپنے کا جیما نہ ہیں اور حقیقت میں حیرت کی وجہ سے آنکھیں پھیل جاتی ہیں۔ اس کا تجربہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کسی کو حیرت کی کیفیت میں دیکھیں تو اس وقت غور کریں کہ کیا آنکھیں پھیلی ہیں یا نہیں اور اگر پھیلی ہیں تو کس حد تک۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

غپینگ موز ضلع قصور سے نواز انجم لکھتے ہیں۔ "کافی عرصہ سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ کا انداز تحریر واقعی انتہائی خوبصورت اور دلکش ہوتا ہے۔ آپ کے ناول "ہائی وکٹری" کی ایک پوٹیشن میں پاکیشیائی زبان کو مشین میں فیڈ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس مشین میں پاکیشیائی قومی ترانہ فیڈ کر دیا جاتا ہے اور اس طرح اس مشین سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا جاتا ہے لیکن محترم۔ ہمارا قومی ترانہ تو فارسی زبان میں ہے جبکہ عمران اور اس کے ساتھی تو اردو میں باتیں کر رہے تھے۔ پھر وہ کیسے ٹریس ہو گئے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔"

محترم نواز انجم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے قومی ترانہ فارسی میں ہونے کے بارے میں جو بات لکھی ہے وہ واقعی انتہائی دلچسپ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ قومی ترانہ فارسی زبان میں ہے حالانکہ یہ فارسی زبان میں نہیں ہے بلکہ اردو میں ہی ہے البتہ الفاظ فارسی زبان کے استعمال ہوئے ہیں اور اتنی بات تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اردو میں تمام زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ ان میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی کثرت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہندی، گورکھی، انگریزی، اور مقامی زبانوں حتیٰ کہ ترکی زبان کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ لفظ اردو بذات خود ترکی زبان کا لفظ ہے اس لئے فارسی الفاظ کا استعمال تو اردو میں بے حد عام ہے اور شاعری میں تو یہ الفاظ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ آپ قومی ترانہ کے ان الفاظ کو غور سے پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس میں موجود تمام الفاظ اردو زبان میں عام استعمال ہوتے ہیں۔ امید ہے اب آپ کی مٹھن تو دور ہو گئی ہوگی لیکن ایک بات البتہ جواب طلب رہ گئی ہے کہ آپ نے کیسے یہ فرض کر لیا کہ پاکیشیا کا قومی ترانہ وہی ہے جو پاکستان کا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ خط میں ضرور اس کی وضاحت کریں گے۔

سواہرہ ضلع جہلم سے رحیم اللہ لکھتے ہیں۔ میں گذشتہ گیارہ سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول "ساگان مشن" میں ایک جگہ ایک آدمی کا حلیہ درج ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ اس

نے سریر ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور وہ سر سے گنجا تھا۔ آپ وضاحت کریں کہ ٹوپی پہننے کے باوجود وہ گنجا کیسے نظر آ سکتا تھا۔

محترم رحیم اللہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ اس پوئیشن کو دوبارہ پڑھیں تو آپ کو خود ہی اس کی وضاحت سمجھ میں آجائے گی۔ ناول میں جو حلیہ لکھا گیا ہے اس میں درج ہے کہ اس نے سریر ٹوپی اس طرح پہنی ہوئی تھی جیسے گھڑے کے منہ پر اس کا ڈھکنا رکھا جاتا ہے اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس ٹوپی کے باوجود اس کا گنجا سر نظر آ رہا تھا۔ ویسے کوئی بھی ٹوپی ہو وہ بہر حال کانوں تک نہیں ہوتی۔ سریر ہی ہوتی ہے اور سائڈوں پر موجود بالوں کی پوزیشن دیکھ کر آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ٹوپی کے نیچے سر کی کیا سمت ہے اور پھر یہ مخصوص ٹوپی تو سر کے اوپر والے حصے پر صرف لگی ہوئی تھی۔ یہ ساری باتیں ذہن میں رکھ کر جب آپ دوبارہ اس حلیے کو پڑھیں گے تو یقیناً آپ کی مٹھن خود بخود دور ہو جائے گی اور اس لئے ٹوپی کی خاص ماہیت کی تفصیل خصوصی طور پر لکھی گئی تھی ورنہ تو صرف یہ بھی لکھا جاسکتا تھا کہ اس کے سریر ٹوپی تھی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لیہ سے عاطف اقبال لکھتے ہیں۔ "ہم گذشتہ پانچ سالوں سے آپ کے ناولوں کے خاموش قاری ہیں اور ہر ناول پڑھنے سے پہلے ہمارا خیال ہوتا ہے کہ اس ناول میں عمران کی شادی ضرور ہو جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آپ کے ناول "پرنس آف ڈھب" میں عمران کی

شادی کا سلسلہ آگے بڑھا تھا لیکن آخری لمحات میں دلہن اغوا کر لی گئی۔
اس کے بعد اب تک ایسا موقع نہیں آیا۔ اس لئے ہماری درخواست
ہے کہ اب آپ عمران کی شادی کروا ہی دیں۔ امید ہے آپ ضرور
جواب دیں گے۔

محترم عاطف اقبال صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے
حد شکر یہ۔ جہاں تک عمران کی شادی کا تعلق ہے تو آپ نے خود ہی
لکھا ہے ایک بار جب شادی ہونے لگی تو دلہن آخری لمحے میں اغوا ہو
گئی۔ اس کے باوجود آپ عمران سے توقع رکھ رہے ہیں کہ وہ شادی
کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ عقلمند کے لئے ایک ہی تجربہ کافی ہوتا ہے۔
امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار جو لیا کے فلیٹ کے نیچے پارکنگ میں روکی اور پھر
نیچے اتر کر وہ تیز قدم اٹھاتا سیدھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس
کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ جو لیا کا فلیٹ دوسری منزل پر
تھا اس لئے دوسری منزل پر پہنچتے ہی وہ سیدھا جو لیا کے فلیٹ کے
دروازے پر پہنچ کر ہی رکا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔
"کون ہے..... ڈور فون سے جو لیا کی اولڈ سنائی دی۔"

"علی عمران..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو چند
لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ جو لیا دروازے پر موجود تھی۔ اس نے
ایک نظر عمران کو دیکھا اور پھر سائیڈ پر ہٹ گئی۔ عمران بغیر کچے کپے
اندروا داخل ہوا اور سیدھا سنٹنگ روم میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس
کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی تھی۔

"کیا ہوا تمہیں۔ اس قدر سنجیدہ کیوں ہو..... جو لیا نے دروازہ

اب بتاؤ ناں۔۔۔ جو لیا کے منہ سے انتہائی گھبراہٹ میں
فقرے نکلنے لگے۔

”وہ صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، صالحہ۔ اب کیا بتاؤں۔ بس میری
تو ہمت ہی نہیں پڑی۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسرا بے اختیار اچھل
پڑی۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

”صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو کیا ہوا ہے۔۔۔ جو لیا نے
ایک لحاظ سے چیتے ہوئے کہا۔

”اب کیا بتاؤ۔ صدیقی، نعمانی، چوہان اور خاور۔ کون کون سے
نام لوں۔ بس کچھ نہ پوچھو۔۔۔ عمران نے کہا تو جو لیا بے اختیار
بذیائی انداز میں چیتے لگی۔ اس کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا
رہی تھی۔

”ارے۔۔۔ میں نے کہا انہیں فون کرو ورنہ میں کہاں ان کے
فلپوں پر مارا مارا پھرتا رہوں گا۔۔۔ عمران نے جلدی سے کہا تو جو لیا
نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔ اس کا سرسوں کے
پھول سے زیادہ زرد پڑتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا تھا۔

”تم۔ تم۔ احمق۔ نافرمان۔ کس انداز میں بات کرتے ہو۔
میری روح فنا کر دی تھی تم نے۔۔۔ جو لیا نے ٹھٹھکت بھاڑ کھانے
والے لہجے میں کہا۔ اسے حقیقتاً عمران پر بے پناہ غصہ آ گیا تھا۔

”اب تمہیں کیسے سمجھاؤں۔ کیا بتاؤں۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آخر ہوا کیا ہے۔ منہ سے پھوٹو گئے یا انہیں۔ جلدی بتاؤ ورنہ اب

بند کر کے واپس آتے ہوئے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”غضب ہو گیا جو لیا۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ جی چاہتا ہے کہ۔۔۔ بس کیا
بتاؤں۔۔۔ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر
بات کرتے کرتے رک گیا۔

”کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے۔ یا اللہ تو
مہربان ہے۔۔۔ جو لیا واقعی عمران کی سنجیدگی اور لہجے سے بے حد
پریشان ہو گئی تھی۔

”بس کچھ نہ پوچھو۔ میری ہمت ہی نہیں پڑی بات کرنے کی۔
عمران کا ہجر مزید سنجیدہ ہو گیا تھا۔

”اوہ۔ کیا چیف کو تو کچھ نہیں ہو گیا۔ جلدی بتاؤ ورنہ میا دل
دوب جائے گا۔۔۔ جو لیا واقعی انتہائی بری طرح گھبرا گئی تھی۔

”چیف کو کیا ہونا ہے۔ وہ تو انسان ہی نہیں ہے۔۔۔ عمران
نے کہا۔

”تو پھر کیا ہوا ہے۔ کیا اطلاع دینی ہے۔ پھر کیا ہوا ہے۔ بتاؤ
پلیز۔۔۔ جو لیا نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ۔ مجھے ہمت تو جمع کر لینے دو۔ میری واقعی ہمت
نہیں پڑی۔ بس یوں سمجھو سب سے اس کا تصور ذہن میں آتے ہی زبان
ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو جو لیا نے
بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہے۔ اوہ کیا ہوا ہے۔ جو بھی ہوا

”بس یوں ہی سمجھ لو..... عمران نے کہا تو جو یا بے اختیار اچھل پڑی۔“

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے..... جو یا نے پھٹ پڑنے والے لمحے میں کہا۔“

”چیف کا حکم ہے کہ اور تم جانتی ہو کہ چیف کا حکم اہل ہوتا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔“

”اگر چیف نے واقعی ایسا کیا ہے تو پتہ میں بھی استعفیٰ دے دوں گی۔ میں بھی سیکرٹ سرس چھوڑ دوں گی۔ بات چیف مجھے گویا ہی کیوں نہ مار دے..... جو یا نے کہا۔“

”جہازے بارے میں تو چیف نے منہ نہیں دیا۔ تم تو بہت متوجہ ساتھ رہو گی۔ میں صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ سے باتیں میں کہہ رہا ہوں.....“ عمران نے کہا۔“

”تم ضرور کوئی ٹیکہ چلا رہے ہو۔ تم شیطان اور کہتے ہو۔ جلدی بتاؤ کیا بات ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ..... جو یا نے یقیناً بھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔“

”اچھا تو پھر سن لو۔ اب میں کیا کروں۔ تم خود ہی ضد کر رہی ہو۔ پھر مجھے نہ کہنا کہ ایسی خبر میں نے کیوں سنائی.....“ عمران بھلائے کہاں آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔“

”پھر وہی جگر بازی۔ سیدھی طرح بتاؤ.....“ جو یا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔“

میں جہاز اسر توڑ دوں گی.....“ جو یا نے پھٹ پڑنے والے لمحے میں کہا۔“

”چیف نے حکم دیا ہے۔ میں نے اپنے طور پر تو بے حد کوشش کی ہے لیکن چیف مانتا ہی نہیں۔ اب مجبوری ہے جو یا۔ اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اب تمہیں ہی کچھ کرنا پڑے گا.....“ عمران نے کہا۔“

”چیف نے حکم دیا ہے۔ کس بات کا حکم۔ کیا مطلب.....“ جو یا نے یقیناً چونک کر کہا۔“

”اچھا سننے کا حوصلہ رکھتی ہو تو سن لو۔ لیکن خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ سن کر تم بھی ہمیں ڈھیر ہو جاؤ۔ نہ جانے میں کہاں جہازے فلیٹ تک کیسے پہنچا ہوں۔ بس یہ میرا ہی دل گردہ ہے ورنہ شاید سڑک پر ہی ڈھیر ہو جاتا.....“ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔“

”تم باز نہیں آؤ گے۔ اصل بات بتاؤ کیا ہوا ہے.....“ جو یا نے ایک بار پھر رندے ہوئے لمحے میں کہا۔“

”وہ۔ وہ۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ اب جہازے ساتھ نہیں رہے۔ مجبوری ہے۔ میں نے چیف کو بہت کھایا لیکن اب میں کیا کروں.....“ عمران نے رو دینے والے لمحے میں کہا تو جو یا کی آنکھیں ایک بار پھر پھٹتی چلی گئیں۔“

”ساتھی نہیں رہے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ کیا چیف نے انہیں نکال دیا ہے۔ کیوں۔ آخر وجہ کیا ہوئی.....“ جو یا نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔“

”تمہیں نارسن ہجنسی والا مشن یاد ہے؟“ عمران نے کہا۔
 ”کیوں یاد نہیں ہے۔ ابھی چند روز پہلے تو ہم اس مشن سے
 واپس آئے ہیں؟“ جوینا نے کہا۔
 ”اور اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے ہم نے ڈیگوشیا جزیرے پر
 جانا تھا۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہاں۔ پھر کیا ہوا؟“ جوینا نے کہا۔

”چیف نے حکم دیا ہے کہ اس مشن پر میرے اور جہاز کے ساتھ
 نعمانی، چوہان، صدیقی اور خاور جائیں گے۔ میں نے چیف کی بڑی
 متیں کیں کہ جب پہلے صفدر اور ساتھی گئے تھے تو اب بھی اس کی
 تکمیل میں انہیں ہی جانا چاہئے لیکن چیف مانا ہی نہیں۔ اب تم بتاؤ
 کہ میں کیا کر سکتا ہوں؟“ عمران نے کہا تو جوینا نے بے اختیار
 لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔

”خدا تم سے کچھ نہ کرے۔ کیا تم سیدھی طرے یہ بات نہیں کر سکتے
 تھے۔ میرا دوا خون خشک کر دیا ہے تم نے؟“ جوینا نے فیصلے
 لئے میں کہا۔

”ابھی آدھا ہوا ہے۔ چوہا بقی آدھا پھر کسی نے کسی روز جو جائے
 گا۔“ عمران نے کہا تو جوینا کا ہاتھ بے اختیار گھوم گیا لیکن عمران
 بجلی کی سی تیزی سے ہٹ گیا اور جوینا کا ہاتھ کرسی کی پشت سے جا
 نکرایا۔

”ارے۔ ارے۔ اس میں واقعی میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ بے

شب چیف سے پوچھ لوں۔“ عمران نے کہا۔
 چیف نے یہ حکم آخر کسی خاص وجہ سے دیا ہو گا۔ میں خود
 پوچھتی ہوں چیف سے۔“ جوینا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
 نے ریسور اٹھایا اور منبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ عمران خاموش
 بیٹھا ہوا تھا۔

”ایکسٹو۔“ دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی
 دی۔

”جولیا بولی رہی ہوں باس۔“ عمران ابھی میرے پاس آیا ہے اور
 اس نے بتایا ہے کہ آپ نارسن ہجنسی والے مشن کی تکمیل کے لئے
 ڈیگوشیا جزیرے پر جویم بھیج رہے ہیں اس میں صفدر اور کیپٹن
 شمیم کی بجائے فورسٹارڈ کو بھیج رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہی
 ہے؟“ جوینا نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

نارسن ہجنسی والا مشن چونکہ جہاز رپورٹ کے مطابق مکمل
 نہیں ہوا تھا اس لئے عمران کو اصول کے مطابق چیک نہیں مل سکتا
 جس پر عمران نے احتجاجاً ڈیگوشیا جزیرے کے مشن پر جانے اور نارسن
 ہجنسی والے مشن کو مکمل کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کا انکار
 چونکہ پاکیشیا کے مفادات اور سلامتی کے خلاف تھا اس لئے میں نے
 اسے حکم دیا ہے کہ کل تک اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لے ورنہ کل
 سے یہ وارنٹک جاری کر دی جائے گی۔ اس پر عمران نے کہا کہ وہ
 اس شرط پر وہاں جانے کو تیار ہے کہ اگر ٹیم کے انتخاب کا حق اسے

دے دیا جائے لیکن میں نے اس کی یہ شرط تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اب اس نے شاید تمہارے ذریعے مجھ پر دباؤ ڈالنے کے لئے یہ حربہ اختیار کیا ہے۔ لیکن کل اگر اس نے مشن پر جانے کی حامی نہ بھری تو اسے واقعی ریڈ وار تنگ دے دی جائے گی اور تم جانتی ہو کہ اس کی لاش کو شہر کے کسی کچر انگر میں کتے گھسیٹتے ہوئے نظر آئیں گے۔ دوسری طرف سے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جو لیا کے چہرے پر یقیناً شدید پریشانی کے تاثرات ابھرائے اور وہ رسیور رکھ کر عمران کی طرف بڑھ گئی۔

”کیا تم واقعی اس صورت میں مشن مکمل کرنا چاہتے ہو کہ ہم لوگوں کی بجائے فورسٹرز تمہارے ساتھ جائے۔“ جو لیا نے کہا۔
 ”ایکسٹرنل نے مجھے چیک دینے سے انکار کر کے اپنے پیروں پر آپ کھماڑی ماری ہے جو لیا۔ میں نے سوچا کہ چلا فورسٹرز کو ساتھ لے جاؤں کیونکہ صدیقی بھی بہر حال چیف ہے۔ میں اس سے چیک حاصل کروں گا لیکن تم نے فون کر کے میرا یہ سکوپ بھی ختم کر دیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اب تمہارا یہ اپنا پرست نقاب پوش مہر ہے بات ماننے سے بھی انکار کر دے گا کہ فورسٹرز کو بھیجا جائے۔ نتیجہ یہ کہ اب چیک ملنے کا سکوپ بھی ختم اور اس کے ساتھ ہی میرا اس مشن پر جانے کا سکوپ بھی ختم سمجھو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں چیک چاہئے۔ وہ جہیں مل جائے تب۔“ جو لیا نے

ہوٹ چھاتے ہوئے کہا۔

”کون دے گا چیک؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”کوئی دے۔ تمہیں اس سے مطلب ہے۔“ جو لیا نے جواب دیا۔

”نہیں۔ جیسے بتاؤ۔ پھر بات آگے بڑھے گی۔“ عمران نے

کاروباری سوا کر کے والے تاجر کے انداز میں کہا۔

”اگر میں دیتی ہوں۔ پھر۔“ جو لیا نے کہا۔

”سوری۔ مہر مردانہ انا یہ چیک نہیں لے سکتی۔ ہم مردوں کی ان غور توں کی رقم کھانے سے ہمیں روکتی ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”صفدر دے دے گا۔ توفیر دے دے گا۔ کیپٹن تنکیل سے لے

دوں گی۔ تم یوں تو تو ہی۔“ جو لیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سوری۔ مجھے خیرات میں کوئی رقم نہیں چاہئے۔“ عمران

نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی تو تم صدیقی سے چیک لینے کی بات کر رہے تھے۔ پھر۔“

جو لیا نے حیران ہو کر کہا۔

”وہ چیف ہے چاہے فورسٹرز کا ہی ہی۔ چیف تو ہے اور چیف

سے بھی چیک اس صورت میں درست ہو گا جب میں کام کر کے

چیک لوں۔ اسی لئے تو میں کو شش کر رہا تھا کہ صفدر اور اس کے

ساتھیوں کی بجائے فورسٹرز کو ساتھ لے جاؤں۔ تم نے چیف کو

فون کر کے سارا مسئلہ ہی خراب کر دیا۔“ عمران نے کہا۔

ایسا کٹھور اور اگر اس نے ایسا کر دیا تو پھر مجبوراً مجھے اس کے خلاف ریڈ وارنٹنگ جاری کرنا پڑے گی۔۔۔ عمران کی زبان پوری روانی سے چل رہی تھی۔

”کیا مطلب۔ کیوں۔۔۔ جو لیا نے چونک کر کہا۔

”میں یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ وہ تمہارے خلاف ریڈ وارنٹنگ جاری کرے۔۔۔ عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو جو لیا کا بچہ رنجیت انتہائی مسرت سے گلنار ہو گیا۔

”یہ تم نے آخر کس چکر میں پھنسا دیا ہے۔۔۔ یوں مانتے ہو نہ یوں۔۔۔ جو لیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”میں تو مانتا ہوں۔ اس لئے تمہارے فلیٹ پر آیا ہوں لیکن تم نے اب تک نہ چائے پلائی ہے اور نہ بس کر اور مسکرا کر بات کی ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”پہلے میں صفر کو کال کر لوں۔ پھر چائے پلاؤں گی۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”صفر کو کیوں۔ کیا میں جہیں شریف آدمی نہیں لگتا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”شٹ اپ۔ گھٹیا باتیں مت کیا کرو۔ نانسنس۔۔۔ جو لیا نے رنجیت غصیلے جیسے ہنس کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور صفر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”باقی ساتھیوں کو بھی کال کر لو۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن چیف تمہارا پابند تو نہیں ہے کہ تم اسے کہو گے تو وہ فورسٹارڈ کو تمہارے ساتھ بھیج دے گا۔۔۔ جو لیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”اگر چیف ایسا نہیں کرے گا تو میں بھی مشن پر نہیں جاؤں گا۔ یہ میرا آخری اور حتمی فیصلہ ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر چیف نے اگر ریڈ وارنٹنگ جاری کر دی تو۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

”تو کر دے۔ کیا ہو گا۔ بس گولی مار دی جائے گی مجھے۔ مار دی جائے۔ مہ اسوائے اماں کی ہے اور کون بدمرد ہے یہاں۔ ڈیڑی ویسے ہی تجھے نکلا اور ٹکٹو بھجئے ہیں۔ سلیمان ادھار اور تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ناراض رہتا ہے۔ سوپر فیاض نے فیاض نہ بننے کی قسم کھائی ہے۔ سر سلطان ویسے ہی اپنی بیٹی کی شادی کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔ اماں بی سے کوئی بات کر دو تو وہ مجھے دوسرے نوجوانوں کی طرح کوٹھی میں رہنے اور شادی کر کے بچے پالنے کا کہہ دیتی ہیں اس لئے ان سے بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اب تم خود بتاؤ کہ میں کس کے آسرے پر زندہ رہوں۔ چیف مارنا چاہتا ہے تو مار دے۔۔۔ عمران نے کہا تو جو لیا نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔

”میں چیف کو خود کہہ دیتی ہوں کہ ہم اس مشن پر نہیں جاتے۔ جو لیا نے کہا۔

”تو پھر چیف ہمیں بھی ریڈ وارنٹنگ جاری کر دے گا۔ وہ ہے ہی

"کیوں؟..... جو لیا ہے بے اختیار چونک کر کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اسے بے حیائی میں یہ خیال ہی نہ رہا تھا کہ کریڈل پر ہاتھ رکھنے سے رابطہ کسے جاتا ہے۔

"اس لئے کہ اب میں نے بغیر چمیک کے چہارے، صغور اور ساتھیوں کے ساتھ مشن مکمل کر لینے کا فیصلہ کر لیا ہے" عمران نے کہا۔

"کیا مطلب؟ ابھی تو تم آخری حد تک جانے پر تیار تھے۔ پھر کیا ہوا؟..... جو لیا ہے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا بتاؤں۔ کاش کوئی ایسا آدمی ہوتا جو دل کی کیفیات دوسرے تک پہنچا سکتا۔ تم نے میری موت کے بارے میں سن کر جب پریشانی کا اظہار کیا اور چہارے بہتر سے بہتر جو تاثرات ابھرے ہیں اس سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ بہر حال تم میری ہمدرد ضرور ہو اور جہاں تم جیسی ہمدرد موجود ہو وہاں موت کا سوچنا ہی حماقت ہے۔ جہاں تک چمیک کا مسئلہ ہے تو کوئی بات نہیں۔ میں بھوکا رہ کر بھی گزارہ کر لوں گا" عمران نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی؟ اوہ۔ تم نے آج میری زندگی کی سب سے بڑی مسرت مجھے بخش دی ہے" عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا تھا جیسے موسم بہار میں پھول کھلتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھی اور کچن کی طرف دوڑتی چلی گئی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد

جولیا والپس آئی تو اس کے چہرے پر ابھی تک مسرت کے گہرے تاثرات موجود تھے۔ اس نے نرے میں دو چائے کی پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"عمران۔ کیا واقعی تم نے فیصلہ کر لیا ہے یا؟..... جو لیا ہے" عمران نے پتلی عمران کے سامنے رکھتے ہوئے قدرے ہچکا کر کہا۔

"نہ۔ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ میرے دل کی آواز ہے۔ عمران نے کہا تو جولیا نے تیزی سے منہ دوسری طرف کر لیا لیکن عمران دیکھ رہا تھا کہ اس کی بات سن کر وہ کبھی نہ ہو گیا تھا۔

"تمہارے سامنے کچھ نہیں ہے۔" عمران نے اس کی کیفیت دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"جولیا، روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اسے اکیلے میں اپنے آپ کو سنبھالنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ اس نے یہ سارا ڈرامہ اس لئے کیا

تھا کہ اسے صغور نے آج صبح ہی فون کر کے اطلاع دی تھی کہ وہ

جسٹ شیش مشن پر کام کرنے کے سلسلے میں جولیا سے بات چیت کرنے

گئے تھے جولیا فوجی ہو جا ہوا دیکھا۔ یوں گستاخا جیسے وہ ساری رات سو

چکے تھے۔ سبکی ہو اور روتی بھی رہی ہو اور پھر صغور کے مطابق اس کے

کہ جو یا اس کیفیت میں کہیں اپنے ساتھ کچھ نہ گزرے۔ اس پر عمران نے اسے تسلی دی تھی کہ وہ جو یا کو سمجھا دے گا اور اب جب صفدر کی اس سے ملاقات ہوگی تو یقیناً صفدر نمایاں فرق دیکھے گا اور اسی لئے وہ یہاں آیا تھا کیونکہ اس نے خود بھی محسوس کر لیا تھا کہ کچھ سرے سے حالات واقعی اس بچہ پر چل نکلے تھے کہ اس کے رویے کی وجہ سے جو یا کی افسردگی اور مایوسی بڑھتی چلی جا رہی تھی لیکن اب اسے یقین تھا کہ جب صفدر آئے گا تو اسے جو یا پھول کی طرح کھلی ہوئی نظر آئے گی۔ اس طرح کچھ عرصہ کے لئے ہی بہر حال صفدر کا یہ خدشہ دور ہو جائے گا۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں موجود تھے۔ ان کے سامنے ایک اہم فائل کھلی ہوئی تھی اور وہ اس فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے بہت سے رنگوں کے فونز میں سے سرخ رنگ کے فون کی سترنم گھنٹی بج اٹھی تو ان کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھرائے لیکن ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس..... انہوں نے سر دلچے میں کہا۔

”جواب۔ ایکریمیا سے مسٹر سیمنڈ کی ایس ایس کال ہے۔“

دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ بات کراؤ..... صدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ سیمنڈ بول رہا ہوں جواب..... چند لمحوں بعد ایک

بھاری سی آواز سنائی دی۔ سیمنڈ ایکریمیا میں اسرائیل کا سفیر تھا۔ اس

”جناب۔ تفصیل یہ ہے کہ پاکیشیا کا ایک سائنس دان اکیرمیل

کی لیبارٹری میں لارج ویو سسٹم فارمولے پر کام کرتا رہا ہے۔ جب فارمولا تکمیل کے قریب آیا تو وہ غائب ہو گیا۔ اسے تلاش کیا جاتا رہا لیکن وہ ٹریس نہ ہو سکا۔ پھر اچانک اکیرمیل نے جنہوں نے ٹریس کر لیا کہ پاکیشیا میں یہ سائنس دان لارج ویو فارمولے کی تکمیل کے لئے خفیہ طور پر کام کر رہا ہے جس پر اکیرمیل نے جنہیں نارس نے وہاں کارروائی کی اور اس فارمولے کو بھی جلادیا اور اس سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اکیرمیل پہنچ گئی۔ انہوں نے نارس جنہیں کے ان جنہوں کو ٹریس کر کے ہلاک کر دیا جنہوں نے پاکیشیا میں کارروائی کی تھی لیکن ساتھ ہی انہوں نے لارج ویو فارمولے کے حصول کے لئے بھی کام شروع کر دیا اور مختصر یہ کہ فارمولا تو انہیں نہیں مل سکا۔ البتہ انہوں نے مارشل ایریا میں اس کا پورا سٹور تباہ کر دیا اور واپس چلے گئے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ اب لازماً ڈیگوشیا جزیرے پر انیک کریں گے اور وہاں سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارے پراجیکٹ کو بھی ساتھ ہی تباہ کر دیں۔“ سیمینڈ نے کہا۔

”آپ کو کیسے یہ سب کچھ معلوم ہوا اور آپ نے کیسے یہ سب جتہ کیا۔“ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ آپ میری پرسنل فائل دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو

کالچہ مؤدبانہ تھا۔

”یس سسٹم سیمینڈ۔“ فرمائیے۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ ڈیگوشیا جزیرے پر لارج ویو سسٹم نصب ہو رہا ہے جو اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس سلسلے میں اہم بات کرنی ہے۔“ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”لارج ویو سسٹم کے سلسلے میں۔“ لیکن وہاں تو اسے اکیرمیل ہی ظاہر کیا جا رہا ہے۔ پھر۔“ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ ایسا ہی ہے۔ اس کا اصل فارمولا یہاں مارشل ایریا کے ایس ایس سنور میں رکھا گیا تھا اور مارشل ایریا کے اس ایس ایس سنور کو تباہ کر دیا گیا ہے۔“ سیمینڈ نے کہا۔

”یہ آپ کیا ہیلیاں بھجوا رہے ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ میرا وقت کتنا قیمتی ہے۔ آپ کھل کر بتائیں کیا بات ہے۔“ صدر نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا کیونکہ کوئی بات واقعی ان کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

”جناب۔ یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے اور اب یقیناً وہ ڈیگوشیا جزیرے پر ہمارے لارج ویو سسٹم کے خلاف بھی کارروائی کرے گی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر بے اختیار اچھل پڑے۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کارروائی کی ہے اور وہ ڈیگوشیا میں بھی کارروائی کرے گی۔ کیوں۔ وجہ۔“ صدر نے کہا۔

بن پریس کر دیا۔

"پریس سر"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "قومی سلامتی کی کونسل کی پولیٹر کو میرے آفس میں
 بھیجیو۔" صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر
 مودبانہ سی دستک سنائی دی تو صدر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک
 بن پریس کر دیا۔ سامنے دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی
 جس پر ایک لمبا ترنگا آدمی جس کے جسم پر باقاعدہ فوجی وردی تھی
 کھڑا نظر آیا۔ صدر نے وہ بن آف کر کے دوسرا بن پریس کر دیا تو
 دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ لمبا ترنگا اور ورزشی
 جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں صدر کو سیلوٹ
 کیا۔

"تشریف رکھیں کرنل پولیٹر"۔ صدر نے کہا تو کرنل پولیٹر
 سامنے موجود صوفے پر بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔
 "کرنل پولیٹر۔ آپ کو معلوم ہے کہ ڈیگوشیا جیڑے پر لارج ویو
 سسٹم کی تنصیب جاری ہے۔ یہ سسٹم اسرائیل کا ہے لیکن اسے
 اکیرمیا سے ایک معاہدے کے تحت اکیرمین ظاہر کیا جا رہا ہے
 کیونکہ اس سسٹم سے اکیرمیا بھی اپنے مخصوص مقاصد حاصل کر لے
 گا۔ اس کے تمام اغراض حکومت اسرائیل ادا کر رہی ہے"۔ صدر
 نے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔

"پریس سر"۔ کرنل پولیٹر نے مختصر سا جواب دیا۔

جانے گا کہ سفارت کاری سے پہلے میں نے کچھ عرصہ اکیرمیا کی ایک
 انجینی میں کام کیا ہے۔ اس کے بعد ایک مشن کے دوران مجھے ایسی
 چوٹیں آئیں کہ مجھے یہ کام چھوڑنا پڑا اور پھر میں سفارت کاری میں آ گیا
 اس لئے اب بھی انجینیوں کے مخصوص آدمیوں سے میرے تعلقات
 ہیں۔ مارشل ایریا اور اس کے سٹور کی تباہی کی اطلاع نے تو مجھے
 ویسے ہی تجسس میں ڈال دیا اور میں نے انجینیوں میں مخصوص
 آدمیوں سے بات کی تو مجھے یہ ساری باتیں معلوم ہو گئیں اور وہیں
 سے مجھے معلوم ہوا کہ ڈیگوشیا جیڑے پر فارمولے کی ایک کاپی موجود
 ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس کا علم ہے اور انہیں یہ بھی
 علم ہے کہ یہ لارج ویو سسٹم اصل میں اسرائیل کا ہے لیکن اسے
 ظاہر اکیرمین کیا جا رہا ہے اس لئے میں نے آپ سے بات کی ہے کہ
 یہ اہم بات آپ کے نوٹس میں رہے۔" سیمنڈ نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ یہ اہم بات میرے نوٹس
 میں لے آئے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔" مجھے اس سلسلے میں فوری طور پر
 خصوصی انتظامات کرنے پڑیں گے۔ تھینک یو"۔ صدر نے کہا
 اور رسیور رکھ دیا۔ ان کے بچے پر انتہائی گہری پریشانی کے تاثرات
 نمایاں ہو گئے تھے۔ انہوں نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے ایک
 طرف رکھ دی اور وہ بیٹھے کافی دیر تک سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے
 ایک طویل سانس لیا اور سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر ایک

”اوکے۔ اب آپ جا سکتے ہیں“۔ صدر نے کہا تو کرنل پولٹر اٹھا، اس نے ایک بار پھر فوجی سیلٹ کیا اور پھر مز کر کے باہر چلا گیا تو صدر نے خاکی رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

”ییس سر“۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ ان کے ملٹری سیکرٹری کرنل بروک کی آواز تھی۔
”کرنل بروک۔ ایکرییا کے سپیشل سیکرٹری ڈیفنس لارڈ میکالے سے میری بات کرائیں“۔ صدر نے کہا۔

”ییس سر“۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ کے وقفے کے بعد خاکی رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے رسیور اٹھالیا۔
”ییس“۔ صدر نے کہا۔

”جناب۔ سپیشل سیکرٹری ڈیفنس لارڈ میکالے سے بات کیجئے۔“ دوسری طرف سے کرنل بروک کی مودبانہ آواز سنائی دی۔
”ہیلو“۔ صدر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ییس سر۔ میں ایکرییا میں سپیشل سیکرٹری ڈیفنس میکالے بول رہا ہوں“۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن بوجہ مودبانہ تھا۔

”لارڈ میکالے۔ ڈیکو شیا جزیرے پر لارج دو بسسٹم پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی سیکورٹی بلیک ہینس

”وہاں اس کی حفاظت کس کے ذمے ہے“۔ صدر نے پوچھا۔
”ایکرییا کے جناب اور ایکرییا کی سب سے اہم بلیک ہینس اس کی سیکورٹی پر مامور ہے کیونکہ یہ سسٹم ایکرییا کے لئے بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا اسرائیل کے لئے“۔ کرنل پولٹر نے جواب دیا۔
”جس طرح اسرائیل کی طرف سے اس پراجیکٹ کے رابطہ آفیسر آپ ہیں اس طرح ایکرییا کی طرف سے کون سی ہینس رابطے کا کام کر رہی ہے“۔ صدر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اتنا سوال کر دیا۔

”ایکرییا میں ہینس ریڈوڈ ہے جناب۔ وہ بھی اس پراجیکٹ کو ذیل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے“۔ کرنل پولٹر نے جواب دیا۔
”اس کا انچارج کون ہے“۔ صدر نے پوچھا۔
”کرنل ڈاس جناب“۔ کرنل پولٹر نے جواب دیا۔
”اس کا آفس کہاں ہے اور اس کا فون نمبر“۔ صدر نے کہا تو کرنل پولٹر نے تفصیل بتا دی۔

”آپ کی اس سے بات ہوتی رہتی ہے“۔ صدر نے کہا۔
”ییس سر۔ تقریباً ہر ہفتے ہم ایک دوسرے سے رپورٹس کا تبادلہ کرتے ہیں“۔ کرنل پولٹر نے جواب دیا۔

”اس ہینس کو کنٹرول کون کرتا ہے“۔ صدر نے پوچھا۔
”سپیشل سیکرٹری ڈیفنس لارڈ میکالے جناب“۔ کرنل پولٹر نے جواب دیا۔

نوس میں ہے۔..... صدر نے کہا۔

"ییس سر..... دوسری طرف سے مختصر سے الفاظ میں جواب دیا گیا۔

"کیا وہاں کی سیکورٹی بلیک پنجنسی کے ذمہ ہے..... صدر نے کہا۔

"ییس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر ڈان۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا کی ایک پنجنسی جسے نارسن پنجنسی کہا جاتا ہے، نے پاکیشیا میں لارچ ویو سسٹم پر ہونے

والی ریسرچ کو تباہ کر دیا ہے اور اس پاکیشیائی سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا ہے جو اس پر کام کر رہا تھا۔ اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ

سروس ایکریمیا پنجنسی اور پھر انہوں نے مارشل ایریا کے خصوصی سنور سے لارچ ویو سسٹم کا فارمولا اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ فارمولا تو

نہ اڑا سکے البتہ انہوں نے مارشل ایریا اور اس کے سنور کو تباہ کر دیا..... صدر نے کہا۔

"ییس سر۔ مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی طرف سے رپورٹ ملی ہے۔ نارسن پنجنسی ان کے تحت ہے۔" چیف

سیکرٹری نے کہا۔

"مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ڈیگوشیا جزیرے پر بھی اس فارمولے کی ایک کاپی موجود ہے۔ وہاں لارچ ویو سسٹم پراجیکٹ دراصل اسرائیل اور

کر رہی ہے۔ کیا یہ بلیک پنجنسی آپ کے تحت ہے..... صدر نے پوچھا۔

"نوسر۔ یہ براہ راست چیف سیکرٹری صاحب کے تحت ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ۔" صدر نے کہا اور کریڈل دبا کر انہوں نے ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا۔

"ییس سر..... دوسری طرف سے کرنل بروک کی آواز سنائی دی۔

"ایکریمین چیف سیکرٹری سے بات کرائیں..... صدر نے کہا اور ایک بار پھر ریسور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی

ایک بار پھر بج اٹھی تو انہوں نے ریسور اٹھالیا۔

"ییس..... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایکریمین چیف سیکرٹری سر ڈان سے بات کیجئے جناب۔" کرنل بروک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو..... صدر نے کہا۔

"سر۔ میں ایکریمین چیف سیکرٹری ڈان بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا بھلا

مؤدبانہ ہی تھا۔

"سر ڈان۔ ڈیگوشیا جزیرے پر اسرائیل اور ایکریمیا کا انتہائی اہم پراجیکٹ لارچ ویو سسٹم کی تنصیب جاری ہے۔ کیا یہ آپ کے

ایکریمیا کا مشترکہ پراجیکٹ ہے اور اب پاکیشیا سکیٹ سروس وہاں ایک کر کے وہ فارمولا حاصل کرنے اور اس پراجیکٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہے..... صدر نے کہا۔

”اوہ۔ سر مجھے تو بہر حال ایسی رپورٹ نہیں ملی۔ لیکن اگر ایسا ہے تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس پراجیکٹ کی سیکورٹی بلیک مینجمنٹ کی ذمہ داری ہے اور بلیک مینجمنٹ ایکریمیا کی سب سے اہم مینجمنٹ ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ اگر انہوں نے ایک بھی کیا تو وہ خود ختم ہو جائیں گے..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

”سر ڈان۔ آپ کو پاکیشیا سروس کے بارے میں تفصیلات کا علم ہے یا نہیں..... صدر نے سرد لہجے میں کہا۔

”پوری طرح علم ہے جناب۔ لیکن اس کے باوجود آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ ڈیگوشیا جزیرہ ان کے لئے موت کا پھندہ ثابت ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وہاں ریڈ المرٹ کے احکامات بھی دے دیتا ہوں۔“ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”وہاں بلیک مینجمنٹ کا انچارج کون ہے.....“ صدر نے پوچھا۔
 ”کرنل ڈیوک ہیں جناب۔ وہ بلیک مینجمنٹ کے سب سے فعال اور سب سے ذہین اجنٹ ہیں اور بلیک مینجمنٹ میں سب سے زیادہ طویل فہرست ان کے کارناموں کی ہے اس لئے انہیں خصوصی طور پر وہاں سیکورٹی چیف آفیسر بنایا گیا ہے.....“ چیف سیکرٹری نے کہا۔

”آپ انہیں فون کر کے میرے بارے میں بتادیں۔ میں خود ان سے بات کرنا چاہتا ہوں اور مجھے ان کا خصوصی فون نمبر بھی بتل دیں.....“ صدر نے کہا۔

”ییس سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا گیا۔

”شکریہ.....“ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل ڈیوک کا نام سن کر ان کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ انہوں نے بھی کرنل ڈیوک کے بارے میں وقتاً فوقتاً کافی کچھ سن رکھا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد انہوں نے ملٹری سیکرٹری کرنل بروک کو ڈیگوشیا جزیرے پر کرنل ڈیوک کا نمبر دے کر ان سے بات کرنے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ییس.....“ صدر نے رسیور اٹھا کر کہا۔
 ”ڈیگوشیا جزیرے پر کرنل ڈیوک سے بات کیجئے جناب۔“ ملٹری سیکرٹری کرنل بروک کی آواز سنائی دی۔
 ”ہیلو.....“ صدر نے باوقار لہجے میں کہا۔

”ییس سر۔ میں کرنل ڈیوک بول رہا ہوں۔ چیف سیکورٹی آفیسر۔ دوسری طرف سے ایک موبائل آواز سنائی دی۔
 ”کرنل ڈیوک۔ مجھے حتمی اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سکیٹ سروس کسی بھی روز ڈیگوشیا جزیرے پر ریڈ کر کے وہاں سے

لارج ویو سسٹم کا فارمولا بھی حاصل کرنا چاہتی ہے اور لارج ویو سسٹم پر انجیکٹ کو بھی تباہ کرنا چاہتی ہے۔ ہم نے اکیڈمیا کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کرنے کی بجائے آپ سے براہ راست رابطہ اس لئے کیا ہے کہ آپ نے فیلڈ میں کام کرنا ہے۔..... صدر نے کہا۔

”جناب پریذیڈنٹ۔ ہمیں جیسے ہی اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مارشل ایریا پر ریڈ کر کے وہاں کے سنور کو تباہ کر دیا ہے اسی روز ہم سمجھ گئے تھے کہ اب وہ ڈیگوشیا جزیرے کا رخ کریں گے اس لئے ہم نے یہاں اسی روز سے ریڈ الرٹ کر رکھا ہے اور ہم ہر لحاظ سے چوکنا ہیں۔ ویسے اس پراجیکٹ پر اور اس ایریے کے حفاظتی انتظامات بے حد سخت ہیں اس لئے وہ لوگ یہاں کسی صورت بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ بلیک بجنسی نے انہیں ڈیگوشیا جزیرے کے اوپن علاقے میں ختم کرنے کے لئے علیحدہ ٹیم کال کر لی ہے اور پاکیشیا میں بھی ایسے انتظامات کر لئے گئے ہیں کہ یہ لوگ جیسے ہی وہاں سے روانہ ہوں گے ہمیں اطلاع مل جائے گی اور پھر انہیں پراجیکٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے گا۔ اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں“..... کرنل ڈیوک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈیوک۔ مجھے آپ کا جواب سن کر بے حد اطمینان ہوا ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حد درجہ تیز اور فعال ہیں۔ انتہائی سخت سے سخت حفاظتی انتظامات کا شیرازہ بکھیر دینے میں

یہ لوگ بے پناہ شہرت رکھتے ہیں“..... صدر نے کہا۔

”جناب آپ قطعی بے فکر رہیں سبہاں ان کا مقابلہ کسی مارشل بجنسی سے نہیں بلکہ بلیک بجنسی سے ہے اور اکیڈمیا کی بلیک بجنسی کا ہر ایک انجکٹ ہمیشہ ان سب پر بھاری ثابت ہوا ہے اور اس بار بھی ایسا ہی ہو گا۔ آپ بہت جلد خوشخبری سنیں گے“۔ کرنل ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ آپ کا بے حد شکریہ“..... صدر نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر انہوں نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور ایک طرف رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اسے سامنے رکھ لیا۔

جیت ہوائی جہاز کی کھلی اور انتہائی آرام دہ سیٹ پر عمران کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ عقبی سیٹوں پر تنویر اور صفدر تھے جبکہ اس بار کیپٹن شکیل نے ایک علیحدہ سیٹ منتخب کی تھی کیونکہ وہ یہ سفر اپنی پسندیدہ کتاب پڑھنے میں گزارنا چاہتا تھا۔ پاکیشیا سے ڈیگوشیا کا فاصلہ بے حد طویل تھا اور جہاز براہ راست پاکیشیا سے ڈیگوشیا نہیں جاتا تھا اس لئے پاکیشیا سے انہوں نے سیٹیں افریقی ملک مراکش کے لئے بک کرائی تھیں۔ ڈیگوشیا جزیرہ چونکہ شمالی بحر اوقیانوس میں واقع تھا اس لئے عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مراکش سے ڈیگوشیا جانے والی سمندری مسافر لالچ جسے فری کہا جاتا تھا، کے ذریعے ڈیگوشیا پہنچیں گے۔ دوسری صورت میں انہیں پورا شمالی بحر اوقیانوس کر اس کر کے پہلے اکیرمیا کے دارالحکومت ولنگٹن پہنچنا پڑتا اور پھر ولنگٹن سے دوسری پرواز پر واپس شمالی بحر اوقیانوس میں واقع

ڈیگوشیا جزیرے پہنچنا تھا۔ اس طرح یقیناً بہت سا وقت بھی ضائع ہوتا اور انہیں سفر بھی طویل کرنا پڑتا۔ اس وقت جہاز اپنی پرواز مکمل کر کے مراکش کے دارالحکومت کاسا بلانکا کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ طویل سفر عمران نے تو حسب عادت آنکھیں بند کئے اور بظاہر نیند کرنے میں گزارا تھا جبکہ جولیا جہاز میں مختلف رسالے اور اخبارات پڑھتی رہی۔ تنویر اور صفدر کے باتیں کرنے اور سوتے جاگتے میں وقت صرف کیا تھا جبکہ کیپٹن شکیل مسلسل اپنی پسندیدہ کتاب پڑھنے میں مصروف رہا تھا۔ البتہ درمیان میں جب بھی مشروبات پیش کئے جاتے اور کھانا وغیرہ دیا جاتا تو عمران اس طرح ہوشیار ہو جاتا جیسے وہ زندگی بھر کبھی سویا نہیں ہو۔ جولیا کا کئی بار جی جاہا کہ وہ عمران سے بات چیت کرے لیکن ہر بار اس نے دانستہ اپنی اس خواہش کو دبا دیا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر عمران نے اپنی عادت کے مطابق کوئی ایسی سیدھی بات کر دی تو عمران کی طرف سے جو مسرت اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے وہ ختم ہو جائے گی اور وہ دانستہ اس مسرت کو سنبھال کر رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن مسلسل رسالے اور اخبارات پڑھتے پڑھتے وہ اب مرجانے کی حد تک بور ہو چکی تھی۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ صفدر کو اپنی سیٹ پر بیٹھا کر تنویر سے گپ شپ کرے لیکن پھر اسی لمحے اس نے اس خیال کو اس نے جھٹک دیا کہ کہیں عمران ناراض نہ ہو جائے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھل کر تنویر کی حمایت بھی کرتی تھی۔ لیکن

اس کے اندر کوئی چیز کھنا کے سے ٹوٹ گئی ہو۔ وہ عمران کو کوئی جواب دینے کی بجائے ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیز قدم اٹھا لی۔
نوائٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

”عمران صاحب۔ آپ نے مس جو لیا کو کیا کہہ دیا ہے۔“ اچانک صفر نے آگے کی طرف جھٹکے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے بتایا ہے کہ ہم انتہائی اہم اور سخت مشن پر جا رہے ہیں۔ سیدہ دیکھنے نہیں جا رہے اس لئے ڈیوڈ شیپھن سے پہلے وہ قسم کے بچکانہ جذبات کو جھٹک دے اور اس نے میری بات مان لی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن آپ کو ایسا کہنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔“ صفر نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یقیناً جو لیا نے کوئی ایسی بات کی ہو گی جو عمران کو ناگوار گزری ہو گی ورنہ عمران عام طور پر اس قسم کے الفاظ نہیں کہا کرتا۔

”اس نے مجھے جگانے کے لئے یہ ادو بار نام اس انداز میں لیا ہے کہ میرا دل چاہنے لگا تھا کہ اٹھ کر قہار سے پیر پڑ لوں اور تمہارے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت کروں کہ تم خطبہ نماز یاد کر لو۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ اس خیال است محال و جنون۔ پتہ ناچے مجبوراً مجھے اسے سمجھانا پڑا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کسی کے جذبات اس سرد مزاجی سے مجبور نہ کیا کریں۔ یہ انسانیت کے خلاف ہے۔“ صفر نے مسکراتے

نجانے کیا بات تھی کہ جس روز سے عمران نے فلیٹ پر آکر اس سے کھل کر خوشگوار باتیں کی تھیں اس روز سے اب وہ تنویر سے اس انداز میں کھل کر بات کرنے سے ذہنی طور پر کتراتے لگی تھی۔

”عمران۔ عمران۔“ اچانک جو لیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تنویر اچھا ساتھی ہے۔ بے شک اس سے بات چیت کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ عمران نے آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا تو جو لیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیا مجھے معلوم نہیں ہے کہ تنویر اچھا ساتھی ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ جو لیا نے اس انداز میں گھبرا کر بات کی جیسے اس کے دل کا چور پکڑا گیا ہو۔

”دیکھو جو لیا۔ وہاں فلیٹ پر دوسری بات تھی۔ اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں اور تم اس وقت جو لیا نہیں بلکہ ڈپٹی چیف بھی ہو۔ لہذا مشن کے دوران کسی قسم کی جذباتیت کو قریب نہ پھٹکنے دینا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں بار بار مجھے جگانے کا ارادہ کرنے کے باوجود نہیں جگا رہی اور کیوں بار بار مڑ کر صفر کو یہاں بلانے اور خود تنویر کے ساتھ گپ شپ کرنے سے دانستہ گریز کر رہی ہو۔ ہر جگہ یہ بچکانہ جذبات نقصان دیتے ہیں۔“ اچانک عمران نے سیدہ ہو کر بیٹھنے ہوئے انتہائی سخت، سرد اور غیر جذباتی لہجے میں کہا۔ اس نے جیسے ہی لفظ بچکانہ جذبات منہ سے نکالا جو لیا کیوں محسوس ہوا جیسے

جھٹکنے سے آگے بڑھ کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

”تم اس طرح اچانک اٹھ کر نہ جایا کرو۔ تمہاری خالی سیٹ دیکھ کر میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔“ عمران نے بڑے شیریں لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تو کیا تمہیں تھمڑا کر جایا کروں۔“ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ وہ ساری مسرت اور سارے خواب عمران کے لفظوں پر گناہ جذبات نے جیسے فضا میں تحلیل کر دیئے تھے اور جولیا سمجھ گئی تھی کہ عمران نے صرف وقتی طور پر اپنے کسی مفاد کی خاطر فلیٹ پر ایسی باتیں کی تھیں ورنہ وہ وہی جھپٹے جیسا پتھر دل اور کھنڈور آدمی ہے۔

”تھمڑ نہیں۔ اس سے تمہارے نازک ہاتھ کو چوٹ بھی لگ سکتی ہے۔ بس تینٹی نظروں سے دیکھ کر چلی جایا کرو تاکہ تمہارے آنے تک میں سرور اور خمار میں ڈوبا رہوں۔“ عمران جیسا ڈھیٹ بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔ لیکن دوسرے لمبے پائلٹ نے جہاز کے اترنے اور ہیلٹ وغیرہ باندھنے کا اعلان کرنا شروع کر دیا تو جہاز میں جیسے ٹکٹ ہیل سی جی گئی اور سب سیدھے ہو کر بیٹھنے اور بیلٹس باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس لئے جولیا نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور پھر ایئر پورٹ سے وہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر کالابانکا کے ایک ہوٹل میں پہنچ گئے۔ لیکن روایت کے مطابق اگر اپنے اپنے کمرے سے ہو کر باقی سب تو عمران کے کمرے دینے سے

ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا نے جذباتی انداز میں اور اٹھاتے ہوئے عمران کا نام لیا ہو گا اور عمران ایسے انداز سے ہمیشہ کوسوں دور بھاگتا تھا۔

”چیف نے شاید اس بار صاف کو اس لئے ساتھ نہیں بھیجا کہ تمہیں انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد آ جائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم کیوں اس سے بات کرتے ہو۔ یہ شخص تو بات کرنے کے قابل ہی نہیں۔“ تنویر نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا۔

”واہ۔ یہ ہے بات کرنے کا صحیح اور درست انداز اور میں یہی انداز جولیا کو سکھانا چاہتا ہوں تو تم اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہو۔“ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی لمحے جولیا نوائٹ سے واپس آئی اور اس نے صفدر کو اٹھ کر اپنے والی سیٹ پر جانے کا اشارہ کیا۔

”آپ عمران صاحب کے ساتھ بیٹھیں مس جولیا۔ میں نے عمران صاحب کو سمجھا دیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”کیا سمجھا دیا ہے۔“ جولیا نے چونک کر کہا۔

”یہی کہ وہ آپ کے جذبات آئندہ مجروح نہیں کریں گے۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”اس کی بھرت ہے ایسا کرنے کی۔ میں اسے کوئی نہ مار دوں گی۔“ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک

دونوں چونک پڑے۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ جولیا ناراضگی کی وجہ سے نہیں آئے گی۔ اپنے کمرے میں رہے گی۔“ حصد نے کہا۔

”میں نے آنے کی بات کی ہے۔ کمرے میں رہنے کی وجہ کا اب مجھے کیا علم ہو سکتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر میں بھی اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔“ تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بھٹلے کہا جاتا تھا جس کم جہاں پاک لیکن ظاہر ہے اب تنویر بھاری بھر کم آؤں ہے جس کیسے ہو سکتا ہے اس لئے اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ تنویر کم کمرہ پاک۔“ عمران نے کہا۔

”شٹ اپ۔ بکواس کی تو گولی مار دوں گا۔“ تنویر نے دروازے کے قریب مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ نفیاتی طور پر تشدد پسند ہوتے جا رہے ہیں۔“ حصد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر میں ایسا ہو گیا تو کیا تم دونوں یہاں بیٹھے نظر آ سکتے تھے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ ڈیگوشیا ہمزے پر یقیناً یہ اطلاع پہنچ چکی ہو گی کہ ہم نے مارشل ایئر بیس کا سٹور تباہ کر دیا ہے اس لئے لامحالہ اب وہ لوگ ہمارے وہاں منتظر ہوں گے۔“ حصد کے جواب دینے سے

لیکن جولیا نہ آئی۔

”ارے۔ کیا کروں کی سجاوٹ اچھی نہیں ہے حالانکہ یہ فانیو سٹار ہوٹل ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے عمران صاحب۔ اس قدر خوبصورت انداز میں کمرے سجائے گئے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے اس سجاوٹ کی تعریف کر رہے ہیں اور آپ ایسا کہہ رہے ہیں۔“ حصد نے کہا۔

”ایسی سجاوٹ کا کیا فائدہ جس میں رنگ ہی نہ ہوں۔ وہ ہمارے ایک قومی شاعر نے بڑے پتے کی بات کی ہے۔ اس نے ہمیں بتایا ہے کہ کائنات کی تصویر اس وقت تک بدرنگ رہتی ہے جب تک کہ اس میں نسوانی رنگ نہ ہوں۔“ عمران نے شعر کا مفہوم بتاتے ہوئے الفاظ اپنی مرضی سے تبدیل کر لئے تھے۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ جولیا کے بغیر کمرے کی سجاوٹ میں رنگ غائب ہو گئے ہیں۔“ حصد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ یہ بات تم تو نہ کہو۔ یہ بات تنویر تو کہہ سکتا ہے۔ تم تو جولیا کی بجائے صالحہ کا نام استعمال کرو۔ اس لئے جولیا آ بھی جائے تب بھی تمہیں کمرہ بے رنگ ہی نظر آئے گا۔“ عمران نے کہا تو کمرہ بے اختیار فہم قوس سے گونج اٹھا۔

”میرا خیال ہے کہ مس جولیا غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے ہی آئیں گی۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جوتیو۔“ عمران نے آہستہ سے کہا تو حصد اور کیپٹن شکیل

پہلے کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کر دی تو صفدر بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

”ہاں۔ اور وہاں ایک اطلاع کے مطابق بلیک ہینسی کام کر رہی ہے اور چیف سیکورٹی آفیسر کرنل ڈیوک ہے جسے ان دنوں بلیک ہینسی کی ناک کہا جا رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر تو عمران صاحب یقیناً پاکیشیا سے اور پھر ایئر پورٹ پر نگرانی کی جا رہی ہوگی۔ پھر آپ بہر حال اپنے اصل حلیے میں ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ میری اصل شکل بے حد خوبصورت ہے اس لئے میں نے میک اپ کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ کس طرح معلوم ہوا ہے آپ کو۔“ صفدر نے کہا۔
 ”میں اصل شکل میں فلیٹ سے نکل رہا تھا کہ ساتھ والے فلیڈ کی کڑکی سے ایک محترمہ مجھے کن انکھوں سے دیکھ رہی تھیں۔“ فوراً واپس گیا اور میں نے میک اپ کیا لیکن پھر جب میں سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچا تو ساتھ والے فلیٹ کی کڑکی ہی بند ہو چکی تھی۔“
 ”تم خود بتاؤ۔ اب میں کیوں میک اپ کروں۔“ اندہ تعالیٰ کا شکر کہ تم ادا کروں۔“ عمران نے کہا۔

”صفدر۔ تم اہم اور سنجیدہ بات کے دوران ایسی بات کر دینا۔“

کہ عمران صاحب کا ذہن پیڑی سے اتر جاتا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے اس بار صفدر سے مخاطب ہو کر قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
 ”آئی ایم سوری کیپٹن شکیل۔“ صفدر نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ جان بوجھ کر اصل شکل میں وہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ خود چاہتے ہیں کہ آپ کی ڈیگوشیا جبر سے پرہیز کی پیشگی اطلاع پہنچ جائے۔ اس کی وجہ۔“ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن ہم نے ڈیگوشیا کی تو ٹیمیں ہی نہیں لیں۔ ہم تو یہاں مراکش کے مسافریں کر پہنچے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے مراکش پہنچنے سے وہ سمجھ جائیں گے کہ آپ ڈیگوشیا رہے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں سے بھی تو میک اپ کر کے جا سکتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لازمی بات ہے کہ ہمیں پاکیشیا سے یہاں مراکش پہنچنے میں کافی وقت لگا ہے اور اس دوران بلیک ہینسی یہاں ہماری نگرانی پر کسی کو تعینات کر چکی ہوگی۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں تو وکیل بننا چاہئے تھا۔ اصل بات اگلوآنے کے لئے جرح جیسے شاندار انداز میں کرتے ہو۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ اصل شکل میں وہاں کیوں جا رہے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟" کیپٹن شکیل نے کہا تو جوہیا اور تنویر دونوں ہی کیپٹن شکیل کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"وجہ تو میں نے پہلے بتا دی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ چاہتے ہیں کہ مس جوہیا کے سامنے وہ وجہ دوہرائی جائے۔ لیکن عمران صاحب۔ میری درخواست ہے کہ اس بار آپ بھی جذبات سے ہٹ کر مشن مکمل کریں کیونکہ یہ مشن شاید ہماری زندگیوں کا سب سے سخت اور کٹھن مشن ثابت ہو۔ بلیک بجنسی کسی بھی صورت میں کارکردگی کے لحاظ سے ہم سے کم نہیں ہے"..... کیپٹن شکیل نے اس بار اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو اصل شکل میں جا رہا ہوں کہ ایسی بجنسی کے مقابل میک اپ کر کے ہم کب تک چھپ سکتے ہیں۔ ویسے بھی جب ہم نے مشرقی حصے میں داخل ہونے کی کوشش کی تو چاہے ہم کسی بھی میک اپ میں ہوں ہمیں مشکوک ہی سمجھا جائے گا۔ لیکن اس وجہ ایک اور بھی ہے جو میں جوہیا کے سامنے اس شرط پر بتا سکتا ہوں کہ جوہیا جذبہ باقی نہ ہو جائے"..... عمران نے کہا تو صفدر ایک پھر مسکرا دیا۔

تم میری فکر مت کرو۔ اب میں کسی بات پر جذبہ باقی نہیں ہوں

"تو کیا واقعی کوئی اور بات ہے؟" صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ہے تو یہی لیکن پہلے کیپٹن شکیل بتائے گا"..... عمران نے کہا۔

"خیال کیا ہے وہی گھسی پٹی بات ہی ذہن میں آسکتی ہے کہ اس طرح وہ لوگ سامنے آجائیں گے اور ان کی مدد سے ہم آگے بڑھ سکیں گے"..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا تو جوہیا اور اس کے پیچھے تنویر اندر داخل ہوئے۔

"اوہ او۔ مجھے جہاز اہی انتظار تھا تاکہ ہاٹ کافی منگوائی جا سکے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جوہیا نے رسیور اٹھا کر روم سروس کے نمبر پر بل کر کئے اور کمرے میں پانچ کپ ہاٹ کافی بھجوانے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تنویر اور جوہیا کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے لیکن عمران کے ارادے فقرے کے بعد ان دونوں کے چہرے بھی ناراض ہو گئے تھے۔

"کیپٹن شکیل۔ وہاں آگے بڑھنے کا ہیرو اس انداز میں حاضری کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کچھ معلوم ہے کہ ڈیگوشیا جہیز کا مشرقی حصہ جو گئے جنگلات پر مشتمل ہے حکومت اکیڈمی کی تحویل میں ہے اور یہ ہر لحاظ سے ممنوعہ علاقہ ہے۔ بظاہر وہاں اکیڈمی

کوئی دفاعی مواصلاتی نظام نصب ہے لیکن دراصل وہاں لارن

براہیکٹ نصب کیا جا رہا ہے عمران نے کہا۔

گی۔۔۔۔۔ جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بلیک -جنسی نے ہمارے شایان شان استقبال کے لئے ایک اور میم اکیمریسا سے ڈیگوشیا جڑے پر بھیجی ہے تاکہ وہ ہمیں ڈیگوشیا کے مغربی علاقے میں اس قدر مصروف کرے کہ ہم مشرق کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ہی بھول جائیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسی میم۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

"بلیک -جنسی میں لیڈز کا علیحدہ سیکشن ہے اور اس سیکشن میں ایک سپر سیکشن بھی ہے جسے بیونی سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس سیکشن میں اکیمریسا کی ایسی لڑکیاں بھرتی کی جاتی ہیں جو اگر مقابلہ حسن میں شمولیت اختیار کریں تو یقیناً مقابلہ حسن کے چج صاحبان رعب حسن سے ہی بے ہوش ہو جائیں۔ بلیک -جنسی کو معلوم ہو گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان کنوارے ہیں اس لئے انہوں نے بیونی سیکشن کو اس بار ڈیگوشیا کے مغربی حصے میں ہمارے استقبال کے لئے بھیجا ہے اس لئے تم خود بتاؤ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا سیکشن ہمارے لئے بھیجا گیا ہے اور ہم میک اپ کر کے ان سے چھپتے پھریں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کر کے ٹرائی پر موجود بات کافی کے برتن ان کے درمیان موجود میز پر رکھنے شروع کر دیے۔ پھر اس نے ٹرائی ایک طرف کر کے کھڑی کی اور تیز قدم اٹھاتا دروازے سے

باہر چلا گیا۔

"تو تم نے اس لئے مجھ سے جہاز میں ایسی باتیں کی تھیں کیونکہ تمہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ڈیگوشیا میں جہازوں کے لئے حسیناؤں کے جھگٹے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے۔۔۔۔۔ جو یانے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مس جو یانے۔ آپ بھی کمال کرتی ہیں کہ عمران صاحب کی ہر بات کو سچ سمجھ لیتی ہیں حالانکہ آپ کو خود اچھی طرح معلوم ہے کہ کسی بھی سیکرٹ -جنسی میں اس قسم کے بیونی سیکشن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس کا دماغ خراب ہو سکتا ہے تو کیا دوسرے لوگ پاگل نہیں ہو سکتے۔ تم مردوں کو اسی لئے تو ناقابل اعتبار کہا گیا ہے۔۔۔۔۔ جو یانے جھلٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا مطلب ہے کہ بلیک -جنسی کے اجنبٹ مغربی علاقے میں ہمارے انتظار میں ہوں گے اور ہم نے پہلے ان سے نمٹنا ہے اور پھر آگے بڑھنا ہے اور چونکہ آپ کی اصل شکل کی وجہ سے وہ فوراً آپ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کریں گے اس طرح وہ خود بخود سامنے آجائیں گے۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی درمیان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو ہاتھ ڈالنے کی بات ایسے کی ہے جیسے گردن میں ہاتھ ڈال کر انہوں نے مجھے گھسیٹنا ہے حالانکہ ہاتھ ڈالنے کا یہ مطلب بھی

ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر سمندر کے کنارے اٹھیلیاں کی جائیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

"عمران صاحب۔ کیا ہمیں اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے خصوصی اسلحہ ڈیگوشیا سے مل جائے گا؟....." صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہر قسم کا اسلحہ وہاں سے مل سکتا ہے کیونکہ ڈیگوشیا جزیرے کا مغربی حصہ بڑی بڑی تنظیموں کا گڑھ بھی ہے۔ وہاں اسلحہ سناک بھی ہوتا ہے اور اکیرمینیا اور افریقہ دونوں اطراف میں اسمگل بھی کیا جاتا ہے....." عمران نے جواب دیا اور ہاٹ کافی کا کپ اٹھا لیا جو اس دوران صفدر نے سب کے لئے کافی کے کپ تیار کر لئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سب بے اختیار اچھل پڑے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔" عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہاک بول رہا ہوں عمران صاحب۔ اکیرمینیا سے..... دوسری طرف سے ایک مسکراتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے؟....." عمران نے یقیناً سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ بلیک اینجنسی نے پہلے وہاں اپنے دو ایجنٹ فریڈ

اور فاسٹ بھیجنے کا پلان بنایا تھا لیکن پھر اسرائیل کے صدر نے بذاتہ خود جزیرے پر موجود کرنل ڈیوک جس کا تعلق بلیک اینجنسی سے تھا اور جو چیف سیکورٹی آفیسر بھی ہے، سے رابطہ کیا اور آپ کے بارے میں اطلاع دی اور اطلاع ملنے کے بعد پہلے والا آئیڈیا ڈراپ کر کے بلیک اینجنسی کے چیف نے بلیک اینجنسی کی دو سپر ٹاپ اینجنٹس روسی اور گارنی کو بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ یہ دونوں سپر اینجنٹس اس وقت ڈیگوشیا پہنچ چکی ہیں اور میں نے ڈیگوشیا سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق ان دونوں اینجنٹوں نے ڈیگوشیا کے سب سے خطرناک گروپ جسے آسٹر گروپ کہا جاتا ہے کو آپ کے خلاف ہائر کیا ہے اور اس وقت آسٹر گروپ کے خوفناک قاتل اور بد معاش پورے ڈیگوشیا میں آپ کے شدت سے منتظر ہیں اور انہیں نہ صرف آپ کی قعدہ کا علم ہے بلکہ آپ کی تصویریں بھی ان تک پہنچ چکی ہیں....." ہاک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ذیری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ بڑے جوش و خروش اور دھوم دھڑکے سے استقبال کی تیاریاں کی جا رہی ہیں....." عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے ہاک بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی ہے کہ مراکش میں بھی آپ کی سائنسی انداز میں نگرانی ہو رہی ہے اور آپ جس ذریعے سے بھی ڈیگوشیا پہنچیں گے وہ لوگ اس سے آگاہ ہوں گے۔" ہاک نے کہا۔

حسن کا پرستار ہوں اور بقول اماں بی سات بیٹیوں جیسا بننا ہوں۔
عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر
ہنس پڑے۔ اس بار جو لیا بھی اس ہنسی میں شریک تھی۔

سات بیٹیوں جیسے بیٹے صاحب۔ تم ہمیں مراکش میں رکھو
میں ان تینوں مردوں کے ساتھ جا کر بیٹلے ان کا خاتمہ کروں گی پھر
تمہیں وہاں کال کر لیا جائے گا اور تم باقی مشن مکمل کر لینا۔ جو لیا
نے ہنستے ہوئے کہا۔

ارے۔ ارے۔ تم نے تنزیر کی توہین کر دی۔ دیکھو غور سے
اس کے ننھے کس تیزی سے پھول چمک رہے ہیں۔ عمران نے
کہا تو سب چونک کر تنزیر کی طرف دیکھنے لگے۔

تم میرے بارے میں خواہ مخواہ بکواس نہ کیا کرو۔ تنزیر
نے باقی ساتھیوں کے اس طرح اسے دیکھنے سے قدرے بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

کیا توہین ہوئی ہے تنزیر کی۔ جو لیا نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

تم نے اسے مردوں میں شامل کر دیا ہے حالانکہ وہ آٹھ بیٹیوں
جیسا ایک بیٹا ہے۔ عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو کمرہ بے
اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

عمران صاحب۔ یہ بلیو سکاٹی وہی ہے جو بیٹلے بھی ایک کہیں
میں ہمارے خلاف استعمال ہو چکی ہے۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ بلیو سکاٹی کے ذریعے ہماری نگرانی ہو رہی
ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ آسز گروپ کا چیف کون ہے اور وہ کہاں مل سکتا
ہے۔ عمران نے کہا۔

آسز کلب ڈیگوشیا کا سب سے بدنام اور مشہور کلب ہے۔ آسز
اس کا مالک ہے لیکن وہ خود کہاں ہوتا ہے اس کا کسی کو علم نہیں۔
البتہ تمام معاملات کلب کا مینجر ریمینڈ نمناتا ہے اور اسے انتہائی
خوفناک لڑاکا سمجھا جاتا ہے۔ ہاک نے کہا۔

ہاؤ کے۔ بے حد شکریہ۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے رسیور رکھ دیا۔

اب بولو۔ میں نے غلط تو نہیں کہا تھا۔ بلیک ایجنسی کے بیوٹی
سیکشن کی دو ممبرز روسی اور گارنی ہمارے استقبال کے لئے ڈیگوشیا
میں موجود ہیں۔ عمران نے کہا تو جو لیا اس بار صرف مسکرا دی
کیونکہ وہ خود سن چکی تھی کہ یہ دونوں بلیک ایجنسی کی سپر ٹاپ
ایجنٹس ہیں اور وہ جانتی تھی کہ یہ ایجنٹس ڈیوٹی کے دوران جذباتی
معاملات میں ملوث نہیں ہوا کرتیں۔

عمران صاحب۔ ہاک نے ان دونوں کو سپر ٹاپ ایجنٹس بتایا
ہے لیکن ان سپر ٹاپ ایجنٹس نے خود سامنے آنے کی بجائے
بد معاشوں اور غنڈوں کے اس گروپ کو ہار کر لیا ہے۔ اس کی
وجہ۔ صفدر نے کہا۔

وہ دو ہیں اور ہمارے مرد ہیں۔ سر کیا ہے۔ میں تو ویسے بھی

"ہاں۔ اور اب ہم نے یہاں میک اپ کرنا ہے اور خاموشی سے یہاں سے غائب ہو جانا ہے۔ جب تک بلیو سکاٹی ہمیں تلاش کرے گی ہم شمالی بحر اوقیانوس میں سفر کر رہے ہوں گے لیکن اب سیری بات غور سے سن لو کیونکہ اب یہاں سے ایک لحاظ سے ہمارا اصل مشن شروع ہو رہا ہے۔ یہ مشن انتہائی سخت ہے اور اسے ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے مکمل کرنا ہے ورنہ ڈیگوشیا جیرہ واقعی ہمارا مدفن ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک تو بلیک پنجنسی انتہائی تربیت یافتہ پنجنسی ہے۔ دوسرے یہ لوگ بلیک تھنڈر کی طرح انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ یہ لوگ بے ہوش کر کے اور ہوش میں لا کر مذاکرات کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ یہ زبان چلانے کی بجائے ٹریگر دبانے پر زیادہ یقین رکھتے ہیں اس لئے یہ سمجھ لو کہ ہمارے پاس فصائع کرنے کے لئے کوئی چانس نہیں ہے ورنہ ہمارا اپنا چانس ختم ہو جائے گا۔ ڈیگوشیا پہنچ کر تم نے وہاں ایک ساؤتھ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچنا ہے۔ وہاں ایک آدمی فلیپر موجود ہو گا۔ تم نے اسے پرس آف ڈھپ کہنا ہے۔ وہ تمہیں اندر لے جائے گا۔ یہ انتظامات چیف نے کئے ہیں۔ وہاں ہر قسم کا اسلحہ، کاریں، میک اپ کا سامان اور لباس وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم کوٹھی میں جانے کی بجائے پہلے اس آسٹرکلب جائیں اور اس ریمنڈ کے ذریعے اس کے

آدمیوں کو واپس بلا لیں..... صفدر نے کہا۔

"یہ کام میں جو لیا اور صفدر کریں گے جبکہ باقی تم دونوں کوٹھی میں پہنچنا ہے۔ آسٹرکروپ سے فارغ ہو کر ہم بھی وہاں جائیں گے۔ اس کے بعد روسی اور گارنی کو تلاش کریں گے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوآری پلیر" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ "جہاں ایک کمپنی ہے سٹار فیری سروس۔ اس کے میجر رابرٹ کا نمبر دیں۔..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں۔ میجر سٹار فیری سروس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں پرس آف ڈھپ بول رہا ہوں۔ ایکریمیا کے فٹلے گروپ کے چیف فٹلے نے آپ کو میرے بارے میں فون کیا ہو گا۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یس سر۔ اوہ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ آپ حکم فرمائیں۔" دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ "ایک خاتون اور چار مردوں کے لئے ایسے کاغذات تیار کرانے ہیں کہ جنہیں ایکریمیا میں اصل سمجھا جائے اور پھر ان کے لئے ڈیگوشیا

جزیرے کے لئے ٹکٹیں بھی چاہیں۔" عمران نے کہا۔

"آپ تصاویر بھجوا دیں۔ آپ کا کام دو روز میں ہو جائے گا۔
کاغذات اکیڑیا سے ہی بن کر آئیں گے اور ہر لحاظ سے اصل ہوں
گے۔" دوسری طرف سے راہٹ نے کہا۔

"آپ اس وقت آفس میں موجود ہیں۔" عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں اور میرے ساتھی علیحدہ علیحدہ آپ کے پاس پہنچیں گے۔
رابطہ کوڈ فٹنے ہو گا۔ تصاویر وغیرہ آپ نے خود تیار کروانی ہیں۔ آپ
نے ہماری رہائش کا بندوبست بھی اس انداز میں کرنا ہے کہ آپ کے
علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسے ہی ہو گا جتنا۔" دوسری طرف سے کہا
گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"چلو اب سپیشل میک اپ کر لیا جائے۔" عمران نے کہا تو
سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اپنے ساتھ لانے والے بیگ
میں سپیشل میک اپ کا سامان خصوصی طور پر لے آیا تھا۔

"عمران صاحب۔ کیا ہمیں لباس بھی تبدیل کرنے ہوں گے۔"
صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو لباس اس بڑے بیگ میں خصوصی طور پر
رکھوائے گئے تھے۔ البتہ بیگ ہمیں چھوڑ دینا کیونکہ بیگ تبدیل نہیں
ہو سکتے۔" عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ایک کمرے میں دو نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں بیٹھی شراب
پینے میں مصروف تھیں۔ ان میں سے ایک لمبے قد اور قدرے بھرے
ہوئے جسم کی مالک تھی جبکہ دوسری درمیانے قد اور دبیلے جسم کی
تھی۔ لمبے قد والی کے بال براؤن رنگ کے تھے اور مردوں کی طرح
کٹے ہوئے تھے جبکہ دوسری لڑکی کے بال سیاہ تھے اور وہ اس کے
کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے شوخ رنگ کے سکرٹ
اور اوپر جیکٹیں پہنی ہوئی تھیں۔

"کاسا بلانکا سے اوپن سکائی کی کوئی اطلاع نہیں آئی گارنی۔ کیا
ہوا ہے انہیں۔ کہیں خوف کے مارے وہیں سے تو واپس نہیں چلے
گئے۔" لمبے قد والی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا نام روسی تھا اور
وہ گارنی سے سینئر تھی اور پھر اس مشن کے چیف بھی وہی تھی۔
دوسری لڑکی اس مشن میں اس کی نمبر نو بنا کر بھیجی گئی تھی۔

ان کے کمرے چیک کئے تو پتہ چلا کہ وہ کمرے سے غائب ہیں۔ البتہ ان کے بیگ وہاں موجود تھے جن میں وہ لباس بھی موجود تھے جو انہوں نے پہنے ہوئے تھے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں اوپن سکائی کا علم ہو گیا ہے اور وہ میک اپ کر کے اور لباس تبدیل کر کے نکل گئے ہیں۔" روسٹی نے کہا۔

"میس مادام۔ اس لئے اب اس گروپ کی پورے کا سا بلانکا میں مجرور تلاش جاری ہے۔ جرم نے جواب دیا۔
 "لیکن وہ فوری وہاں سے نکل بھی تو سکتے ہیں۔" روسٹی نے کہا۔

"ایئر پورٹس، نیوی سروس اور بس ٹرمینل کے ساتھ ساتھ کا سا بلانکا سے باہر جانے والے ہر راستے پر انہیں چیک کیا جا رہا ہے۔" جرم نے کہا۔
 "اتنے زیادہ سپاٹس پر کیسے چیکنگ ہو سکتی ہے جرم۔" روسٹی نے کہا۔

"راجر نے وہاں کے پولیس کمانڈر کو ہماری دولت دے کر اس کام پر آمادہ کر لیا ہے اور پولیس انہیں ٹریس کر رہی ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح کے مجرم ہیں۔" جرم نے جواب دیا۔
 "اوہ۔ گڈ شو۔ پھر حال اب انہیں تلاش کرنا ضروری ہے۔" روسٹی نے کہا۔

"وہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں روسٹی اس لئے واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں کے بارے میں کسی اطلاع کے انتظار میں ہوں۔" دوسری لڑکی جس کا نام گارنی تھا، نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو روسٹی نے ہاتھ بڑھا کر رسپو انٹھالیا۔

"میس۔ روسٹی بول رہی ہوں۔" روسٹی نے تیز لہجے میں کہا۔
 "مادام میں جرم بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میس۔ کیا رپورٹ ہے۔" روسٹی نے کہا۔
 "کا سا بلانکا سے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پورا گروپ اچانک غائب ہو گیا ہے اور اب انہیں تلاش کیا جا رہا ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو روسٹی کے ساتھ ساتھ گارنی بھی بے اختیار چونک پڑی کیونکہ لاؤڈر کی وجہ سے وہ مجرور دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سن رہی تھی۔

"لیکن ان کی نگرانی تو اوپن سکائی سے ہو رہی تھی۔ پھر وہ کیسے غائب ہو گئے۔" روسٹی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "وہ ہوٹل کے کمرے میں تھے اور ہوٹل میں ہمارے ایجنٹ موجود تھے۔ اوپن سکائی اس وقت کام کرتی ہے جب وہ کھلی فضا میں ہوتے لیکن جب کافی در تک وہ باہر نہ نکلے تو ہمارے ایجنٹوں نے

"یس مادام۔ وہ ٹریس ہو جائیں گے"..... جیرم نے کہا تو روسی نے اذکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"وہ ان لوگوں کے بس کے نہیں ہیں روسی۔ وہ لازماً یہاں پکڑ جائیں گے اس لئے ہمیں خود اس بارے میں کام کرنا چاہئے"۔ گارڈ نے کہا۔

"ریمنڈ کو مجھے اطلاع دینی ہوگی ورنہ وہ تو ان کے فوٹو اٹھا۔ ہوئے کھڑے رہ جائیں گے"..... روسی نے کہا اور ایک بار پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"آسنر کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنا دی۔

"ریمنڈ سے بات کراؤ۔ میں روسی بول رہی ہوں"..... روسی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ ریمنڈ بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"روسی بول رہی ہوں ریمنڈ"..... روسی نے کہا۔
"یس مادام"..... دوسری طرف سے اس بار قدرے مودبانہ۔
"میں کہا گیا۔

"ہمارے مطلوبہ افراد کا سا بلانا میں آپ کے غائب کئے ہیں۔ وہ لوگ بہر حال یہاں پہنچیں گے۔ اس لئے تم۔

آدمیوں کو صرف ان کے قد و قامت اور گروپ کی تعداد کے بارے میں بریف کر دو۔ اب ان کی تصویریں چیک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں رہا"..... روسی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی۔ ٹھیک ہے۔ میں سب کو ابھی کال کر کے احکامات دے دیتا ہوں"..... ریمنڈ نے کہا تو روسی نے اذکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مسئلہ واقعی ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ اب انہیں تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ گروپ کی بجائے علیحدہ علیحدہ بھی یہاں آ سکتے ہیں"۔
گھرنی نے کہا تو روسی نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔

"اب تو ایک ہی صورت ہے کہ ہم ڈیگوشیا جبرے کے مغربی حصے پر ایس ایس ریز پھیلادیں اور ان کی مدد سے میک اپ چیک کئے جائیں اور پھر انہیں ہلاک کیا جائے"..... گارڈی نے کہا۔

"نیکن یہ انتہائی مہنگا پراجیکٹ ہے۔ اسے مسلسل تو آن نہیں کھا جاسکتا"..... روسی نے کہا۔

"اوہ۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ڈیگوشیا جبرے پر ایئر پورٹ اور گھاٹ سے قس کر دیا جائے۔ صرف ان دو مقامات سے ہی کوئی ڈیگوشیا سے داخل ہو سکتا"..... گارڈی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے"..... روسی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"یس سنٹر"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

"یہ ہو سکتا ہے مادام کہ جیسے ہی کوئی مارک ہو اسے کمیونٹری فاؤنڈ بنا دیا جائے۔ اس طرح وہ مسلسل نگرانی میں رہے گا۔ اس طرح محدود پیمانے پر پراجیکٹ کام کرے گا اور مہنگا بھی نہیں پڑے گا اور وہ آدمی ظاہر ہے کسی ہوٹل میں ہی رہے گا یا کسی پرائیویٹ جگہ پر اور اس طرح آسانی سے چیک ہو سکے گا..... نیلسن نے کہا۔

"گڈ شو۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو اور ہمیں اطلاع دو تاکہ ان لوگوں کے خاتمے کے لئے ہم حرکت میں آسکیں....." روسی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے ایس سنٹر میں رہنا چاہئے تاکہ میں آسٹر گروپ کے قاتلوں کو ساتھ ساتھ ان لوگوں کی نشاندہی کرتی رہوں جبکہ تم یہیں ہیڈ کوارٹر میں رہو تاکہ مجموعی ہدایات دے سکو۔" گارنی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے ساتھ ساتھ مجھے بھی اطلاع دیتی رہنا ضرور نو ٹرائسمیٹر پر تاکہ میں خود بھی ان لوگوں تک پہنچ سکوں....." روسی نے کہا تو گارنی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا شراب کا گلاس میز پر رکھا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دلی چٹلی ہونے کی وجہ سے اس کی چال میں تیزی نمایاں تھی۔

دی۔

"روسی بول رہی ہوں..... روسی نے کہا۔

"ییس مادام۔ میں نیلسن بول رہا ہوں..... دوسری طرف =
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا رپورٹ ہے....." روسی نے کہا۔

"ہم ٹرائسمیٹر کا لڑ باقاعدگی سے چیک کر رہے ہیں مادام۔ لیکن ابھی تک کوئی مشکوک کال سامنے نہیں آئی..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو۔ ایئر پورٹ کی حدود اور بحری گھاٹ کی حدود پر ایس ایئر ریڈ فکس کر دو اور جو بھی میک اپ میں نظر آئے اس کی نشاندہی کر کیونکہ اب یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ مراکش سے میک اپ کر کے نگرانی کرنے والوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" روسی نے کہا۔

"ییس مادام۔ ابھی حکم کی تعمیل ہوگی۔ لیکن مادام دونوں جگہوں پر میک اپ میں اگر کوئی نظر آیا تو وہ چند لمحوں کے لئے ہی چیک گا۔ اس کے بعد وہ شہر میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اسے کیسے چیک جائے گا..... نیلسن نے کہا۔

"ہاں۔ تم بتاؤ کیا ہو سکتا ہے۔ پورے علاقے پر تو فٹنگ۔ حد پہنچتی پڑے گی اور ان لوگوں کا پتہ نہیں کہ کب آئیں۔" روسی نے کہا۔

سے چٹیک نہ کیا جاسکے گا۔ اس وقت وہ ہال کے تقریباً درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ حسب روایت اس کا نام مائیکل تھا۔ اس کے ساتھ سیٹ پر صفر موجود تھا جبکہ ہال کے دوسرے کنارے پر تنویر اور جو لیا اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے اور آخری حصے میں کیپٹن شکیل اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔

”مسٹر مائیکل۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ حالات اس بار کافی اچھے ہوئے ہیں۔“ اچانک صفر نے اکیپریمین سچے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

”وہ کیسے مسٹر رابرٹ..... عمران نے چونک کر کہا۔“

”ہم اصل معاملے کی بجائے فروغی معاملات میں الجھتے جا رہے ہیں۔ موجودہ صورت میں آسٹروپ ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے کیونکہ وہ تو ہمیں پہچان ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ کا اس کے خلاف حرکت میں آنا میری سمجھ میں نہیں آیا..... صفر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔“

”مسٹر رابرٹ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے سپیشل انداز اختیار کیا ہے لیکن ہمارے مقابلے میں جو کاروباری پارٹی ہے وہ جدید ترین ایجادات کو مارکیٹ میں لے آنے پر قادر ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہمارا سپیشل انداز دھرے کا دھرا رہ جائے اور ہمیں بہر حال آسٹروپ گروپ سے کاروباری مقابلہ کرنا پڑ جائے اور جب تک یہ آسٹروپ درمیان سے ہٹ نہیں جائے گا اس وقت تک ہم اطمینان بھرے انداز میں ان کی مارکیٹ میں کام نہیں کر سکیں گے..... عمران نے

ستار فری لانچ کی بجائے ایک لحاظ سے مٹی جہاز لگتا تھا۔ اس وسیع و عریض ہال انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ کرسیاں انتہائی آرام دہ تھیں اور ہال اس وقت رنگا رنگ قومیت کے مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ کاسا بلانا سے ڈیگوشیا جزیرے تک کا سہ چھ گھنٹوں کا تھا اور اس وقت جہاز تقریباً تین چوتھائی سفر طے کر چکا تھا۔ ہال میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ ان سب نے سپیشل میک اپ کر رکھے تھے۔ عمران نے خصوصی طور پر سپیشل میک اپ اس لئے تجویز کیا تھا کہ مقابلہ بلیک انجنسی سے تھا۔ اکیپریمیا کی سب سے ٹاپ انجنسی تھی اور انتہائی جدید ترین ایجادات مشن کے دوران استعمال کرتی تھی اس لئے عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں ان کا میک اپ کسی جدید ترین ریز سے نہ چٹیک کر لیا جائے۔ لیکن سپیشل میک اپ کے بارے میں وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب خدشات ہیں۔“
 عمران نے جواب دیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ فیڑی سے نکل کر
 مخصوص رستے سے ہوتے ہوئے چینگ روم میں پہنچے اور وہاں ان
 کے کاغذات کی چینگ کے بعد انہیں کلیر کر دیا گیا تو وہ دوسرے
 دروازے سے باہر آ گئے۔ یہ ایک کھلا برآمدہ تھا جس کے بعد ٹیکسی
 اسٹینڈ تھا۔ وہاں بے پناہ رش تھا۔ عمران اور تنویر اب آگے آ گئے تھے
 جبکہ باقی ساتھی پیچھے تھے کہ اچانک عمران بری طرح چونک پڑا۔
 ”کیا ہوا“..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”ہمیں خصوصی ریزے سے چیک کیا جا رہا ہے۔ فضا میں ہلکی ہلکی
 سرخ لائیں موجود ہیں“..... عمران نے کہا تو تنویر نے نظریں
 اٹھائیں اور پھر اسے بھی احساس ہونا شروع ہو گیا کہ واقعی فضا میں
 ہوا کی لہروں میں ہلکی ہلکی سرخ لائیں موجود ہیں جو صرف بغور دیکھنے
 سے ہی نظر آتی ہیں۔ چنانچہ تنویر نے یکتہ قدم آہستہ کر لئے اور پیچھے
 آنے والے ساتھیوں تک یہ بات پہنچادی اور سب بے انسیار چونک
 پڑے۔ لیکن ابھی وہ ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچے ہی نہ تھے کہ اچانک چار
 مشین گنوں سے مسلح آدمی بڑے ماہرانہ انداز میں ان کے قریب پہنچ
 گئے۔

”خبردار۔ ہاتھ اٹھا لو ورنہ گولی مار دیں گے“..... ان میں سے
 ایک آدمی نے چیخ کر کہا تو ان کے ساتھ آنے والے تمام مسافر بے
 اختیار اچھل پڑے۔

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ لیکن پھر آپ نے مارشل کو کیوں اپنے ساتھ رکھا
 ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”وہی جہاری بات کہ ہمیں اصل معاملے پر نظر رکھنی چاہئے اور
 مارشل راستے کی رکاوٹیں ہٹانے میں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتا
 ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن اگر ہمارا سامان یہاں گھاٹ پر ہی چیک ہو گیا تب“.....
 صفدر نے کہا۔

”تب ہمیں سے کاروباری مقابلے کا آغاز ہو جائے گا اور جو بھی ہو
 گا دیکھا جائے گا“..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلکا
 دیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ڈیگوشیا جزیرے پر پہنچنے کے اعلان کے ساتھ ہی
 تمام مسافروں میں ہل سیل مچ گئی۔ فیڑی اپنے مخصوص گھاٹ پر لگ
 گئی اور سب مسافر ایک ایک کر کے باہر نکلے گئے۔ اس دوران
 تنویر، جولیا اور کیپٹن شکیل بھی عمران اور صفدر کے قریب پہنچ گئے۔
 ”کیا حالات اور تجاویز وہی رہیں گی یا“..... جولیا نے آہستہ سے
 کہا۔

”گھاٹ سے نکلنے تک اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر کچھ نہ ہوا تو
 وہی فیصلہ اور اگر حمد ہو گیا تو پھر اس حملے سے نکلنے کے بعد جو ہو“
 دیکھا جائے گا“..... عمران نے بھی آہستہ سے جواب دیا۔
 ”لیکن ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے“..... جولیا نے کہا۔

”کن کو کہہ رہے ہو بھائی.....“ عمران نے چونک کر کہا تو اس آدمی نے باقاعدہ عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کی نشاندہی کر دی۔

”جیسے یہ کہہ رہے ہیں ویسے کرو۔“ انہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اوپر کر لئے۔ ان پانچوں کے علاوہ باقی افراد تیزی سے ادھر ادھر بکھر گئے۔

”ادھر سیاہ رنگ کی کاروں میں چلو۔ اور سنو۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں گولیوں سے اڑا دیں گے۔“ اس آدمی نے کہا اور پھر چند منٹ بعد انہیں نہ صرف سیاہ کاروں میں سوار کرا دیا گیا بلکہ ان کے ہاتھ بھی عقب میں کر کے کھپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔ عمران اور تنویر ایک کار میں تھے جبکہ جولیا علیحدہ کار میں اور صفدر اور کیپٹن شکیل تیسری کار میں۔ کاروں کے عقبی دروازے اس طرح لاک تھے کہ اندر سے کسی صورت نہ کھل سکتے تھے اور

سامنے والی سیٹ کے درمیان سیاہ سکرین تھی۔ اس طرح وہ بالکل ہی علیحدہ ہو گئے تھے۔ تنویر نے کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہہ دیا تو تنویر ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ عمران کو حیرت اس بات پر تھی کہ وہاں گھٹا پو لیس بھی موجود تھی لیکن اس کے باوجود پولیس والوں نے معمولی سی مداخلت بھی نہ کی تھی۔ وہ سب خاموش کمرے یہ سب کچھ ہوتا اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کوئی جرم نہ ہو رہا ہو بلکہ فہم نہ

شوٹنگ ہو رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد کار گھومی اور پھر آگے بڑھ کر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی کار کے عقبی دروازے کھل گئے اور انہیں باہر نکال لیا گیا۔ باقی دو کاریں بھی پہلی کار کے پیچھے رک گئی تھیں اور ان سب کو بھی باہر نکال لیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے بال ٹنکارے میں پہنچ گئے۔ وہاں راڈروائی کرسیاں موجود تھیں اور انہیں اسی طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سمیت ان کرسیوں پر بٹھا کر ان کے جسموں کو راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ راڈز کا سسٹم کرسی کے عقبی پائے میں تھا اور اس کی ٹانگ بڑی آسانی سے اس ٹن تک پہنچ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے کھپ ہتھکڑی کو کھولنے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد ہی ہتھکڑی اس کے ہاتھوں میں دبی ہوئی تھی۔ انہیں لے آنے والوں میں سے چار مشین گنوں سے مسلح افراد وہاں دروازے سے لگ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ان میں وہ آدمی بھی تھا جو ان سے مخاطب ہوتا رہا تھا۔

”کم از کم یہ تو بتا دو کہ تم لوگ کون ہو اور تم ہمیں کیوں اس طرح یہاں لے آئے ہو اور ہمیں کیوں اس انداز میں جکڑا گیا ہے۔“ عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خاموش بیٹھے رہو.....“ اس آدمی نے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

”چلو اپنا نام تو بتا دو.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام جارج ہے.....“ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب

تھی اور اگر کی بھی تھی تو اسے اہمیت نہ دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور جارج اندر داخل ہوا۔

"باس نے حکم دیا ہے کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔" جارج نے واپس آکر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پستل نکال لیا۔

"ایک منٹ۔ ایک منٹ۔ میری بات سن لو۔" جارج نے احتجاج پریشان سے لہجے میں کہا تو جارج نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"باس کون ہے اور یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کچھ بتاؤ تو یہی عمران نے کہا تو جارج بے اختیار مسکرا دیا۔

"باس کا نام ریمنڈ ہے۔ ہمارا گروپ ڈیگوشیا میں سب سے بڑا گروپ ہے آسٹریلیا۔ حکومت اکیرمینا نے ہماری خدمات حاصل کیں کہ پانچ افراد پر مشتمل گروپ جس میں ایک عورت بھی شامل ہے جو پاکیشیا کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں حکومت اکیرمینا کے خلاف کام کرنے ڈیگوشیا آرہے ہیں، انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ ان کی تصویریں بھی ہمیں مہیا کر دی گئیں۔ چنانچہ باس ریمنڈ نے ہماری

ذیونی لگا دی۔ ہماری ذیونی گھٹا پر تھی اور میں اس گروپ کا انچارج ہوں۔ اسی طرح دوسرے گروپ کی ذیونی ایئر پورٹ پر لگائی گئی۔ پھر اطلاع ملی کہ حکومت اکیرمینا نے گھٹا اور ایئر پورٹ پر کوئی خفیہ ریز چیکنگ کے لئے استعمال کرنا شروع کر دی ہے جو کسی میک اپ

دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک آدمی ایک باکس دونوں ہاتھوں میں اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس باکس کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ جدید ترین میک اپ واشٹر ہے لیکن عمران مطمئن تھا کہ ان کا میک اپ اس جدید ترین میک اپ واشٹر سے بھی واش نہ ہو سکے گا اور پھر واقعی اس جدید ترین میک اپ واشٹر کی مدد سے باری باری عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ واش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ظاہر ہے انہیں ناکامی ہوئی۔ اب جارج اور اس کے ساتھیوں کے بچروں پر حیرت اور الجھن کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"میں باس کو اطلاع دیتا ہوں۔" جارج نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ میک اپ واشٹر والا پہلے ہی جا چکا تھا۔ اب وہاں تین افراد موجود تھے لیکن پہلے وہ جس قدر چونکا نظر آ رہے تھے اب میک اپ واشٹر کے استعمال کے بعد ایسا نہ تھا۔ انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں بھی نیچے کر لی تھیں۔

"یہ سب آخر کیا رہا ہے۔ کوئی کچھ بتاتا ہی نہیں۔" جولیانا نے سر موڑتے ہوئے کہا۔

"چیکنگ ہو رہی ہے۔ اور کیا ہو رہا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ گھومی اور عقبی بن پر ہم سی گئی۔ اس کے ٹانگ موڑنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بیٹھا بیٹھا تھک گیا ہو۔ ویسے وہاں کھڑے ہوئے آدمیوں نے اس کی یہ حرکت نوٹ نہ کی

کے باوجود اس آدمی کی نشاندہی کر سکتی ہیں اور ہمیں بتایا گیا کہ یہ لوگ اب میک اپ میں آرہے ہیں اس لئے ان کی نشاندہی ہوتے ہی انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ پھر سنار فیری آئی چونکہ یہ افراد کلاسا بلانا کا سے آرہے تھے اس لئے ہمیں خصوصی طور پر الرٹ رہنے کا کہا گیا۔ پھر تم لوگ نظر آئے۔ گو ہمیں خصوصی ریز والوں کی طرف سے کوئی اطلاع نہ تھی لیکن جب تم لوگ کاغذات کی چیکنگ کر رہے تھے تو ہمارے آدمیوں نے تمہیں مارک کر لیا۔ تم بھی پانچ افراد تھے۔ ایک عورت اور چار مرد اور بظاہر تم یہ تاثر دے رہے تھے کہ تم ایک گروپ نہیں ہو لیکن ویسے جہاد سے درمیان رابطے نظر آ رہے تھے۔ اگر آپریشن مشکوک ہو گیا۔ میں نے فوری باس سے بات کی تو اس نے کہا کہ یہاں کارروائی نہ کی جائے کیونکہ اس طرح بے گناہ افراد بھی ہلاک ہو سکتے ہیں۔ اس لئے پہلے تمہیں پکڑ کر سپیشل پولائٹ پر لایا جائے اور اگر تم میک اپ میں ہو تو پھر اسے اطلاع دی جائے۔ چنانچہ تمہیں گھیر کر یہاں لایا گیا اور ان کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ پھر جہاد کے میک اپ چیک کئے گئے لیکن تم میک اپ میں نہیں ہو اس لئے میں نے جا کر باس کو رپورٹ دی تو باس نے تمہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دیا کیونکہ تم نے بہر حال ہمارا یہ سپیشل پولائٹ دیکھ لیا ہے ۔۔۔ جارح نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس ریمنڈ کا تعلق کیا ایکریمیا حکومت سے ہے۔“

"کیا نام ہے تمہارے گروپ کا"..... عمران نے پوچھا۔
 "آسٹر گروپ"..... جارج نے جواب دیا۔

”سوری مسٹر۔ باس کا حکم فاسل ہوتا ہے اس لئے اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ“..... جارج نے یکخت ”مرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ جارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف گردن موڑی یہ تھی کہ عمران نے پیر کو دیا۔"

بہن دبتے ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی راؤز اس کے جسم سے علیحدہ ہو گئے اور یہ آواز سننے ہی جارح نے گردن موڑی ہی تھی کہ عمران

کے بازو حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے جارج پیچھتا ہوا اچھل کر اپنے ساتھیوں پر جاگرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یقیناً بھوکے

شعبہ کی طرح چھلانگ لگائی اور جارج کے ہاتھ سے نکل کر گرنے

والا مشین پسل اٹھالیا۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جارج اور اس کے ساتھی گولیاں کھا کر چیتے ہوئے واپس گرے اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہتھکڑی پوری قوت سے جارج کے سینے پر اس انداز میں ماری تھی کہ جارج ضرب کھا کر مڑا اور اچھل کر سائیڈ پر موجود اپنے ساتھیوں سے جا ٹکرایا اور وہ تینوں ہی اس اچانک دھکے سے اچھل کر نیچے گرے اور عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ جارج ان تینوں سے ٹکرایا تو وہ تینوں چونک اٹھے کھڑے تھے اور ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس لئے وہ مار کھا گئے تھے۔ جارج اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس نے ایک ایک کر کے اپنے تمام ساتھیوں کی کرسیوں کے عقب میں پیر مار کر انہیں راڈز سے آزاد کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ہاتھوں میں موجود ہتھکڑیوں سے وہ خود آسانی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں لیکن عمران کی کرسی سائیڈ پر تھی اس لئے وہ تو اپنے پیر موڑ کر کارروائی کر سکتا تھا لیکن باقی کرسیوں کے درمیان اتنا گپ ہی نہ تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی راڈز کی گرفت سے آزاد ہو سکتے اس لئے یہ کام عمران کو ہی کرنا پڑا تھا۔ سب سے آخر میں موجود جو لیا کو راڈز سے آزاد کر کے وہ ان کی خالی کرسیوں کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے واپس مڑا اور اپنے والی کرسی کی سائیڈ سے نکل کر سیدھا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ دوسری

طرف موجود ایک راہداری سے گزر کر ایک اور کمرے میں پہنچا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس نے اس ساری عمارت کا راؤنڈ لگا لیا۔ یہ کسی کالونی کی ایک سائیڈ پر بنی ہوئی چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس میں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ البتہ وہی سیاہ رنگ کی کاریں باہر موجود تھیں۔ عمران واپس آیا تو اس کے ساتھی بھی اپنے ہاتھ آزاد کر چکے تھے۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھالیا۔

”جارج بول رہا ہوں“ عمران کے منہ سے جارج کی آواز نکلی۔

”ریمینڈ بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ان لوگوں کا“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے باس“..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب واپس گھاٹ پر پہنچ جاؤ“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”پیشل میک اپ کام آگیا ہے ورنہ ایس ایس ریز ہماری مکمل نشاندہی کر دیتیں۔ میں نے فضا میں سرخ لائٹیں دیکھ لی تھیں اور مجھے خطرہ تھا کہ ابھی کسی طرف سے گولیاں چلیں گی اور ہمارے پاس اسلحہ بھی نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ ریز بھی ہمیں چیک نہ کر سکیں اور ان لوگوں نے اپنے طور پر ہمیں چیک کیا

ہے..... عمران نے کہا۔

"تو اب کیا کرنا ہے عمران صاحب..... صفدر نے کہا۔

"اب فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے میں اور تنویر

ٹیکسی میں بیٹھ کر آسٹرکب جائیں گے۔ اس کو ٹھی سے اسلحہ ہمیں

مل جائے گا۔ تم لوگ مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ساؤتھ کالونی کی

کوٹھی میں پہنچو ہم آسٹرکب کا خاتمہ کر کے ہی واپس آئیں گے۔ اس

کے بعد آئندہ کی پلاننگ کی جائے گی..... عمران نے کہا۔

"لیکن ہم وہاں کیوں بیٹھے رہیں۔ ہم اس روسی اور گارنی کا پتہ

کیوں نہ چلائیں..... جو یانے کہا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی سب لوگ ہمارے انتظار میں چھپے ہوئے ہیں

اور فضا میں چینگ ریز بھی موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا

خاتمہ اس انداز میں کیا جائے کہ کرنل ڈیوک تک اس کی اطلاع اس

وقت تک نہ پہنچ سکے جب تک ہم وہاں نہ پہنچ جائیں..... عمران

نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ

ایک ایک کر کے اس کوٹھی سے باہر نکلے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔

البتہ عمران کے کہنے پر جارج اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس

کمرے سے اٹھا کر الماریوں کے پیچھے اس طرح رکھ دی گئی تھیں کہ

فوری طور پر چیک نہ ہو سکیں۔ عمران اور تنویر دونوں کی جیبوں میں

مشنیں پائل موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ہو

کر آسٹرکب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"جناب آپ سیاح ہیں اس لئے آپ کو یہ بتانا میرا فرض ہے کہ

آپ آسٹرکب میں محتاط رہیں۔ وہ لوگ قتل و غارت میں ہر طرح

ملوث رہتے ہیں..... ٹیکسی ڈرائیور نے اظہارِ ہمدردی بات کرتے

ہوئے کہا۔

"اچھا۔ محتاط رہیں گے..... عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب

دیا تو ڈرائیور ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی

ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ عمارت پر آسٹر

کب کا جہازی سائز کا نیون سائن موجود تھا۔ عمران نے کرایہ ادا کیا

اور وہ دونوں نیچے اتر آئے اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ جانے کے بعد وہ

دونوں تیز قدم اٹھاتے ہال میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر چونک

پڑے کہ وہاں ہال میں موجود افراد تو اونچے طبقے کے افراد دکھائی دے

رہے تھے اور وہاں نہ کوئی مسلح آدمی نظر آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی غنڈہ یا

بد معاش۔ ایک طرف کاؤنٹر پر بھی صرف تین لڑکیاں موجود تھیں۔

وہ دونوں مڑے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"یس سر۔ فرمائیے..... ایک کونے میں موجود لڑکی نے بڑے

کاروباری لہجے میں کہا۔

"میجر رینڈے ملنا ہے۔ ہم ایکریما سے آئے ہیں حوالے کے لئے

دارنر برادرز..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو لڑکی نے

جنرل کچے کے رسیور اٹھایا اور دو نمبر پر بس کر دیئے۔

کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں۔ دو صاحبان آئے ہیں اور چیف

سرد لہجے میں کہا۔

"ایسی صورت میں ملاقات نہیں ہو سکے گی جناب کیونکہ جب تک وہ مطمئن نہ ہو جائیں وہ ملاقات کی اجازت ہی نہیں دیتے۔" جیکب نے بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ ان سے فون پر تو ہماری بات کرا سکتے ہیں۔" عمران نے کہا تو جیکب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے چند نمبر پریس کر دیئے۔

"جیکب بول رہا ہوں باس۔ میرے پاس دو ایکریڈین موجود ہیں۔ وہ آپ سے کسی اہم کام کے لئے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور بتول ان کے ان کا تعلق ایکریڈیا کے وارنر براڈرز سے ہے۔" جیکب نے کہا۔

"کیس سر۔ لیکن انہوں نے کہا ہے کہ کام آپ کو ہی بتایا جاسکتا ہے اور میرے انکار پر انہوں نے کہا کہ فون پر ان کی بات آپ سے گرا دی جائے۔" جیکب نے کہا۔

"کیس سر۔" جیکب نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"بات کیجئے۔" جیکب نے کہا تو عمران نے آگے بڑھ کر رسیور لے لیا۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔ وارنر براڈرز وولگٹن کامائیکل سچیف رسنی نے خصوصی طور پر حکم دیا ہے کہ آپ سے بات کی جائے۔ دس لاکھ

سے ملنا چاہتے ہیں۔ حوالے کے لئے ایکریڈیا اور وارنر براڈرز۔" لڑکی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے یں سر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"سائیز راہداری کے آفر میں اسسٹنٹ مینجر جیکب کا آفس ہے۔ آپ ان سے مل لیں۔" لڑکی نے بڑے مہذب لہجے میں کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور سائیز راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں واقعی راہداری کے آفر ہیں ایک دروازہ تھا جس کے باہر باوردی دربان کھڑا نظر آ رہا تھا۔ عمران اور تنویر کے وہاں پہنچنے پر اس دربان نے باقاعدہ انہیں سلام کیا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ عمران اندر داخل ہوا۔ تنویر اس کے پیچھے تھا۔ کمرہ چھوٹا سا تھا اور بڑے سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ میز کے پیچھے ایک مسکراتا ہوا نوجوان موجود تھا۔

"تشریف لائیے۔" میرا نام جیکب ہے۔" اس نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے مارشل۔ ہم نے مینجر ریمنڈ صاحب سے ملنا ہے۔ ہمارا تعلق ایکریڈین سینڈیکٹ وارنر براڈرز سے ہے۔" عمران نے کہا۔

"تشریف رکھیں۔" جیکب نے کہا تو عمران اور تنویر دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ تو مینجر صاحب سے کیا کام ہے۔" جیکب نے کہا۔

"یہ کام انہیں ہی بتایا جاسکتا ہے مسز جیکب۔" عمران نے

بٹھا دیا۔

تم لوگوں نے شاید وارنر برادرز کو عام سے لوگ سمجھ لیا ہے۔
بولو ورنہ تمہارا یہ کلب ابھی میڈانوں سے اڑا دیا جائے گا۔ عمران
نے اس کی گردن پر ایک بار پھراٹو ٹھارکتے ہوئے انتہائی سخت لہجے
میں کہا۔

”عقبی دروازے سے راستہ نیچے جاتا ہے۔ نیچے ایک بڑا ہال ہے
جہاں جوا ہوتا ہے۔ میزجر بھی وہاں بیٹھتا ہے۔“ جیکب نے بڑے
خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”دوسرا راستہ کس طرف سے ہے؟“ عمران نے اسی طرح
غزاتے ہوئے پوچھا۔

”کلب کے عقبی طرف سے“ جیکب نے جواب دیا۔

”وہاں کیا کوڈ ہے؟“ عمران نے کہا۔

”کاڈنر سے ریڈ کارڈ حاصل کرنے پڑتے ہیں“ جیکب نے
جواب دیا تو عمران ہنسنے لگا۔

”اب بتاؤ تمہیں ہلاک کر دیا جائے یا چھوڑ دیا جائے؟“ عمران
نے جیب سے مشین پستل نکالتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ پلیز۔ میرا نیچے کے کاموں سے کوئی تعلق
نہیں ہے۔“ جیکب نے دونوں ہاتھوں سے گلے کو مسلتے ہوئے
کہا۔

”لیکن تم نے ہمارے جاتے ہی ریڈنڈ کو اطلاع دے دینی ہے۔“

ڈالر کا سودا ہو سکتا ہے۔“ عمران نے خالصاً ایکریٹین لہجے میں
کہا۔

”سوری مسٹر مائیکل۔ جو کام بھی ہو وہ جیکب کو بتا دیں۔ میں
کسی سے نہیں ملتا۔ آپ کا کام ہو جائے گا۔“ دوسری طرف سے کہا
گیا۔

”فٹیک ہے۔ جیسے آپ کہیں۔ ہمارا کام تو بہر حال پیغام پہنچانا
تھا۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”سنو مسٹر جیکب۔ اب آپ بتائیں گے کہ ریڈنڈ کہاں بیٹھتا
ہے۔“ عمران نے رسیور رکھ کر جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس
کا بچہ بے حد سرد تھا اور اس کا یہ بچہ سنتے ہی ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا
جیکب چونک کر سیہ جا ہو گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔“ جیکب نے چونک کر کہا لیکن دوسرے
لحظے وہ بری طرح جھجھتا ہوا میز پر سے گھٹ کر ایک دھماکے سے
سامنے قالین پر آگرا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر اس کی گردن
پر رکھ کر اسے موڑ دیا۔

”بولو۔ کہاں ہے ریڈنڈ۔ بولو۔“ عمران نے غزاتے ہوئے
کہا۔

”میں بتا۔ بتاتا ہوں۔ یہ عذاب ختم کرو۔ میں تمہیں ساتھ
جاتا ہوں۔“ جیکب نے بری طرح لرزتے ہوئے لہجے میں کہا
عمران نے پیر ہٹایا اور جھک کر اسے گردن سے کپڑا اور ایک کرسی

جا کر کہا۔

"ایک ہزار ڈالر فی کارڈ دے دیں۔" لڑکی نے چونک کر عمران اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن جیکب نے تو ایک سو ڈالر فی کارڈ بتایا ہے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ دو سو ڈالر دے دیں۔" لڑکی نے مسکراتے ہوئے اور مطمئن لہجے میں کہا تو عمران نے دو نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے تو لڑکی نے کاؤنٹر کے نچلے خانے سے دو کارڈ نکالے۔ ان پر دستخط کئے اور کارڈز ان کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران نے کارڈ لئے اور واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں کلب سے باہر آچکے تھے۔

"وہ لازماً ریمنڈ کو اطلاع دے دے گا۔ اس کا خاتمہ کر دینا تھا۔" تنویر نے کہا۔

"اس کی لاش فوراً دستیاب ہو جاتی اور پھر یہاں اور نیچے ہر طرف کھدائی کی جاتی۔" عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ کلب کی عمارت کی سائینے سے ہو کر عقبی طرف پہنچ گئے۔ یہ ایک کافی چوڑی گلی تھی۔ وہاں ایک دروازہ موجود تھا جو بند تھا اور باہر مشین گنوں سے مسلح دو افراد موجود تھے۔

"کارڈ۔۔۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا تو عمران نے کلب سے دونوں کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیئے۔ اس نے ایک

عمران نے کہا۔

"میں حلف دیتا ہوں کہ میں کچھ نہیں بتاؤں گا بلکہ کہہ دوں گا کہ فون سننے کے بعد آپ دونوں واپس چلے گئے تھے۔" جیکب نے فوراً ہی ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ حلف دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے اطلاع دی تو اپنی موت کا سامان خود کرو گے۔ یہ میرا احسان سمجھو کہ میں بغیر کچھ کہنے تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اٹھو اور فون اٹھا کر کاؤنٹر پر کہہ دو کہ ہمیں دو کارڈ دیئے جائیں۔" عمران نے کہا۔

"اس کے لئے فون کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ ورنہ وہ کاؤنٹر گرنل منگی باس کو اطلاع دے دی گی۔ آپ جا کر ریڈ کارڈ دینے کا کہیں وہ ایک ہزار ڈالر فی کارڈ طلب کرے گی۔ آپ کہیں ریٹ تو سو ڈالر ہے پھر وہ آپ کو کارڈ دے دے گی ورنہ نہیں۔" جیکب نے کہا۔

"اوکے۔" عمران نے کہا اور مشین پشیل تیزی سے جیب پر ڈال کر وہ تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ باہر موجود دربان کو اندر واقعات کا علم تک نہ ہوا ہو گا اس نے دروازہ کھولا اور باہر آگیا تنویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے آگیا تھا۔ راہداری کو اس کر کے دوبارہ ہال میں پہنچ گئے۔

"دور ریڈ کارڈ دے دو۔" عمران نے اس کاؤنٹر گرنل کے قریب

نظر دونوں کارڈوں کو غور سے دیکھا اور کارڈ عمران کو واپس کر دیئے۔
 "ٹھیک ہے جائیں۔" اس نے کارڈ عمران کے ہاتھ میں
 پکڑاتے ہوئے کہا تو عمران کارڈ لے کر دروازے کی طرف بڑھ گیا
 اس کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ عمران
 نے دیکھ لیا تھا کہ دوسرے مسیح آدمی کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا آواز
 موجود تھا۔ شاید وہ دروازہ باہر سے اس آلے سے ہی کھلتا تھا
 بہر حال وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی
 جس کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا اور اس دروازے کے پاس ایک
 اور مسیح آدمی موجود تھا۔ وہ دونوں اس کے قریب پہنچ گئے۔

"کارڈ مجھے دے دیں۔" اس آدمی نے کہا تو عمران نے ہاتھ
 میں پکڑے ہوئے کارڈ اس کی طرف بڑھا دیئے۔ اس آدمی نے دروازہ
 کھول دیا اور عمران دوسری طرف گیا تو وہ اب ایک بڑے ہال میں
 موجود تھا جہاں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں اور الیکٹرونک
 مشینیں بھی موجود تھیں۔ وہاں ہر طرح کے لوگ جوا کھیلنے
 مصروف تھے۔ جن میں امیر بھی تھے اور متوسط طبقے کے بھی
 عورتیں بھی اور مرد بھی۔ چھ کے قریب مشین گنوں سے مسیح
 بھی موجود تھے۔ ایک طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے
 دو مسیح آدمی موجود تھے۔ راہداری کے آخر میں ایک بند دروازہ
 عمران سمجھ گیا کہ یہ دروازہ ریمنڈ کے آفس کا ہے۔ عمران
 راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

اسسٹنٹ منیجر جیکب نے ہمیں بھیجا ہے۔ فون پر منیجر صاحب
 نے ملاقات کی اجازت دی ہے۔ عمران نے مسیح دربانوں کے
 قریب پہنچ کر کہا۔

"کیس سر۔" جانے۔ انہوں نے موبائل لے کر کہا اور ایک
 طرف کو ہٹ گئے تو عمران بڑے اطمینان سے انداز میں آگے بڑھتا
 چلا گیا۔ تنویر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔ دروازے پر عمران
 نے دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ویسے دروازے کی ساخت بتا رہی
 تھی کہ وہ ساؤنڈ پروف ہے اور چونکہ یہاں کوئی غیر متعلقہ آدمی پہنچ ہی
 نہ سکتا تھا اس لئے ظاہر ہے اسے بند کرنے کا تلفظ ہی نہ کیا گیا تھا۔

عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو میز کی دوسری طرف ایک لمبے
 قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر درشتی اور
 سفاکی جیسے ثبت نظر آرہی تھی۔ وہ ریسیور کان سے لگائے بیٹھا ہوا
 تھا۔ عمران اور اس کے پیچھے تنویر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس
 نے جلدی سے کچھ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ تنویر نے اپنے عقب میں
 دروازہ بند کر دیا تھا اور ساتھ ہی اس نے اسے لاک بھی کر دیا۔

"تم لوگ کون ہو اور بغیر اجازت اندر کیسے آ گئے ہو۔" اس
 آدمی نے انتہائی حیرت سے ہم کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس
 کے ہاتھ میں ایک مشین پستل نظر آنے لگ گیا تھا۔

اطمینان سے بیٹھو ریمنڈ۔ ہم دوست ہیں دشمن نہیں۔ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریمنڈ کے ہاتھ میں آگے بڑھتے ہوئے اعصاب جیسے

ڈھیلے پڑ گئے۔

”مگر تم ہو کون اور کیسے یہاں تک آ گئے۔“ ریمینڈ نے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کرسی پر بیٹھے ہوئے ریمینڈ کے پتھرے پر اس قدر زور دار تھپڑ مارا کہ وہ کرسی سمیت گھوما اور پھر سائیکل دیوار سے ٹکرا کر تیزی سے واپس آیا ہی تھا کہ عمران کا بازو ایک بار پھر حرکت میں آیا اور دوسرا تھپڑ کھا کر کرسی ایک بار پھر جینے کی طرح گھوم گئی۔ ریمینڈ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے مشین پستل نکل کر میز پر گر چکا تھا اور اس بار پھر جیسے جیسا ہی رد عمل ہوا۔ تیسرا تھپڑ کھاتے ہی ریمینڈ کا جسم کرسی پر ہی ڈھیلے پڑ گیا تھا اور اس بار جیسے ہی کرسی دیوار سے ٹکرا کر واپس آئی عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھایا اور میز پر سے گھسیٹ کر اسے سامنے پڑے ہوئے صوفے پر ڈال دیا۔

”اس کا کوٹ اس کے عقب میں نیچے کر دو۔“ عمران نے کہا تو تنویر بجلی کی سی تیزی سے صوفے کے عقب میں چلا گیا اور چند لمحوں بعد عمران کی ہدایت کے مطابق ریمینڈ کا کوٹ اس کے عقب میں نیچے کر دیا گیا تو عمران کا ہاتھ گھوما اور ریمینڈ کے دوسرے گال پر بھرپور تھپڑ پڑے ہی وہ صوفے پر دوسرے پہلو کے بل جا گرا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے گردن سے پکڑ کر سیدھا کیا اور ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ریمینڈ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔

”اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھو اور اسے اٹھنے مت دینا۔“ عمران نے کہا اور مرکز و داس طرف کو بڑھ گیا جہاں ریمینڈ کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پستل گر پڑا تھا۔

”کون ہو تم۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔“ ریمینڈ نے ہوشیار ہیں آتے ہی چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔

”بیٹھے رہو۔“ تنویر نے اس کے عقب سے غراتے ہوئے کہا اور اس کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ اس دوران عمران نے اس کا مشین پستل اٹھایا اور ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے اتنے فاصلے پر بیٹھ گیا کہ ریمینڈ کی ٹانگ اس تک نہ پہنچ سکے۔

”سنو ریمینڈ۔ ہمیں تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے صاف صاف چند باتیں ہو جائیں۔“ عمران نے مشین پستل کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی مردبجے میں کہا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ کون ہو تم۔“ ریمینڈ نے اس بار قدرے ہٹلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔“ عمران نے کہا تو ریمینڈ اس کی بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک کوئی بم آ گیا ہو۔

”پپ۔ پپ۔ پاکیشیا۔ تم۔ مم۔ مم۔ مم۔“ مگر..... ریمینڈ کی حالت اس اچانک انکشاف پر بیچت انتہائی غراب ہو گئی تھی۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرح اس

افس تک پہنچ جائیں گے۔

جہارے آدمی تو ویسے بھی ہمیں چیک نہیں کر سکتے اور نہ کر سکیں گے۔ البتہ سب لوگ بہر حال ہمارے آدمیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے اور اس طرح ڈیگوشیا میں آسز گروپ کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ہم بلیک "جینسی" سے خود ہی منٹ لیں گے۔ تم نے فوری فیصلہ کرنا ہے کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ہمارے پاس نصاب طبع کرنے کے لئے ایک لمحہ بھی نہیں ہے۔ عمران نے اس طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ میں راستے سے بٹنے کے لئے تیار ہوں۔ میں واقعی جہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔" ریمینڈ نے فوراً ہی کہا۔

"لیکن تم بلیک "جینسی" کو کیا جواب دو گے۔ بہر حال وہ حکومتی "جینسی" ہے۔" عمران نے کہا۔

"میں چیف آسز کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ خود ہی حکومت سے منٹ لے گا۔" ریمینڈ نے کہا۔

"کہاں ہے آسز؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ اکیرمیڈیا میں رہتا ہے۔ اس کے بلیک "جینسی" کے چیف اور حکومت سے بہت قریبی تعلقات ہیں۔ اس کے حکم پر ہی یہ ساری کارروائی کی گئی ہے۔ میں تو صرف یہاں کا انچارج ہوں۔ اسل مالک تو وہی ہے۔" ریمینڈ نے کہا۔

"لیکن کیا وہ جہاری بات مان لے گا؟" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ میں اسے بتا دوں گا کہ تم لوگوں کو بلیک "جینسی"

مجھے معلوم ہے کہ تم نے حکومت اکیرمیڈیا کی بلیک "جینسی" کے چیف کے کہنے پر ہمارے خلاف کارروائی کی ہے۔ جہارے آدمی پورے ڈیگوشیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور بلیک "جینسی" کی سپر ٹاپ "جینسنس" بھی یہاں موجود ہیں جن کا رابطہ تم سے ہے۔ انہوں نے فضا میں ایس ایس ریز پھیلائی ہوئی ہیں تاکہ میک اپ چیک کر سکیں اور جہارے آدمیوں کو اطلاع کر سکیں لیکن اس کے باوجود دیکھ لو کہ ہم نہ صرف ڈیگوشیا کے اندر داخل ہو چکے ہیں بلکہ جہارے آفس میں بھی موجود ہیں اور جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ ہماری تم سے کوئی براہ راست دشمنی نہیں ہے۔ بلیک "جینسی" نے تم لوگوں کو صرف قربانی کا بکرا بنایا ہے۔" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا اور تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔" ریمینڈ نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میری بات مکمل ہونے دو۔ اسے مت کاٹو ورنہ جہاری زندگی کی ڈور بھی کٹ جائے گی۔" عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تو ریمینڈ جیسے آدمی کا جسم بے اختیار ایک لمحے کے لئے کاپ اٹھا۔

"اب جہارے سامنے دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔ ہم جانیں اور بلیک "جینسی" جانے۔ دوسری صورت یہ

کہ ہم جہیں جہارے اس کلب سمیت سب کو ختم کر دیں۔

نے یہاں بہر حال کام کرنا ہے اور اگر تم نے ہمارے کاموں میں رکاوٹیں ڈالیں تو ابھی بتا دو ورنہ بعد میں اگر جہادی طرف سے کوئی حرکت ہوئی تو پھر جہادی موت انتہائی عبرتناک ہو گی۔ عمران نے کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ اب ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔“ ریمینڈ نے جواب دیا۔

”اس کے کوٹ کے کالر اوپر کر دو مارشل۔“ عمران نے کہا تو تنویر نے اس کی ہدایت پر عمل کر دیا۔

”لو اب ہم نے اعتماد کر لیا ہے۔ اب تم بھی پہلی آزمائش سے گزر دو گے۔ اب بتاؤ کہ روسنی اور گارنی کا بیٹا کونزر کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”مجھے صرف ایک فون نمبر دیا گیا ہے کہ اس پر میں اطلاعات دے سکتا ہوں۔“ ریمینڈ نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا نمبر ہے۔“ عمران نے کہا تو ریمینڈ نے نمبر بتا دیا۔

”اب تم خاموش رہو گے۔“ عمران نے ریمینڈ سے کہا اور سیور اٹھا کر اس نے الکو اٹری کا نمبر پریس کر دیا۔

”الکو اٹری پلیز۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

ریمینڈ بول رہا ہوں آسٹر کلب سے۔ عمران کے منہ سے ریمینڈ کی آواز نکلی تو ریمینڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر

کی ایس ایس ریز بھی چٹک نہیں کر سکیں اور تم نے ہمیں فون کر کے دھمکی دی ہے کہ ہم اگر راستے سے نہ جئے تو آسٹر کلب کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا۔“ ریمینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ فوری طور پر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم صرف اپنے آدمیوں کو واپس بلاؤ اور خاموش ہو جاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”فھیک ہے۔“ جیسے تم کہو ریمینڈ نے کہا تو عمران مڑا اور اس نے فون اٹھا کر سائیل پر پڑی ہوئی تپائی پر رکھا اور پھر سیور اٹھا کر اس نے ریمینڈ کے کان سے لگا دیا۔ ریمینڈ نے گردن جھکا کر خود ہی اسے ایڈجسٹ کر لیا۔

”نمبر بتاؤ۔“ عمران نے کہا تو ریمینڈ نے نمبر بتا دیئے۔ عمران نے نمبر پریس کئے اور آخر میں اس نے لاؤڈ کالشن بھی پریس کر دیا۔

”جیرگ بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جیرگ اپنے آدمیوں کو واپس کال کر لو۔ ان پاکیشیائیوں کی نگرانی کی ضرورت نہیں ہے۔ چیف باس نے مشن واپس لے لیا ہے۔“ ریمینڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر سیور لے کر اس نے کریڈل پر رکھ دیا۔

اب بتاؤ ریمینڈ۔ تم پر اعتماد کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ ہم

”مم۔ مم۔ میں نہیں بتاؤں گی جناب۔“ لڑکی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

بڑا رعب و دہد ہے جہاں عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

حیرت سے۔ تم لوگ تو جادوگر ہو۔ ہمارا واقعی تم لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس طرح بھی لوکیش معلوم کی جا سکتی ہے ریمینڈ نے انتہائی مرعوبانہ لہجے میں کہا۔

”تم لوگ اس انداز میں کام کر ہی نہیں سکتے ریمینڈ۔ اس لئے جہاڑی بہتری اسی میں ہے کہ تم لوگ سائیڈ پر ہو جاؤ۔ بلیک ہیکس ہمارى طرح تربیت یافتہ ہے اس لئے وہ لوگ ہمارے مقابلے پر آنے سکتے ہیں تم لوگ نہیں عمران نے کہا۔

”میں سمجھ گیا۔ تم واقعی بے فکر رہو۔ اب ہم لوگ کسی صورت سامنے نہیں آئیں گے ریمینڈ نے کہا۔

”تم نے اپنے طور پر روشنی اور گارنی کو اطلاع نہیں دینی کہ تم نے اپنے آدمی بٹائے ہیں۔ البتہ اگر وہ تم سے خود پوچھیں تو تم نے صرف اتنا بتانا ہے کہ گناہ پر جہاڑے آدمی موجود تھے انہوں نے پانچ افراد کے گروپ کو مشکوک سمجھ کر پکڑا اور سپیشل پوائنٹ پر لے گئے۔ پھر ان کے میک اپ چیک کئے لیکن وہ مشکوک نہیں تھے۔ اس کے باوجود اس نے جارج کو حکم دے دیا کہ انہیں ہلاک کر دے۔“

لیکھت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے لیکن بہر حال وہ خاموش رہا۔
”اوہ۔ اوہ جناب۔ حکم فرمائیں جناب دوسری طرف سے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا گیا۔

”ایک نمبر تمہیں بتا رہا ہوں۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ اچھی طرح چیک کر کے بتانا عمران نے ریمینڈ کی آواز میں ہی کہا اور ساتھ ہی اس نے وہ نمبر بھی بتا دیا جو ریمینڈ نے اسے بتایا تھا۔

”جناب ہولڈ کریں۔ میں بتاتی ہوں دوسری طرف سے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو جناب چند لمحوں بعد وہی آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ بتاؤ عمران نے کہا۔

”جناب یہ نمبر برج وے کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں نصب ہے اور ڈاکٹر فیلڈ کے نام پر ہے جناب دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اچھی طرح چیک کیا ہے تم نے عمران نے کہا۔

”بالکل جناب دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب سنو۔ تم نے کسی کو بھی بتانا کہ میں نے اس بارے میں تمہیں کام کہا ہے۔ تمہیں منہ مانگا انعام خاموشی سے مل جائے گا ورنہ تم جانتی ہو کہ جہاڑا کیا حشر ہو سکتا ہے عمران نے ریمینڈ کے لہجے میں کہا۔

دے نیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جارج اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں سہیشیل پوائنٹ پر پڑی ملی ہیں جس سے میں سمجھ گیا کہ وہ نوگ پاکیشیائی ایجنٹ تھے اور اب وہ ڈیگوشیا میں داخل ہو چکے ہیں اور وہ اس قدر خطرناک ہیں کہ ہم نے اپنے آدمی واپس بلا لئے ہیں۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا واقعی جارج جنہیں پکڑ کر لایا تھا وہ تم تھے؟“ ریمینڈ نے کہا۔

”ہاں۔ اور جارج نے چونکہ جہارے حکم پر ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک ہونا پڑا۔ ان کی لاشیں وہاں پڑی ہیں وہ انھو الینا..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ریمینڈ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں آپ دونوں کا مشکور ہوں کہ آپ واقعی مجھے زندہ چھوڑ کر جا رہے ہیں ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو ایسا نہ کرتا لیکن آپ کے اس عظیم کردار نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب میں یہ سیٹ ہی چھوڑ دوں گا۔“ ریمینڈ نے کہا۔

”اس حسن ظن کا شکریہ۔“ عمران نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ تنویر اس کے پیچھے تھا۔

روسی اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو روسی نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ روسی بول رہی ہوں۔“ روسی نے کہا۔

”گارنی بول رہی ہوں۔“ دوسری طرف سے گارنی کی آواز سنائی دی۔

”کوئی رپورٹ ہے؟“ روسی نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ آسٹرکلب کے آدمی واپس چلے گئے ہیں۔“ گارنی نے کہا تو روسی بے اختیار اچھل پڑی۔

”واپس چلے گئے ہیں۔ وہ کیوں؟“ روسی نے کہا۔

”مجھے جیمز نے اطلاع دی تو میں نے ریمینڈ کو فون کر کے اس سے بات کی تو اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے۔“ گارنی نے کہا۔

”کیا بتایا ہے۔ کھل کر بات کرو“..... روسنی نے تجلجے میں کہا۔

”ریمینڈ کے آدمیوں نے کا سا ہلاکا سے آنے والی ایک فیری میں پانچ افراد کے گروپ کو مشکوک سمجھ کر پکڑا اور انہیں اپنے ایک سپیشل پوائنٹ پر لے گئے۔ وہاں انہیں راڈز میں جکڑ کر ان کے میک اپ جدید ترین مشین کے ذریعے چیک کئے گئے لیکن وہ میک اپ میں نہیں تھے جس پر اس کے آدمی جارج نے ریمینڈ سے بات کی تو ریمینڈ نے انہیں اس کے باوجود ہلاک کر دینے کا حکم دے دیا اور پھر اس نے فون پر جارج سے بات کی تو جارج نے بتایا کہ اس نے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے بعد ریمینڈ کو اطلاع ملی کہ اس کے اس خصوصی اڈے پر جارج اور اس کے تین آدمیوں کی لاشیں پڑی ہیں تو وہ بے حد حیران ہوا۔ وہاں اس اڈے میں خفیہ فلم تیار ہوتی ہے۔ اس نے وہ فلم چیک کی تو اسے پتہ چلا کہ ان لوگوں نے انتہائی حریت بھرے انداز میں راڈز کھول لئے اور جارج اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر ایک آدمی نے جارج کی آواز میں اس کی فون کال کا جواب دیا اور پھر وہ نکل گئے۔ اس سے ریمینڈ سمجھ گیا کہ یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور اس کے بس کا روگ نہیں ہیں اس لئے اس نے اپنے آدمی واپس بلا لئے..... گارنی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی

تھے اور ان کا میک اپ ایس ایس ریز بھی چیک نہیں کر سکیں۔ روسنی نے کہا۔

”ہاں۔ اب اس میں کیا شک باقی رہ گیا ہے“..... گارنی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ لوگ واقعی ان حالات میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب ہمیں خود ان کے مقابلے پر آنا پڑے گا“..... روسنی نے کہا۔

”میں وہیں آ رہی ہوں پھر ہینڈ کو آرڈر میں ہی مزید بات ہو گی..... گارنی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روسنی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کے دو نمبر پر لیں کر دیئے۔

”میں مادام..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ “ہینڈ کو آرڈر کو ریڈ الرٹ کر دو اور مادام گارنی آ رہی ہے انہیں اندر آنے دینا“..... روسنی نے کہا۔

”میں مادام..... دوسری طرف سے کہا گیا تو روسنی نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو گارنی اندر داخل ہوئی۔

”آؤ گارنی۔ تم نے بڑی عجیب اطلاع دی ہے۔ ایس ایس ریز بھی کام ہو گئیں۔ حریت ہے“..... روسنی نے کہا۔

”ہاں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کوئی سپیشل میک اپ

گئی کہ وہ نگرانی کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے حیرت کو کہہ دیا ہے کہ اسے اغوا کر لیا جائے۔..... گارنی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو روسی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس..... روسی نے کہا۔

"مادام گارنی نے جس آدمی کے بارے میں حکم دیا تھا اسے اغوا کر لیا گیا ہے۔ وہ اس وقت بلیو روم میں ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے پوچھ گچھ کی ہے تم نے کہ وہ کیوں نگرانی کر رہا تھا اور کس کے کہنے پر..... روسی نے کہا۔

"مجھے چونکہ حکم نہیں دیا گیا تھا اس لئے میں نے نہیں کی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹائنسنس۔ تو کیا اب ان عام سے لوگوں سے پوچھ گچھ بھی ہمیں کرنا ہوگی۔ اس کی ہڈیاں تو زرد اور سب کچھ اگواڈ..... روسی نے کہا۔

"یس مادام..... دوسری طرف سے کہا گیا تو روسی نے رسیور رکھ دیا۔

"لیکن انہیں ہمارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ عجیب بات ہے..... روسی نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا..... گارنی نے کہا اور پھر تقریباً آدھے

استعمال کیا ہے۔ کاش جارج ہمیں اطلاع دے دیتا تو ہم خود اس گروپ کو قابو میں کر لیتیں۔ لیکن اب بہر حال انہیں تلاش کرنا پڑے گا..... گارنی نے کہا۔

"اب یہ بات تو ختم ہو گئی کہ ان پر ڈنگو شیا میں داخل ہوتے ہی حملہ کرا دیا جائے۔ داخل تو وہ ہو گئے لیکن انہیں بہر حال ہمارے بارے میں تو علم نہیں ہو گا اس لئے وہ اب لازماً اصل پوائنٹ پر ریڈ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہوں گے۔ کیوں نہ انہیں وہاں چیک کرایا جائے..... روسی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں ہمارے بارے میں معلومات مل چکی ہیں..... گارنی نے کہا تو روسی بے اختیار چونک پڑی۔

"یہ کیسے ممکن ہے..... روسی نے کہا۔

"ہمارے اس ہیڈ کوارٹر کی نگرانی ہو رہی ہے..... گارنی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ کیا واقعی۔ کیسے معلوم ہوا..... روسی کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

"میں جب یہاں پہنچی ہوں تو چونکہ تم نے ریڈ الرٹ کرا رکھا تھا اس لئے گیٹ میکانیکی انداز میں کھل سکتا تھا۔ اس لئے مجھے باہر کی کال بیل بجانی پڑی۔ کال بیل بجا کر میں ویسے ہی مزی تو میری نظریں سامنے سڑک پار ایک آدمی پر پڑ گئیں۔ وہ مقامی آدمی تھا لیکن وہ بچہ پر اس طرح بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا کہ میں اسے دیکھتے ہی کچھ

اس طرح بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ
 ہمارے پاس اتنے جدید آلات بھی نہیں ہیں کہ تم ان کی مدد سے یہ
 کنفرم کر سکو کہ اندر کون موجود ہے تو کاروں کی رجسٹریشن سے
 تمہیں کیسے معلوم ہو سکے گا۔ اس آدمی سے نگرانی کرانے کی بجائے
 تم اس طرح فون کر کے بھی کنفرم کر سکتے تھے..... روسٹی نے
 انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایکریسیا چونکہ اپنے آپ کو سپر پاور کہلا کر خوش ہوتا ہے اس
 لئے تم میں بھی وہی احساس برتری موجود ہے۔ ویسے اس آدمی کو ہم
 نے نہیں بھجویا تھا بلکہ ریڈ یارڈ کے چیف نے بھجویا تھا اور وہ بہر حال
 ایکریمین ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی خاص آلہ اس کے
 جسم میں نصب کر دیا ہو اور تم اپنے احساس برتری کی وجہ سے بغیر
 چیکنگ کے اسے اندر لے گئی ہو"..... عمران نے کہا۔

"ہو نہ ہو سہاں ریڈ الرٹ ہے۔ سہاں کوئی آلہ داخل ہو ہی نہیں
 سکتا۔ بہر حال اب تم اپنے آپ کو زندہ ست سمجھنا۔ کسی بھی لمحے
 موت تم پر چھٹ سکتی ہے"..... روسٹی نے انتہائی غصیلے لہجے میں
 کہا اور ریسورڈ کیڈل پر پٹخ دیا۔

"ناسنس، ہم ایکریمیوں کو احق سمجھتا ہے۔ ریڈ الرٹ ہونے
 کے باوجود آلہ اندر پہنچنے کی بات کر رہا ہے"..... روسٹی نے کہا۔
 "روسٹی، مجھے یہ عمران انتہائی خطرناک آدمی لگ رہا ہے۔ اب
 دیکھو اس نے ہماری اس کوٹھی کے بارے میں معلومات حاصل کر

"کون عمران"..... روسٹی نے کہا تو اس بار گارنی بے اختیار
 چونک پڑی۔

"وہی پاکیشیائی ایجنٹ۔ جسے ہلاک کرنے کے لئے بلیک ایجنسی
 نے اپنے بیوٹی سیکشن کی دو خوبصورت ایجنٹس کو یہاں بھجویا ہے۔
 لیکن تم دونوں تو برج دے کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں محدود
 ہو کر رہ گئی ہو حالانکہ ڈیگوشیا بے حد خوبصورت جزیرہ ہے۔ باہر نکو۔
 گھومو پھرو..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہمیں اطلاع مل چکی ہے عمران کہ تم لوگ یہاں پہنچ چکے ہو اور
 تم نے آسٹریگروپ کے آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ لیکن تمہیں
 یہاں کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم نے ریڈ یارڈ کلب کے
 آدمیوں کو یہاں نگرانی پر بھجویا تھا"..... روسٹی نے کہا۔

"مجھے جہاز ساری باتوں پر ہرگز کوئی حیرت نہیں ہوئی۔
 کیونکہ تم دونوں بلیک ایجنسی کی سپر ٹاپ ایجنٹس ہو اس لئے یہ
 تمہارے لئے معمولی باتیں ہیں لیکن تم نے جب ریڈ یارڈ کے آدمی کو
 احمقانہ انداز میں اغوا کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوٹھی کے
 اندر رہ رہ کر جہازی ٹاپ ایجنسی اب ڈاؤن ایجنسی میں تبدیل ہوتی
 جا رہی ہے۔ یقیناً تم نے اس بے ضرر سے آدمی پر تشدد کر کے اسے
 ہلاک کر دیا ہو گا حالانکہ وہ بے چارہ صرف کاروں کے نمبرز چیک
 کرنے پر مامور تھا"..... عمران نے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قدر پسماندہ ملک کے لوگ کیوں

نامانوس سی بو نکرائی اور وہ بے اختیار اچھس پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ بے ہوش کر دینے والی گئیں“..... روسنی کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ اس نے گارنی کو ہرا کر کر سی سے نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے فوراً سانس روک لیا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد اس کا ذہن بھی کسی تیز رفتار لوکی طرح گھومنے لگ گیا اور باوجود کوشش کے اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

لین اور جہاں فون بھی کر دیا اور اس ریڈیوارڈ کے آدمی کے اس طرح سامنے اوپن بیٹھنے اور کاروں کے نمبرز معلوم کرنے والی بات بھی حلق سے نہیں اتر رہی..... گارنی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو پھر تم کیا چاہتی ہو“..... روسنی نے کہا۔

”سیری مانو تو ہم خاموشی سے یہاں سے پوائنٹ نو پر شفٹ ہو جائیں۔ وہاں کے بارے میں چونکہ جیرم کو بھی معلوم نہیں ہے اس لئے ہم وہاں محفوظ رہیں گی اور پھر وہاں سے ٹرانسمیٹر اپنے گروپ کو باہر نکال کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس بھی کرا سکتی ہیں اور ان کا خاتمہ بھی“..... گارنی نے کہا۔

”نہیں گارنی۔ یہ کیا بات ہوئی کہ سپر ٹاپ ایجنٹس تو چھپ کر بیٹھی رہیں اور یہ تھرڈ کلاس ملک کے تھرڈ کلاس ایجنٹ پورے ڈیگوشیا میں دندناتے پھریں۔ ہمیں خود ان کے مقابلے پر باہر نکلنا پڑے گا“..... روسنی نے کہا۔

”چلو جیسے ہی ان کی رہائش گاہ کا علم ہو گا ہم خود وہاں ریڈ کریں گی اور اپنے ہاتھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کریں گی“..... گارنی نے کہا تو روسنی کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔ میں جیرم کو کہہ دوں کہ ہم جا رہی ہیں۔ وہ ریڈ الرٹ رہے“..... روسنی نے کہا اور انٹر کام کا رسیور اٹھانے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اس کی ناک سے

"ارے ہاں۔ واقعی ہم میں سے سپرنائپ ایجنٹ تو کوئی بھی نہیں ہے۔ ڈیشنگ ایجنٹ، سپر ایجنٹ، پاور ایجنٹ۔ ارے ہاں۔ جو لیا ہو سکتی ہے سپرنائپ ایجنٹ۔ اس کا غصہ ہمیشہ ٹاپ پر رہتا ہے۔" عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"آؤ صفدر۔ ادھر ریستوران میں بیٹھتے ہیں۔ یہ اکیلا یہاں کھڑا ہو اس کرتا رہے۔"..... جو لیا نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود ریستوران کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر نے فوراً ہی اس کی پیروی کی لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل وہیں کھڑے رہے۔

"ارے تم لوگ بھی جاؤ۔ جا کر کھاؤ پیو۔ سرکاری خرچہ ہے عیش کرو۔"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ کو یہاں کسی کا انتظار ہے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میری تو ساری عمری کسی کے انتظار میں گزر گئی ہے۔" عمران نے جواب دیا تو وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"فرنس۔ اچانک ایک آدمی نے قریب سے گزرتے ہوئے آہستہ سے کہا تو عمران اور اس کے دونوں ساتھی چونک پڑے۔

"سمتھ ریڈ یارڈ۔" عمران نے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ ادھر ریستوران میں بیٹھتے ہیں۔" عمران نے کہا اور ریستوران کی طرف مڑ گیا تو صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ

برج وے کالونی کے ایک چوک میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ سب دو کاروں میں سوار ہو کر یہاں پہنچے تھے۔ "کون سی کوٹھی ہے ان دو داموں کی۔"..... جو لیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باداموں کی۔ کیا مطلب۔ کیا اب باداموں سے بھی کوٹھیاں بننے لگ گئی ہیں۔ حیرت ہے۔ واقعی انتہائی جدید دور آگیا ہے۔ پہلے تو اینٹ اور سیمنٹ سے اور پھر سریسے اور سیمنٹ سے کوٹھیاں بنتی تھیں۔ اب باداموں سے بننے لگ گئی ہیں۔ واہ۔ جب بھی بھوک لگی بادام توڑے اور گریاں کھا کر بھوک مثالی۔ دیری لگڈ۔"..... عمران کی زبان واقعی نان سٹاپ چل رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ یہاں کھڑے رہنے سے ہم مارک بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ سپرنائپ ایجنٹ ہیں۔"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

سمتھ بھی ان کے ساتھ ہی چل پڑا۔ جولیا اور تنویر ریسٹوران کے سامنے رک گئے تھے۔ انہیں آتا دیکھ کر وہ بھی مڑے اور ریسٹوران میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ہی ریسٹوران کے ہال میں داخل ہو گئے۔

"یہاں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں محفوظ انداز میں بزنس ٹاک کی جا سکے"..... عمران نے ایک آدمی سے پوچھا جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

"یہ سر۔ ادھر راہداری ہے جس میں سپیشل رومز ہیں۔" سپروائزر نے جواب دیا۔

"آپ لوگ بیٹھیں۔ میں نے سمتھ کے ساتھ ضروری بزنس ٹاک کرنی ہے"..... عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا اور پھر سمتھ کو اپنے ساتھ لے کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا اور کاؤنٹر سے اس نے سپیشل روم نمبر فور کی چابی لی اور راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ سپیشل روم نمبر فور ساؤنڈ پروف تھا۔

"مسٹر سمتھ۔ آپ اپنا کوٹ اتار دیں"..... عمران نے سپیشل روم کا دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا تو سمتھ چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا مطلب"..... سمتھ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا کوٹ کراس لائٹنگ ہے اس لئے ایسا کوٹ پہن کر ڈیوٹی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ آپ کو

قد وقامت اور جسامت ہم جیسی ہے اس لئے آپ میرا کوٹ پہن کر جائیں گے"..... عمران نے اپنا کوٹ اتارتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ حیرت ہے۔ میں تو ہمیشہ اسی کوٹ سے ڈیوٹی کرتا ہوں۔ کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا"..... سمتھ نے بھی کوٹ اتارتے ہوئے کہا۔

"جن لوگوں کی آپ نے نگرانی کرنی ہے وہ بے حد چوکنا لوگ ہیں"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے کوٹ کی جیبوں سے سامان نکال کر میز پر رکھنا شروع کر دیا جبکہ سمتھ نے بھی اس کی پیروی کی۔

"یہ لیجئے میرا کوٹ پہن لیجئے۔ آپ سے زیادہ قیمتی کپڑے کا ہے اور سلائی بھی کراس کے سب سے اعلیٰ فیشن میکے نے کی ہے۔" عمران نے کہا تو سمتھ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے عمران کا کوٹ لے کر پہنا اور پھر ایڈجسٹ کرنے کے بعد حیرت سے دیکھنے لگا۔

"گڈ۔ واقعی بے حد ماہرانہ فننگ ہے"..... سمتھ نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ اس نے سمتھ کا کوٹ پہن لیا اور پھر اپنی جیبوں سے نکالا ہوا سامان اٹھا کر اس نے اس کوٹ کی جیبوں میں مستقل کرنا شروع کر دیا جبکہ سمتھ نے بھی اپنا سامان واپس کوٹ کی جیبوں میں ڈال لیا۔

"تمہیں ریڈ یارڈ کے انتھونی نے کیا بتایا ہے۔ کیا کرنا ہے تم نے"..... عمران نے کہا۔

مجھے بتانا ہے..... عمران نے کہا تو صدر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا اور تیز قدم اٹھاتا ریستوران کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”یہ کیا جکڑ ہے۔ کھل کر بات کرو..... جو یا نے کہا۔

”روسی اور گائی دونوں سپر ناپ ایجنٹس ہیں اور کوٹھی منبر

اٹھائیں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ بلیک ایجنسی انتہائی جدید ترین آلات

استعمال کرتی ہے اس لئے اس ہیڈ کوارٹر میں لازماً انہوں نے انتہائی

جدید ترین حفاظتی نظام نصب کر رکھا ہو گا اور انہیں بہر حال جارح

اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی اطلاع مل چکی ہو گی اس لئے اس

ہیڈ کوارٹر میں انہوں نے ریڈ الرٹ کر رکھا ہو گا۔ میں نے رہائش گاہ

سے روانگی سے پہلے یہاں کی ایک تنظیم ریڈیو کے انتھونی سے فون

پر بات کی اور اسے ہماری معاوضہ کے عوض اس بات پر آمادہ کر لیا

کہ اس کا آدمی نگرانی کرے گا لیکن اگر اس کی جان کو کوئی خطرہ

پیش آگیا تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہ ہو گی۔ انتھونی نے بتایا کہ وہ

ایسا آدمی بھیج دے گا جس سے وہ خود بھی چھینکارہ چاہتا ہے اور تین گنا

معاوضہ بھی طلب کر لیا۔ اس طرح سمجھ یہاں پہنچا۔ رہائش گاہ سے

چلنے سے پہلے میں نے تمام بندوبست کر لیا تھا۔ میں نے اپنے کوٹ

کے اندر دو چھوٹے چھوٹے ایسے آلات چھپا دیئے ہیں جن میں سے

ایک آن ہوتے ہی تمام حفاظتی انتظامات کو آف کر دے گا اور دوسرا

آن ہوتے ہی پوری کوٹھی میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی

میس فائر ہو جائے گی اور وہاں موجود دہر آدمی بے ہوش ہو جائے گا

”نگرانی کرنی ہے لیکن ایسے جیسے آپ کہیں..... سمجھ نے کہا۔

”تو سنو۔ اس کالونی کی کوٹھی منبر اٹھائیں کے سامنے سڑک پر

کسی بچ پر بیٹھ جانا اور اخبار یا رسالہ وغیرہ پڑھتے رہنا۔ جب اس

کوٹھی سے کوئی کار باہر نکلے یا اندر داخل ہو تو تم نے اس کار کا منبر

نوٹ کر لینا ہے اور بس..... عمران نے کہا۔

”نھیک ہے۔ کر لوں گا۔ یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔“ سمجھ نے

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”نھیک ہے جاؤ..... عمران نے کہا اور مڑ کر اس نے لاک

کھول کر دروازہ کھول دیا تو سمجھ باہر نکل گیا۔ اس کے چھپے عمران

بھی باہر آگیا۔ اس نے سپیشل روم کو لاک کیا اور چابی جا کر کاؤنٹر پر

چھوڑ کر وہ ہال میں اس میز کی طرف بڑھ گیا جس کے گرد اس کے

ساتھی موجود تھے۔

”یہ تم نے سمجھ کا کوٹ بہن لیا۔ کیا مطلب.....“ جو یا نے

چونک کر کہا تو باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

”مجھے اس کا ڈیزائن پسند آگیا تھا اس لئے سمجھ سے تبدیل کر لیا

ہے۔ بہر حال صدر تم کوٹھی منبر اٹھائیں پر جاؤ لیکن سامنے جانے کی

ضرورت نہیں۔ سمجھ وہاں سامنے بیٹھ کر نگرانی کرے گا۔ تم نے

سمجھ کی نگرانی کرنی ہے۔ اس انداز میں کہ کوٹھی کے اندر سے کوئی

چیکنگ ہو رہی ہو تو کوئی تمہیں چیک نہ کر سکے اور جب سمجھ کو

اعوا کیا جائے تو تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ صرف واپس آ کر

حالات میں وہ ایک جیسا ہی رد عمل ظاہر کرتا ہے..... عمران نے کہا اور پھر وہ بلیک کافی پینے میں مصروف ہو گئے جو یونانی بنائی تھی اور اس نے اس دوران دیر سے سرد کرائی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد صفدر تیزی سے ہال میں داخل ہوا اور سیدھا ان کی طرف آگیا۔
 "یس۔ کیا رپورٹ ہے؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "سمتھ کو دو آدمی اغوا کر کے عمارت کی عقبی طرف لے گئے ہیں اور پھر اسے اندر لے جایا گیا ہے"..... صفدر نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 "کتنی دیر ہوئی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں اس کے اغوا ہوتے ہی وہاں سے چل پڑا تھا اور مجھے دس منٹ لگ گئے ہوں گے"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہ۔ ٹھیک ہے تم بیٹھو میں فون کر کے آتا ہوں۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریسٹوران کے باہر برآمدے میں ایک پبلک فون بوتھ دیکھ لیا تھا لیکن جب وہ فون بوتھ کے قریب پہنچا تو وہاں ایک عورت فون کرنے میں مصروف تھی اور ظاہر ہے عمران کو انتظار کرنا

پڑا۔ اس عورت کی باتیں شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتی جا رہی تھیں اور عمران کا کئی بار دل چاہا کہ وہ اسے گردن سے پکڑ کر باہر اچھال دے لیکن پھر وہ اپنے آپ پر جبر کر لیتا کیونکہ اس طرح وہ سب پولیس کے چکر میں الجھنٹا جاتے۔ پھر خدا خدا کر کے اس عورت نے

اور حفاظتی نظام آف ہو جانے کی وجہ سے ہم آسانی سے اندر داخل ہو سکیں گے۔ اب یہ حسن اتفاق تھا کہ سمتھ کا قد و قامت اور جسامت میرے جیسی تھی اس لئے میں نے ان آلات کو سمتھ کے کوٹ میں چھپانے کی بجائے اپنا کوٹ ہی اسے پہنا دیا۔ لازماً وہ لوگ سمتھ کو چیک کر لیں گے اور پھر اسے اغوا کر کے اندر لے جایا جائے گا اور اس کے لئے وہ لازماً اپنا حفاظتی نظام آف کریں گے اور اس طرح دونوں آلات بھی اندر پہنچ جائیں گے اور پھر ہم یہاں بیٹھ کر ان آلات کو چارج کر دیں گے۔ صفدر ہمیں ان آلات کی کوٹھی کے اندر پہنچ جانے کی اطلاع دے گا..... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جویا تو جویا تنویر کی آنکھیں بھی حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

"تم جیسا دماغ شاید شیطان کے پاس ہی ہو سکتا ہے۔ کسی انسان کے پاس نہیں ہو سکتا..... جویا نے بے اختیار ہو کر کہا۔
 "اسی لئے تو بے چارے شیطان نے میری طرح شادی نہیں کی اور کنوارہ ہی بھر رہا ہے"..... عمران نے کہا تو جویا سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ اگر انہوں نے سمتھ کو اغوا نہ کیا اور ویسے ہی گولی مار دی تب..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو پھر یہ شیطانی دماغ ان کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ ویسے ہو؟ ایسے ہی جیسے میں نے بتایا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ مخصوص

رسیور رکھا اور فون بوٹھ سے باہر آگئی تو عمران تیزی سے اندر گھسا۔
اس نے جیب سے سکے نکال کر فون بوٹھ میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا
کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میں۔ روسنی بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔"
عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس کی زبان رواں ہو
گئی۔ بہر حال اس بات چیت سے اسے یہ احساس ہو گیا کہ سمٹھ کو
ہلاک کر دیا گیا ہے تو اس نے جلدی سے بات ختم کی اور رسیور رکھ
کر وہ تیزی سے فون بوٹھ سے نکلا اور ہال کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے دروازے میں ہی کھڑے ہو کر اپنے
ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے کوٹھی نمبر اٹھائیں کی طرف
بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صفدر ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔

"یہ ہے کوٹھی۔۔۔۔۔ تقریباً دو سو گز کے فاصلے سے صفدر نے
اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک
ریموٹ کنٹرول نکلایا اور تیزی سے اس کے بٹن پریس کرنے
شروع کر دیئے۔ ایک بٹن دبتے ہی اس پر موجود بلب تیزی سے جلنے
لگا۔ اس کا رنگ سرخ تھا۔ عمران نے فوراً ہی دوسرا بٹن پریس کر دیا
اور اس بٹن کے اوپر موجود بلب بھی جلنے لگا۔ اس کا رنگ بھی سرخ

تھا۔ دونوں بلب مسلسل جل رہے تھے۔

"اوکے۔ آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا اور
اس آلے کو واپس جیب میں ڈال لیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کچھ بتاؤ تو ہسی۔۔۔۔۔ جو نیانے کہا۔
"خاموشی سے آ جاؤ۔ ابھی ڈراپ سین ہو جائے گا تمہارے
سلسلے۔" عمران نے کہا اور پھر وہ سب جب کوٹھی نمبر اٹھائیں کے
قریب پہنچے تو عمران نے جیب سے وہ آلہ نکالا تو اس کا نیچے والا بلب
بھی چمکا تھا جبکہ اوپر والا بلب مسلسل جل رہا تھا۔ عمران نے آلہ
دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"ایک بلب تو بجھ گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

"اوپر والا بلب آلے کی کارکردگی ظاہر کر رہا ہے جس نے اندر کے
حفاظتی نظام کو آف کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حفاظتی نظام
خف ہے جبکہ دوسرا بلب وہاں پھیل جانے والی بے ہوش کر دینے
والی گیس کو ظاہر کر رہا تھا۔ اب بجھ جانے کا مطلب ہے کہ وہاں
گیس کے اثرات ختم ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب نے
خبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی کے عقب میں
پہنچ گئے۔ یہ ایک چوڑی گلی تھی جس میں کوڑے کے ڈرم موجود تھے۔
"اب اندر کیسے جائیں گے۔ اس کی دیوار تو بہت اونچی ہے اور
میں پر بھلی کی تاریں لگی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ جو نیانے کہا۔

”کرنل ڈیوک بول رہا ہوں“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

”اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا پوزیشن ہے پاکیشیائی ہتھیاروں کی“..... کرنل ڈیوک نے پوچھا۔

”ہم پورے ڈیگوشیا میں جال پھیلانے ہوئے بیٹھے ہیں لیکن لگتا ہے کہ یہ ابھی ڈیگوشیا پہنچے ہی نہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں روسی“..... اس لئے اطمینان سے مت بیٹھ جانا“..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ ایس ایس ریز فضا میں کام کر رہی ہیں اور زمین پر آدمی اور تم جانتے ہو کہ ایس ایس ریز کے سامنے کوئی میک اپ نہیں ٹھہر سکتا“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین سیٹ اپ ہے۔ گڈ شو۔ اب مجھے یقین ہے کہ تم انہیں مارک کر لو گے“..... کرنل ڈیوک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یقیناً ایسا ہی ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”جب یہ مارے جائیں تو مجھے اطلاع ضرور کر دینا۔ میرا خصوصی نمبر تو تمہارے پاس موجود ہے ناں“..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

”اوہ شاید مجھے دیکھنا پڑے گا۔ بہر حال میں چمک کر لوں گی۔

بلا دیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”جوںیا تم یہاں بیٹھو۔ میں اس حفاظتی نظام کا سلسلہ ہی ختم کر کے آتا ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر جوںیا کے اشارات میں سر بلانے پر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں مشینری موجود تھی۔ اس نے وہاں پہنچ کر جیب سے مشین پشئل نکالا اور دوسرے لمحے اس نے مشینری پر گولیوں کی بارش کر دی۔ اس کمرے میں نصب تین چھوٹی بڑی مشینوں کے پرزے بکھر گئے تو عمران نے مشین پشئل جیب میں ڈالا اور واپس اس کمرے میں آگیا جہاں جوںیا موجود تھی۔

”فون دوسرے کمرے سے اٹھا کر یہاں لے آؤں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے فائل ملی تھی اور جہاں یہ دونوں لڑکیاں بے ہوش پڑی ملی تھیں۔ عمران نے فون کی تار کو ساکت سے علیحدہ کیا اور پھر فون لے کر وہ اس کمرے میں آگیا۔ اس نے یہاں موجود فون ساکت میں فون کی تار لگائی اور پھر فون تپائی پر رکھ کر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ایس۔ روسی بول رہی ہوں“..... عمران نے روسی کی آواز اور

لہجے میں کہا۔

ہوتے ہی یہاں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس پھیل گئی۔ ہم نے اسی لئے اسے باہر اس انداز میں بٹھایا تھا تاکہ تم اسے پکڑ کر اندر لے جاؤ ورنہ واقعی جہادِ حفاظتی نظام اس قدر فول پور و فربہ تھا کہ ہم کسی صورت زندہ اندر داخل ہی نہ ہو سکتے تھے۔ تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا لیکن وہ آلے ویسے ہی اس کے کوٹ میں موجود رہے اور میں نے انہیں باہر سے آپسٹ کر دیا۔ اس کے بعد ہمارا ایک ساتھی عقبی دیوار پچاند کر اندر داخل ہوا اور عقبی دروازہ کھول دیا۔ اس طرح ہم اندر داخل ہوئے۔ تم سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور ہمارے آدمی کی لاش بھی یہاں موجود تھی۔ اس کے بعد یہاں موجود جہارے تمام ساتھیوں کو لاشوں میں تبدیل کر دیا گیا اور تمام مشینری تباہ کر دی گئی۔ جس کمرے میں تم دونوں بے ہوشی کے عالم میں ملی تھیں مجھے وہاں موجود میز کی سب سے نیچلی دراز سے ایک فائٹ مل گئی جس کی وجہ سے جہارے دو اور اڑے بھی سامنے آ گئے۔ چنانچہ میرے ساتھیوں نے وہاں ریڈ کیا۔ ایک اڑے میں مشینری اور بارہ افراد تھے۔ ان افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ دوسرا اڈا شاید عام رہائش گاہ تھی۔ وہاں دو آدمی تھے۔ انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اور اب تم دونوں زندہ ہمارے سامنے موجود ہو..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو روسنی اور گارنی دونوں کے چہرے یکت سیاہ پڑ گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ تم ایسا کرو گے۔ ویری

ظاہر ہے دوسری درمیانے قد والی لڑکی گارنی ہوگی اور پھر گارنی نے بھی ہوش میں آکر روسنی والا رد عمل ظاہر کیا۔ انہیں اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ کسمسا تو سکتی تھیں لیکن کھل کر حرکت کرنے سے قاصر تھیں۔

”جہار نام مادام روسنی ہے اور یہ مادام گارنی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کون ہو اور تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کیا مطلب۔“
روسنی اور گارنی دونوں نے تقریباً حیرت کے مارے چیتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور جہارے پیچھے جو خاتون موجود ہے اس کا نام جولیا نائٹ وائر ہے اور وہ اس لئے جہارے عقب میں موجود ہے تاکہ تم رسیاں کھولنے کی مہارت کا مظاہرہ نہ کر سکو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ جبرم کہاں ہے۔ وہ ریڈ الٹ۔ وہ حفاظتی نظام۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے..... روسنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ان دونوں کی حالت قابل دید ہو گئی تھی۔

”جہیں مزید حیرت سے بچانے کے لئے میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ جس نگرانی کرنے والے کو باہر سے پکڑ کر اندر لایا گیا تھا اس کے کوٹ کے اندر دو ایسے آلات موجود تھے جن میں سے ایک کے آن ہوتے ہی تمام حفاظتی نظام زیر ہو گیا اور دوسرے آلے کے آن

جہیں اس بے بسی کے عالم میں ہلاک کر دیا جائے لیکن اگر تم نے اس طرح مسلسل جھوٹ و لٹا تو پھر ایسا ہو بھی سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سر نہ ہنجے میں کہا۔

”میں جاکہہ بری ہوں۔۔۔۔۔ روسنی نے کہا۔

”یہ فون دیکھ رہی ہو۔ ابھی کرنل ڈیوک کا فون آیا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اس کا ہم سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ روسنی نے کہا۔

”نھیک ہے۔ ابھی تمہارے سامنے اس سے بات ہو جاتی ہے۔

ان دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس دو۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو جولیا تیزی سے عقبی طرف سے سامنے آئی

اور ایک طرف پڑے کرسیوں کے نقش اٹھا کر اس نے انہیں پھاڑ دیا

اور پھر ان دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس دیے۔

”تم اس سے کیا بات کرنا چاہتے ہو۔ کہیں وہ مشکوک نہ ہو جائے۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”میں اس کو بتانا چاہتا ہوں کہ روسنی اور گارنی نے پاکیشیائی

ہینکوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لاشیں منگوالے۔“

عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہ کسی صورت اس بات پر یقین نہیں کرے گا کیونکہ ابھی اس نے بات کی ہے۔ اتنی جلدی یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔“

بیڈ۔۔۔۔۔ روسنی نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”بلیک ہینکسی کا موجودہ چیف جیمینن شاید اب بوڑھا ہو چکا ہے

کہ اس نے تم جیسی لڑکیوں کو سر ناپ ہینکسنس کا درجہ دے دیا ہے

حالانکہ میرا خیال ہے کہ تم دونوں کو کسی ہوٹل یا کلب میں ویٹرس

ہونا چاہئے تھا۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کاش ہمیں تم سے مقابلے کا موقع مل جاتا تو ہمیں معلوم ہو

جاتا کہ ہم کیا ہیں۔۔۔۔۔ اس بار گارنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈیوک سے تمہارا رابطہ ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا

تو وہ دونوں چونک پڑیں۔

”کون کرنل ڈیوک۔۔۔۔۔ روسنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو

عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جو لاراج ویو پراجیکٹ کا چیف سیکورٹی آفیسر ہے اور بلیک

ہینکسی کی ناک سمجھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”ہمارا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ روسنی نے جواب

دیا۔

”اس کا فون نمبر۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔۔۔۔۔ روسنی نے کہا۔ گارنی

ویسے ہی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”روسنی اور گارنی۔ تم دونوں بہر حال ایجنٹ ہو اور پیشہ دراز۔

فرائض کے سلسلے میں یہاں موجود ہو اس لئے میں نہیں براہتہ کر

جولیانے جواب دیا۔

”اوہ ہاں واقعی۔ لیکن ان کے آدمیوں کی ہلاکت کی اطلاع بھی تو اس تک پہنچ جائے گی۔ پھر..... عمران نے کہا۔

”پہنچ جائے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے..... جولیانے کہا۔

”اوکے۔ تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ان دونوں کو ختم کر کے نکالا جائے یہاں سے“..... عمران نے کہا۔

”تم چلو میں آ رہی ہوں“..... جولیانے کہا تو عمران بے اختیار مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ روسنی اور گارنی دونوں تیزی سے دائیں بائیں سر مار رہی تھیں۔

”تمہاری ہم جنس جب تمہارے خلاف ہو جائے تو آئی ایم سو ری.....“ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا اور اس کے ساتھ ہی اسے مشین پستل کی گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

بلیک بھنسی کا چیف جیمین اپنے شاندار انداز میں بچے ہوئے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک بھنسی کا چیف ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت باقی تمام انجینئروں میں سب سے زیادہ تھی اور بلیک بھنسی کے ساتھ کارنامے بھی ایسے ہی منسوب تھے کہ اکیری میا کے اعلیٰ حکام بھی اس کی بے پناہ عزت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جیمین جس کے سر اور بھنودوں تک کے بال برف کی طرح سفید تھے سین اس کی صحت کسی نوجوان سے بھی زیادہ اچھی تھی۔ وہ بڑے اچھے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے پست سے رنگوں کے فونز میں سے سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیمین نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسور اٹھا یا۔ یہ فون اکیری میا سے باہر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے بلیک بھنسی کے انجینئروں کو کنٹرول کرنے والے سیکشن سے متعلق تھا۔ اسے

پاکیشیا سیکرٹ سروس کی روانگی کے بارے میں ڈیگوشیا اطلاع دے سکیں۔ اس طرح ان کے خاتمے کا کوئی کارزنہ چھوڑا گیا۔..... کوپر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب تمہیں اطلاع ملی ہو گی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہمارے سپر ناپ ایجنٹس اور ان کے سیکشن سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کیوں؟..... جیسمن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میں سر۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں حفاظتی نظام کی تمام مشینری کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود آٹھ دس افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ روسی اور گارنی کی لاشیں کرسیوں پر رسیوں سے بندھی ہوئی حالت میں ملی ہیں۔ ان کے دو مزید اڈے بھی تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک اڈے میں بارہ افراد کی لاشیں ملی ہیں اور وہاں ایس ایس ریز کی مشینری اور دیگر مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ اس طرح ایک لحاظ سے روسی اور گارنی کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے سیکشن بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔..... کوپر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"الحق آدی۔ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی تھی؟..... جیسمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ چونکہ کرنل ڈیوک آپ کا مین ایجنٹ ہے اس لئے میں سمجھا کہ اس نے آپ سے بات کی ہو گی۔..... کوپر نے کہا۔

"کرنل ڈیوک نے شاید جان بوجھ کر مجھ سے بات نہ کی ہو کہ

فانر سیکشن کہا جاتا تھا اور اس کا چیف کوپر تھا۔

"میں..... جیسمن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کوپر بول رہا ہوں چیف۔..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں۔ کوئی خاص رپورٹ..... جیسمن نے کہا۔

"ڈیگوشیا سے بری خبر ملی ہے چیف۔..... کوپر نے کہا تو جیسمن بے اختیار اچھل پڑا۔

"ڈیگوشیا سے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے وہاں؟..... جیسمن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیگوشیا میں لارج ویو پراجیکٹ کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل ڈیوک نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ اسے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے ڈیگوشیا پہنچ رہی ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ ڈیگوشیا پہنچنے سے پہلے یا وہاں ان کے پہنچنے ہی انہیں ہلاک کر دیا جائے تاکہ وہ اس پراجیکٹ تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ میں نے ان کے کہنے پر اپنی دو سپر ایجنٹس ان دونوں کے سیکشن سمیت ڈیگوشیا بھجوا دیں اور وہاں کے ایک مقامی گروپ کو بھی ان میں مدد کرنے کا حکم دے دیا اور ڈیگوشیا پر میرے حکم کے مطابق ایس ایس ریز کا بھی جال پھیلا دیا گیا تاکہ وہ لوگ کسی مجرم میک اپ میں آئیں تو فوراً چیک ہو جائیں اور ان کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا میں بھی ایجنٹس کو وارنٹ کر دیا گیا تاکہ

"کرنل ڈیوک بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل ڈیوک کی آواز سنائی دی۔

"چیف بول رہا ہوں"..... جیمسن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ سر۔ سر آپ۔ فرمائیے"..... دوسری طرف سے کرنل ڈیوک نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے فارن سیکشن کے چیف کو پر سے کہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل وہ اپنے ایجنٹ بھیجے"..... جیمسن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ دراصل میں چاہتا تھا کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ پراجیکٹ سے باہری ہو جائے اور اس سلسلے میں فارن سیکشن ہی کام کر سکتا تھا"..... کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

"پھر تمہیں اطلاع مل گئی ہے کہ کیا رازت رہا ہے"..... جیمسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ابھی تین گھنٹے پہلے میری سپر ناپ ایجنٹس روسی سے فون پر بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈیگوشیا میں اس نے اور اس کی ساتھی ایجنٹ گارنی نے پھندے تیار کر رکھے ہیں۔ فضا میں ایس ایس ریز کا جال بچھایا جا چکا ہے اور ان دونوں کے سیکشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکار کھیلنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ ابھی تک ڈیگوشیا نہیں پہنچے"۔ کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔
"تو پھر سن لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے صرف ڈیگوشیا پہنچ گئے

کہیں میں اسے وہاں سے نکال نہ دوں۔ وہ احمق ہی چاہتا ہو گا کہ بالا بالا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت کا کریڈٹ لے لے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اور پراجیکٹ دونوں اس وقت شدید خطرے میں ہیں اور کوپر تم نے بھی تو حماقت کی انتہا کر دی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل جہاری یہ سپر ناپ ایجنٹس کیا کر سکتی تھیں۔ وہ لوگ اگر اتنی آسانی سے مارے جاسکتے تو اب تک وہ لاکھوں بار مارے جاتے ہوتے۔ ٹانسنس"..... جیمسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"چیف۔ میں اب دوسرا سیکشن وہاں بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ"۔ کوپر نے کہا۔

"شٹ اپ۔ تم تمام سیکشن اپنے ہاتھوں سے خود ختم کرانا چاہتے ہو"..... جیمسن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"پھر آپ جیسے حکم دیں"..... کوپر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اس نے چیف جیمسن کو کبھی اس قدر غصے میں نہ دیکھا تھا۔

"تم خاموش رہو۔ کسی کو وہاں مت بھیجو۔ میں خود تمام بندوبست کر لوں گا"..... جیمسن نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور ریسور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ٹانسنس۔ یہ لوگ بالکل ہی احمق ہیں"..... جیمسن نے ہنسن اور پھر تیزی سے اس نے سرخ رنگ کے فون کا ریسور اٹھایا اور خبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

ہے بلکہ اس نے روسی اور گارنی اور ان دونوں کے سیکشنوں کے آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان کے ہیڈ کوارٹر کی تمام مشینیں تباہ کر دی گئی ہیں۔ ایس ایس ریز کی مشینیں اور اس ناسپ کی دوسری تمام مشینیں بھی تباہ کر دی گئی ہیں اور وہاں بلیک ہنکسی کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے۔ جیسمن نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اتنی جلدی۔ لیکن چیف۔ کرنل ڈیوک نے انتہائی حیرت خیز لہجے میں کہا۔

"جہیں تو معلوم ہے کرنل ڈیوک کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کا شیطان عمران کس انداز میں کام کرتا ہے۔ تم نے مجھے اطلاع دینے کی بجائے کوپر کو کہہ دیا۔ نتیجہ اب تمہارے سامنے ہے۔ جیسمن نے تیز لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری چیف۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ لوگ اس قدر نکلے ثابت ہوں گے۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

"وہ لوگ نکلے نہیں ہیں۔ ان کے مقابل پاکیشیا سیکرٹ سروس تھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ ان کے بس کا روگ ہی نہیں تھا۔ ان لوگوں کے مقابلے پر تو میں انجنت کو بھیجتے ہوئے بھی دس بار سوچتا پڑتا ہے۔ جیسمن نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

"ویسے وہاں کسی کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان لوگوں :

مشن تو پراجیکٹ کے خلاف ہے اور پراجیکٹ پر تم موجود ہو۔ تم ان کا خاتمہ وہیں کر سکتے تھے۔ خواہ مخواہ دو سیکشن ختم کرادیئے تم نے ان کے ہاتھوں۔ جیسمن نے کہا۔

"سوری چیف۔ میں نے تو اس لئے کوپر سے بات کی تھی کہ وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکے گا۔ اب مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ خود ان کے ہاتھوں ختم ہو جائیں گے۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

"بہر حال اب تم بتاؤ کہ تم کیا کہتے ہو۔ تمہاری وہاں کیا پوزیشن ہے کیونکہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تمہاری طرف رخ کرنا ہے اور یہ لوگ وقت ضائع کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ جیسمن نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس سہاں کی آپ فکر مت کرو سہاں میں نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ وہ لوگ یہاں دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

"کیا تم جھپٹے بھی کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرائے ہو۔ جیسمن نے پوچھا۔

"یس سر۔ ہاں ٹکرا چکا ہوں۔ کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے اور یہ سن لو کہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح کام کرتے ہیں اس لئے تم نے ہر لحاظ سے چوکنا اور ہوشیار رہنا ہے۔ یہ انتہائی اہم ترین پراجیکٹ ہے۔ جیسمن نے کہا۔

”چیف۔ آپ فکر مت کریں۔ میں سنبھال لوں گا انہیں۔“
 کرنل ڈیوک نے کہا۔
 ”اوکے“..... جیسٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے
 چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا۔ روسٹی
 اور گارنی اور ان کے تمام اڈوں اور آدمیوں کے خاتمے کے بعد وہ
 واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے تھے۔ جو لیا سب کے لئے چائے بنانے
 گئی ہوئی تھی جبکہ باقی سب یہاں اس بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے
 تھے۔ عمران کی پیشانی پر چونکہ لکڑیوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا اس لئے
 سب ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اس وقت
 عمران کسی گہری سوچ میں گم ہے اس لئے وہ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا
 چاہتے تھے کہ اچانک عمران چونک کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا۔
 ”ریڈ یار ڈکلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی
 مردانہ آواز سنائی دی۔

" تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ مجھے بتاؤ۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

" وہی کام اس سے لینا ہے جو وہ کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے

کہا۔

" وہ اجنبیوں سے تو ملتا ہی نہیں۔ اگر تم مجھے دس ہزار ڈالر دو تو

میں تمہیں اس کی ایسی ٹپ بتا سکتا ہوں کہ وہ تمہارا غلام بن جائے۔

گا۔۔۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پہنچ جائیں گے دس ہزار ڈالر۔۔۔۔۔ عمران نے

کہا۔

" پیئرزک ٹچ وڈ کلب کا مالک اور تینجر ہے۔ اس کی سب سے بڑی

کمزوری ایک عورت لیڈی سارا ہے جو کنگ ہوٹل اور کنگ کمپنیو

کی مالک ہے۔ ڈیگوشیا کی سب سے امیر اور خوبصورت عورت ہے

لیکن انتہائی رکھ رکھاؤ کی مالک ہے۔ اگر تم لیڈی سارا کے ذریعے

پیئرزک سے رابطہ کرو تو پیئرزک تمہارا غلام بن جائے گا۔۔۔۔۔ انتھونی

نے کہا۔

" یہ لیڈی سارا کہاں رہتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" کنگ ہوٹل میں اس کا آفس ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا۔

گیا۔

" اوکے۔ شکریہ۔ پہنچ جائے گی رقم۔ بے فکر رہو۔۔۔۔۔ عمران نے

کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" حضور تم میرے ساتھ چلو۔ اس لیڈی سارا کی زیارت

" انتھونی سے بات کراؤ۔ میں پرنس بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران

نے سر دھجے میں کہا۔

" ہیلو۔ انتھونی بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی

آواز سنائی دی۔

" پرنس بول رہا ہوں انتھونی۔ تمہارا آدمی سمجھ ہلاک ہو چکا

ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اس کی لاش کہاں ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بغیر کسی

افسوس کے سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا۔

" تیرے چوک کے قریب جو درختوں کا جھنڈ ہے وہاں میں نے

رکھوا دی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اور کچھ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا تم کبھی مشرقی ایریا میں گئے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" مشرقی ایریا۔ اوہ نہیں۔ وہ تو سخت ممنوعہ علاقہ ہے اور وہاں

فوج کا کنٹرول ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آخر وہاں سامان وغیرہ کی سپلائی تو ہوتی رہتی ہو گی۔۔۔۔۔ عمران

نے کہا۔

" ہاں۔ ہوتی رہتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کا ٹھیکہ پیئرزک

کے پاس ہے۔ شراب اور عورتیں سپلائی کرنے کا اور پیئرزک وہاں

سے خوب کمارہا ہے۔۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا۔

" یہ پیئرزک کہاں رہتا ہے۔ کون ہے یہ۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

لیں۔" عمران نے صفدر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میں بھی ساتھ چلوں گی..... جو لینا ہے۔"

"نہیں۔ تمہاری موجودگی میں وہ کھل نہ سکے گی جبکہ ہم نے اس

سے کام لینا ہے..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"کیا کام لینا ہے۔..... مجھے بتاؤ..... جو لینا ہے چونک کر کہا۔

"جو لینا۔ اس وقت ہم انتہائی سخت ترین حالات سے گزر رہے

ہیں۔ یہ مشن شاید ہماری زندگی کا سب سے کٹھن مشن ثابت ہو گا

اس لئے کسی جذباتیت کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ صفدر..... عمران

نے خشک لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو صفدر بھی سر ہلاتا ہوا اٹھا

اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں سوار ہو کر کنگ ہوٹل کی طرف

بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔

"عمران صاحب۔ اس قدر لاشوں کے بعد کیا یہاں کی پولیس

حرکت میں نہ آئے گی..... صفدر نے کہا۔

"آئے گی کیا۔ اب تک آپچی ہو گی..... عمران نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا۔

"ایسا نہ ہو کہ وہ کسی کلیو کے ذریعے ہم تک پہنچ جائے اور ہم اس

فضول چکر میں لٹھ جائیں..... صفدر نے کہا۔

"اسی لئے تو اس لیڈی سارا کے پاس جا رہا ہوں تاکہ وہ ہمیں تمام

فضول چکروں سے بچا سکے..... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ لیڈی سارا سے تو ابھی ہم ملے ہی نہیں..... صفدر

نے کہا۔

"تم اپنی بات کرو۔ میں تو شاید دس بارہ بار مل چکا ہوں۔"

عمران نے کہا۔

"اچھا۔ کب۔ آپ تو شاید پہلی بار ڈیگوشیا آئے ہیں..... صفدر

نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیڈی سارا ایکریمین ہے اور ولنگٹن کے معروف لارڈ میکملن کی

بہن ہے۔ خود بھی ہاؤس آف لارڈز کی ممبر رہ چکی ہے۔ ڈیگوشیا کی آب

دہوا اسے نہ صرف پسند آگئی ہے بلکہ اس کے خیال کے مطابق یہاں

کی آب دہوا اس کی تھمت کو اس آئی ہے اس لئے اس نے یہاں یہ

کنگ ہوٹل اور کنگ کلب بنائے جبکہ پورے ایکریمینا اور یورپ

میں کنگ ہوٹلوں، کنگ کلبوں اور کنگ کسینوز کا جال پھیلا ہوا

ہے۔ لیڈی سارا اب سال کے آٹھ ماہ یہاں ڈیگوشیا میں گزارتی ہے

اور باقی چار ماہ ایکریمینا میں۔ اور اتفاق سے اس سے ملاقات ایکریمینا

میں ہی ہوتی رہی ہے۔ ادھیڑ عمر ہے لیکن اپنے آپ کو شاید سولہ

سال سے بھی کم عمر سمجھتی ہے اور دوسروں کو بھی مجبور کرتی ہے کہ

اسے ایسا ہی سمجھا جائے اور پھر لیڈی سارا سے کام نکلوانے کے لئے

مجھے جو زبان استعمال کرنا پڑے گی وہ کم از کم جو لینا کے سامنے نہیں

کر سکتا ورنہ وہ مجھے بلا تکلف گولیوں سے اڑا دے گی..... عمران

نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اور آپ شاید تنویر کو بھی اسی لئے ساتھ نہیں لائے کہ وہ جو لینا

شاندار انداز میں سجا ہوا تھا اور عورتوں اور مردوں سے کھانچ کھنچا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک خاصا بڑا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چھ خوبصورت لڑکیاں دیڑھ سوں کو سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ کاؤنٹر کے کونے پر ایک نوجوان لڑکی سنول پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے سرخ رنگ کا فون موجود تھا۔

”ہیلو مئی“۔۔۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر ٹھنڈھٹھا عاشقانہ لہجے میں کہا تو سنول پر بیٹھی ہوئی لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔
 ”ایس سر۔ حکم فرمائیے۔“ لڑکی نے سنول سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکا سا رنگ آکر گزر گیا تھا۔
 ”کیا لیڈی سارا نے جہیں خود انٹرویو کیا تھا“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

”جی۔ میں سمجھی نہیں آپ کی بات“۔۔۔۔۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ جیسی خوبصورت لڑکی شاید پورے ایکریڈیا میں اور نہیں ہوگی اس لئے یقیناً آپ کا انتخاب لیڈی سارا نے ہی کیا ہوگا کیونکہ لیڈی سارا پوری دنیا میں سب سے بڑی حسن شناس ہے“۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو لڑکی کا چہرہ مسرت کی شدت سے گھٹا ہو گیا اور آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

”جی۔ اس تعریف کا بے حد شکریہ“۔۔۔۔۔ لڑکی نے مسرت کی شدت سے قدرے ہلکاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

کو رپورٹ دے دے گا“۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”رپورٹ کی تو مجھے فکر نہیں ہے کیونکہ رقیب ایسی رپورٹیں دیتے ہی رہتے ہیں لیکن تنویر ان معاملات میں خود جو لیا سے بھی زیادہ گرم دماغ ہے اس لئے لیڈی سارا کے انداز دیکھتے ہی اس نے اسے گولی سے اڑا دینا تھا“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک آٹھ منزلہ ہوٹل کی انتہائی شاندار عمارت کے کپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور سیدھی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پارکنگ رنگ برنگی کاروں سے بھری ہوئی تھی۔

”یہاں تو خاصی رونق ہے“۔۔۔۔۔ صفدر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ ڈیگوشیا کا یقیناً سب سے زیادہ شاندار ہوٹل ہے اس لئے اعلیٰ طبقوں سے تعلق رکھنے والے سیاح یہاں آنا زیادہ پسند کرتے ہیں“۔۔۔۔۔ عمران نے پارکنگ بوائے سے کار ڈلیٹے ہوئے کہا۔

”کیا یہ لیڈی سارا اس وقت ہوٹل میں موجود ہوگی۔ پہلے فون کر کے پوچھ لیتے“۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”نہیں ہوگی تو جہاں ہوگی وہاں ہمیں پہنچا دیا جائے گا“۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار اثبات میں ہلاتے ہوئے مسکرا دیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران ان معاملات میں کس طرح دوسروں کو زیر کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تنویر دیر بعد وہ ہال میں داخل ہوئے تو وسیع و عریض ہال واقعی استرا

گی۔ لڑکی نے اس انداز میں کہا جیسے اسے سو فیصد یقین ہو کہ جواب میں اسے انکار ہی سننا پڑے گا۔

”ہولڈ مکرو۔ میں معلوم کرتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ وہ شاید لیڈی سارا کی پرسنل سیکرٹری تھی۔

”ہیلو البرنی“ چند لمحوں بعد پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”یس“ البرنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان صاحبان کو فوری طور پر آفس بھیج دو۔ لیڈی صاحبہ نے فوری ملاقات کا وقت دے دیا ہے اور تمام مصروفیات منسوخ کر دی ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو البرنی کے چہرے پر اہتہائی حیرت کے تاثرات پھیلنے لگے۔

”یس مس“ البرنی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سائینچر موجود ایک آدمی کو بلایا جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا۔

”انہیں لیڈی صاحبہ کے سپیشل آفس میں لے جاؤ۔ جلدی۔“ البرنی نے کہا۔

”آئیے جناب“ سپروائزر نے کہا۔

”شکریہ ڈیر۔“ میں لیڈی سارا سے ضرور پوچھوں گا کہ اس نے تمہیں مقابلہ حسن سے لاکر یہاں کاؤنٹر پر کیوں کھرا کر دیا ہے۔

”تمہیں تو اعلیٰ عہدہ دیا جانا چاہئے تھا“ عمران نے کہا۔

”شش۔ شش۔ شکریہ“ البرنی کی حالت عمران کا فقرہ سن

”یہ تعریف نہیں ہے۔ حقیقت ششاسی ہے۔ بہر حال لیڈی سارا کو فون کرو اور اسے بتاؤ کہ پرنس آف ڈھب یہاں بنفس نفیس موجود ہے۔“ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

”مم۔ مم۔ مگر جناب۔ لیڈی صاحبہ تو کسی سے نہیں ملا کرتیں۔“ لڑکی نے بوکھلاہٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پرنس سے ملے بغیر وہ لیڈی ہی نہیں رہ سکتیں۔ تم اس سے میرا نام تو لو۔ پھر دیکھنا کیسے وہ تنگے پاؤں دوڑتی ہوئی یہاں آتی ہے۔“

عمران نے کہا۔

”مم۔ مگر یہ ڈھب۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔“ لڑکی نے مزید بوکھلاتے ہوئے کہا۔

”ڈھب اکیڑیسیا کی ایک قدیم ریاست ہے۔“ عمران نے کہا تو لڑکی نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لاؤڈر کا بٹن پریس کر دو تاکہ پرنس کو معلوم ہو سکے کہ لیڈی سارا اس کا نام سن کر کیا رد عمل ظاہر کرتی ہے۔“ عمران نے کہا تو لڑکی نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کاؤنٹر سے البرنی بول رہی ہوں۔ یہاں دو اکیڑیسیا صاحبان تشریف لائے ہیں۔ وہ لیڈی صاحبہ سے فوری ملاقات چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب نے اپنا نام پرنس آف ڈھب بتایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا نام سن کر لیڈی سارا فوراً ملاقات کا وقت دے دیں

کر دیکھنے والی ہو گئی تھی اور صدر بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ہال مناکرے میں داخل ہوئے جہاں دیواروں کے ساتھ قیمتی صوفے پڑے ہوئے تھے۔ ایک طرف شیشے کا دروازہ تھا جس کے پاس کاؤنٹر تھا اور کاؤنٹر کے پیچھے ایک خوبصورت نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

”آئیے جناب..... لڑکی نے باقاعدہ اپنے کران کا استقبال کرتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ کر اس نے شیشے کا دروازہ کھول دیا۔

”شکریہ.....“ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام لکڑی کے ایک انتہائی قیمتی دروازے پر ہو رہا تھا۔ دیواروں کو بھی انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ فرش پر انتہائی قیمتی اور دیرقاہین بنکھا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی انتہائی مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو صدر کے چہرے پر ہلکی سی پسندیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صدر بھی اندر داخل ہوا تو یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے اس قدر خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا کہ صدر کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے انتہائی گہرے تاثرات ابھر آئے تھے۔ آخر یہ مہانگنی کی ایک جہازی سائز کی انتہائی جدید آفس ٹیبل کے پیچھے ایک خاتون کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے شوخ رنگ کے کپڑے اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے سنہری بال اس کے کاندھوں پر پڑے۔

ہوئے تھے۔ کانوں میں پلانٹینیم کے ٹاپس تھے۔ گلے میں پلانٹینیم کا انتہائی قیمتی ہار تھا جو آفس کی تیز روشنی میں واقعی جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ یہ لیڈی سارا تھی لیکن عمران کے اندر داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یقیناً انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے اور پھر اس کے اعصاب کشیدہ ہو گئے تھے۔

”کون ہو تم۔ کہاں ہے پرنس.....“ لیڈی سارا نے یقیناً پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ پرنس اصل پھرے میں آکر تمہارے حسن کے جلوؤں سے اپنے چہرے کو نذر آتش کرا لیتا.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس بار وہ بولا اپنے اصل لہجے میں تھا۔ ”اوہ اچھا۔ تم پرنس۔ تم۔ اوہ۔ اوہ۔ میں تو تمہیں پہچان ہی نہ سکی۔ یہ تم نے کیا اوڑن جیسی شکل بنا رکھی ہے.....“ لیڈی سارا نے بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ الو تو تمہارے ملک میں فلاسفر کو کہتے ہیں۔ تم نے خواہ مخواہ مجھے فلاسفر بنا دیا ہے۔ میں تو عملی آدمی ہوں۔ فلاسفر ہوتا تو لیڈی سارا کے حسن پر قصیدہ خوانی کی بجائے صرف اس پر غور ہی کرتا رہ جاتا۔ ویسے کیا بات ہے لیڈی سارا۔ آخر تمہارا حسن وقت کے ساتھ ساتھ کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ مجھے یاد ہے تین سال پہلے تم سے ملاقات ہوئی تھی اور ان تین سالوں میں تم مزید حسین اور مزید جوان ہو گئی ہو۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ تمہیں دیکھ

بہت بڑے شاعر سے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ قصیدہ اس سے لے کر اسے فریم کروالوں اور ساتھ ہی اس کی کاپیاں پوری دنیا میں پھیل دوں تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ حسن اصل میں کہتے کسے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"تو تم نہیں بتانا چاہتے۔ نہ بتاؤ۔ بہر حال تمہارا جو بھی کام ہو گا ضرور ہو گا لیکن تم ٹھہرے کہاں ہو؟" لیڈی سارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کار سیور اٹھالیا۔

"سچ و ڈکلب کے پیپرنگ سے بات کرو؟" لیڈی سارا نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور سیور رکھ دیا۔

"آخر تم کرتی کیا ہو لیڈی سارا کہ زمانے کے اثرات تم پر اثر انداز ہی نہیں ہوتے۔ آگ اس بے پناہ اور مسلسل حسن کا از کیا ہے۔" عمران اس کے بات کرنے سے پہلے ہی بول پڑا تاکہ وہ اس کی رہائش والی بات بھول جائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ لیڈی سارا نے ضد کرنی ہے کہ وہ کنگ ہو مل میں ٹھہرے۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کیا کرتی ہوں؟" لیڈی سارا نے جواب دینے کی بجائے مسکراتے ہوئے انسا سوال کر دیا۔

"میں نے سنا ہے کہ قدیم دور کی شہزادیاں اپنے آپ کو انتہائی زہریلے سانپوں سے دُشمنی تھیں کیونکہ سانپ کا زہر جب خون میں شامل ہوتا ہے تو آدمی اگر مر نہ جائے تو اس کے حسن میں بے پناہ جگمگاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ تم بھی کوئی

کر پھر کسی اور کو دیکھنا یوں لگتا ہے جیسے جرم کیا جا رہا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر وہ ایک سائیڈ پر موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔

"بس۔ بس۔ اتنی تعریف مت کیا کرو کہ میں واقعی اپنے آپ کو حسنینہ عالم سمجھنا شروع کر دوں۔" لیڈی سارا نے بڑے اٹھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے حسنینہ عالم نہیں۔ قتالہ عالم۔ ایک دنیا تمہیں دیکھ کر ڈھیر ہو جاتی ہے۔ یہ تو میں ہی ایک ڈھیت ہوں کہ تمہارے حسن؟ اس قدر بھرپور جلوہ دیکھ کر بھی زندہ رہ جاتا ہوں۔" عمران نے زبان فل سپیڈ سے رواں ہو گئی تو لیڈی سارا کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی اور صفدر خاموش بیٹھایا دلچسپ متا شد دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری یہی باتیں تو یاد کرتے ہوئے وقت گزرتی رہتی ہوں۔ تم واقعی حسن شاس ہو۔ بہر حال یہاں ڈیگوشیا میں کیسے آئے ہو اور یہ کون ہے؟" لیڈی سارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ایک غلام ہے سچ و ڈکلب کا مالک اور شیجر پیٹرک۔" سارا نے وہ کسی سے نہیں ملتا اور مجھے اس سے کام ہے۔" عمران نے کہا۔

"پٹرک۔ وہ سمجھ۔ تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا ہے؟" لیڈی سارا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے اس نے تمہارے حسن پر شاندار قصیدہ لکھوایا ہے کسی

اس کی جرأت ہے کہ وہ تمہارے حکم کے بعد کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر سکے اور اب ہمیں اجازت دو کیونکہ اب میری قوت برداشت جواب دیتی جا رہی ہے اور مجھے یوں لگ رہا ہے کہ جیسے تمہارے حسن کے جلوے مجھے جلا کر راکھ کر دیں گے..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ بیٹھو۔ تم نے نہ کچھ پیانا کھایا..... نیلی سارا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں حسن کے اس قدر تاجک جلوے ہوں وہاں کھانے پینے کا کیا سوال۔ باقی عمر اس تصور میں ہی گزر جائے گی۔ گڈ بائی۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ صفدر خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔

”واقعی یہ انتہائی احمق عورت ہے اور احمق بن کر خوش بھی ہوتی ہے“..... کار کے ہوٹل کپاونڈ سے باہر نکلنے ہی صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے۔ ارے۔ وہ احمق نہیں ہے۔ واقعی حسین ہے اور سنو۔ تم چاہو تو ایسے ہی الفاظ صالح کو کہہ کر دیکھو۔ پھر دیکھنا صالح کس قدر خوش ہوتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”صالح بہر حال اس سے زیادہ حسین ہے“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم صالح کے ہاتھوں گولی کھانا چاہتے ہو۔“

بوائزن استعمال کرتی ہو..... عمران نے کہا تو نیلی سارا بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”قدیم دور کی شہزادیاں تو احمق تھیں۔ میں احمق نہیں ہوں کہ زہر کھاتی بھروں۔ میں نے دس بارہ خصوصی ڈاکٹرز رکھے ہوئے ہیں جو مجھے مخصوص قسم کی طاقتور اور اکسیر ادویات دیتے رہتے ہیں جس سے میرا حسن نہ صرف قائم رہتا ہے بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے“..... نیلی سارا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی مٹرنگ گھنٹی بج اٹھی تو نیلی سارا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہیس..... نیلی سارا نے خشک لہجے میں کہا۔

”پیئرک۔ میرے دو مہمان تمہارے پاس آرہے ہیں۔ خصوصی مہمان ہیں۔ وہ اگر تم سے تمہاری جان بھی طلب کریں تو تم نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے دے دینی ہے۔ کیا سمجھے“..... نیلی سارا نے بڑے اٹھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

”مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہئے“..... نیلی سارا نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تم اس کے کلب جا کر پرنس کہنا۔ وہ تمہارا استقبال خود آکر کرے گا اور سنو۔ اگر وہ کسی بھی معاملے میں معمولی سی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرے تو مجھے فون کر دینا۔ پھر دیکھنا کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے“..... نیلی سارا نے کہا۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑا۔
 "کیا مطلب۔ میں نے تو اس کی تعریف کی ہے۔" صدر نے
 چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے اسے لیڈی سارا سے زیادہ حسین کہا ہے جبکہ لیڈی سارا
 تو سرے سے حسین ہی نہیں ہے۔" عمران نے کہا تو صدر بے
 اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر میں وہ ساری باتیں اور فقرے مسک جو لیا کے سامنے دوہرا
 دوں جو آپ نے لیڈی سارا کے حسن کی تعریف میں بولے ہیں تو کیا
 رزلٹ نکلے گا عمران صاحب۔" عمران نے شرارت بھرے لہجے
 میں کہا۔

"دی پلاؤ کھائیں گے احباب والا۔" عمران نے جواب دیا تو
 صدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار موڑی اور
 ایک دو منزلہ کلب کے کپاؤنڈ گیٹ میں لے جا کر اس نے کار کو
 پارکنگ میں لے جا کر روک دیا۔

"آؤ۔ اب اس پیئرزک سے مل لیں۔" عمران نے کار سے نیچے
 اترتے ہوئے کہا تو صدر بھی اشتباہ میں سر ہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے ہال میں داخل ہوئے۔ یہ عام سا کلب تھا۔
 یہاں بھی کاؤنٹر پر لڑکیاں موجود تھیں۔

"پیئرزک سے کہو کہ پرنس آیا ہے۔" عمران نے کاؤنٹر پر
 لڑکی سے کہا۔

"اوہ۔ اوہ اچھا۔" لڑکی نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے سائیڈ میں موجود ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔
 "نوٹی۔ انہیں چیف کے آفس لے جاؤ۔" لڑکی نے کہا۔
 "آئیے جناب۔" اس نوجوان نے کہا اور پھر وہ مڑ کر ایک
 لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دوسری منزل پر پہنچ
 گئے۔ دوسری منزل کی راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے
 باہر دو مسلح افراد موجود تھے۔

"کاؤنٹر سے انہیں بھیجا گیا ہے۔" نوجوان نے ان مسلح افراد
 سے کہا تو ان مسلح افراد میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر خود
 دروازہ کھول دیا تو عمران اور اس کے پیچھے صدر اندر داخل ہوا۔ یہ
 ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ آفس ٹیبل
 کے پیچھے ریو الونگ چیمبر واقعی ایک ہیکہ مناد آیا بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 کے چہرے پر غمی کے تاثرات جیسے جمند ہو کر رہ گئے تھے۔

"میرا نام پرنس ہے۔" عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو وہ
 ہیکہ مناد آدمی اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں
 بڑیوں کی جگہ سرنگ لگے ہوئے ہوں۔ اس کے چہرے کے تاثرات
 محض بدل گئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم لیڈی صاحبہ کے مہمان ہو۔ اوہ۔ تم ہو وہ خوش
 قسمت جنہیں لیڈی صاحبہ نے اپنا مہمان بنایا ہے۔ میں تمہیں سلام
 کرتا ہوں۔" پیئرزک نے میز کی سائیڈ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"گڈ۔ تمہارے اعصاب واقعی بے حد طاقتور ہیں۔"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں صرف لیڈی سارا کا غلام ہوں اور چونکہ تم اس کے مہمان ہو اس لئے تم نے میرا یہ روپ دیکھا ہے ورنہ شاید تم ساری زندگی سرپٹکتے رہتے تو مجھ سے مل ہی نہ سکتے۔"۔۔۔۔۔ پیٹرک نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ڈیکو شیا کے مشرقی حصے میں ایکریمین نیوی کا مواصلاتی سسٹم نصب ہے اور تم وہاں شراب اور دوسری سپلائی پہنچاتے ہو۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں پہنچاتا ہوں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔" پیٹرک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کس انداز میں یہ سپلائی کرتے ہو۔ پہلے یہ بات سن لو کہ ہمیں تمہاری سپلائی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس کام سے۔ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس سپلائی کا طریقہ کیا ہے کیونکہ اس سپلائی کے طریقہ کار کی ایکریمیا کے اعلیٰ حکام میں بے حد تعریف ہوتی رہتی ہے اور ہمارے سینڈیکٹ کو ایکریمیا کی چند دفاعی تحصیلات کو سپلائی کا ٹھیکہ ملا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے انداز میں وہاں سپلائی کا سسٹم قائم کیا جائے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے

اس کے چہرے پر جیسے زلزلے کے آثار نظر آنے لگ گئے تھے۔ وہ واقعی عمران اور صفدر کے سامنے پچھا چلا رہا تھا۔

"لیڈی سارا تو تمہاری بڑی تعریفیں کر رہی تھیں۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو پیٹرک بے اختیار اچھل پڑا۔

"اچھا۔ اچھا۔ کیا واقعی۔"۔۔۔۔۔ اس نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"بالکل۔ اب اطمینان نہ بیٹھو اور ہماری بات سنو کیونکہ ہم نے واپس لیڈی سارا کو رپورٹ بھی دینی ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ تعاون بھی کیا ہے یا نہیں۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ نہیں۔ یہ نہیں۔ مجھے بتائیں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"۔۔۔۔۔ پیٹرک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو پیٹرک۔ ہم نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں اس سے کسی ایسی جگہ چلو جہاں مکمل رازداری ہو اور دوسری بات یہ کہ اپنے آپ کو سنبھالو تاکہ بات چیت سنجیدگی سے ہو سکے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ آؤ اور عقبی کمرے میں آجاؤ۔"۔۔۔۔۔ پیٹرک نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر عقبی کمرے میں آگیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اسے لاک کر کے اس نے سائیڈ پر موجود سوچ پینل پر ایک بٹن پریس کر دیا تو دروازے پر سیاہ رنگ کی چادر سی گر گئی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے۔"۔۔۔۔۔ پیٹرک نے مڑ کر انتہائی

پہنچانی ہوتی ہیں اور جتنے کریٹ سپلائی کرنے ہوتے ہیں انہیں جیوں میں لاد کر وہاں احاطے میں لے جاتے ہیں اور پھر اس سرنگ کے راستے اصل اڈے تک پہنچا دیتے ہیں اور وہاں سے خالی بوتلیں اور پہلے سے پہنچی ہوئی عورتیں واپس لے آتے ہیں..... پیٹرک نے کہا۔

"اس طرح تو کوئی بھی آدمی وہاں کسی عورت کو لے کر جا سکتا ہے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو پیٹرک بے اختیار ہنس پڑا۔

"احاطے میں داخل ہونے کے لئے خصوصی کارڈ ہوتے ہیں اور جب ہم اس سرنگ کے دہانے پر پہنچتے ہیں تو وہاں ہمارے کارڈ کمیونٹر پر چمک ہوتے ہیں۔ جن عورتوں کو ہم لے جاتے ہیں ان سب کی کمیونٹر چمکنگ ہوتی ہے اور اس کے بعد ان کے خصوصی کارڈ تیار ہوتے ہیں اور پھر انہیں اندر لے جایا جاتا ہے۔ اب تم بتاؤ اجنبی کیسے اندر جا سکتا ہے۔ اس کے پاس تو کارڈ ہی نہیں ہو گا۔" پیٹرک نے کہا۔

"مہمارا کون آدمی سپلائی لے کر وہاں جاتا ہے..... عمران نے پوچھا۔

"گری۔ کیوں..... پیٹرک نے کہا۔
"کیا گری اکیلا جاتا ہے یا دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ جاتے ہیں..... عمران نے پوچھا۔

وضاحت کرتے ہوئے کہا تو پیٹرک کا چہرے بے اختیار چمک اٹھا۔
"وہ سب ممنوعہ علاقہ ہے۔ وہاں کوئی اجنبی آدمی دوسرا سانس بھی نہیں لے سکتا لیکن ہم نے ایسا نظام قائم کر رکھا ہے کہ سپلائی بھی ہوتی رہی ہے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی۔" پیٹرک نے کہا۔

"یہی بات تو معلوم کرنا چاہتا ہوں اور بے فکر رہو۔ یہ بات بھی ہمارے اور تمہارے درمیان ہی رہے گی..... عمران نے کہا۔
"لیڈی سارا نے چونکہ تم سے تعاون کا حکم دیا ہے اس لئے میں تمہیں بتا رہا ہوں ورنہ کسی کی اتنی جرأت ہی نہیں کہ پیٹرک سے ایسی بات پوچھ سکے..... پیٹرک نے کہا۔
"بالکل۔ بالکل..... عمران نے فوراً ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مشرقی ایریا میں ایک جگہ ہے جسے نو مین لینڈ کہا جاتا ہے۔ یہ وہ آخری حد ہے جہاں تک کوئی اجنبی آدمی جا سکتا ہے۔ اس کے بعد دس کلو میٹر کا صاف میدان ہے۔ اس کے بعد جنگل کا آغاز ہو جاتا ہے۔ یہاں ایک بہت بڑا احاطہ ہے جس میں ایکریمیں نیوی کی چمک پوسٹ بنی ہوئی ہے۔ یہاں اس احاطہ میں بھی ایکریمیں فوج رہتی ہے۔ اس احاطے کے ایک بند کمرے سے ایک خفیہ سرنگ اندر جاتی ہے۔ یہ سرنگ اس قدر کھلی اور ہموار ہے کہ اس میں جیسیں بھی چل سکتی ہیں۔ ہم نے جتنی عورتیں اندر

”گیری کا گروپ ہے۔ وہ ساتھ لے جاتا ہو گا۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔

”اس گیری کو یہاں بلاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
”کیا مطلب۔ کیا جہاز اخیال ہے کہ میں نے تم سے غلط بیانی کی ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے نفی کے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس قدر خفیہ جگہ پر سلائی لے جانے کا۔ گیری اور اس کے ساتھیوں کے کارڈ لے کر کوئی بھی اجنبی وہاں جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”کیسے لے جا سکتا ہے۔ کیا تم نے ان اکیڑہائیں فوجیوں کو احقر سمجھ رکھا ہے۔ گیری اور اس کے ساتھیوں کو جو کارڈ جاری کئے گئے ہیں وہ ان کے جسمانی کمیونٹر کارڈ ہیں۔ ان کارڈ کے ذریعے ان کے جسموں کا ایک ایک بال ساتھ چسک ہو جاتا ہے۔ اب بتاؤ کہ اجنبی آدمی کیسے یہ کارڈ لے کر وہاں جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔
عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب پیئرک کی وضاحت کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ ان کارڈز کو واقعی کوئی دوسرا شخص استعمال ہی نہیں کر سکتا۔

”وہاں سے بھی تو لوگ یہاں جہاز سے پاس عیاشی کرنے آتے رہتے ہوں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔
”کیا اب بھی کوئی یہاں موجود ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ گزشتہ ایک ہفتے سے پورا ایریا سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود عورتوں کو واپس بلوایا گیا ہے اور سیلائی تاحکم ثانی بند کر دی گئی ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ میں نیڈی سارا کو رپورٹ دوں گا کہ تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو پیئرک کے ہرے پر ایک بار پھر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ بہر حال اس نے گے بڑھ کر سوچ بورڈ پر ہٹن دیا اور سیاہ چادر ہٹ جانے پر اس نے روازے کا لاک کھول دیا تو عمران اور صفدر سمیت وہ اپنے آفس بن آگیا۔

”اب سنو۔ کسی کو یہ نہ بتانا کہ تم سے ہم نے اس بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔۔۔۔۔ پیئرک نے کہا تو عمران اور صفدر نے پیچھے چلتے ہوئے پیئرک کے آفس سے باہر نکلے اور پھر تھوڑی دیر ان کی کار تیری سے واپس رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”اس ساری بھاگ دوڑ کا نتیجہ تو کوئی نہ نکلا۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”کیوں نہیں نکلا۔ ہمیں اندر داخل ہونے کا ایک راستہ مل گیا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہاں تو اکیڑہائیں فوج کا پہرہ ہے اور اگر ہم ان کے اڈے

تک پہنچ بھی گئے تو وہ ہمارا مارگٹ تو نہیں ہے اور وہاں سے نجانے مارگٹ تک پہنچنے کو کوئی راستہ ہے بھی یہی نہیں۔۔۔۔۔ صغدر نے کہا۔

”تنویر کی بات ایسے حالات میں درست ہوتی ہے کہ وہاں پہنچ کر خود بخود آگے کے راستے کھل جاتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔“
 ”عمران صاحب۔ بلیک بجنسی کے ان دو بجنسوں کے خاتمے کے بعد کیا بلیک بجنسی خاموش ہو کر بیٹھ جائے گی۔۔۔۔۔ صغدر نے کہا۔“

”اس لئے تو میں تیری دکھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ دوبارہ یہاں الجھنے کی بجائے اپنی بنام تر توانائیاں وہاں غرتا کریں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صغدر نے اثبات میں سر ملادیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت مغربی ایشیا کے آخری حصے نو مین لینڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ یہاں سے میدان اور پھر گھٹا جنگل تھا اور میدان سے پہلے نہ صرف قد آدم خاردار تاریکی باڑ تھی بلکہ جگہ جگہ بلند ماور بنے ہوئے تھے اور وہاں ہر طرف انتہائی ممنوعہ علاقے کے بورڈ لگے ہوئے تھے۔

”اس طرح اندھا دھند اقدام تو سراسر حماقت ہے۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ ایسے ہی اقدامات سے مشن مکمل ہوتے ہیں۔“
 تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران نے انہیں ساری باتوں کے بارے میں بریف کر دیا تھا اور وہ اپنی رہائش گاہ سے یہاں اس لئے آئے تھے کہ وہ اس احاطے پر قبضہ کر کے آگے بڑھیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا لیکن چونکہ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہ مشن رات کو

میں کود جائیں۔ ہم عام مجرم نہیں ہیں۔ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ ہمیں مشن بھی مکمل کرنا ہے اور اپنا دفاع بھی کرنا ہے۔“
صفر نے کہا۔

”ٹھیک ہے تو پھر سوچتے رہو بیٹھے“..... تنویر نے کہا اور اس طرح ہونٹ بچھنے لے جیسے اس نے اب نہ بولنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔
”تم کیوں خاموش ہو عمران“..... جو یانے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ اس ایریے میں ایئر میین فوج کا مواصلاتی سسٹم کے ساتھ ساتھ لارچ ویو پراجیکٹ بھی موجود ہے یا نہیں۔ یا اسی مواصلاتی سسٹم کو ہی لارچ ویو پراجیکٹ میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اگر ہے تو کیا وہ زیر زمین ہے یا زمین کے اوپر“..... عمران نے کہا۔

”لازمًا وہ زمین کے اوپر ہو گا کیونکہ میزائل فائرنگ سسٹم ہو یا اینٹی میزائل سسٹم۔ اسے ہر صورت میں زمین کے اوپر لگانا پڑتا ہے۔“ جو یانے کہا۔

”چلو یہ بات تو طے ہو گئی کہ اگر یہ ہے تو اوپر ہے۔ اب یہ طے ہونا باقی ہے کہ کیا یہ دونوں پراجیکٹ ساتھ ساتھ ہیں یا ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہیں“..... عمران نے کہا۔

”یقیناً فاصلے پر ہوں گے عمران صاحب۔ کیونکہ میزائل پراجیکٹ کی وجہ سے مواصلاتی سسٹم اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مواصلاتی سسٹم بے حد حساس ہوتا ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

مکمل کیا جائے گا اس لئے وہ سب اس ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے اور یہاں یہ بحث جاری تھی کہ ایسا اقدام کیا جائے یا نہیں۔ کیپٹن شکیل، جو یانے اور صفر ایسے اقدام کے خلاف تھے جبکہ تنویر اس کی کھل کر حمایت کر رہا تھا اور عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔
”نہیں تنویر۔ یہاں ہمارے مقابلے پر ایئر میین فوج کے ساتھ ساتھ بلیک ہینس بھی ہے اور یہاں انہوں نے انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی آلات بھی نصب کئے ہوئے ہیں۔ انہیں بہر حال اطلاع مل چکی ہے کہ ہم اس پراجیکٹ پر حملہ کرنے کی شیا پہنچ چکے ہیں اور یہ پراجیکٹ ایئر مییا اور اسرائیل دونوں کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے“..... صفر نے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم لوگ میری بات سمجھتے ہی نہیں۔ ہم ترکیبیں سوچتے رہ جائیں گے اور وہ ہمیں ٹریس کر کے ہمارا خاتمہ بھی کر دیں گے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ عمران ہمارے ساتھ ہے اور جہاں عمران موجود ہو وہاں ایسا ممکن ہی نہیں“..... جو یانے کہا۔

”کیوں ممکن نہیں ہے۔ عمران کیا مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے“..... تنویر نے انتہائی جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تنویر۔ ہم مشن سے پیچھے نہیں ہٹ رہے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم جیسوں میں پٹیل اور اسلمہ لے کر بھڑکتی ہوئی آگ

”پھر تم کیا چاہتے ہو؟“ جو یانے تھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”میں چاہتا ہوں کہ مشن بھی مکمل ہو جائے اور پاکیشیا سیکرٹ
 سروس کو بھی خراش تک نہ آئے۔“ عمران نے کہا۔
 ”لیکن ایسا کیسے ممکن ہے عمران صاحب؟“ صفدر نے کہا۔
 ”کیوں ممکن نہیں ہے۔“ تنویر درست کہتا کہ کہ ہر چیز ممکن
 ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
 ”آپ شاید اب وقت گزارنے کے موڈ میں ہیں؟“ صفدر نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”ساری زندگی ایک ہی تو کام کیا ہے میں نے کہ ہر قسم کا وقت
 گزارا ہے اور اب تو میں وقت گزارنے کا ماہر ہو چکا ہوں۔“ چیف اگر
 میری گردن نہ پکڑ دیا کرے تو میں وقت گزارنے کے طریقے سکھانے
 سے لاکھوں روپے کما سکتا ہوں۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جنہیں
 وقت گزارنے کے طریقے نہیں آتے۔“ عمران کی زبان ایک بار
 پھر رواں ہو گئی۔

”عمران صاحب۔“ اگر سمندر کے راستے ڈیگوشیا کی دوسری سائیڈ
 سے وہاں پہنچا جائے تو کیا صورت حال بنے گی؟“ کیپٹن شکیل
 نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس طرف بھی ممنوعہ علاقہ ہے اور لانچ کو دور سے ہی میزائل
 سے اڑا دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ فضائی راستہ بھی ممنوعہ ہے۔“ ایلی
 کا پٹر اہجاز کو میزائل گنوں سے فضا میں ہی اڑا دیا جائے گا۔“ عمران

”یہ دوسری بات طے ہو گئی کہ دونوں سسٹم علیحدہ علیحدہ اور
 فاصلے پر ہیں۔ اب یہ بات طے ہونا باقی ہے کہ کیا فوجی پراجیکٹ سے
 لارج ویو پراجیکٹ تک پہنچا جاسکتا ہے یا نہیں؟“ عمران نے کہا۔
 ”ضرور پہنچا جاسکتا ہے در نہ وہ سپلائی بند نہ کرتے۔“ صفدر
 نے جواب دیا۔

”ویری گا۔ اب یہ بات طے ہونی چاہئے کہ اس معاملے میں کتنے
 فوجی ہوں گے اور اس اڈے میں کتنے ہوں گے؟“ عمران نے
 کہا۔

”سیدھی طرح کہو کہ تم بھی اس معاملے میں تنویر کے ساتھ
 ہو۔“ جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”فی الحال اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے ہمارے پاس۔“ تم
 بتاؤ۔ ہے کوئی راستہ؟“ عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار
 ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اگر آپ بھی یہی چاہتے ہیں تو ہمیں
 کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟“ صفدر نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار
 کھل اٹھا۔

”لیکن مجھے اس پر اعتراض ہے کیونکہ جو یانے کی بات درست ہے کہ
 یہ صحیحاً خود کشی کے مترادف ہے اور میں نہیں چاہتا کہ پائیشیا
 سیکرٹ سروس اس طرح انکھی خود کشی کرے؟“ عمران نے
 تو تنویر نے بے اختیار منہ بنایا۔

غصے کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"کیا مطلب۔ تو یہ ساری باتیں تم نے مجھے خوش کرنے کے لئے کی تھیں..... جو یانے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میری تو ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ تنویر کو بھی خوش رکھا جائے۔ لیکن نجائے یہ کسی غصے کے وقت پیدا ہوا تھا کہ خوش نظر ہی نہیں آتا..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ مطلب ہے کہ فی الحال کوئی پلان آپ کے ذہن میں نہیں ہے..... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہے۔ میرا ذہن تنویر کی طرح خالی تو نہیں ہے۔ ایک ہزار ایک پلان موجود ہیں..... عمران نے کہا۔

"آخر تم سرے بارے میں کیوں فضول بکواس کرتے رہتے ہو۔" تنویر نے یقیناً پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ ایک تم ہی تو ہو میرے حمایتی۔ باقی سب کا دوت میرے خلاف ہے..... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کی بجائے حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"کیا مطلب۔ کیسی حمایت..... تنویر نے کہا۔

"وہی ڈائریکٹ ایکشن والی۔ میں تو ابھی تک اس پر قائم ہوں۔"

عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم غلط خوروں کا لباس پہن کر جائیں تو..... جو یانے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس طرف تو میرا خیال ہی نہ گیا تھا۔ اوہ۔ دیرری گلد۔ یہ ہونی عقلمندی کی بات۔ سامنے چاہتے ہیں کہ عقل اب صرف خواتین تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے..... عمران نے کہا تو جو یانے کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ہم کہاں غلط خوری کرتے ہوئے نہیں گئے کیونکہ مشرقی سمت دور دور تک کوئی جزیرہ نہیں ہے اور مغربی سمت سے ظاہر ہے انہوں نے راستے بند کر رکھے ہوں گے۔" کیپٹن تشکیل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ٹی ہے۔ پچاس میل تک کوئی جزیرہ نہیں ہے..... عمران نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا تو جو یانے کا چہرہ یقیناً ماند پڑ گیا۔

"بہر حال کسی نہ کسی طرح اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ انہوں نے اس پر خصوصی طور پر چیکنگ رکھی ہوئی ہوگی..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

"کمال ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے کسی کو خوش رہنے دیا کرو۔

عمران نے کہا تو جو یانے بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یقیناً

پراجیکٹ کا کیا ہے وہ کسی بھی وقت لارن ویو کی بجائے انٹارچ ویو بن سکتا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ گھومو پھرو۔ سیر و تفریح کرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ بھی درست ہے کہ چیف نے تمہیں اس کی چھوٹ دی ہے ورنہ میں تو چاہتا تھا کہ تمہیں مغربی حصے میں ہی دفن کر دیا جائے..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا چیف جیسنم تم سے زیادہ عقلمند ہے۔ بہر حال میری طرف سے اس کا شکریہ ادا کر دینا۔ میں نے تمہیں فون ایک اور مقصد کے لئے کیا تھا کہ میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ جس لارچ ویو پراجیکٹ کی حفاظت تم کر رہے ہو یہ پراجیکٹ ایکریمیا کا نہیں بلکہ اسرائیل کا ہے اور اتنا مجھے معلوم ہے کہ نہ تم یہودی ہو اور نہ تمہارا چیف۔ پھر تم کیوں اپنی جان خطرے میں ڈالنے پر مصر ہو..... عمران نے کہا۔

"میں حکومت ایکریمیا کی ناستدگی کر رہا ہوں اور بس۔ اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ڈھیل صرف چیف دے رہا ہے ورنہ میں چاہوں تو دس منٹ کے اندر تمہارا خاتمہ ہو سکتا ہے..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنے آفس میں انتہائی جدید مشینری نصب کر رکھی ہے اور تم نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں یہ کال کسی ہومٹل سے کر رہا ہوں اور تمہارے آدمی دس منٹ کے اندر یہاں پہنچ

نہیں۔ اب مجھے بھی احساس ہو گیا ہے کہ ان حالات میں یہ تجویز ہی احمقانہ ہے..... تنویر نے جواب دیا۔

"واہ۔ تم نے تو میرے منہ کی بات چھین لی ہے۔ واقعی بے حد احمقانہ ہے۔ اس لئے میں تم سے متفق نہیں ہو سکتا..... عمران نے فوراً ہی ہینترہ بدلتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے عمران نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا اور پھر فون کے نیچے لگا ہوا این پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ارے۔ یہ آواز تو کرنل ڈیوک کی لگتی ہے۔ وہی کرنل ڈیوک جو بلیک ہینجی کی کٹی ہوئی ناک ہے..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ آواز پہچان کر بے اختیار چونک پڑا ہوا۔

"تم علی عمران بول رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ مجھے معلوم ہے کہ تم زولولینڈ میں موجود ہو لیکن یہ تمہاری زندگی کی حد ہے۔ اس کے بعد موت کی حدود شروع ہو جاتی ہے اس لئے اسے غنیمت سمجھو..... دوسری طرف سے انتہائی طرزیہ لہجے میں کہا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب تمہاری ہینجی نے مزید ایجنٹ مغربی حصے میں پہنچانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ میں خواہ مخواہ خوفزدہ ہو کر یہاں بیٹھا تھا۔ چلو اچھا ہوا کہ تم نے بتا دیا۔ اب کم از کم میں یہ سب سے ساتھی اطمینان سے ڈیگوشیا کی سیر تو کریں گے۔ لارن ویو

کر میزائلوں سے اس پورے ہونٹ کو ہی اڑا سکتے ہیں۔ یہی کہنا چاہتے ہو تم۔ مری طرف سے چیلنج ہے کہ ایسا کر دیکھو۔ پھر نتیجہ دیکھ لینا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں تمہارا چیلنج قبول کر لیتا اور تمہیں معلوم بھی ہو جاتا کہ تم کتنے پانی میں ہو لیکن چیف نے مجھے محدود رہنے کا حکم دیا ہے اور میں چیف کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اس لئے مجبوری ہے۔ ہاں۔ جیسے ہی تم نے حد کر اس کی ویسے ہی تم زندگی کی سرحد بھی کر اس کر جاؤ گے اور یہ بھی سن لو کہ چیف کے لہجے میں مجھ سے بات نہ کرنا اور نہ مجھے فوراً جہازی جعل سازی کا علم ہو جائے گا۔“ کرنل ڈیوک نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”پہلے روسی کی آواز اور لہجے میں تم سے میں نے بات کی تھی۔ اس وقت کیا جہازی مشینری کھانا کھانے گئی ہوئی تھی..... عمران نے کہا۔

”وہ دوسری بات تھی..... کرنل ڈیوک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اس ساری بات چیت کا فائدہ کیا ہوا..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایک فائدہ ہو تو بتاؤں۔ کئی فائدے ہوئے ہیں۔ کیوں کیپٹن شکیل۔ تم بتاؤ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے اہم بات یہ معلوم کر لی ہے کہ لارن

ویو پراجیکٹ یہاں سے دس منٹ کی ڈرائیو پر ہے اور دس منٹ کی ڈرائیو سے اس فاصلے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ ایکریٹیا کا مواصلاتی سنٹر بالکل علیحدہ ہے۔ اس کا کوئی تعلق اس پراجیکٹ سے نہیں ہے اس لئے وہاں جانے اور ریڈ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے..... کیپٹن شکیل نے بتانا شروع کیا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ بات تم نے کس زاویے پر کر دی ہے..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مس جو یانے۔ دس منٹ کی ڈرائیو خاصا طویل فاصلہ بن جاتا ہے اور انسانی ہاتھوں سے گئی فائرنگ اس قدر طویل فاصلے تک نہیں پہنچائی جاسکتی..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو جو یانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”واقعی تمہارا ذہن عمران کی طرح ہی کام کرتا ہے..... جو یانے نے کہا۔

”عمران صاحب تو ماسٹر مائنڈ ہیں..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہیڈ ماسٹر مائنڈ کہو..... صفدر نے تصحیح کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”لیکن اس ساری بات چیت کا اب رزلٹ کیا رہا۔ اب کیا ہم اس ہونٹ کے کمرے میں ہی بیٹھے باتیں کرتے رہیں گے..... جو یانے

غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود راستہ روک دیا تھا تنویر کا ورنہ اب تک ہم وہاں چالیس پچاس افراد کو ہلاک کر چکے ہوتے اور ہم میں سے بھی کئی منکر نکیہ کو حساب دے کر فارغ ہو چکے ہوتے۔" عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

"یہاں کس نے فون کرنا ہے؟" صفدر نے کہا۔

"کوئی اللہ کا بندہ کر رہا ہو گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھالیا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ ایکریمیا سے آپ کی کال ہے۔" دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"نہیں۔ مائیکل بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔ ایکریمیا سے۔" دوسری طرف سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"اتنی دیر کیوں لگ گئی تھیں کال کرنے میں؟" عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ معلومات کا ایک ذریعہ رک گیا تھا اس لئے دیر ہو گئی۔ بہر حال اب حتیٰ معلومات مل چکی ہیں۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا معلومات ملی ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"مسٹر مائیکل۔ جس جگہ آپ موجود ہیں میرا مطلب ہے رولینڈ سبھاں ایک کلب ہے جس کا نام رولینڈو کلب ہے۔ اس کا مالک بھی رولینڈو ہی ہے۔ اس رولینڈو کا تعلق لارج ویو پراجیکٹ کے انچارج انجینئر ڈاکٹر وائسن سے انتہائی گہرا ہے۔ ڈاکٹر وائسن کی ایک طبعی کمزوری ہے کہ وہ ایک مخصوص قسم کا مشروب پینے پر مجبور ہے ورنہ اس کا تروس بریک ڈاؤن ہو سکتا ہے اور یہ مشروب زیادہ سے زیادہ دو روز تک سٹاک ہو سکتا ہے ورنہ خراب ہو جاتا ہے۔ اس نے ڈاکٹر وائسن کو ہر صورت میں دو روز بعد یہ تازہ مشروب چاہئے اور یہ مشروب رولینڈو اسے سپلائی کرتا رہتا ہے۔" راجر نے کہا۔

"اوه۔ دیری گڈ۔" یہ تو واقعی انتہائی اہم معلومات ہیں لیکن یہ ملی کیسے۔ تفصیل بتاؤ۔" عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ اس کے لئے لارج ویو پراجیکٹ کے تمام انجینئروں اور سائنس دانوں کے کوائف کی چھان بین کی گئی۔ اس کے بعد یہاں ایکریمیا میں اس ڈاکٹر وائسن کی رہائش گاہ تلاش کی گئی۔ وہاں اس کے ملازم سے یہ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر وائسن نے اس سلسلے میں رولینڈو سے بات چیت کی ہوئی ہے۔ رولینڈو ڈاکٹر وائسن سے اس کا انتہائی بھاری معاوضہ وصول کرتا ہے اور یہ کام چپ کر لے کر لے جاتا ہے کیونکہ یہ مشروب ویسے زہریلا ہے۔ آدمی اگر اسے پی لے تو وہ دو گھنٹے بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔" راجر نے کہا۔

”دوری گڈ۔ لیکن تم نے رولینڈو کے بارے میں معلومات کی ہیں کہ وہ کس ٹائپ کا آدمی ہے۔ دولت اس کا منہ کھول سکتی ہے یا طاقت.....“ عمران نے کہا۔

”اس کے ایک ویٹر سے معلوم ہوا ہے کہ رولینڈو دولت کا بچاری ہے اور بس.....“ راجر نے کہا۔

”دوری گڈ راجر۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ تمہیں اس کا پورا پورا معاوضہ ملے گا۔ گڈ بائی.....“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس راجر کو کیسے یہاں کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اسے پہلے ہی اس ہوٹل کے بارے میں بریف کر دیا تھا اور یہاں اس نے فون کر کے پوچھا ہو گا کہ مائیکل جس کمرے میں ہو اس سے بات کرادو.....“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ جب مشرقی حصہ مکمل طور پر سیلڈ ہے حتیٰ کہ ایکریمین مواصلاتی اڈا بھی سیلڈ کر دیا گیا ہے تو کیا لارج ویو پراجیکٹ کا انچارج انجینئر باہر جا سکتا ہو گا.....“ صفدر نے کہا۔

”جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق ہر صورت میں ہر دوسرے دن نیا تیار کردہ مشروب ڈاکٹر وائسن کو چاہئے کیونکہ دو دن سے زیادہ اسے سناک نہیں کیا جا سکتا اور پھر وہ انچارج انجینئر ہے جبکہ کرنل ڈیوک صرف سیکورٹی آفیسر ہے اس لئے تجھے یقین ہے کہ وائسن نے لازماً کوئی نہ کوئی جکڑ ایسا چلا رکھا ہو گا جس کا علم کرنل

ڈیوک کو بھی نہ ہو گا.....“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر لہادیئے کیونکہ عمران کی بات بہر حال درست معلوم ہوتی تھی۔

”تو اب ہم نے اس رولینڈو کے پاس جانا ہے.....“ صفدر سے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ہم نے یہاں واپس نہیں آنا۔ اس لئے ضروری سامان اٹھا کر جیسوں میں لے چلو.....“ عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کاؤنٹر پر کہہ دیا کہ اچانک ایک روری کام کی وجہ سے وہ واپس جا رہے ہیں اس لئے وہ کمرے پہلے وڈ رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ جیسوں میں سوار ہو کر آگے بڑھ گئے۔ رولینڈو اتنا بڑا قصبہ نہیں تھا اس لئے دوسری سڑک مڑتے ہی انہیں ن منزلہ رولینڈو کلب کی عمارت نظر آ گئی جس کے باہر رولینڈو ب کے نام کا نیون سائن مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ دونوں جیسوں وں نے ایک طرف موجود پارکنگ میں روک دیں۔

”صرف میں اور تنویر جائیں گے اس لئے تم سب یہاں رکو۔“ تو سامان کا خیال رکھنا ضروری ہے دوسرا ہو سکتا ہے کہ ہمیں اُنہماں سے روانہ ہونا پڑے.....“ عمران نے کہا تو صفدر اور نُن شکیل نے اثبات میں سر ہلادیئے۔

”میں تمہارے ساتھ جاؤں گی.....“ جولیا نے کہا۔

”نُھٹیک ہے۔ آؤ.....“ عمران نے کہا اور پھر وہ تنویر اور جولیا ن تیزی سے قدم بڑھاتے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے

قریب ہی کھڑا تھا۔ اس نے جینز کی پیٹ اور تین سرخ رنگ کی شرت پہنی ہوئی تھی۔ ویسے اس کا ورزشی جسم بتا رہا تھا کہ وہ نرنے بھرنے والا آدمی ہے۔

”رویڈو آفس میں ہے تو اسے کہو کہ ناراک سے ریڈ سینڈیکسٹ کے نمائندے آئے ہیں دس لاکھ ڈالر کا بزنس کرنے کے۔“ عمران نے اس آدمی کے قریب جا کر خشک ہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

”دس لاکھ ڈالر کا بزنس۔ اوہ۔ اوہ۔۔۔۔۔ اس آدمی نے تیرے لیے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر بڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کیے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیے۔

”باس۔ کاؤنٹر سے جیکی بولی رہا ہوں۔ دو ایکریٹین آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ناراک کے ریڈ سینڈیکسٹ کے نمائندے ہیں اور دس لاکھ ڈالر کا بزنس کرنا ہے۔“ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیس باس۔۔۔۔۔ اس نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ خود ہی کاؤنٹر سے باہر آگیا۔

”آئیے جناب۔ میں خود آپ کو باس کے آفس چھوڑ آؤں۔“ جیکی نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ ان کے لئے دس لاکھ ڈالر کے الفاظ نے واقعی کھل جا سم سم والا کردار ادا کیا تھا ورنہ شاید اتنی آسانی سے بات نہ بن سکتی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے بڑے آفس میں داخل

گئے۔ البتہ انہوں نے بھی دیکھ لیا تھا کہ یہ کلب جراثیم پیشہ افراد کا اڈا ہے کیونکہ آنے جانے والے مرد اور عورتیں سب اپنے لباسوں، چروں اور انداز سے جراثیم پیشہ افراد ہی لگ رہے تھے۔ البتہ ان میں کچھ سیاح بھی شامل تھے لیکن یہ سیاح بھی نیچے درجے سے تعلق رکھنے والے افراد نظر آ رہے تھے۔ عمران بال میں داخل ہوا تو بے اختیار اس کے ہونٹ ہنچ گئے کیونکہ بال میں بے پناہ شور شرابہ تھا۔ وہاں موجود لوگ انتہائی گھٹیا شراب پینے اور منشیات کا دھواں اڑانے کے ساتھ ساتھ ایسی ایسی اخلاق سوز حرکات میں کھلے عام مصروف تھے کہ ایسی حرکات کا تصور بھی مشرقیوں کے لئے قابل نفرت تھا۔

”میں واپس جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ جو لیانے پکھت تیرے لیے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑی اور گیٹ سے باہر نکل گئی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے پہلے ہی لوگوں کو دیکھ کر اندر کے ماحول کا اندازہ کر لیا تھا اس لئے وہ جو لیانے کو ساتھ نہ لے آنا چاہتا تھا لیکن جو لیانے ضد کی تو وہ خاموش ہو گیا تھا۔

”یہ انسان ہیں کہ جانور۔ جی چاہتا ہے کہ ان سب کو ہموں سے اڑا دوں۔۔۔۔۔“ تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”دنیا میں نجانے کیا کیا ہوتا رہتا ہے۔ ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے۔“ عمران نے کہا تو تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ عمران کی بات سن کر خاصا نارمل ہو گیا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو نیم عریاں لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک غنڈہ نثار آدمی

تاحیات کما سکتے ہو۔ بولو کیا تم دلچسپی رکھتے ہو اس معاملے میں۔
عمران نے کہا۔

" لیکن معلوم تو ہو کہ معاند کیا ہے..... رولینڈو نے چونک کر
کہا۔ ویسے دس لاکھ ڈالر ماہانہ کا سن کر نہ صرف اس کی آنکھوں میں
چمک ابھرائی تھی بلکہ اس کا چہرہ بھی چمکنے لگ گیا تھا۔

" ریڈ سینڈیکسٹ تم سے مسلسل وہ مخصوص مشروب خریدنا
چاہتا ہے جو تم لارچ ویو پراجیکٹ کے انچارج انجینئر وائسن کے سے
تیار کرتے ہو..... عمران نے کہا تو رولینڈو بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کون سا پراجیکٹ اور کون
انجینئر..... رولینڈو نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" مسٹر رولینڈو۔ تم اس چھوٹے سے قصبے میں رہتے ہو جبکہ ریڈ
سینڈیکسٹ ناراک کا سب سے بڑا سینڈیکسٹ ہے اور اسے باقاعدہ
مہکاری سرپرستی بھی حاصل ہے اس لئے جو دوسروں کے لئے راز مہرتا
ہے وہ ریڈ سینڈیکسٹ کے لئے نہیں ہوتا۔ ریڈ سینڈیکسٹ کو معلوم
ہے کہ یہاں ڈیگوشیا کے مشرقی علاقے میں لارچ ویو پراجیکٹ کی
تصییب ہو رہی ہے لیکن ہمیں اس پراجیکٹ سے کوئی دلچسپی نہیں۔
میں اس مشروب سے دلچسپی ہے۔ اس کا فارمولا تمہیں معلوم ہے۔
لہذا اس ڈاکٹر وائسن نے تمہیں بتایا ہو گا۔ ڈاکٹر وائسن یہاں آنے
سے پہلے ناراک میں تھا تو ریڈ سینڈیکسٹ کے تحت ایک کلب کا

ہو رہے تھے۔ آفس کی سجاوٹ عام سی تھی۔ البتہ دیواروں پر لڑکیوں
کے ایسے پوڑوں کی تصویریں موجود تھیں کہ عمران اور تنویر کے
چہرے ایک بار پھر بگڑ گئے تھے۔ ایک بڑی سی میز کے نیچے ایک ادھن
عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا جسم خاصا پھیلایا ہوا تھا۔ چہرے مہرے
سے وہ کوئی نکلے بندہ معاش نظر آ رہا تھا۔ تنگ پیشانی اور ڈریکولا
کے انداز میں اوپر کو اٹھے ہوئے چھوٹے چھوٹے بالوں نے اس کی
شخصیت کو مزید اوباش بنا دیا تھا۔ اس نے جیکٹ اور جینز پہنی ہوئی
تھی۔

" میرا نام رولینڈو ہے..... اس نے اٹھ کر عمران کی طرف
مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرا ساتھی ہے مارشل، ہمارا تعلق
ناراک کے ریڈ سینڈیکسٹ سے ہے..... عمران نے سپاٹ لہجے میں
کہا۔

" بیٹھیں اور بتائیں کیا پتہ پسند کریں گے..... رولینڈو نے
کہا۔

" سوری۔ اس وقت ہم سینڈیکسٹ ڈیوٹی پر ہیں۔ ڈیوٹی کے
دوران ہمیں کچھ پینے پلانے سے منع کر دیا جاتا ہے..... عمران نے
کہا۔

" اوہ اچھا۔ بتائیں کیا مسد ہے..... رولینڈو نے کہا۔
" تم دس لاکھ ڈالر ماہانہ کما سکتے ہو رولینڈو۔ اور یوں سمجھو۔

”کیا واقعی تم درست کر رہے ہو؟“ روینڈو نے کہا۔

”مجھے غلط بات کرنے کا کیا فائدہ ہے روینڈو۔ ہم نے تم سے غلط بیانی کر کے کوئی رقم تو نہیں لی۔ ہم تو انہماقیہیں رقم دینے آئے ہیں۔“ عمران نے کہا تو روینڈو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”حیرت ہے کہ اس قدر خفیہ بات کا علم تمہیں کیسے ہو گیا۔“ روینڈو نے کہا۔

”ان باتوں کو ذہن سے نکال دو۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ریڈ سینڈیکسٹ کے ہاتھ بہت بے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ مجھے یہ سوا منظور ہے لیکن میں رقم پیشگی لوں۔“ روینڈو نے کہا۔

”ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیا تمہارے پاس اس مشروب کا کچھ مقدار تیار حالت میں موجود ہے تاکہ ہم اسے چیک کر لیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس کی سلائی آج ہی میں نے دینی ہے۔ یہ بات تو تمہیں معلوم ہو گی کہ اس کو دو روز سے زیادہ سٹاک نہیں کیا جاسکتا۔“ روینڈو نے کہا۔

”ہمیں سب معلوم ہے روینڈو۔ ہم ویسے ہی منہ اٹھا کر دوڑے اس نہیں آگئے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے درونی جیب سے بڑی مائیت کے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر

مانگ اسے یہ مشروب سلائی کرتا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اس فارموں کو اور لوگوں پر بھی آزمایا تو یہ مشروب بے حد پسند کیا گیا اور اس نے اس کی بھاری قیمت وصول کرنا شروع کر دی۔ یہ سینڈیکسٹ کے بڑوں تک یہ خبر پہنچ گئی تو ریڈ سینڈیکسٹ کے بڑوں نے اس فارمولے میں دلچسپی لی اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ اسے باقاعدہ تیار کر کے مارکیٹ میں سلائی کیا جائے۔ چنانچہ فارمولے کے حصول کے لئے اس آدمی سے رابطہ کیا گیا لیکن اس نے فارمولا بتانے سے انکار کر دیا اور خود یہ مشروب سلائی کرنے کی آفر کی لیکن ریڈ سینڈیکسٹ کا وہ آدمی جو اس سے فارمولا لینے گیا تھا گرم دماغ تھا اس نے اس سے اس آدمی کے انکار پر اسے گولی مار دی۔ اس طرح معاملہ ختم ہو گیا۔ پھر بڑوں کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر وائسن اب لارنڈین پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے تو اس بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو تمہارے بارے میں معلوم ہوا۔ چنانچہ ہمیں یہاں بھیجا گیا کہ ہم فارمولا لینے کی بجائے اس کی تیار کردہ سلائی کے سلسلے میں تم سے بات کریں۔ ہمیں اب فارمولا نہیں چاہئے بلکہ تیار مشروب چاہئے اور ہم دس لاکھ ڈالر ماہانہ سے آغاز کر سکتے ہیں۔ پھر جیسے جیسے مارکیٹ میں اس کی مانگ بڑھتی جائے گی ویسے ویسے تم بھی زیادہ رقم کماتے جاؤ گے۔ چاہو تو اس کی تیاری کی باقاعدہ فیکٹری لگا لینا۔ ہمیں جو اعتراض نہ ہو گا۔ ہمیں بہر حال بروقت سلائی چاہئے۔“ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

اپنے سلسلے میں پر رکھ دی اور اس گزری کو دیکھتے ہی رولینڈو کی آنکھوں میں جھک اور بڑھ گئی تھی۔

”لیکن تم کیسے چیک کرو گے“ رولینڈو نے کہا۔

”ظاہر ہے اس کے بارے میں ڈاکٹر وائسن ہی بتا سکتا ہے۔ وہی کنفرم کرے گا“ عمران نے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر وائسن تو یہاں موجود نہیں ہے اور نہ جہاں آسکتا ہے“ رولینڈو نے کہا۔

”اس سے فون پر میری بات کر دو“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ سوری۔ وہاں فون پر بات نہیں ہو سکتی“ رولینڈو نے جواب دیا۔

”کمال ہے۔ یہ سہلائی وہاں پہنچ سکتی ہے لیکن فون پر بات نہیں ہو سکتی۔ کیا تم مجھے الحق سمجھتے ہو“ عمران نے کہا۔

”سہلائی تو ایک انتہائی خفیہ راستے سے وہاں پہنچتی ہے اور اس راستے پر کوئی اجنبی نہیں جاسکتا“ رولینڈو نے کہا۔

”کیا مطلب۔ مشروب کی بوتلیں وہاں اڑتی ہوئی پہنچ جاتی ہیں۔ لازماً تھارے کلب کا کوئی آدمی جا کر دے آتا ہو گا یا وہاں سے کوئی آدمی آکر لے جاتا ہو گا“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جہلے ایسے ہی ہوتا تھا لیکن اب ایک ہفتے سے پورے علاقے کو سیلڈ کر دیا گیا ہے اس لئے اب ایسا نہیں ہوتا اور یہ بوتلیں اڑ کر نہیں جاتیں۔ میرا ایک آدمی ایک خاص پوائنٹ پر بوتلیں لے جا کر

رکھ دیتا ہے اور اسے وہاں پہلے سے موجود رقم مل جاتی ہے۔ اب یہ بوتلیں کیسے ڈاکٹر وائسن تک پہنچتی ہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے“ رولینڈو نے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ تم اس آدمی کو بلاؤ۔ وہ ہمیں کنفرم کر دے گا۔ ہم تمہیں ادائیگی کر دیں گے اور سو دا ہو جائے گا“ عمران نے کہا تو رولینڈو نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور کچے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”آرتھر کو میرے آفس میں بھیجئے۔ ابھی فوراً“ رولینڈو نے تیز اور تھکمانے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

”یس باس“ عمران نے رولینڈو کو سلام کرتے ہوئے کہا۔
”آرتھر جو سہلائی تم لے جاتے ہو اس کا سودا مارا ک کی ایک بڑی پارٹی سے ہو رہا ہے۔ یہ تم سے اس بارے میں کنفرمیشن چاہتے ہیں“ رولینڈو نے کہا۔

”کیسی کنفرمیشن صاحب“ آرتھر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ تنویر تو ایک طرف لاقلمق سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”آرتھر تم سہلائی کہاں پہنچاتے ہو“ عمران نے کہا تو آرتھر نے رولینڈو کی طرف دیکھا۔

”بتا دو۔ کوئی حرج نہیں ہے بتانے میں“ رولینڈو نے کہا۔

ہر بار نظر آتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی مجھے نہ بلایا ہے اور ہی کبھی روکا ہے..... آرتھر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو..... عمران نے کہا تو آرتھر سلام کر کے چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم سے سو داہو سکتا ہے لیکن ہم وہ احاطہ چیک کریں گے کیونکہ ہمیں چیف کو تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ ہم وہاں سے مطمئن ہو کر واپس آ رہے ہیں پھر تم سے حتمی بات ہوگی۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں آرتھر کو جہارے ساتھ بھیج دوں۔" رولینڈو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔" عمران نے کہا تو رولینڈو نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"مارشل تم جا کر چیپ کو گیٹ کے قریب لے آؤ۔ تم اسے ذرا ایو کرو گے جبکہ میں اور آرتھر یہ بٹھیں گے..... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر سر ملاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آرتھر اندر داخل ہوا۔

"آرتھر۔ تم ان کے ساتھ جاؤ اور انہیں وہ احاطہ اور تہہ خانہ دکھا دو..... رولینڈو نے کہا۔

"یس باس..... آرتھر نے جواب دیا۔

"بے فکر رہو۔ یہ گلدی تمہاری ہے لیکن اس وقت جب بات

جنتاب۔ یہاں سے شمال کی طرف تقریباً دو میل کے فاصلے پر ایک ٹوٹا پھوٹا کھنڈر بنا احاطہ ہے۔ اس احاطے کے اندر ایک تہہ خانہ ہے۔ میں یہ سہلائی کی بوتلیں اس تہہ خانے کے فرش پر رکھ کر واپس آ جاتا ہوں۔ وہاں پہلے سے رقم ایک بیگ میں موجود ہوتی ہے۔ میں وہ بیگ ساتھ لے آتا ہوں..... آرتھر نے کہا۔

"اس احاطے کے بعد کیا ہے۔ کوئی صحرا ہے۔ کوئی پہاڑ ہے یا جنگل ہے۔" عمران نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جنتاب۔ جھاڑیاں اور میدان ہے۔ اس کے بعد خاردار تاروں کی باز ہے اور اس کے نیچے بھی میدان ہے۔ اس کے بعد جنگل ہے۔" آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہارامطلب ہے کہ اس جنگل سے کوئی آدمی اس احاطے میں آتا ہے اور وہاں سے سہلائی لے جاتا ہے لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا ان خاردار تاروں میں تو کوئی جگہ نہیں ہوتی..... عمران نے کہا۔

"نہیں جنتاب۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ میں نے بھی انسانی تجسس کی وجہ سے اس پر خاصا سوچا تھا لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اس لئے میں خاموش ہو گیا..... آرتھر نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں وہاں کسی ٹاور سے چیک کیا جاتا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"میرے خیال میں چیک کیا جاتا ہے کیونکہ ایک ٹاور کے قریب سے گزر کر مجھے احاطے تک جانا پڑتا ہے اور ٹاور پر دو آدمی مجھے

فاتل ہو جائے گی..... عمران نے میز پر ہڑی ہوئی گڈی اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو رولینڈو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاید آر تھر کو ساتھ بھیج کر وہ مطمئن ہو گیا تھا کہ اب سودا ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد عمران آر تھر سمیت ایک جیب میں سوار ہو کر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تنویر عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا اس نے اس جیب میں وہ تینوں تھے جبکہ دوسری جیب میں ان کے ساتھی تھے نین جیب کافی فاصلے پر تھی۔ قصے کی حدود سے نکلنے ہی عمران نے تنویر کو جیب روکنے کے لئے کہا تو تنویر نے جیب کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔

”ابھی تو کافی فاصلہ باقی ہے جناب“..... آر تھر نے جیب کے رکتے ہی چونک کر کہا۔

”سنو آر تھر۔ یہ بڑی مایت کی گڈی جہاری ہو سکتی ہے اور جہارے باس کو اس کا علم بھی نہیں ہو گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ تر وہاں آفس میں بات کرتے کرتے بدل گئے تھے اس لئے اب وہ بات تم تفصیل سے بتا دو تو یہ گڈی جہاری ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”کون سی بات جناب“..... آر تھر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی کہ اس سپلائی کو وہاں سے کون اور کیسے لے جاتا ہے۔ عمران نے کہا۔

”کیا واقعی آپ باس کو نہیں بتائیں گے اور یہ سالم گڈی بھی تجھے دے دیں گے“..... آتھر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ غلط بیانی مت کرنا ورنہ جہاری لاش بھی کسی کو نہیں ملے گی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے گڈی نکال کر اسے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

”جناب۔ تجھے غلط بیانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک بار میں اس تہہ خانے میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ تجھے نیچے سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائیں دیں تو میں چونک پڑا۔ میں نیچے جانے کی بجائے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے ایک حصے میں چھپ گیا تو میں نے زمین کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتے ہوئے دیکھا اور پھر اس میں سے ڈاکٹر وائسن باہر آگیا۔ اس نے بیگ

تہہ خانے میں رکھا اور دوبارہ اس کھلے ہوئے حصے کے اندر چلا گیا اور پھر یہ جگہ بالکل سی گڑگڑاہٹ سے برابر ہو گئی تو میں تہہ خانے میں گیا اور میں نے سپلائی وہاں کبھی اور رقم کا بیگ اٹھا کر باہر آگیا نین میں نے باہر جانے کی بجائے وہاں چھپ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ تھوڑی

دیر بعد ایک بار پھر بالکل سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ صندوق کا ڈھکن سا اوپر کو اٹھا اور ڈاکٹر وائسن باہر آگیا۔ اس نے سپلائی کا

تھیلہ اٹھایا اور واپس اندر چلا گیا اور جگہ برابر ہو گئی تو میں واپس آگیا لیکن میں نے جان بوجھ کر اس بارے میں کسی کو نہیں بتایا کیونکہ

مجھے معلوم ہے کہ ان دنوں پراجیکٹ کا علاقہ مکمل طور پر سیلڈ ہے اور

اگے بڑھانے کا کہہ دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جیپ ایک نوے

پہلے کیسے یہ سب کچھ طے ہوا تھا۔۔۔ عمران نے کہا۔

اس کا خاص آدمی احاطے کے تہہ خانے میں سپلائی لے کر پہنچا کرے وہاں رقم کا بیگ موجود ہو گا جو وہ آدمی لے جائے گا اور سپلائی وہاں رکھ جائے گا اور سپلائی اس تک پہنچ جائے گی۔ باس نے اس کام کے لئے مجھے منتخب کیا۔ میں وہاں گیا تو احاطے کے قریب ہی ڈاکٹر وائسن موجود تھا۔ جو کہ جیل ڈاکٹر وائسن کو سخت تنگ کر رہا تھا۔

اسے انداز کرتا تھا اس لئے وہ مجھے پہچانتا تھا اور باس نے بھی شاید اس لئے مجھے پہچانی کے لئے منتخب کیا تھا۔ پھر ڈاکٹر وانسن مجھے اس جھنڈ میں لے گیا اور اس نے ساری بات مجھے سمجھائی لیکن ساتھ ہی دھمکی

لسی اور آدمی کو بلایا کرے گا اور اس طرح میں رقم سے محروم ہو

میں نے چاہا کہ اس کے جی تازہ پر گرم دیکھے گی بات کرنے کے لیے۔
خاصی رقم وصول کر لیا کرتا ہوں اور ڈاکٹر وائسن بھی ہر بار مجھے سو
الر دے دیا کرتا ہے اس لئے میں نے باس کو بھی یہی بتایا ہے کہ
میں احاطے میں سہیلی رکھ دیتا ہوں اور رقم کا بیگ لے کر آجاتا
ہوں۔ تم نے چونکہ نوٹوں کی گڈی دکھائی اور مجھے دینے کا وعدہ کیا
ہے اس لئے میں نے تمہیں اس تہہ خانے کا راستہ کھلنے اور ڈاکٹر
وائسن کے آنے کی بات بتادی کہ تم خوش ہو جاؤ لیکن نجانے تم نے
یہ یہ معلوم کر لیا کہ میں نے جھوٹ بولا ہے..... آرتھر نے رک

رک کر کہا۔
 "تنبور اسے ہانف آف کر دو۔" عمران نے کہا تو ساتھ موجو،
 تنبیر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر بھیت پڑا اور چند لمحوں بعد
 آرتھر بلیئر کی آواز نکالنے اس کے بازوؤں میں ہی بے ہوش ہو چکا
 تھا۔

"جا کر ساتھیوں کو بھی بلا لاؤ اور اسلحہ کے تھیلے وغیرہ بھی لے
 آؤ۔ اگر یہ آرتھر درست کہہ رہا ہے تو پھر یہاں سے کوئی خصوصی
 سرننگ پراجیکٹ تک جاتی ہے اور ہم نے اب بہر حال وہاں پہنچنا
 ہے۔" عمران نے کہا تو تنبیر سر ملاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ آرتھر کو اس
 نے ایک طرف زمین پر لٹا دیا تھا۔ تنبیری در بعد تنبیر اپنے ساتھیوں
 سمیت اس جھنڈ میں داخل ہوا۔ تنبیر نے شاید انہیں راستے میں ہی
 بریف کر دیا تھا اس لئے کسی نے عمران سے کوئی سوال نہ کیا۔

"عمران صاحب۔ اس تھلاڑی کو پھینچنے سے ہو سکتا ہے کہ اندر
 کوئی گھنٹی بجتی ہو اور ہمیں اگر یہاں گھیر لیا گیا تو ہمیں سے کوئی
 بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس آرتھر کا کچھ پتہ نہیں کہ اب بھی اس نے سچ بولا ہے یا
 نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تھلاڑی والی بات بھی سرے سے غلط ہو لیکن
 اگر یہ سچ ہے تو پھر اس کی اطلاع بہر حال کرنل ڈیوک کو بھی نہیں
 ہوگی ورنہ وہ یہ راستہ ہر قیمت پر بند کر دیتا چاہے اسے ڈاکٹر وائسن
 و گولی ہی کیوں نہ مانی پڑتی۔" عمران نے کہا۔

"تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔" صفدر نے کہا۔

"چلو ہمارے ساتھ اور وہ جھنڈ اور تھلاڑی دکھاؤ۔" عمران نے
 ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا تو آرتھر نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے گلا
 مسلمانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد تنبیر اور عمران کے ساتھ وہ اس
 احاطے سے باہر آیا اور آگے بڑھ گیا۔ عمران اور تنبیر دونوں بے حد
 چونکے انداز میں اس کے پیچھے چل رہے تھے کیونکہ آرتھر نے اب تک
 جو حرکتیں کی تھیں اور جس انداز میں بار بار جھوٹ بولا تھا اس سے
 ظاہر ہوتا تھا کہ یہ شخص انتہائی عیار اور مکار فطرت کا مالک ہے اس
 لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ احاطے سے کافی فاصلے پر واقعی درختوں کا
 ایک جھنڈ موجود تھا۔ آرتھر اس جھنڈ میں داخل ہوا اور پھر ایک بڑی
 سی تھلاڑی کے قریب رک گیا۔

"جناب یہ ہے تھلاڑی۔ اس کی جڑ کو تین بار کھینچا جائے تو آوتے
 گھسنے بعد ڈاکٹر وائسن باہر آجاتا ہے۔" آرتھر نے کہا۔

"اب سلائی کب دینی ہے تم نے۔" عمران نے پوچھا۔

"کل جناب۔" آرتھر نے جواب دیا۔ وہ اب انتہائی تابعدارانہ

انداز میں جواب دے رہا تھا۔

"اس تھلاڑی کے پھٹنے کے بعد ڈاکٹر وائسن کیسے باہر آتا ہے۔" کی

اندر کوئی سرننگ ہے۔" عمران نے کہا۔

"جناب۔ وہ اس طرح اوپر آتا ہے جیسے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے۔

ہو۔" آرتھر نے کہا۔

"تمہارے پاس کارڈ بم تو ہیں؟..... عمران نے کہا۔
"ہاں ہیں....." صفر نے کہا۔

"ایک بم نکالو....." عمران نے کہا تو صفر نے اپنی پشت پر موجود تھیلے میں سے ایک چھٹا سا بم نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور اس نے جھاڑی کی جڑ کا ایک حصہ اس خنجر کی مدد سے کھودنا شروع کر دیا۔ کافی گہرائی تک کھودنے کے بعد اس نے بم کو اندر رکھ کر اس کی پن کا حصہ اوپر کر رکھا اور پھر اس کی سائڈوں پر مٹی چڑھا دی۔ اب بم تقریباً مٹی میں دب چکا تھا جبکہ اس کی پن والا حصہ باہر تھا۔
"یہیچھے ہٹ جاؤ....." عمران نے کہا تو اس کے ساتھی کافی پیچھے ہٹ گئے۔ عمران نے پن کو انگوٹھے کی مدد سے دبا کر چھوڑا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یقیناً یہیچھے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جھاڑی اور اس کا نچلا حصہ اڑ کر ایک طرف گرا۔ نیچے ایک چٹان بنا سخت حصہ تھا۔ دھماکہ گو خاصا تھا لیکن بہر حال اس قدر زیادہ نہ تھا کہ دور تک سنائی دیتا۔ اب نیچے واقعی سیدھیاں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیدھیاں اپنی ساخت کے لحاظ سے کسی قدیم دور کی بنی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران سیدھیاں اتر کر نیچے ایک بڑے سے تہ خانے بنا کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے کی دیواروں پر قدیم دور کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جو تقریباً مٹ چکی تھیں لیکن اس کمرے کا نہ کوئی دروازہ تھا اور

اگر تو ڈاکٹر وائسن باہر آگیا پھر تو معاملات درست انداز میں حل پڑیں گے کیونکہ وائسن سے اندر کی شخصیلی صورت حال معلوم ہو جائے گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر اس جھاڑی کو بم مار کر ختم کیا جائے گا اور پھر خود اندر جائیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔
عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر جھاڑی کی جڑ کو پکڑ کر تین بار جھٹکے دیئے اور ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا لیکن جب آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر گیا اور کوئی رد عمل سامنے نہ آیا تو عمران نے ہونٹ بھیجنے لگے۔

"اب یہاں بم فائر کرنا پڑے گا....." عمران نے کہا۔
"لیکن بم کا دھماکہ تو دور دور تک سنا جائے گا....." صفر نے کہا۔

"ہاں۔ پھر کیا کیا جائے....." عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم سب مل کر اس جھاڑی کو کھینچیں تو لازماً یہ اکھڑ جائے گی اور نیچے جو کچھ ہو گا سامنے آجائے گا....." صفر نے کہا۔

"تم بم مارو صفر۔ اگر وہ لوگ پہنچے تو کسی راستے سے ہی پہنچیں گے۔ پھر ہم بھی اسی راستے سے اندر داخل ہو سکیں گے....." تنویر نے کہا۔

"لیکن اگر کسی ناور سے یہاں میزائل فائر کر دیئے گئے تب -

صفر نے کہا۔

آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"تم ڈاکٹر وائسن ہو۔ انچارج انجینئر..... عمران نے سر دے لے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو..... اس بار ڈاکٹر وائسن نے قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں رولینڈو نے بھیجا ہے۔ آرتھر باہر موجود ہے..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر وائسن بے اختیار اچھل پڑا۔

"مم۔ مم۔ مگر کیوں۔ کیا مطلب..... ڈاکٹر وائسن کی حارت دیکھنے والی تھی۔

"اس لئے کہ اب تم جو مشروب اس سے منگواتے ہو وہ اب تمہیں نہیں مل سکے گا..... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر..... مگر میں تو اس کی پوری قیمت ادا کرتا ہوں۔" ڈاکٹر وائسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے اب اس کی تیاری کے حقوق اس سے خرید لئے ہیں۔ اب تمہیں ہم سے اسے خریدنا ہو گا اور ہم تمہیں مفت سپلائی کر سکتے ہیں..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بات مکمل کرنے کی بجائے یکثرت خاموش ہو گیا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا مطلب..... ڈاکٹر وائسن نے حیران ہو کر کہا۔

"تم ہمیں اپنے ساتھ پراجیکٹ پر لے جاؤ گے ورنہ تمہیں ہلاک کر

نہ کوئی کڑی اور نہ ہی کوئی روشدان۔ یوں لگتا تھا کہ یہ قدیم دور میں کوئی عبادت گاہ تھی جسے بعد میں بند کر دیا گیا لیکن اندر وہ مخصوص گھٹن موجود نہیں تھی جو ایسی جگہوں پر ہمیشہ ہوتی ہے۔ عمران کے ساتھی بھی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ عمران کی نظریں کسی دروازے یا سرنگ کی تلاش میں تھیں کہ اچانک عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے کانوں میں اچانک ایسی آواز پڑی تھی جیسے دور سے کوئی دوڑتا ہوا آ رہا ہو اور یہ آواز شمالی دیوار کے پیچھے سے آرہی تھی۔ گو یہ آواز بے حد مدہم تھی لیکن بہر حال عمران کے حساس کانوں نے اسے سن لیا تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر سب کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ سب چونک کر اس دیوار کی طرف دیکھنے لگے جس کی طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی دیوار کا ایک حصہ کسی دروازے کی طرح کھلتا چلا گیا اور ایک ادھیر عمر آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس نے آنکھوں پر عینک تھی اور اس کے سر کے بال اس کے کاندھوں پہ پڑے ہوئے تھے۔ سہجہ زرد تھا اور جسمانی لحاظ سے بھی وہ دبلا پتلا تھا۔

"خبردار۔ کوئی حرکت نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا..... عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کا رخ آنے والے کی طرف کرتے ہوئے کہا تو آنے والا بے اختیار ہتھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ اور یہاں کیسے آ گئے ہو..... اس

دیا جائے گا اور اس راستے سے ہم خود اندر پہنچ جائیں گے۔ ہاں اگر تم نے تعاون کیا تو تمہیں مفت سپلائی ملتی رہے گی۔ بولو۔ جواب دو۔“

عمران نے کہا۔

”پراجیکٹ۔ کون سا پراجیکٹ؟“ ڈاکٹر وائسن نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹیکٹ بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر اس کھلے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس کے انداز میں واقعی بے پناہ پھرتی تھی اور جس طرح اچانک وہ بھاگا تھا اس بارے میں شاید کسی کو خیال تک نہ تھا لیکن دوسرے لمحے حوتراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ جھجکا ہوا اچھل کر اوندھے منہ دروازے پر ہی گر گیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اسے گردن سے پکڑ کر واپس کمرے میں گھسیٹا اور پھر جیسے ہی اسے سیدھا کیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ڈاکٹر وائسن کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکل رہی تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حالانکہ گولیاں اس کی ٹانگوں پر لگی تھیں لیکن ڈاکٹر وائسن اس طرح ہلاک ہو گیا تھا جیسے گولیاں اس کے دل میں اتر گئی ہوں۔

”اوہ۔ تو یہ کسی خاص بیماری کا شکار تھا اس لئے یہ مخصوص مشروب سہا تھا“..... عمران نے ہونٹ چماتے ہوئے کہا۔

”بہر حال اب راستہ کھل گیا ہے۔ اب اندر چلو۔ پھر جو ہو گا دیکھتے جائے گا“..... جو نائے کہا۔

”تسویر۔ باہر موجود آرتھر کو ختم کر دو۔ اس کے بعد آگے بڑھیں۔“

کہنے اور بن پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی اور فون کی طرح مسلسل بات چیت ہو سکتی تھی۔

"یس۔ ڈاکٹر وائنس اینڈنگ یو۔"..... عمران نے دو بار بن پریس کرنے کے بعد کہا۔

"ڈاکٹر وائنس۔ آپ نے بہت دیر لگا دی۔ پلیز جلدی واپس آئیں ورنہ سپیشل وے آگر زیادہ دیر کھلا رہا تو سیکورٹی چیف کو اس کا علم ہو جائے گا"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں واپس آ رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ جلدی آئیے۔ اور اینڈ آل"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور باقی ساتھیوں کو جیب میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ کھولا تو اندر ایک فائل کو موڑ کر رکھا گیا تھا۔ عمران نے فائل باہر نکالی اور اسے کھولا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس میں اس سپیشل وے کی تفصیل درج تھی اور عمران سمجھ گیا کہ انجینئر نے یہ سپیشل وے اپنی سہولت کے لئے تیار کیا ہو گا۔ عمران کے ساتھی جیب میں سوار ہو گئے تو عمران نے جیب سٹارٹ کی اور پھر اسے آگے بڑھا دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا راستہ کا علم ہے آپ کو"..... صفدر نے عقبی سیٹ سے پوچھا۔

"ہاں۔ ڈیش بورڈ میں فائل موجود تھی جس میں راستے کی تفصیل درج ہے"..... عمران نے جواب دیا تو سب نے مطمئن انداز میں سر

کر اس کر کے اندر جنگل کے تقریباً قریب پہنچ چکے ہیں۔ البتہ تھوڑا سا میدان تھا جس میں جھاڑیاں تھیں۔ اس کے بعد دور دور تک پھیلا ہوا جنگل نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے تھے۔

"یہ جیب یقیناً ڈاکٹر وائنس لے کر آیا ہو گا لیکن اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم باہر موجود ہیں"..... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی جیب کے اندر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران تیزی سے جیب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب کا دروازہ کھولا تو جیب کے اندر ایک جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کالنگ۔ ڈاکٹر وائنس۔ اور"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈاکٹر وائنس بول رہا ہوں"..... عمران نے ڈاکٹر وائنس کی آواز اور لہجے میں جواب دیا تو دوسری طرف چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ گیری کالنگ ڈاکٹر وائنس۔ اور"..... اچانک ایک بار پھر کال دی گئی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے غور سے اس ٹرانسمیٹر کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ یہ ڈبل ایکشن ٹرانسمیٹر تھا۔ اس پر بات کرنے کے لئے بنو کا اگر دو بار پریس کر دیا جائے تو پھر ہر بار اور

بلا دیئے۔

عمران صاحب۔ مجھے تو یہ سب مصنوعی لگ رہا ہے کہ باقاعدہ جیپ کھڑی کی گئی اور اس میں راستے کی تفصیلی فائل بھی رکھ دی گئی۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن خشک نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”اگر ڈاکٹر وائسن ہم سے نہ نکراتا تو میں بھی اسے مصنوعی ہی سمجھتا۔ نیکن ایک تو ڈاکٹر وائسن خود وہاں پہنچا اور پھر اس کا اس انداز میں ہلاک ہو جانا۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ یہ سیٹ اپ مصنوعی نہیں ہے۔ ڈاکٹر وائسن یقیناً کسی ایسی بیماری میں مبتلا تھا کہ معمولی سا خون بہہ جانے سے وہ ہلاک ہو سکتا تھا اور اسی بیماری کی وجہ سے اسے مسلسل یہ مشروب پینا پڑتا تھا جو دوسروں کے لئے قاتل زہر ثابت ہو سکتا تھا اور ایسی ادویات استعمال کرنے والے کی یارداشت واقعی بے حد کمزور ہو جاتی ہے اس لئے اس نے اپنی سہولت کے لئے یہ فائل یہاں رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیپ ایک جھنڈ سے نکل کر تیزی سے جنگل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی سوچ رہے تھے کہ اس پراجیکٹ کی حفاظت کے لئے کیسے کیسے انتظامات کئے گئے ہیں لیکن وہ اب اطمینان سے اس پراجیکٹ کی طرف خود بخود بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جنگل میں داخل ہو کر عمران نے جیپ کی رفتار آہستہ کر دی کیونکہ فائل کے مطابق اسے

ان درختوں کی مخصوص نشانیاں بھی چیک کرنی تھیں جن کے درمیان سے گزر کر وہ سپیشل وے کے دہانے تک پہنچ سکتے تھے ورنہ جنگل میں بھٹک جاتے تو پھر ان کا واپس درست راستے پر پہنچنا تقریباً ناممکن ہو سکتا تھا۔ عمران آہستہ آہستہ جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں درختوں کے ساتھ ساتھ نیچے موجود جیپ کے ٹائروں کے مدہم نشانات کو بھی چیک کر رہی تھیں کہ اچانک ایک موڑ سے گھومتی ہی اس نے جیپ روک دی کیونکہ جیسے ہی جیپ اس موڑ سے گھومی تھی اچانک گڑگڑاہٹ کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی زمین کا ایک ٹکڑا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ نیچے ایک راستہ جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے جیپ اس راستے پر ڈال دی اور پھر جیسے ہی جیپ کچھ آگے بڑھی ان کے عقب میں ہلکی ہلکی گڑگڑاہٹ کے ساتھ راستہ بند ہو گیا۔ عمران ہونٹ بھیچنے جیپ آگے بڑھانے لے جا رہا تھا جبکہ اس کے سارے ساتھی خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے۔ راستہ کچھ آگے جا کر ایک دیوار پر ختم ہو گیا تو عمران نے جیپ روک دی۔ دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک خاصا بڑا کمرہ نظر آ رہا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب خاموشی سے جیپ سے اترے اور عمران کے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ عمران ابھی اس کمرے کا بغور جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک انہیں عقب

میں سرر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عقب میں موجود دیوار برابر ہو گئی اور ابھی وہ ذہنی طور پر سنبھلے ہی نہ تھے کہ اچانک زمین سے سفید رنگ کا دھواں سا نکلا اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں وہ سب اس دھوئیں میں جیسے چھپ سے گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے زندہ آتش فشاں کے دہانے میں پھینک دیا ہو۔ ایک لمحے کے ہزاروں حصے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم آگ میں جل کر راکھ ہوتا جا رہا ہو لیکن یہ احساس صرف ایک لمحے کے لئے تھا۔ اس کے بعد اس کا ذہن ہر قسم کے احساسات سے یکسر عاری ہو گیا۔

کرنل ڈیوک اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے دیوار میں ایک قد آدم مشین نصب تھی جس کے اوپر والے حصے میں ایک کافی چوڑی سی سکرین تھی جو روشن تھی اور اس کے چار حصے تھے اور ان چاروں حصوں پر جنگل ہی جنگل نظر آ رہا تھا۔ مشین کے مختلف بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔

"یہ لوگ بہر حال کسی نہ کسی طرف سے اندر داخل ضرور ہوں گے"..... کرنل ڈیوک نے جو لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا مالک تھا، جس کا چہرہ جوڑا اور آنکھیں تیز چمک کی حامل تھیں، نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا تو کرنل ڈیوک بے اختیار چونک پڑا لیکن دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ رنگنے لگی کیونکہ اندر آنے والی ایک خوبصورت اور نوجوان اکیڑمین لڑکی تھی۔ یہ کرنل ڈیوک کی بیوی ڈیسی تھی اور ان کی شادی کو چونکہ ابھی چھ ماہ ہی

گزرے تھے اور کرنل ڈیوک کی ڈیوٹی یہاں لگا دی گئی تھی تو کرنل ڈیوک بلیک ہجسنی کے چیف سے خصوصی اجازت لے کر ڈیسی کو بھی اپنے ساتھ یہاں لے آیا تھا۔ ویسے ڈیسی خود بھی انگریزوں کی ایک ہجسنی سافٹر کی فیلڈ ایجنٹ تھی۔ سافٹر ہجسنی تمام تر عورتوں پر مشتمل تھی اور ان کا کام انگریزوں میں بڑے بڑے فوجی افسروں، سائنس دانوں اور بیوروکریٹس کی بیگمات کی نگرانی اور ان کی چیکنگ تھی کیونکہ ان بیگمات کے ذریعے دشمن ممالک فائدہ اٹھا سکتے تھے اس لئے سافٹر ہجسنی کا کام خاصا اہم تھا۔ چونکہ بعض اوقات ان بیگمات کے روپ میں دیگر ممالک کی تربیت یافتہ ایجنٹس انگریزوں پہنچ جاتی تھیں اس لئے انہیں ہر قسم کے مارشل آرٹ کی نہ صرف باقاعدہ تربیت دی جاتی تھی بلکہ انہیں اس کے علاوہ بھی ہر وہ مشق کرانی گئی تھی جو کسی بھی ہجسنی کا فیلڈ ایجنٹ کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ڈیسی بذات خود بہترین لڑاکا بھی تھی اور اس کا نشانہ بھی بے خطا تھا۔ سافٹر میں اس کے نام کے ساتھ بے حد شاندار کارنامے موجود تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سافٹر کی چیف مادام گاربی نے اسے طویل رخصت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا لیکن پھر بلیک ہجسنی کے چیف جیمسن کے حکم پر اسے مجبوراً ڈیسی کو رخصت دینا پڑی اور ڈیسی کرنل ڈیوک کے ساتھ ڈیگو شیا پہنچ گئی۔

تم نے مجھے سخت بور کر دیا ہے ڈیوک۔ ڈیگو شیا جیرے پر جانے پر پابندی لگا دی ہے اور یہاں بھی تم اس کرسی پر اس طرح چپک کر

بیٹھ گئے ہو جیسے وہ دشمن ایجنٹ سلیمانی نوپیاں مہن کر رہا ہے پہنچ گئے اور اچانک جہارے سامنے آکر وہ نوپیاں اتار دیں گے۔ ڈیسی نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی درست کہہ رہی ہو۔ یہ لوگ ایسے ہی کریں گے۔ تم دیکھنا کہ یہاں یہ ساری چیکنگ ہونے کے باوجود وہ اچانک ہمارے آس پاس پہنچ جائیں گے۔..... کرنل ڈیوک نے کہا تو ڈیسی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے اس پراجیکٹ کے حفاظتی نظام کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انسان تو کیا کوئی مکھی بھی یہاں جہاری اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی۔..... ڈیسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مکھی واقعی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ مکھی میں علی عمران کا دماغ نہیں ہے اور نہ ہی عمران جیسی خوش قسمتی اسے حاصل ہے لیکن یہ شخص عمران ہے اور اس کا تعارف حقیقتاً کرایا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ ذہانت اور خوش قسمتی کا مجموعہ ہے۔..... کرنل ڈیوک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود ریک سے شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں میز پر رکھ کر اس نے بوتل کھولی اور دو گلاس آدھے آدھے بھر کر اس نے بوتل بند کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کیا وہ مافوق الفطرت صلاحیتیں

"ڈاکٹر وائنس کہاں ہیں۔ ان سے میری بات کراؤ"..... کرنل ڈیوک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر وائنس موجود نہیں ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کیا مطلب۔ موجود نہیں ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا"۔ کرنل ڈیوک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ان کی جگہ تو یہ اجنبی پہنچے ہیں۔ آپ ان اجنبیوں کو اٹھا کر لے جائیں۔ پھر ہم جا کر ڈاکٹر وائنس کو تلاش کریں گے"۔ گیری نے کہا۔
 "اوہ۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ میں آ رہا ہوں۔ سپیشل راستہ کھولو"۔
 کرنل ڈیوک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ اجنبی کون ہیں اور کیسے یہاں پہنچ گئے"۔ ڈیوسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور کون ہیں۔ دیکھا ہم یہاں بیٹھے آنکھیں بھڑا بھڑا کر چیکنگ کر رہے ہیں اور وہ لوگ اصل پراجیکٹ میں داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں"..... کرنل ڈیوک نے کہا تو ڈیوسی بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"..... ڈیوسی نے کہا۔
 "آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ یہ سب کیسے ہوا"۔

کرنل ڈیوک نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈیوسی بھی تیزی سے اس کے پیچھے بڑھ گئی۔

رکھتا ہے یا جن بھوت کی نسل میں سے ہے"..... ڈیوسی نے شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ ہے تو انسان ہی لیکن انسانوں سے علیحدہ بہر حال کوئی چیز ہے"..... کرنل ڈیوک نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ اس سے مرعوب ہو رہے ہو۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ یہاں پہنچنا تو ایک طرف خاردار تاروں کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا"..... ڈیوسی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ییس۔ کرنل ڈیوک بول رہا ہوں"..... کرنل ڈیوک نے کہا۔
 "کرنل ڈیوک۔ میں انجینئر گیری بول رہا ہوں۔ ایک عورت اور چار مرد جو اکیکریمین ہیں اس وقت پراجیکٹ کے سپیشل روم میں موجود ہیں۔ آپ انہیں یہاں سے اٹھا کر لے جائیں اور پھر ان کے ساتھ جو چاہے سلوک کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوک بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہیں سپیشل روم میں"..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ ایک عورت اور چار اکیکریمین مرد ہیں اور"..... گیس سے انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے" گیری نے کہا۔

پیتل بھی چمک کر لیا تھا جس پر موجود ہٹوں کی قطار نظر آرہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ ان کرسیوں کا سسٹم اس سوچ پیتل میں ہے اور اسے اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش آگیا ہے۔ اس نے پیروں کو حرکت دی اور وہ تار تلاش کرنا شروع کر دی تاکہ کسی بھی ایرجنسی کی صورت میں وہ اس تار کو توڑ کر سسٹم کو جھیک کر سکے لیکن باوجود کوشش کے وہ اس جو اسٹنٹ کو تلاش کرنے میں ناکام رہا۔ شاید اسے کسی کے عقبی پایوں کے ساتھ ایڈجسٹ کیا گیا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”ارے تمہیں ہوش آگیا۔ کیسے؟“ نوجوان نے انتہائی حیرت برے لہجے میں کہا۔

”میں نے سوچا کہ تمہارے استقبال کے لئے کسی نہ کسی کو تو دوش میں رہنا ہی چاہئے ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم اسے اپنی توہین سمجھ لیں۔“ عمران نے کہا تو نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارا نام علی عمران ہے اور تم دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ و۔یے تمہارے بھرے پر موجود معصومیت دیکھ کر مجھے ہاس کی بات کا یقین نہیں آیا تھا لیکن اب تمہیں خود بخود ہوش میں دیکھ کر مجھے یقین آگیا ہے کہ تم واقعی کوئی خاص چیز ہو ورنہ سراسم گیس سے بے ہوش ہونے والا آدمی بغیر اینٹی سراسم گیس کے انجکشن کے ہی صورت بھی ہوش میں نہیں آسکتا۔“ نوجوان نے کہا اور اس لمحے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کا ڈھکن کھولا اور

عمران کے ذہن میں آہستہ آہستہ روشنی پھیلنے لگی اور پھر جیسے ہی روشنی پوری طرح اس کے ذہن میں پھیلی اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں فوری طور پر وہ سین گھوم گیا جب وہ بے ہوش ہوا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت جیب میں سوار ہو کر خفیہ سرنگ میں داخل ہوا اور پھر اس کمرے میں پہنچتے ہی زمین سے سفید رنگ کا دھواں نکلا اور اس کا ذہن تاریک پڑ گیا تھا اور اب اسے ہوش آ رہا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے دونوں اطراف میں اس کے ساتھی موجود تھے اور وہ سب بھی اس کی طرح راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔ یہ ایک تہ خانہ نما کمرہ تھا۔ سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جبکہ عمران نے دروازے کے ساتھ دیوار میں موجود سوچ

عمران کے ساتھ موجود صفدر کی ناک سے بوتل کا منہ لگا دیا اور پھر باری باری اس نے سب ساتھیوں کے ساتھ یہی عمل دوہرایا۔
 "جہاں اکیا نام ہے"..... عمران نے کہا۔

"میرا نام برا نکو ہے"..... اس نوجوان نے بوتل کا ڈھکن بند کرتے ہوئے مڑ کر کہا۔

"ہم اس وقت کس کی قید میں ہیں اور کیوں ہیں"..... عمران نے کہا۔

"تم ایک جہیزے بانٹ میں موجود ہو اور کرنل ڈیوک کی قید میں ہو"..... نوجوان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہم تو ڈیگوشیا جہیزے پر تھے۔ پھر یہاں کیسے پہنچ گئے"۔ عمران نے کہا۔

"تمہیں بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے ڈیگوشیا لایا گیا ہے۔ یہ جہیزہ ڈیگوشیا سے تقریباً ستر بحری میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں مکمل طور پر ایکریمین فوج کا ہولڈ ہے۔ یہ جگہ بھی ایکریمین فوج کا پوائنٹ ہے۔ تمہیں وہاں سے لے آئے والا کرنل ڈیوک تھا"..... اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آگئے اور پھر ظاہر ہے ان سب کے پوچھنے پر عمران کو وہ سب کچھ بتانا پڑا جو اس نے برا نکو سے

معلوم کیا تھا۔

"لیکن عمران صاحب ہمیں زندہ کیوں رکھا گیا ہے اور اتنی تکلیف کیوں کی گئی ہے کہ ہمیں وہاں سے یہاں لایا گیا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"دیکھو۔ یہ بات تو کسی کے بتانے پر ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ جو یا تم کو شش کرو۔ شاید تم ان راڈز سے نکل سکو"..... عمران نے آخر میں موجود جویا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے کوشش کر دیکھی ہے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ راڈز بے حد تنگ ہیں"..... جویا نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ میں نے کلنگنگ وائر ٹریس کر لی ہے۔" اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اچھا۔ میں نے تو بڑی کوشش کی لیکن مجھے نہیں مل سکی۔ تو پھر کوشش کرو کہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہم یہاں سے نکل جائیں"..... عمران نے کہا۔ لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی برا نکو تھا لیکن اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور عمران اس لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم والے آدمی کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کرنل ڈیوک ہے بلیک۔ جیسی کا کرنل ڈیوک۔

"تم نے مجھے پہچان لیا ہو گا عمران۔ میرا نام کرنل ڈیوک ہے اور

تم درست کہتے ہو ڈیوک۔ یہ شخص واقعی حد درجہ بااعتماد ہے۔
اس حالت میں بھی یہ اس انداز میں باتیں کر رہا ہے جیسے اسے کو
فیصد یقین ہو کہ اسے موت نہیں آ سکتی۔۔۔۔۔ ڈیسی نے پہلی بار
زبان کھولتے ہوئے کہا۔

اس کا خیال ہے کہ یہ کونٹیشن تبدیل کر سکتا ہے اور یقیناً اس
نے سسٹم کی مخصوص دائر تلاش کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن میں
نے ان کرسیوں کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ ان کی دائر کا تعلق عقبی
پایوں سے ہے اس لئے یہ کسی صورت بھی راڈز سے نجات حاصل
نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

تم ڈیسی کو بچوں کی طرح پڑھا رہے ہو حالانکہ جہاں تک میری
قیادت ضامی کا علم کام کرتا ہے ڈیسی تم سے زیادہ سمجھ دار ہے۔
عمران نے کہا تو کرنل ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔
"دیکھا تم نے ڈیسی۔ کس طرح ہم دونوں کو غصہ دلا کر ایک
دوسرے سے الٹانے کی کوشش کر رہا ہے۔ دیکھا تم نے۔" کرنل
ڈیوک نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی یہ انتہائی تیز آدمی ہے۔۔۔۔۔ ڈیسی نے اثبات میں
سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ کرنل ڈیوک نے اس کے
بارے میں ڈیسی سے بہت تفصیل سے باتیں کی ہیں۔

"اب اگر جہاری تسلی ہو گئی ہو تو ان کی ہلاکت کا آغاز کیا
جائے۔" اچانک کرنل ڈیوک نے کہا۔

یہ میری بیوی ہے ڈیسی اور اس کی وجہ سے تم لوگ ابھی تک زندہ
نظر آ رہے ہو ورنہ میں تو تمہیں وہیں ہلاک کر کے تمہاری لاشیں برقی
بھٹی میں ڈال دیتا چاہتا تھا لیکن ڈیسی کی ضد تھی کہ وہ تم سے باتیں
کرنا چاہتا ہے اور چونکہ ہماری شادی صرف چھ ماہ پہلے ہوئی ہے اس
لئے مجبوراً مجھے اس کی بات ماننا پڑی لیکن میں تمہیں وہاں ڈیگو شیا میں
رکھ کر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا اس لئے میں نے تمہیں اور
جہارے ساتھیوں کو پہلی کانپڑے درے یہاں وڈیلنڈ بھجوا دیا۔ یہ
جزیرہ بھی ایکریسین فوج کی تحویل میں ہے۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وزیری گڈ۔ پھر تو مجھے ڈیسی کو مبارک باد دینی پڑے گی جس نے
چھ ماہ میں تمہیں اس حد تک رام کر لیا ہے کہ جدر وہ جہاری ٹیل
کپڑو کوڑے تم ادھر مر جاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کرنل ڈیوک بے
اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ ایسے ہی ہے کیونکہ میں ڈیسی سے واقعی محبت کرتا ہوں۔
تم نے بہر حال ہلاک تو ہونا ہی ہے وہاں ہوتے یا یہاں اس سے
کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا۔

"بڑا فرق پڑ جاتا ہے کرنل ڈیوک۔ وہاں ہمیں ہلاک کرنے میں
تمہیں بے حد مشکلات پیش آئیں گی کیونکہ تم نے وہاں واقعی بہت
سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہے۔"

عمران نے کہا۔

ہے۔" ڈیسی نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات کو چھوڑو کہ میں کسے جانتا ہوں اور کسے نہیں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم چاہتی ہو کہ تم شادی کے چھ ماہ بعد بیوہ ہو جاؤ۔" عمران نے کہا تو ڈیسی بے اختیار اچھل پڑی۔

"میں بیوہ ہو جاؤں گی۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" ڈیسی نے اس بار عصیلے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔

"دیکھا تم نے ڈیسی یہ شخص کس انداز میں معاملات کو آگے بڑھاتا ہے۔ اب یہ تمہارے ذہن میں خوف ڈال کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔" کرنل ڈیوک نے کہا۔

"یہ شخص واقعی بے حد خطرناک ہے۔ اسے گولی مار دو۔ جلدی کرو۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اسے تو ہوش میں نہیں لانا چاہیے تھا۔" ڈیسی نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مادام گاربی سے ملاقات ہو گی تو میں اسے بتاؤں گا کہ اس نے ایسی ایجنٹ اپنی تنظیم میں بھرتی کر رکھی ہے جو بے بس افراد سے بھی اس طرح خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ ویسے میں نے یہ بات بڑی سنجیدگی سے کی تھی کیونکہ کرنل ڈیوک نے واقعی صرف تمہاری محبت میں اتنا بڑا ریسک لیا ہے حالانکہ اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر ہمیں بے ہوشی کے عالم میں گولی مار دی جاتی تو اور بات تھی لیکن اب جبکہ ہم

"ہاں بے شک۔ میں تو بڑے اشتیاق میں یہاں آئی تھی لیکن تو عام سا آدمی ہے۔ بس تھوڑا سا ذہین اور شاطر ہے۔ مجھے واقعی بے حد بوریت ہوئی ہے۔ میں نے خواہ مخواہ اصرار کیا۔" ڈیسی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈیسی۔ کیا تم بھی کسی بجنسی سے اچھ ہو۔" اچانک عمران نے کہا تو ڈیسی اور کرنل ڈیوک دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ سوال تم نے کیوں کیا ہے۔" ڈیسی نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اس میں اتنا حیران اور پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ کرنل ڈیوک بلیک بجنسی کا معروف ایجنٹ ہے اس لئے ایسا ایجنٹ کسی سے شادی کرے گا اور اسے اہم ترین پراجیکٹ پر بھی ساتھ لے آئے گا تو ظاہر ہے اس لڑکی کا تعلق بھی حکومت سے ہو سکتا ہے اور تمہاری حسرتی اور انداز میں پھرتی دیکھ کر مجھے یہ خیال آیا ہے کہ تمہارا تعلق بھی کسی بجنسی سے ہی ہو سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میرا تعلق سافٹر سے ہے۔" ڈیسی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"سافٹر۔ جس کی چیف مادام گاربی ہے۔" عمران نے چونک کر کہا تو ڈیسی بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم مادام گاربی کو جانتے ہو۔ یہ کیسے ممکن

ہوش میں آچکے ہیں اب ہماری بجائے یہ خود ختم ہو سکتا ہے۔
عمران نے کہا۔

”بس۔ بہت ہو گئی عمران۔ اب تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک ہونا پڑے گا۔“ کرنل ڈیوک نے یلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عقب میں کھڑے اپنے آدمی برانکو کی طرف مڑا ہی تھا کہ یلخت کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل کے جسم کے گرد موجود رادار غائب ہو گئے اور کرنل ڈیوک تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یلخت کیپٹن شکیل بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ کیا ہو گیا۔“ ڈیوسی کی تیز آواز سنائی دی اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کمرہ مشین پشیل کی تیز تڑپ کے ساتھ ہی انسانی جینوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ کرنل ڈیوک نے کیپٹن شکیل پر کی تھی جو چھلانگ لگا کر اس پر حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن کرنل ڈیوک اس سے بھی زیادہ تیز رفتار ثابت ہوا تھا اور یہ چچ کیپٹن شکیل کے منہ سے نکلی تھی اور وہ ایک دھماکے سے نیچے گر رہی تھا کہ یلخت اس نے اپنی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے کرنل ڈیوک جیتتا ہوا اچھل کر اپنے عقب میں موجود برانکو سے نکل آیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈیوسی نے بھی جیب سے مشین پشیل نکالا ہی تھا لیکن اسے مشین پشیل سیر کرنے اور چلانے کی مہلت نہ مل سکی تھی۔ کیپٹن شکیل نے اپنی قلابازی کھا کر پوری قوت سے پیروں کی ضرب کرنل ڈیوک کے سینے

پر لگائی اور اسے برانکو پر اچھال دیا تھا لیکن خود اس کا جسم فضا میں ہی تیزی سے گھوم کر ڈیوسی سے نکل آیا اور ڈیوسی جیتتی ہوئی اچھل کر سانیٹ پر جا گری۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ برانکو اور کرنل ڈیوک کی جینوں سے گونج اٹھا۔ ابھی ان کی جینیں ختم نہ ہوئی تھیں کہ مشین پشیل کی تیز تڑپ کے ساتھ ہی ڈیوسی کے حلق سے بھی جینیں نکلنے لگیں اور کیپٹن شکیل بجلی کی تیزی سے اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم صحیح سلامت تھا اور اسے گولی نہ لگی تھی اس نے واقعی پشیل چچ کر اور دھماکے سے نیچے گر کر یہ تاثر دیا تھا کہ وہ بہت ہو گیا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ کرنل ڈیوک مسلسل فائرنگ کرتا رہتا جبکہ کرنل ڈیوک اور ڈیوسی فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ ان دونوں کی ٹانگوں پر گولیاں لگی تھیں۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتے لیکن پھر گر جاتے جبکہ برانکو سینے پر گولیاں کھا کر ختم ہو چکا تھا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ عمران اور دوسرے ساتھی واقعی صرف پشیل جھپٹتے رہ گئے تھے۔

”جلدی بن پریس کرو کیپٹن شکیل۔ کیا سوچ رہے ہو۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل جیسے سینکے کے عالم سے باہر آ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سوچ بورڈ پر موجود بن پریس کرنے شروع کر دیے۔ دوسرے لمحے عمران اور دوسرے ساتھی رادار سے آزاد ہو چکے تھے۔

”ان دونوں کو کمرہ سبوں پر ہیکر دو اور کیپٹن شکیل تم سرے ساتھ آؤ۔“ عمران نے برانکو کے ہاتھ سے نکلی ہوئی مشین گن

”ہاں..... عمران نے مختصر سا جواب دیا تو کیپٹن تشکیل نے اشتباہ میں سر ہلادیا اور پھر وہ زمین پر لیٹ کر کرائنگ کرتے ہوئے جھڑیوں اور درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس عمارت کی عقبی طرف پہنچ گئے۔ عقبی طرف ایک دروازہ تھا جو بند نہ تھا بلکہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے دروازے سے کان لگائے اندر کی آوازیں سنتا رہا۔ اندر سے دو آدمیوں کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن یہ آوازیں کچھ فاصلے سے آرہی تھیں۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا تو وہ بے آواز کھل گیا۔

”کیپٹن تشکیل سائیڈ سے ہو کر سلسنہ کے رخ پر جاؤ۔ اندر میں فائرنگ کھولوں تو تم نے باہر موجود دونوں آدمیوں کا خاتمہ کر دینا ہے.....“ عمران نے سرگوشی کے انداز میں کیپٹن تشکیل کے کان کے ساتھ منہ لگا کر کہا تو کیپٹن تشکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا جبکہ عمران دروازے کے بعد چھوٹی سی راہداری میں داخل ہو گیا۔ وہ اس قدر محتاط انداز میں چل رہا تھا کہ شاید جلی بھی اس سے زیادہ دبے پاؤں نہ چل سکتی ہو۔

اس راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف دیوار کے ساتھ ایک بڑی مشین نظر آرہی تھی۔ عمران سیدھا اس دروازے میں داخل ہوا تو اس نے ایک میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیر عمر آدمی کو دیکھا۔ اس کے کاندھے پر میجر کے ستار موجود

انھاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن تشکیل کے پاس وہ مشین پشٹل تھا جو کرنل ڈیوک کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا اور جسے انھا کر اس نے باہر فائر کھولا تھا۔ باہر ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر سڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سڑھیاں ایک اور راہداری پر ختم ہوئیں جس کے بعد ایک بڑا کمرہ تھا لیکن یہ کمرہ خالی تھا۔ کمرے کا دروازہ ایک برآمدے میں کھل رہا تھا لیکن برآمدے کے باہر وسیع میدان نظر آ رہا تھا جس میں درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ عمران اور کیپٹن تشکیل جیسے ہی برآمدے میں پہنچے تو وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ انہیں سائیڈ پر ایک بڑا ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ رہا تھا جس پر ایک ریٹین نیوی کے الفاظ دور سے ہی نظر آرہے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر ادھر ادھر دیکھا تو اسے شمال کی طرف کافی فاصلے پر، درختوں کے درمیان ایک عمارت نظر آنے لگ گئی جس کے باہر دو مسلح فوجی موجود تھے لیکن وہ بے حس و حرکت اس انداز میں کھڑے تھے جیسے وہ دونوں انسانوں کی بجائے مجسمے ہوں۔ اس عمارت کے اوپر ایک مخصوص ساخت کا کافی بلند اثینا صاف نظر آ رہا تھا۔

”اوہ۔ یہ مواصلاتی سنٹر ہے۔ کلنگنگ مواصلاتی سنٹر۔ اس نے یہاں زیادہ فوجی نہیں ہوں گے۔ ہمیں عقبی طرف سے جانا پڑے گا۔“ عمران نے کہا۔

”کیا سب کا خاتمہ کرنا ہے.....“ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

تھے۔ اس کے ساتھ ایک اور نوجوان بھی موجود تھا جس کے کاندھے پر کیپٹن کے ستار تھے۔

”ہیلو“..... عمران نے کہا۔

”تم۔ تم۔ کون ہو تم..... ان دونوں نے عمران کو اس طرف اندر آتے دیکھ کر انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ عمران نے اس دوران چپک کر لیا تھا کہ اندر ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے کرخٹ لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اسے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا ٹریگر دبانا پڑا کیونکہ اس نے اس میجر کا ہاتھ نیچے جاتا دیکھ لیا تھا اور پلک بھینکنے میں وہ دونوں گولیوں کی بارش میں اچھل کر چھپتے ہوئے نیچے گرے اور تھوڑی دیر تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ اسی لمحے عمران کو دور سے فائرنگ اور چھٹنے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ بیرونی دروازے میں پہنچا تو سانسے ہی دونوں فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”کیپٹن تشکیل“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور باہر آگیا۔

”اندر کیا ہوا۔ کتنے افراد تھے“..... کیپٹن تشکیل نے سانسیتے سانسے آتے ہوئے کہا۔

”دو تھے ایک میجر اور ایک کیپٹن۔ میری کوشش تھی کہ

سے پوچھ گچھ کی جائے لیکن انہیں فوراً ہلاک کرنا پڑ گیا“..... عمران نے کہا۔

”اس مشینری کا کیا کیا جائے“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”چلے دو۔ ورنہ نجانے کہاں تک سلسلہ پہنچ جائے۔ البتہ میرا ایک ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا وہ افکار واپس آجائو تاکہ اگر کوئی کال آئے تو اسے مطمئن کیا جاسکے“..... عمران نے کہا اور واپس اس عمارت کی طرف بڑھ گیا جس کے ساتھ بجلی کا پڑا کڑا تھا جبکہ کیپٹن تشکیل مشین روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔ عمران جب اس تہہ خانے میں داخل ہوا تو کھڑکیوں پر لٹکی ہوئی ڈیوڑھی اور ڈیڑھی کو بے ہوشی کی حالت میں رازد میں نہ صرف جکڑ دیا گیا تھا بلکہ ان کے زخموں کی باقاعدہ بینڈیج بھی کر دی گئی تھی، صفدر، تنویر اور جو بیادیاں موجود تھیں۔

”ارے واہ۔ باقاعدہ بینڈیج بھی کر دی ہے۔ بہت خوب۔ اسے کہتے ہیں انسانی ہمدردی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاں الماری میں میڈیکل باکس موجود تھا اس لئے ہم نے ان کی بینڈیج کر دی ہے کیونکہ آپ جس انداز میں بدایت کر کے گئے تھے اس سے میں سمجھ گیا تھا کہ آپ نے ان سے معلومات حاصل کرنی ہیں یا کوئی کام لینا ہے اور جس انداز میں ان کا خون نکل رہا تھا شاید آپ کے آنے سے پہلے یہ ہلاک ہو جاتے“..... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس ڈیڑھی کے زخموں کی بینڈیج بھی تم نے کی ہے“..... عمران

مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کرنل ڈیوک بلیک ۶۶ بھنسی کا پاور ایجنٹ ہے اور کیپٹن شکیل پاکستان سیکرٹ سروس کا پاور ایجنٹ۔ لیکن آج فیصلہ ہو گیا کہ پاکستان کی پاور ایکریٹیا سے زیادہ ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"صفر تم تنویر اور کیپٹن شکیل اسلحہ لے کر باہر جاؤ اور اس جہیزے کو اچھی طرح چیک بھی کرو اور نگرانی بھی کرو۔ کسی بھی لمحے کوئی جہاز، بوٹ یا ہیلی کاپٹر آسکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں باہر چلے گئے۔

"ڈیسی کو تم ہوش میں لئے آؤ جو یا جبکہ کرنل ڈیوک کو میں ہوش میں لے آتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر کرنل ڈیوک کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ یہی کارروائی ڈیسی کے ساتھ جولیانے کی اور پھر جب دونوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو دونوں ہی بیک وقت پیچھے ہٹ گئے اور سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی تھوڑے سے وقفے کے بعد ہوش میں آ گئے۔

"یہ۔۔۔ یہ۔ کیا مطلب ہوا۔ جہاز اوہ ساتھی راڈز سے کیسے آزاد ہو گیا۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوک نے کہا جبکہ ڈیسی کے چہرے پر شدید حیرت

نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صفر بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی نہیں۔ مس جولیانے کی ہے۔ میں اور تنویر باہر رابڈاری میں چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ صفر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ چیف کو کہوں کہ وہ صالحہ کو نہ بتا دے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر جہاز کی تسلی ہو گئی ہو تو اب تم بتاؤ کہ باہر کیا ہوا ہے۔

تنویر نے اچانک خشک لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تم کیوں مرہیں جبار ہے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جب دشمنوں کو گولیاں مارنے کی بجائے ان کی پیڑتج کی جائے تو ایسا تو ہوگا۔۔۔۔۔ جولیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں میاں بیوی ہیں اور چاہے کسی کو احساس ہو سکے یا نہ ہو سکے کم از کم پاکستان سیکرٹ سروس کو تو ایسے جوڑوں کی قدر کرنی چاہئے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جولیانے اور تنویر بھی بے اختیار مسکرا دیئے تھے۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران ان کے کنوارے ہونے کی وجہ سے یہ بات کر رہا ہے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل واپس آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرانسپیر تھا۔

"تم نے جس طرح کرنل ڈیوک اور ڈیسی کو کور کیا ہے کیپٹن شکیل یہ واقعی جہاز ہی کام تھا۔۔۔۔۔ صفر نے کیپٹن شکیل سے

”اب تم خود بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ہمارا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم تو تم دونوں کو ہلاک کر کے جہارے ہیلی کا پٹر پر واپس ڈیک شیا پہنچ جائیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“ عمران نے شکستہ انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”اگر تمہیں فارمولے کی کاپی دے دی جائے تو کیا تم واپس چلے جاؤ گے۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”کیا کاپی تمہاری جیب میں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ وہ پرائیویٹ میں ہے اور وہاں سے لانا پڑے گی۔ تم مجھ پر اعتماد کرو تو ہم سب ہیلی کا پٹر پر ڈیک شیا پہنچ جاتے ہیں اور میں وہاں پہنچ کر کاپی تمہیں دے دوں گا اور تم واپس چلے جانا۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”اور اپنے چیف جیسٹن کو کیا رپورٹ دو گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اے میں نے جہارے بارے میں کچھ نہیں بتایا اس لئے کچھ بھی کہا جاسکتا ہے۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”جہاں تم نے کیا اور کیسے بندوبست کیا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”جس میجر کو تم نے ہلاک کر دیا ہے وہ میرا کرن تھا اور یہ عمارت ان لوگوں کی رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ ایک ریمن نیوی کے ان لوگوں سے پوچھ گچھ کے لئے بھی کام آتی تھی جن پر سازش کا الزام

کے تاثرات نمایاں تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”تم اس لئے مطمئن تھے کرنل ڈیوک کہ تاروں کا لنک کرسیوں کے عقبی پایوں کے ساتھ تھا لیکن جس کرسی پر کیپٹن شکیل موجود تھا اس کا لنک شاید کسی وجہ سے فرش سے باہر آگیا تھا اور کیپٹن شکیل نے اسے ٹریس کر لیا تھا۔ اگر تم یہاں کچھ دیر بعد آتے تو ہم سب تمہیں آزاد حالت میں ملتے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کاش میں ڈیسی کی وجہ سے یہ سب کچھ نہ کرتا۔“ کرنل ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم بلیک بجنسی کے معروف ایجنٹ ہو کرنل ڈیوک اس لئے تم یہ لفظ کاش مت بولا کرو۔ یہ لفظ ہم سب سیکرٹ بجنسوں کا محسن ہوتا ہے۔ تمہاری زندگی کئی بار اس لفظ کاش کی وجہ سے بچ گئی ہو گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہر حال اب تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”اس جزیرے پر ایک ریمن فوج کا مواصلاتی سنٹر ہے اور اس عمارت کے باہر دو سپاہی تھے جبکہ اندر ایک میجر اور ایک کیپٹن تھا۔ وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ البتہ مشینری ویسے ہی موجود ہے۔ باہر وہ ہیلی کا پٹر موجود ہے جس پر تم ڈیسی اور براٹکو کے ساتھ آئے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں پھر۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

طرف لے جا کر تباہ کر دوں گا ورنہ مواسلاتی سفر پر ہونے والی
بلا کہیں سامنے آجائے پر مجھ سے پوچھ گچھ شروع ہو جائے گی اور میں
پھنس جاؤں گا..... کرنل ڈیوک نے کہا۔
"لیکن تم کیا کرو گے....." عمران نے کہا۔

"میں مشرقی افریقے کے مخصوص حصے پر اسے اتار کر خود نیچے اتار
جاؤں گا اور اسے اتار دلائی کر کے فضا میں بھیج دوں گا اور یہ ممنوعہ
علاقے میں داخل ہوتے ہی خود بخود نہ صرف تباہ ہو جائے گا بلکہ جل
کر راکھ بھی ہو جائے گا....." کرنل ڈیوک نے جواب دیا۔

"اب ہماری جہاز ملقات کہاں ہو گی....." عمران نے کہا۔
"ریڈ کلب کا تیغ دلسن ہے۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ تم اسے
فون کر کے اپنا نام پرنس اور اپنی رائل گاہ کے بارے میں بتا دینا۔
میں اس سے معلوم کر کے وہاں خود آجاؤں گا اور تمہیں کاپی دے کر
ڈیسی کو ساتھ لے کر واپس چلا جاؤں گا....." کرنل ڈیوک نے کہا۔
"اوکے..... مجھے یقین ہے کہ تم اپنے معاہدے پر نیک نیتی سے
عمل کرو گے ورنہ تم جانتے ہو کہ پچہ اسرائیل کی یہ لیبارٹری بہر حال
تباہ ہو جائے گی....." عمران نے کہا۔

"تم بے فکر رہو عمران۔ تم مجھے جانتے ہو کہ میں جو بات کرتا
ہوں اسے پورا بھی کرتا ہوں....." کرنل ڈیوک نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تم پر اعتماد کیا ہے۔ بہر حال اب ڈیسی
کو ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اسے ساتھ لے جا

ہوتا ہے۔ میں نے میجر میونگ سے بات کی تو اس نے یہاں سے یہ
ہیلی کاپٹر بھجوا دیا تھا....." کرنل ڈیوک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اگر فارمولے کی کاپی مل جائے تو ہمارا مشن
مکمل ہو جائے گا کیونکہ اس پراجیکٹ سے پانچیشیا کو براہ راست کوئی
خطرہ نہیں ہے....." عمران نے کہا۔

"تو پھر میرا وعدہ کہ میں تمہیں فارمولے کی کاپی مہیا کر دوں
گا....." کرنل ڈیوک نے کہا۔

"لیکن ڈیسی کو ہمارے پاس بطوریر غمال رہنا ہو گا....." عمران
نے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تمہارے
پاس محفوظ رہے گی....." کرنل ڈیوک نے کہا۔

"اوکے..... تو پھر ملے ہو گیا....." عمران نے کہا تو کرنل ڈیوک
نے اشبات میں سر ملایا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں
اور کرنل ڈیوک اور ڈیسی سمیت اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر جزیرہ
ڈیگیشیا کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران کے ساتھی خاموش
بیٹھے ہوئے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر کرنل ڈیوک تھا۔ وہ بھی خاموشی
سے ہیلی کاپٹر اڑا رہا تھا اور پھر انہیں دور سے جزیرہ نظر آنا شروع ہو گیا
تو کرنل ڈیوک نے ہیلی کاپٹر ڈیگیشیا جزیرے کے مغربی حصے کے
ایک کھلے میدان کے کنارے پر اتار دیا۔

"تم یہاں سے پیدل آگے جاؤ گے۔ میں اسے مشرقی افریقہ

p
a
k
s
o
c
i
e
t
y
.
c
o
m

”اگر کرے گا تو خود ہی نتیجہ بھی بھگت لے گا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا جگر تم نے فارمولا حاصل کرنے کے لئے چلایا ہے“..... اس بار تنویر نے کہا۔

”فارمولا ہمارے لئے بے حد قیمتی ہے تفویہ اس پراجیکٹ سے پاکیشیا کو فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے فارمولے کو

”اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔“ جیمسن نے چونک کر کہا۔

”باس کرنل ڈیوک اور ان کی بیوی ڈیسی دونوں پاکیشیائی
بمبجنوں کو بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر پر لا کر جریرہ بانٹ گئے
ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی اور وہاں کال کرنے پر کوئی
کال انڈ نہیں کر رہا۔“ ناؤ نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی بمبجنوں کو لاؤ کر۔ کیا مطلب۔“
”پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کہاں پہنچ گئے تھے۔“ جیمسن نے چچینے
ہوئے کہا۔

”چیف اس کے لئے تفصیل بتانا پڑے گی۔“ پراجیکٹ انجینئر گہری
نے اچانک کرنل ڈیوک کو کال کر کے بتایا کہ ایک عورت اور چار
مرد پراجیکٹ ایریا میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور باس انہیں اٹھا
کر لے جائیں۔ جس پر باس بے حد حیران ہوئے۔ بہر حال وہ ڈیسی کو
ساتھ لے کر سیکورٹی ایریے میں پراجیکٹ پر گئے اور مجھے بھی انہوں
نے ساتھ لے لیا۔ وہاں واقعی ایک عورت اور چار مرد موجود تھے۔
باس کے پوچھنے پر گہری نے غیب سی کہانی سنائی کہ ڈاکٹر وائسن کسی
خاص بیماری میں مبتلا تھا اور اسے ایک خصوصی قسم کا مشروب
چاہئے ہوتا ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اس نے اس
مشروب کی سپلائی کا کام ایک کلب کے مالک رولینڈو کے ذمے لگایا
ہوا ہے اور جب پاکیشیائی بمبجنوں کی وجہ سے پراجیکٹ اور پورے
ایریا کو سیلڈ کر دیا گیا تو اس نے ایک نیا راستہ تیار کر لیا۔ اسے وہ

بلیک بمبجنی کا چیف جیمسن اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے
پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار
چونک پڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”یس۔۔۔۔۔ جیمسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ناؤ بول رہا ہوں چیف۔“ لارج ویو پراجیکٹ سے۔۔۔۔۔ ایک
مردانہ آواز سنائی دی تو جیمسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے
پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
”تم کال کر رہے ہو۔ کیا مطلب۔“ کرنل ڈیوک کہاں ہے۔“
جیمسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ان کے بارے میں رپورٹ دینے کے لئے ہی میں نے کال کی
ہے چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”انسنس۔ اس نے یہ کیا کیا۔ انسنس۔“ جیسمن نے فونٹ بھیج کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیسمن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں..... جیسمن نے کہا۔“

”ڈیرک بول رہا ہوں چیف۔ بالٹ جزیرے سے۔ یہاں فون وجود ہے اس لئے میں نے فون پر بات کی ہے..... دوسری طرف سے ڈیرک نے کہا۔“

”کیا پوزیشن ہے..... جیسمن نے بے چین سے سچے میں کہا۔“
”چیف سبھاں تمام فوجی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ ایک عمارت بن راڈز والی کرسیاں بھی موجود ہیں اور وہاں بھی ایک آدمی کی لاش جی ہوئی ملی ہے۔ ہیلی کاپٹر بھی موجود نہیں ہے اور کرنل ڈیوک اور ایسی بھی موجود نہیں ہیں اور نہ ہی پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔“
برک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر یہ کرنل ڈیوک کہاں چلا گیا۔ اوکے۔ میں چیک کرتا ہوں۔ یہ کرنل ڈیوک کہاں چلا گیا ہے۔ تم ائیریمین نیوی کے ڈیٹا کو آرٹر اطلاع دے دو“..... جیسمن نے کہا اور اس نے ابھی سیور رکھا ہی تھا کہ زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیسمن نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں..... جیسمن نے کہا۔“

کے چہرے پر شدید الجھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے زرد رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈیرک بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔“

”جیسمن بول رہا ہوں ڈیرک..... جیسمن نے تیز لہجے میں کہا۔“
”اوہ۔ میں چیف۔ حکم..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔“

”ڈیرک اپنے ہیلی کاپٹر پر جزیرہ بالٹ جاؤ اور وہاں جا کر صورت حال کو چیک کرو اور مجھے فوراً اطلاع دو کہ وہاں کیا صورت حال ہے..... جیسمن نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔“
”کیسی صورت حال جناب..... ڈیرک کے لہجے میں حیرت تھی۔“

”کرنل ڈیوک پاکیشیائی ہتھیانوں کو ایک ہیلی کاپٹر پر لا کر جزیرہ بالٹ لے گیا ہے۔ وہاں مواسلاتی سنٹر کا انچارج اس کا کرن ہے لیکن اب تک نہ کرنل ڈیوک واپس آیا ہے اور نہ ہی وہاں سے کوئی کال انشڈ کر رہا ہے..... جیسمن نے کہا۔“

”اوہ اچھا۔ میں ابھی جاتا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“
”جلدی پہنچو اور ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا اور وہاں سے مجھے کال کرنا۔ جلدی..... جیسمن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔“

”ناؤ بول رہا ہوں چیف۔ دوسری طرف سے ناؤ کی آواز سنائی دی۔“

”یس۔ کیا ہوا ہے؟“ جمیسن نے کہا۔

”کرنل ڈیوک اور ڈیسی واپس آئے ہیں چیف۔ میں نے انہیں آپ کا آرڈر بتا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی بات آپ سے کرانی جائے۔ ویسے ان کے آنے سے پہلے ایک ایکریمین نیوی ہیلی کاپٹر ایسٹ ایریے میں داخل ہوا اور فضا میں بی جمل کر راکھ ہو گیا۔“ ناؤ نے جواب دیا۔

”کرنل ڈیوک اب کہاں موجود ہے؟“ جمیسن نے کہا۔

”میں موجود ہے چیف۔“ ناؤ نے کہا۔

”کراؤ بات۔“ جمیسن نے کہا۔

”ہیلو چیف۔ میں کرنل ڈیوک بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد کرنل ڈیوک کی آواز سنائی دی۔

”بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔ کہاں ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔“ جمیسن نے غزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ پہلے مجھ سے تفصیل سن لیں۔ پھر آگے بات ہوگی اور آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ کرنل ڈیوک نے کہا۔

”مجھے تفصیل معلوم ہے کہ تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ڈیسی کے کہنے پر بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر پر لا کر جزیرہ بالٹ لے گئے تھے اور اب واپس آئے ہو۔ بولو۔ تم نے کیا کہنا ہے۔“ جمیسن

نے اسی طرح غزاتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ڈیسی کے اصرار کے باوجود میں انہیں یہاں ایسٹ ایریا میں ہوش میں لانے کی بجائے ہیلی کاپٹر پر لا کر جزیرہ بالٹ لے گیا اور وہاں راڈز والی کرسیوں پر انہیں جکڑ دیا گیا لیکن انہوں نے ہوش میں آتے ہی چوینیشن تبدیل کر دی اور ہم دونوں کو زخمی کر کے بے ہوش کر دیا۔ پھر جب ہم دونوں کو ہوش آیا تو ہم دونوں ان کی جگہ اڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے اور عمران نے بتایا کہ اس نے جہیزے پر موجود تمام فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے اس مورت حال میں اسے چکر دیا کہ میں اسے ایسٹ ایریا سے فارمولے یا کاپی لا کر دے دیتا ہوں اور پھر وہ واپس چلا جائے تو وہ مان گیا۔ ہلے اس نے کہا کہ ڈیسی کو وہ بطوریرغمال اپنے پاس رکھے گا لیکن پھر ان نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے ڈیسی کو میرے ساتھ بھیج دیا۔ میں ماں پہنچا تو یہاں ناؤ نے آپ کے حکم کے بارے میں بتایا۔ اب آپ یہ حکم دیں۔ میں نے بہر حال کوشش کی ہے کہ پراجیکٹ کو تباہی سے بچا لیا جائے اور فارمولے کی کاپی عمران کو دے کر اسے واپس بھیج دیا جائے۔ آگے آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ کرنل ڈک نے کہا۔

”تم نے انہیں ہلاک کیوں نہیں کیا تھا۔ ڈیسی کی بات کیوں نہ تھی۔“ جمیسن نے جیتنے ہوئے کہا۔

”باس۔ آپ جانتے تو ہیں کہ میں ڈیسی کی بات ماننے پر مجبور ہوں

کیونکہ وہ آپ کی بھانجی ہے۔ اس کے باوجود میں انہیں یہاں پراجیکٹ پر ہوش میں نہیں لایا اور ہائٹ جہیز سے پر لے گیا تھا۔ کرنل ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویسے تو میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہارے اور ڈیسی دونوں کے خلاف کورٹ مارشل کا حکم دے دوں لیکن میں جانتا ہوں کہ ڈیسی کس قدر فندی لڑکی ہے اور پھر تم نے بہر حال ان لوگوں کو پراجیکٹ سے دور لے جا کر ہوش دلایا ہے اس لئے میں جہیں اور ڈیسی کو لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ البتہ اب تم پراجیکٹ پر نہیں رہو گے بلکہ تم اور ڈیسی فوری طور پر ایکریسیا شفٹ ہو جاؤ۔ اب تمہاری جگہ پراجیکٹ کا سیکورٹی چیف آفیسر کرنل مارشل ہو گا۔ میں اسے وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ جہاں تک عمران اور اس کے ساتھیوں کو فارمولا دینے کی بات ہے تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ فارمولا ہم خود اپنے دشمنوں کو اپنے ہاتھوں کیسے دے سکتے ہیں۔ ہمارے مشن ان کی ہلاکت ہے۔ ٹھیک ہے تم نے اپنی اور ڈیسی کی جان بچانے کے لئے ان سے وعدہ کر لیا تھا لیکن اب جبکہ تم سیٹ پر ہی نہیں رہے اس لئے اب تم کسی صورت وعدہ بھی پورا نہیں کر سکتے۔“ جیمسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے سہتہ بی پڑے ہوئے زرد رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ییس سر۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اسے کی آواز سنائی دی۔ ”کرنل مارشل سنی گلب میں موجود ہو گا۔ اس سے میری بات کراؤ۔ فوراً..... جیمسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ڈیسی الحق لڑکی ہے۔ اس کی فندی وجہ سے وہ لوگ بچ گئے ہیں ورنہ اب تک یہ ہلاک ہو چکے ہوتے۔“ ٹانسنس..... جیمسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تمہاری دیر بعد زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیمسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ییس..... جیمسن نے کہا۔“ چیف۔ میں مارشل بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ جہر مودبانہ تھا۔ ”کرنل مارشل تم فوری طور پر ڈیگیو جہیز سے پرہیز کرو۔ تم نے وہاں الارم ویو پراجیکٹ کے چیف سیکورٹی آفیسر کی سیٹ سنبھالی ہے..... جیمسن نے کہا۔

”ییس سر۔“ لیکن وہاں تو کرنل ڈیوک کام کر رہا تھا چیف۔“ کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ الحق ڈیسی کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے مشن پر ڈیگیو جہیز سے پرہیز کرنی پڑی ہوئی ہے۔“ کرنل ڈیوک نے پہلے ہی مجھ سے بالا بالا فارن سیکشن چیف کو پر کو کہا کہ دو نیڈیز سپر ناپ ایجنٹس مع ان کے سیکشن کے ڈیگیو جہیز سے پرہیز کرادیں تاکہ وہ بالا بالا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر

سے پرانا حساب چکانا ہے اور مجھے ان لوگوں کی نفسیات اور ان کے کام کرنے کے طریقے کا بھی علم ہے۔ انہوں نے لازماً کرنل ڈیوک سے کسی جگہ رابطے کے بارے میں طے کیا ہو گا۔ آپ کرنل ڈیوک سے اس بارے میں معلوم کر کے مجھے بتادیں۔ میں ڈریگی کو اس رابطے کا بتا کر مغربی حصے میں بھیج دوں گا اور آپ جانتے ہیں کہ ڈریگی انتہائی تیز ایجنٹ ہے۔ وہ چند لمحوں میں ان کا واقعی خاتمہ کر دے گی اور اگر وہ خاتمہ نہ بھی کر سکی تب بھی جیسے ہی وہ لوگ مغربی حصے سے مشرقی حصے میں داخل ہوئے میں ان پر موت بن کر جھپٹ پڑوں گا۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”تم ڈریگی کو کیوں ان کے سامنے ڈالنا چاہتے ہو۔ وہ ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گی اور بلیک وچمنس ایک باصلاحیت ایجنٹ سے محروم ہو جائے گی۔۔۔۔۔ جیمسن نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے جیف۔ ڈریگی ان کے لئے موت کا پھندہ ثابت ہو گی۔ آپ جانتے تو ہیں اس کی کارکردگی کو۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال انہیں کسی صورت بھی پراجیکٹ میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔ باقی مغربی حصے میں تم جو چاہتے کرتے رہو۔ بس مجھے کامیابی کی خبر چاہئے۔۔۔۔۔ جیمسن نے کہا۔

”آپ اس رابطے کے بارے میں معلومات مہیا کر دیں اس سے بے حد آسانی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ مارشل نے کہا۔

دیں لیکن ہوا وہی کہ الٹا کیشیا سیکرٹ سروس نے ان دونوں سپر ٹاپ ایجنٹوں کو ان کے سیکشنوں سمیت ختم کر دیا حالانکہ وہاں پر ریڈ الرٹ تھا لیکن اس کے باوجود پاکیشیائی ایجنٹ پراجیکٹ کے مشین روم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور وہاں انھیں انچارج نے انہیں بے ہوش کر کے کرنل ڈیوک کے حوالے کر دیا۔ ڈیسی نے ضد کی کہ انہیں ہوش میں لایا جائے تاکہ وہ ان سے بات چیت کر سکے تو کرنل ڈیوک نے اس کی ضد پر اتنی عقلمندی ضرور کی کہ انہیں وہیں ہوش میں لانے کی بجائے وہ انہیں جہیزہ ہال لے گیا۔ وہاں ہوش میں آتے ہی انہوں نے سچوٹیشن بدل ڈالی اور ہال جہیزہ پر موجود تمام فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ کرنل ڈیوک اور ڈیسی نے انہیں یہ کہہ کر جان بچائی کہ وہ انہیں فارمولے کی کاپی دے دیتے ہیں اور ان لوگوں نے بھی وعدہ کر لیا کہ وہ فارمولے کی کاپی لے کر واپس چلے جائیں گے اور پھر کرنل ڈیوک ڈیسی کے ساتھ پراجیکٹ پر واپس آیا جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ ڈیگوشیا کے مغربی حصے میں چلے گئے۔

مجھے تمام حالات کا پہلے سے علم تھا اس لئے میں نے کرنل ڈیوک اور ڈیسی کو فوری طور پر ایکریٹیا پہنچنے کا حکم دے دیا اور اب اس کی جگہ تم لوگ۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم کرنل ڈیوک جیسی غلطی نہیں کرو گے۔۔۔۔۔ جیمسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔" جیسمن نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر کرنل ڈیوک کی ذاتی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا حکم ملتے ہی کرنل ڈیوک اور ڈیسی دونوں لازماً فوری طور پر ایئر پورٹ پہنچیں گے اور وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے وہ اکیرمیا روانہ ہو جائیں گے اس لئے اس نے ان سے بات چیت کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر کا انتخاب کیا تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جیسمن کالنگ۔ اور..... جیسمن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ کرنل ڈیوک بول رہا ہوں۔ اور..... تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیوک کی خود بیانہ آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو اس وقت۔ اور..... جیسمن نے کہا۔

"چیف۔ میں اور ڈیسی دونوں ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اکیرمیا جا رہے ہیں اور آپ کی کال میں اس طیارے کے اندر سن رہا ہوں۔ اور..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

"تم نے عمران کو فارمولا دینے کے لئے کیا رابطہ طے کیا تھا۔ اور..... جیسمن نے کہا۔

"میں نے اسے کہا تھا کہ وہ ریڈ کلب کے میجر ولسن کو کال کر کے اپنا نام پرنس بتانے گا۔ میں اسے پروگرام بتا دوں گا اور وہ اسے دے گا۔ اور..... کرنل ڈیوک نے کہا۔

"پھر تم نے میجر ولسن کو اب کیا کہا ہے۔ اور..... جیسمن نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں نے تو اس سے رابطہ ہی نہیں کیا۔ میں آپ کی کال ختم ہوتے ہی ڈیسی کو ساتھ لے کر سیدھا ایئر پورٹ پہنچ گیا۔ اور..... کرنل ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم نے اس سے رابطہ نہیں کرنا۔ ات ازمائی آرڈر۔ اور..... جیسمن نے کہا۔

"یس چیف۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیسمن نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اسے میز کی دراز میں واپس رکھ کر اس نے پی اے کو کال کر کے کہا کہ اس کی بات کرنل مارشل سے کرائی جائے۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد کرنل مارشل سے رابطہ ہو گیا تو جیسمن نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ چیف۔ اب آپ دیکھیں گے کہ ذریعہ کیا کرتی ہے اور میں کیا کرتا ہوں۔ ہم دونوں اور ذریعہ کا سیکشن ابھی سپیشل طیارے کے ذریعے ڈیگوشیا پہنچ رہے ہیں۔ آپ پرائیویٹ پر کسی کو کہہ دیں کہ وہ ہمیں ایئر پورٹ سے پک کر لے۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"میں کرنل ڈیوک کے اسسٹنٹ ماؤ کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ ہمیں وہاں سے پک کر لے گا..... جیسمن نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے زرد رنگ کے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ ماؤ کو ہدایات دے سکے۔

روم میں عمران، تنویر اور کیپٹن تشکیل موجود تھے۔

"یہ کرنل ڈیوک اگر ہم میں سے کسی کے قد و قامت کا ہوتا یا ڈیسی ہی مس جولیا جیسی ہوتی تو مشن زیادہ آسانی سے مکمل ہو جاتا۔۔۔۔۔۔ کیپٹن تشکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ کچھ گیا تھا کہ اس کے ذہن میں کیا خیالات موجود ہیں۔

"اصل میں ہمیں اس سرنگ مناصب میں داخل ہوتے ہی فائرنگ شروع کر دینی چاہئے تھی۔ ہم چیکنگ کے جکر میں مار کھا گئے۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ اگر اور کاش کے نقطہ بڑے خطرناک ہیں۔ کبھی ہم انہیں بول کر پچھتاتے ہیں اور کبھی مقابلہ جیتتے۔" عمران مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا کرنل ڈیوک واقعی اپنا وعدہ پورا کرے گا۔" کیپٹن تشکیل نے کہا۔

"اگر وہ چیف سیکورٹی آفیسر رہا تو ضرور پورا کرے گا۔" عمران نے جواب دیا تو کیپٹن تشکیل کے ساتھ ساتھ تنویر بھی چونک پڑا۔ اسی لمحے جولیا اور صفدر ٹرے میں کافی سے بھری پیالیاں اٹھائے واپس آگئے۔ جولیا نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور ایک پیالی اپنے سامنے رکھ کر وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ کا مطلب ہے کہ کرنل ڈیوک کو اب پراجیکٹ سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔" کیپٹن تشکیل نے کہا تو صفدر اور جولیا بھی

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک نئی رہائش گاہ پر موجود تھا۔ انہوں نے کرنل ڈیوک کے جانے کے بعد سب سے پہلے ایک پراپرٹی سینڈیکٹ کے ذریعے یہ رہائش گاہ حاصل کی۔ پھر انہوں نے بازار سے نئے لباس اور میک اپ کے سامان کے ساتھ ساتھ مخصوص اسلحہ بھی خرید لیا۔ اس کے بعد وہ اس رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ یہاں ایک کار اور ایک بڑی جیب موجود تھی۔ جیب کی فرمائش عمران نے خصوصی طور پر کی تھی اور یہ اسے یہاں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی مہیا کر دی گئی تھی۔ کوٹھی پر سینڈیکٹ کا ایک آدمی موجود تھا اور عمران نے اسے انعام دے کر واپس بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے جاس تبدیل کئے، میک اپ بدلے اور اب وہ سنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ جولیا کچن میں ان سب کے لئے کافی بنانے لگی ہوئی تھی اور صفدر اس کی مدد کرنے کے لئے اس کے ساتھ تھا۔ سنگ

”ڈیسی جیمنن کی بھانجی ہے اور ضد کرنے والی ڈیسی تھی اس سے

اگر کرنل ڈیوک کا کورٹ مارشل ہوتا ہے تو لازماً ساتھ ہی ڈیسی کا بھی ہو گا اس لئے میں نے کہا تھا کہ وہ انہیں بنا دے گا اور بس عمران نے کہا۔

”تو پھر تم نے ان سے معاہدہ کیوں کیا تھا۔ انہیں وہیں گویوں سے اڑا دیتے۔“ جو لیانے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس سے سوائے اس کے اور کیا فرق پڑتا کہ جیمنن کرنل ڈیوک اور ڈیسی کی ہلاکت پر غصے سے پاگل ہو جاتا اور پوری ایکریمین فوج ڈیکلوشیا پر اتار دیتا جبکہ اب وہ اس جیسا کوئی دوسرا ایجنٹ وہاں تعینات کر دے گا اور اس سے ہم آسانی سے نمٹ لیں گے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیانی میں موجود کافی کا آخری گھونٹ لیا اور خالی پیالی میز پر رکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور پھر انگوٹری کے نمبر پریس کر دیئے۔

”انگوٹری پلیز۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔“

”ریڈ کلب کا نمبر دیں۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”ریڈ کلب۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

چونک پڑے۔

”کیا ہوا ہے۔ کیا لونی خاص بات ہو گئی ہے۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جیمنن خشیں نے اپنے سوال اور عمران کے جواب کی تفصیل بتادی۔

”بلیک ایجنسی کا چیف جیمنن انتہائی ذہین آدمی ہے اور اس کی عادت ہے کہ وہ اپنے ایجنٹوں کے بارے میں معلومات ادھر ادھر سے حاصل کرتا رہتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اسے اطلاع مل چکی ہو گی کہ کرنل ڈیوک اور ڈیسی ہمیں فوری طور پر ہلاک کرنے کی بجائے زندہ سلامت لے گئے ہیں اس لئے لازمی بات ہے کہ جیسے ہی کرنل ڈیوک واپس پہنچے گا اسے چیف جیمنن سے بات کرنا پڑے گی اور جہاں تک میں کرنل ڈیوک کو جانتا ہوں وہ سب کچھ ہلاک و کاست بنا دے گا اور جیمنن نے لازماً اسے وہاں سے ہٹا دینا ہے تاکہ وہ ہم سے کیا ہوا معاہدہ پورا کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے کورٹ مارشل کا حکم دے دے۔“ صفدر نے کہا۔

”یقیناً دے سکتا ہے اگر ڈیسی درمیان میں نہ ہوتی۔“ عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا مطلب۔ ڈیسی کا کیا مسئلہ ہے۔“ جو لیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

دی۔

”میجر ولسن سے بات کرائیں۔ میں پرنس بولی رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔
”ہولڈ کریں میں معلوم کرتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ ولسن بول رہا ہوں میجر ریڈ کلب۔“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوک نے آپ کے بارے میں بتایا تھا کہ میں آپ کو فون کر لوں۔“ عمران نے کہا۔

”وہ تو جناب ایکری میا چلے گئے ہیں مادام ڈیسی سمیت۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا انہوں نے میرے بارے میں کوئی بات کی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”وہ میرے کلب آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں فوراً ان کے لئے سپیشل طیارہ ایکری میا کے لئے چارٹرڈ کروں۔“ انہوں نے آپ کے بارے میں بتایا اور کہا کہ آپ کا فون آنے تو میں آپ کو بتا دوں کہ انہیں فوری طور پر اور مستقل طور پر ایکری میا جانے کے لئے کہا گیا ہے اس کے بعد وہ چلے گئے۔“ ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ پہلے بھی آپ کے کلب آتے جاتے رہتے تھے۔“ عمران

نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ ایکری میا میں میرے کلاس فیلو رہے ہیں اور میرے ان سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔“ ولسن نے جواب دیا۔
”اوکے۔“ پھر تو آپ سے گپ شپ ہو سکتی ہے کیونکہ کرنل ڈیوک میرے بھی دوست ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں جناب۔ آپ کلب تشریف لائیں۔“ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”اوکے۔“ شکریہ۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”جہاز اندازہ دو ست تھا لیکن کیا اب ہم نے یہاں بیٹھ کر صرف اس بات کا سوگ منانا ہے یا مشن بھی مکمل کرنا ہے۔“ جو یا نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیں۔“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
”کرنل ڈیوک سے بات کرائیں۔ میں ریڈ کلب کا میجر ولسن بولی رہا ہوں ان کا دوست۔“ عمران نے ولسن کی آواز اور لہجے میں کہا۔
”اوہ۔ وہ تو جناب مادام ڈیسی کے ساتھ مستقل طور پر ایکری میا چلے گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اچھا۔ تو پھر ان کی جگہ کون آ رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

لارج ویو پراجیکٹ

(مصنف) مظہر کلیم ایم اے

بلیک انجینی کے ٹاپ ایجنٹ کرنل مارشل اور ایک نیا سیکرٹ سروس کے دو میان ہونے والے انتہائی خوفناک ٹکراؤ کا انعام کیا ہوا؟

وہ لمحہ — جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت پراجیکٹ پر پہنچ گیا لیکن وہاں ایسے حفاظتی انتظامات تھے جنہیں عمران نے بھی ناقابل شکست قرار دے دیا۔ پھر؟

وہ لمحہ — جب عمران کے تمام ساتھی طویل عرصے کے لئے بے ہوش ہو گئے اور عمران کو اکیلے جدوجہد کرنا پڑی۔ کیسے اور کیوں؟

وہ لمحہ — جب عمران باوجود انتہائی کوشش کے پراجیکٹ میں داخل نہ ہو سکا تو کیا عمران نے شکست تسلیم کر لی؟ یا؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی مشن میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا اس بار یقینی شکست ان کا مقدر بن چکی تھی۔

انتہائی تیز رفتار ایکشن بے پناہ اور اعصاب کو چٹخا دینے والا سسپنس ایسی خوفناک جدوجہد کہ جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ بن کر رہ گیا

ایک یادگار اور ہنگامہ خیز ناول

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

کرنل مارشل آرہے ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہاں۔ وہ بھی کرنل ڈیوک کی طرح میرے دوست ہیں۔ کب پہنچ رہے ہیں۔ عمران نے کہا۔

وہ سپیشل چارٹرڈ طیارے سے آرہے ہیں اور چیف ناؤ انہیں لینے ایئرپورٹ گئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں پچھلے دنوں کا۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

انگو۔ ہمیں فوری طور پر ایئرپورٹ پہنچنا ہے۔ کرنل مارشل بے حد تیز آدمی ہے لیکن اس کا قد و قامت کیپٹن شٹین جیسا ہے اس نے

اگر ہم اسے کور کر لیں تو کیپٹن شٹین کو اس کی جگہ وہاں آسانی سے بھجوا یا جاسکتا ہے۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار

اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن یہ ناؤ تو وہیں ہو گا۔۔۔ صفدر نے کہا۔

اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ ناؤ لازماً پراجیکٹ کا آدمی ہو گا۔ اسے بھی کور کیا جاسکتا ہے۔ آؤ۔۔۔ عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ

کار میں سوار ایئرپورٹ کی طرف بڑھے طے جا رہے تھے۔

ختم شد

﴿ عمران سیریز میں دہشت، تحیر، ایکشن اور سسپنس کا حیرت انگیز سلسلہ ﴾

جیلے جاسوس

مصنف مظہر کلیم ایم اے

دنیا کی خوفناک ترین تنظیم کے۔ جی۔ بی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لرزا دینے والا ٹکراؤ۔

جیلے جاسوس

ایسے افراد جنہوں نے ہمیشہ موت کو ایک کھیل سے زیادہ حیثیت نہ دی۔

دنیا کا طاقتور ترین ملک روسیہ جب پاکیشیا کے کروڑوں عوام کی مملکت کا منصوبہ بناتا ہے تو عمران اور اس کے ساتھی دیوان وار موت کے اس بے رحم سمندر میں کود پڑتے ہیں۔

کے۔ جی۔ بی کا چیف مارشل زاتوہ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کے درمیان اعصاب شکن اور ہولناک ٹکراؤ۔

مشین گنوں کی بے تحاشا فائرنگ، بموں کے خوفناک دھماکے اور خطرناک ترین سائنسی حربے کے۔ جی۔ بی کے مخصوص ہتھیار اور ان کے مقابلے میں عمران کی بے پناہ ذہانت اور سیکرٹ سروس کے ارکان کی جان توڑ بہادری۔

ایکشن ہی ایکشن • سسپنس ہی سسپنس

ایک ایسا دلچسپ اور خوفناک سلسلہ

شانع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

﴿ عمران سیریز میں انتہائی منفرد اور یادگار کہانی ﴾

وے ٹو ایکشن

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

جیلے جاسوس کے خوفناک قاتل ایک بار پھر عمران پر بھیجتے پڑے۔ وہ ہر قیمت پر عمران کو پاکیشیا میں ہی فنی کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ عمران حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کا رخ نہ کر سکے۔

جیلے جاسوس کے خوفناک قاتلوں کے ہتھیارے میں آجائے کے باوجود کیسے فتح کا۔؟ حیرت انگیز محلات

جیلے جاسوس کے خوفناک قاتل اور سیکرٹ سروس حلقہ موت کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے نکل پڑے۔ لیکن کیسے؟ زمین آسمان سمندر ہر طرف موت کا چال تان دیا گیا۔ پاکیشیا باہر لنگھنے کی کوئی صورت نہ رہی۔ لیکن عمران پھر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اس چال کو توڑ کر نکل گیا۔ آخر کس طرف؟

جیلے جاسوس کے ہیڈ کوارٹر تک ہزاروں میل کا ایسا خوفناک سفر جہاں ہر قدم پر حلقہ موت کی ایک کے بعد ایک خوفناک تنظیمیں موت بن کر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر پھینکتی رہیں۔

جیلے جاسوس کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کیلئے کا پڑاؤں اور حیرت جہازوں سے بھے ہوئے والیہ۔ عمران قدر خوفناک اور مہمات خیز ثابت ہوا کہ ہر قدم لاشوں کے ڈھیر چھوڑنا تھا۔ انتہائی منفرد کہانی، قدم قدم پر ایکشن، تھرلر سسپنس، شانع ہو گئی ہے۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں خیر و شر کی آویزش پر انتہائی پراسرار اور تھیر خیر ناول

شودرمان

مصنف مظہر کلیم ایم اے

شودرمان شیطان کے پجاریوں کی مرکزی عمارت جسے شیطانی قوتوں نے ناقابل ترمیم بنادیا تھا۔

شودرمان کافرستان کے پہاڑی جنگل میں صدیوں سے قائم ایسی عمارت جہاں مکمل شیطانی قوتوں کا راج تھا۔

کا جلا شیطانی دنیا کا ایک ایسا شیطانی مذہب جو خیر و شر کی آویزش میں شر کی قوتوں کی نمائندگی کرتا تھا۔

مہما مہمان کا جلا کا سب سے بڑا پجاری، شیطان کا خصوصی پیروکار اور شودرمان کا رکھوالا جو انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا حامل تھا۔

کا جلا جس کے پیروکاروں نے عمران کو پاکیشیا سے اغوا کر کے اپنے قبضے میں کر لیا۔

کیا عمران شیطان کا پیروکار بن گیا — یا —؟

وہ لمحہ جب خیر اور روشنی کی قوتوں نے عمران کو وہی شودرمان کی تباہی اور مہما مہمان کی ہلاکت کا مشن سونپ دیا۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھ جوزف، جو نانا اور ناگیگر کو لے کر شودرمان کی تباہی اور کا جلا کی سرکوبی کے لئے کافرستان کے قدیم پہاڑی جنگل میں داخل ہو گیا۔ وہ

حادثہ جہاں انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا مکمل راج تھا۔

وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیطانی قوتوں کے خوفناک تختے میں جکڑے جانے کے بعد بے بس ہو گئے۔ کیا عمران واقعی شیطانی قوتوں سے شکست کھائی گیا — یا —؟

کیا عمران شودرمان کو تباہ کرنے اور مہما مہمان کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا خود ان کا شکار ہو گیا —؟

انتہائی حیرت انگیز انجام

کیا عمران شیطانی قوتوں کے انتہائی خوفناک جال کو قوتوں میں کامیاب ہو سکا۔

خیر و شر کے درمیان ہونے والی ایک ایسی آویزش جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا

پراسرار، حیرت انگیز، منفرد اور دلچسپ واقعات سے بھرپور ایک ایسا اٹکھانا ناول جو جاسوسی ادب میں یادگار حیثیت کا حامل ہے

شیخ شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک شال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

اول	شارگ	مکمل	بلنگ دیتھ
دوم	شارگ	مکمل	بی ٹاسک
مکمل	مکروہ چہرے	اول	یلاگو
مکمل	کراؤن ایجنسی	دوم	یلاگو
مکمل	پرل پائزیت	مکمل	لیک ایرو
اول	ہائی وکٹری	مکمل	پاور اسکواڈ
دوم	فائنل فائنٹ	مکمل	جیش چمنل
اول	ساگان مشن	مکمل	بلیک ہاک
دوم	ایکس وی فائل	اول	سپیشل مشن
اول	کے جی بی پیڈ کوارٹر	دوم	سپیشل مشن
دوم	ریڈ ٹاپ	مکمل	ریڈ فلیگ
مکمل	الیکٹرونک آئی	مکمل	سمارٹ مشن
مکمل	کراکون	مکمل	سپر ماسٹر گروپ
مکمل	بلیک ماسک	مکمل	الیکٹرونک آئی
مکمل	سی ٹاپ	اول	تاروت
مکمل	واٹر میزائل	دوم	تاروت

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام 'اکروار' واقعہ اور پیش کردہ چوتھوں قطع فرضی ہیں۔ کسی کی جڑی یا کھلی مطابقت محض اتفاقہ ہوگی جس کے لئے پیشتر 'مصنف' پرنٹرز قطع ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔

ناشران ----- اشرف قریشی

----- یوسف قریشی

ترجمین ----- محمد بلال قریشی

طابع ----- پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 55/- روپے



آئیں گے۔

ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جیکب آباد سندھ سے نثار احمد نالانی بلوچ لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کے لئے حقیقتاً میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ تنویر میرا انتہائی پسندیدہ کردار ہے۔ اس قدر پسندیدہ کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام تنویر رکھا ہوا ہے اس لئے جب عمران تنویر سے تو بہن آمیزیا طزیہ باتیں کرتا ہے تو مجھے بے حد غصہ آتا ہے۔ اس لئے آپ عمران کو کچھ دیں کہ وہ آئندہ تنویر سے ایسا سلوک نہ کرے ورنہ مجھ سے غصہ برداشت نہ ہو سکے گا۔

محترم نثار احمد نالانی بلوچ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ تنویر کا کردار آپ کو پسند ہے اور اس حد تک پسند ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے کا نام تنویر رکھ لیا ہے تو محترم اب عمران کو کچھ کہنے کی بجائے آپ تنویر کی پرورش اس انداز میں کریں کہ عمران کی جرات ہی نہ ہو سکے کہ وہ تنویر کے ساتھ طزیہ باتیں کرے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جو چیز آپ کے اپنے ہاتھ میں ہو اس پر زیادہ توجہ دینا چاہئے۔ بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیچھے بھاگا جائے البتہ عمران تک یہ بات پہنچا دی جائے گی کہ اب وہ واقعی محتاط ہو جائے کیونکہ اب ایک کی بجائے دو تنویر میدان میں آنے والے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کلور کوٹ ضلع بھکر سے شمشاد علی حیدر لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول "ساگان مشن" بے حد پسند آیا۔ آپ نے خیر و شریر مبنی جو ناول لکھے ہیں۔

محترم غلام علی شیر دل صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو خط ادارے کے منیجر صاحب کے نام لکھنا چاہئے تھا۔ دوسری بات یہ کہ یہ مساف بردار نے ابھی تک شاعری پر مبنی کتابیں تو ایک طرف، ایک کتاب بھی شائع نہیں کی اور نہ ہی یہ اس ادارے کی فیلڈ ہے۔ آپ نے یقیناً غلط فہمی کی بنا پر یہ خط لکھ دیا ہے۔ بہر حال آپ نے اپنے چار صفحات پر مشتمل خط میں پونے چار صفحات پر اپنی شاعری کا جو نمونہ لکھ کر بھیجا ہے اس میں، میں اپنے قارئین کو بھی شامل کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ بھی آپ کی معیاری شاعری سے محظوظ ہو سکیں۔

نام تک نہ پوچھ سکا میں اس سے شیر دل
بڑی دیر تک وہ مجھ سے باتیں کرتا رہا

ان کا دوسرا شعر ہے۔

بات کچھ اور کہی تھی ہم نے شیر دل
کچھ کم ظرف لوگ تھے جو سمجھ نہ سکے

مستے از خودارے کے مصداق یہ دو شعری کافی ہیں البتہ پہلے شعر کے بعد شیر دل کو یقیناً اپنا تخلص بدل لینا چاہئے تھا اور دوسرے شعر کے سلسلے میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا بھر میں کم ظرفوں کی تعداد شیر دل صاحب کو ہمیشہ زیادہ ہی نظر آئے گی کیونکہ آپ کی معیاری شاعری لکھنے والے کا اعلیٰ ظرف ہونا واقعی ضروری

ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترمہ ام کلثوم صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ زبانوں کا علم انتہائی دلچسپ علم ہے اور جو لوگ زبانوں کے علم میں دلچسپی لیتے ہیں اور الفاظ، ان کی ماہیت، ان کے بنیادی مادے اور ان کی ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقلی کے ساتھ ساتھ بذات خود قدیم دور کی زبانوں کے بارے میں تحقیق اور ان قدیم زبانوں سے نکلنے والی دوسری زبانوں اور پھر زندہ اور مردہ زبانوں کے بارے میں علم انتہائی دلچسپ ہے۔ جہاں تک عمران کا تعلق ہے تو آپ کو تو معلوم ہے کہ عمران کو دنیا کے ہر موضوع سے نہ صرف دلچسپی ہے بلکہ وہ ان تمام مختلف موضوعات پر سببی لٹریچر بھی باقاعدگی اور شوق سے پڑھتا رہتا ہے۔ جہاں تک وہ الفاظ کی تشریح کرتا ہے تو یہ بھی اس کی زبان اور اس کے الفاظ میں دلچسپی رکھنے کو ظاہر کرتا ہے لیکن یہ سب کچھ عمران کے بارے میں تو کہا جاسکتا ہے لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے تو من اتم کہ من دائم۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

باغ (آزاد کشمیر) سے اظہر خان عباسی لکھتے ہیں۔ میں کافی عرصہ سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ آپ واقعی اس قدر معیاری ناول لکھ کر ایک بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ واقعی خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اکثر عمران سیریز کے قارئین لکھتے ہیں کہ عمران بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے لیکن میں کہتا

انہوں نے مجھ سمیت بے شمار لوگوں کو دین اسلام کی عظمت سے نہ صرف واقف کر دیا ہے بلکہ لوگ اس کی طرف بے حد رغبت رکھنے لگ گئے ہیں۔ میں بھی آپ کا ناول "بلیک ورلڈ" پڑھ کر نہ صرف پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے پڑھنے لگ گیا ہوں بلکہ ساتھ ہی صغیرہ گناہ کرتے ہوئے بھی خوف آنے لگ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری زندگی جیل سے کہیں زیادہ پرسکون اور بہتر انداز میں گزر رہی ہے۔ امید ہے آپ اس موضوع پر مزید بھی لکھتے رہیں گے۔

محترم غمخشاہ علی حیدر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنے کرم سے یہ توفیق بخشی ہے کہ میری تحریروں سے قارئین نیکی اور صالحہ زندگی گزارنے کی طرف راغب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت زندگی بسر کرنے والوں کے لئے حقیقتاً دنیا بھی جنت بن جاتی ہے۔ جہاں تک آئندہ اس موضوع پر لکھنے کی بات ہے تو انشاء اللہ اس موضوع پر آپ کتابیں پڑھتے رہیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ہری پور سے ام کلثوم لکھتی ہیں۔ آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ آپ کتنی زبانوں پر عبور رکھتے ہیں کیونکہ آپ کے ناولوں میں عمران اکثر دوسری زبانوں کے الفاظ کی نہ صرف تشریح کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیتا ہے کہ اس لفظ کا تعلق کس زبان سے ہے۔ اس طرح ہماری معلومات میں بھی بے پناہ انصاف ہوتا

ہوں کہ عمران آپ کی صلاحیتوں کے پائنگ بھی نہیں ہے۔ آپ کو واقعی اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آخر میں درخواست ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ جویا کی عمر کتنی ہے۔

محترم اظہر خان عباسی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ آپ نے میرے بارے میں جو کچھ لکھا ہے آپ کے ان پر خلوص خیالات پر آپ کا ذاتی طور پر مشکور ہوں۔ جہاں تک جویا کی عمر کا تعلق ہے تو ظاہر ہے خواتین اپنی عمر نہیں بتایا کرتیں۔ زیادہ زور دیا جائے تو پھر عام طور پر ایسا ہی جواب ملتا ہے جیسا ایک ادھیڑ عمر خاتون سے جب انٹرویو لینے والے نے عمر پوچھی تو وہ ٹال گئی لیکن جب انٹرویو لینے والے صاحب فصد پر اتر آئے اور محترمہ کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں وہ ناراض ہو کر ان کا انٹرویو ہی شائع نہ کرے تو مجبوراً اپنی عمر انہیں بتانی پڑی کہ وہ چار بار سولہ سال کی ہو چکی ہیں۔ امید ہے آپ بھی آئندہ ایسی باتیں پوچھنے پر اصرار نہ کیا کریں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام
مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جریرہ ڈیگوشیا کے ایئر پورٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جریرہ ڈیگوشیا کے مشرقی حصے میں لارج ویو پراجیکٹ کا سیکورٹی آفیسر کرنل ڈیوک اپنی بیوی ڈیسی کے ساتھ واپس اکیرمینیا جا چکا تھا۔ جبکہ اس کی جگہ بلیک ہنسی کے چیف جیمیسن نے کرنل مارشل کو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کے لئے بھیجا یا تھا اور عمران کو کرنل ڈیوک کے دوست ولسن سے اس بارے میں اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت ایئر پورٹ جا رہا تھا تاکہ کرنل مارشل کی جگہ کیپٹن شکیل کو دے کر وہ اپنا مشن پورا کر سکے کیونکہ کرنل مارشل کا قہر و قامت کیپٹن شکیل جیسا ہی تھا۔ لیکن ایئر پورٹ پہنچنے پر انہیں وہاں سے معلومات کرنے پر معلوم ہو گیا کہ اکیرمینیا سے سپیشل چارٹرڈ طیارہ نصف گھنٹہ پہلے پہنچا تھا اور اس میں موجود

مسافرحین میں ایک مرد اور ایک عورت تھی یہاں ان کے استقبال کے لئے آنے والے ایک آدمی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں اور عمران سمجھ گیا کہ ان کا استقبال کرنے والا مرد ناؤ ہو گا اور آنے والا کرنل مارشل ہو گا اور ساتھ اس کی کوئی دوست لڑکی ہو گی۔

اب کیا کریں۔ وہ تو جیسے ہی نکل گئے۔ جو یانے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

ہاں۔ ہم تھوڑا لیٹ ہو گئے ہیں۔ بہر حال اب خود ہی ٹرائی کرنا پڑے گی۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

عمران۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش میجر وسن کے ذریعے کی جائے گی۔ اچانک جو یانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کرنل ڈیوک کو ہٹا کر کرنل مارشل کو فوری طور پر یہاں بھیجا گیا ہے اس لئے اس نے صرف وہاں پراجیکٹ پر ہمارا انتظار نہیں کرنا بلکہ اس نے کوشش کرنی ہے کہ ہمیں پراجیکٹ پر پہنچنے سے پہلے یہاں مغربی حصے میں ہلاک کر دے اور یقیناً کرنل ڈیوک نے اپنے چیف کو میجر وسن کے ساتھ قہارے رابطے کی بات کر دی ہو گی اور اس رابطے کے ذریعے وہ ہمیں ٹریس کر سکتے ہیں۔ جو یانے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اودہاں۔ ویری گڈ۔ تم نے بالکل درست انداز میں سوچا ہے۔

کرنل مارشل ڈیوک سے یکسر مختلف جمعیت کا آدمی ہے۔ یہ شخص حد درجہ جالاک۔ شاطر اور میڈا آدمی ہے اور اب تجھے یقین ہے کہ جو عورت اس کے ساتھ آئی ہے وہ ڈریکی ہو گی۔ ڈریکی بھی بلیک مینس کی ایجنٹ ہے اور اس کا میسج سیکشن ہے۔ یقیناً وہ ڈریکی کو اس لئے ساتھ لایا ہو گا کہ ڈریکی ہمیں مغربی حصے میں ٹریس کر کے ختم کر سکے۔ عمران نے جواب دیا۔

تو پھر میجر وسن کے ذریعے ہم بھی انہیں ٹریس کر سکتے ہیں۔ جو یانے کہا۔

ہاں۔ آؤ اب ریڈ کلب چلیں۔ اب باقی کام وہیں ہو گا۔ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایئر پورٹ سے نکل کر ریڈ کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے کار ریڈ کلب کے کمپائونڈ گیٹ میں موڑی اور اسے ایک طرف تہی ہوئی پارکنگ میں روک دیا اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔ کلب کا ہال خاصا بڑا اور خاصا خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا اور وہاں موجود افراد کا تعلق بھی اعلیٰ طبقے سے تھا۔

تم لوگ یہاں بیٹھو۔ صرف جو یانے ساتھ جائے گی۔ عمران نے کہا تو صفدر تنہا اور میپن تشکیل اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک سائیڈ پر موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران اور جو یانے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

”میٹج ورسن سے کہیں کہ پرنس آیا ہے۔“ عمران نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایس میڈم“ لڑکی نے موڈ بانے سمجھ میں نہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے ذہنی بول رہی ہوں۔ ایک ایک کرنی مرد اور ایک عورت آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ باس سے کہیں کہ پرنس آیا ہے۔“ لڑکی نے موڈ بانے سمجھ میں کہا۔

”ایس میڈم“ دوسری طرف سے بات سن کر اس لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

باس کی پرنسٹن سیکرٹری اب خود یہاں فون کرے گی۔ کاؤنٹر گرل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور لڑکی نے رسیور اٹھا لیا۔

”ایس میڈم“ لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے ایک طرف موجود نوجوان کو بلایا۔

”ایس میڈم“ نوجوان نے کاؤنٹر کے قریب آکر کہا۔

”انہیں باس کے سپیشل آفس میں لے جاؤ۔“ لڑکی نے کہا۔

”اے جی صاحب“ اس نوجوان نے کہا۔

”یہ سپیشل آفس کے علاوہ بھی کوئی آفس ہے ان کا“ عمران نے کہا۔

”یہیں۔۔۔ عام طور پر وہ آفس میں بیٹھتے ہیں لیکن خصوصی مہمانوں کے ساتھ وہ سپیشل آفس میں ملاقات کرتے ہیں۔“ لڑکی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ اس نوجوان کی رہنمائی میں ایک راہداری کے آخر میں موجود دروازے پر پہنچ گئے۔ اس نوجوان نے دروازہ کھولا تو عمران اور جوینا اندر داخل ہو گئے لیکن وہ خود ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران اور جوینا آفس میں داخل ہوئے تو آفس خالی تھا لیکن ابھی وہ اندر اندر دیکھ ہی رہے تھے کہ اندرونی دروازہ میں موجود دروازہ کھلا اور ایک بے قد اور قد۔۔۔ بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان اور بے حد سمارٹ سی ایکریٹین لڑکی تھی اور اسے دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ڈریس ہے۔ گو ڈریس نے میک اپ کر رکھا تھا لیکن عمران اس کے چلنے کے مخصوص انداز سے اسے پہچان گیا تھا۔ ڈریس کی چال قدرتی طور پر ایسی تھی کہ اسے یاد رکھا جاسکتا تھا۔

”میرا نام ولسن ہے اور یہ میری دوست ہیں مادام جینی۔“ ولسن نے آگے بڑھ کر عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران اس کی آواز سے ہی پہچان گیا کہ وہ ولسن ہی ہے۔

”میرا نام پرنس ہے اور یہ میری ساتھی ہے مس مارگریٹ۔“ عمران نے کہا اور پھر جینی اور جوینا نے ہاتھ ملایا اور رسمی فخرے ادا کرنے کے بعد وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"مجھے آپ کی آمد پر بے حد خوشی ہوئی ہے پرنس۔ آپ کیا پینا پیہ
فرمائیں گے؟" وسن نے کہا۔
"اپیل جوس۔ ویسے مادام بیکی کیا ڈیگے شیا میں رہتی ہیں؟" عمران
نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ ایک ریسیا میں رہتی ہیں اور ابھی تھوڑی دیر پہلے
ایک ریسیا سے یہاں آئی ہیں۔ چونکہ یہ میرے آفس میں تھی اور آپ کو
آمد کی اطلاع ملی اس لئے ہم دونوں ہی یہاں آگئے۔" وسن نے کہا۔
اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور اپیل جوس کا آرڈر دے
کر رسیور رکھ دیا۔

"پرنس۔ آپ یہاں کہاں نمبرے ہوئے ہیں۔ کیا کسی ہوٹل
میں؟" بیکی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ مجھے ہوٹلوں میں رہنے سے الہرجی ہے اس لئے ہم نے
ایک رہائشی کوٹھی لی ہوئی ہے۔ ہم دو کے علاوہ تین اور ساتھی بھی
ہیں یہاں۔" عمران نے جواب دیا۔

"کہاں ہے یہ رہائش گاہ؟" بیکی نے کہا تو عمران نے اسے
کالونی کا نام اور کوٹھی کا نمبر بتا دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک
لڑکی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں اپیل جوس کے بڑے
گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس سب کے سامنے
رکھا اور ٹرے اٹھائے واپس چلی گئی۔

"کرنل ڈیوک کی جگہ کرنل مارشل آئے ہیں۔ کیا ان کا بھی آپ

کے ساتھ رابطہ ہوگا؟" عمران نے گلاس اٹھاتے ہوئے وسن سے
مخاطب ہو کر کہا تو وسن بے اختیار چونک پڑا۔
"ہاں۔ وہ بھی میرے مہربان ہیں۔ وہ اگر یہاں آئے تو ضرور مجھ
سے رابطہ کریں گے۔" وسن نے جواب دیا۔

"ان کی ایک ساتھی خاتون ہیں مادام ڈریکلی۔ مجھے اطلاع ملی ہے
کہ وہ بھی ان کے ساتھ یہاں آنے والی ہیں۔ اگر آپ کا کرنل مارشل
سے رابطہ ہو تو پلیز آپ انہیں ہمارے بارے میں ضرور بتا دیں۔
میری کوٹھی کا نمبر بھی انہیں بتا دیں کیونکہ مادام ڈریکلی لازماً مجھے ملنے
آئیں گی اور مجھے بھی ان سے ملے کافی حوصلہ ہو گیا ہے۔" عمران
نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کا پیغام ضرور دے دوں گا۔" وسن
نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف بڑھا لیکن
عمران نے دیکھا کہ ڈریکلی نے غصے کے انداز میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ
رکھا اور پھر ہاتھ اٹھایا تو وسن کا جیب کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ واپس
سیدھا ہو گیا۔

"اب اجازت دیجئے۔ امید ہے آپ سے گاہے بگاہے ملاقات ہوئی
رہے گی۔" عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ضرور جناب۔" وسن نے کہا۔
"آؤ مارگریٹ۔" عمران نے جولیا سے کہا اور تیزی سے واپس
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا ہونٹ نیچے خاموشی سے اس کے

پہنچے چلتی ہوئی باہر آگئی۔ چند لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچے تو ان کے ساتھی میں پر موجود تھے۔ عمران نے انہیں آنے کا اشارہ کیا اور خود وہ باہر نکلتا چلا گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“ صفدر نے کار کلب کے کپتان سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”ذریعہ یہاں ہم سے پہلے پہنچی ہوئی تھی اور میں نے انہیں لو بھی کونسل اور کاؤنی کا نام بتا دیا ہے۔ پہلے دو پرس اور اس کی ساتھی مس مارگریٹ کو یہیں اپنے سپیشل آفس میں بی بے ہوش کرنے کا پروگرام بنا کر آلے تھے لیکن میں نے اپنے تینوں ساتھیوں کا ذکر کر دیا جس پر ڈریگی نے ولسن کو بے ہوش کرنے کے عمل سے روک دیا۔ اب ڈریگی لازماً اپنے سیکشن کے آدمیوں کے ساتھ ہماری کونٹری پر ریڈ کرے گی۔“ عمران نے کہا۔

تم نے خواہ مخواہ انہیں دھکیل دے دی۔ ہم ان سے نمٹ لیتے۔ جو نیانے من بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح اطلاع کرنل مارشل تک پہنچ جاتی۔ اب وہ ریڈ کرے گی تو اس پر قابو پانا پائے گا اور پھر اس کے ذریعے ہم مارشل کو ٹریس کر لیں گے۔“ عمران نے کہا تو اس بار جو نیانے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آپ نے مجھے کیوں روک دیا تھا مادام ڈریگی“..... ولسن نے ڈریگی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں ایک کمرے میں موجود تھے اور دونوں کے ہاتھوں میں شراب کے جام تھے۔

”میں اس کے ساتھیوں سمیت اس کا خاتمہ کرنا چاہتی ہوں ولسن اور تم نہیں جانتے یہ شخص حد درجہ شاطر ہے ایک بات اور بھی بتا دوں تمہیں کہ اس نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا میں نے اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی مخصوص چمک دیکھ لی تھی“..... ڈریگی نے کہا تو ولسن بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ چمک آپ کو پہچان لینے کی وجہ سے نہیں تھی مادام۔ بلکہ آپ کے حسن کا جلوہ ہی ایسا ہے“..... ولسن نے کہا تو ڈریگی بے اختیار ہنس پڑی۔

”ارے کہیں تم خود تو مجھ پر عاشق نہیں ہو گئے“..... ڈریگی نے

بڑے بے باک سے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں۔ آپ کے ساتھ عشق کرنا تو تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ ذرا سا آپ کا موڈ بگڑا اور پچارہ عاشق گٹھڑ میں لاش بنا بہتا نظر آئے گا۔"..... ولسن نے کہا تو ڈریکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہاری یہی حقیقت پسندی مجھے اچھی لگتی ہے لیکن تم اب مستقل طور پر ڈیگوشیا کیوں جم گئے ہو۔ ایکریمیا میں بھی تو تمہارا کام بہترین چل رہا تھا۔ چلو ملاقاتیں تو ہوتی رہتی تھیں"..... ڈریکی نے کہا۔

"چیف کا حکم تھا اس لئے مجبوری تھی ورنہ ایکریمیا تو مجھے بھی یاد آتا رہتا ہے"..... ولسن نے کہا تو ڈریکی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ تو تم یہاں چیف کے منبر ہو، لیکن یہاں اس کی کیا ضرورت ہے"..... ڈریکی نے کہا۔

"یہاں بہت کچھ ہوتا رہتا ہے اور چیف نے تو ہر جگہ اپنے آدمی پہنچائے ہوئے ہیں اس لئے تو کہا جاتا ہے کہ پورے براعظم ایکریمیا میں اڑنے والی مکھی بھی چیف کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتی۔"..... ولسن نے کہا۔

"کیا چیف تم سے یہاں براہ راست رابطہ کرتا ہے۔ مجھے واقعی یہ بات معلوم نہیں تھی"..... ڈریکی نے کہا۔

"نہیں۔ کوئی رپورٹ ہو تو میں ہیڈ کوارٹر پہنچا دیتا ہوں چیف

نے مجھ سے کیا رابطہ کرنا ہے"..... ولسن نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ولسن نے ہاتھ میں پکڑا ہوا جام میز پر رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

"یس۔ ولسن بول رہا ہوں"..... ولسن نے کہا۔

"میں کراڈ بول رہا ہوں۔ مادام یہاں موجود ہوں گی۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ بات کر لو"..... ولسن نے کہا اور اس نے ریسور مادام ڈریکی کی طرف بڑھا کر خود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ڈریکی بول رہی ہوں"..... ڈریکی نے کہا۔

"کراڈ بول رہا ہوں مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"..... ڈریکی نے کہا۔

"گلب سے نکلنے والی کار کراؤن کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں گئی ہے اور وہ لوگ ابھی تک اندر موجود ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنے افراد تو تھے کار میں"..... ڈریکی نے پوچھا۔

"ایک عورت اور چار مرد تھے"..... کراڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو کیا تین افراد ہال میں موجود تھے جبکہ یہاں آفس میں تو

ایک عورت اور ایک مرد آئے تھے"..... ڈریکی نے کہا۔

"یس مادام"..... کراڈ نے کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا اس نے تمہیں کوئی تکلیف پہنچائی ہے؟"..... ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعہ آج سے چار سال پہلے کا ہے۔ ایک بین الاقوامی کہیں میں یہ میرے ساتھ تھا اس نے اپنی لہجے دار باتوں سے واقعی مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا اور میں نے اس کے بارے میں خواب دیکھنے شروع کر دیے اور اس نے بھی میری خوب حوصلہ افزائی کی۔ اس طرح مشن کی تکمیل کے دوران میں نے تمام ضروری سہولتیں اسے مہیا کر دیں اور اس نے مشن مکمل کر لیا۔ اس طرح بین الاقوامی سطح پر یہی سمجھا گیا کہ مشن اس عمران نے پورا کیا ہے حالانکہ سارا کام میں نے کیا تھا لیکن میں اس لئے خوش تھی کہ اس طرح وہ میرا احسان مند رہے گا لیکن مشن مکمل ہوتے ہی اس کی نظریں بدل گئیں وہ مجھے اس طرح ٹرٹ کرنے لگ گیا جیسے میں کسی خوفناک بیماری کا جراثیم ہوں اور پھر اس نے مجھ سے ایسے الفاظ کہے کہ میری روح تک زخمی ہو گئی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کو تڑپا تڑپا کر ماروں گی۔ میں نے واپس آکر حریف سے ساری بات کی اور اسے درخواست بھی کی کہ وہ مجھے اجازت دے کہ میں پاکیشیا جا کر اس کا خاتمہ کر دوں لیکن حریف نے اپنے اصول کے تحت مجھے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اب مجھے چار سال بعد موقع ملا ہے۔ اب میں اس سے گن گن کر بدلہ لوں گی"..... ڈریکی نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ تم نے چار سال اس بات پر صبر کیا ہے ورنہ تمہاری

"تمہارے ساتھی ریڈ کے لئے پوری طرح تیار ہیں یا نہیں ڈریکی نے کہا۔

"بالکل تیار ہیں مادام"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "چینگنگ کس طرح کر رہے ہو؟"..... ڈریکی نے پوچھا۔
 "ہم اس کو ٹھی سے تقریباً پانچ سو گز دور ہیں اور زبرد بلاسٹ سے چینگنگ ہو رہی ہیں ہم اس کو ٹھی کے سامنے ہی نہیں گئے"..... کراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں وہاں پہنچ رہی ہوں"..... ڈریکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"او میرے ساتھ اور دیکھو کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے"..... ڈریکی نے ولسن سے مخاطب ہو کر کہا تو ولسن سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک کار میں سوار کلب سے نکل کر سڑک پر آ گئے بڑے چلے جا رہے تھے۔

"کیا تم اس کو ٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو گی؟"..... ولسن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس طرح تو یہ لوگ اچانک مر جائیں گے اور عمران کو کیسے معلوم ہو گا کہ اس کی موت ڈریکی کے ہاتھوں ہو رہی ہیں۔ میں تو اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گی اس کی ایک ایک بوٹی اور جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دوں گی"..... ڈریکی نے لکھت غراتے ہوئے کہا۔

جگہ میں ہوتا تو سب کچھ چھوڑ کر اس کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑا ہوتا۔" ولسن نے کہا۔

"ہمارے پیروں میں زنجیریں پڑی ہوتی ہیں ولسن"..... ڈریکی نے کہا تو ولسن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔

"اب کہاں رکنا ہے"..... ولسن نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا ڈریکی سے پوچھا۔

"آگے چلے چلو۔ کراؤڈو ہی سلسلے آجائے گا"..... ڈریکی نے کہا اور ولسن نے کار آگے بڑھادی اور پھر تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک نوجوان نے ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر ہاتھ ہرایا تو ولسن نے کار اس کے قریب لے جا کر روک دی اور ڈریکی نیچے اتر آئی۔

"کیا وہ اندر ہیں کراؤڈ"..... ڈریکی نے کہا۔

"نہیں مادام۔ وہ پانچوں ہی اندر موجود ہیں"..... کراؤڈ نے کہا۔

"کہاں ہیں۔ دکھاؤ مجھے"..... ڈریکی نے کہا۔

"آئیے میرے ساتھ"..... کراؤڈ نے کہا اور پھر وہ ڈریکی کے ساتھ چلتا ہوا ایک زیر تعمیر کوٹھی کی ایک دیوار کے اندر داخل ہوا سائیڈ پر ایک دیوار کے ساتھ ایک ڈبہ کیل سے لٹکا ہوا تھا۔ عام سیاہ رنگ کا ڈبہ تھا کراؤڈ نے آگے بڑھ کر اس کے ایک کونے کو انگوٹھے سے دبایا تو ڈبے کی سطح یکثت کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی اور دوسرے لمحے ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ کمرے میں کرسیوں پر ایک

عورت اور چار مرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

"پوری کوٹھی چیک کی ہے۔ کہیں کوئی خفیہ راستہ تو نہیں ہے"..... ڈریکی نے پوچھا۔

"ہم نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ کوئی خفیہ راستہ تو ایک طرف اس میں کوئی تہہ خانہ بھی نہیں ہے"..... کراؤڈ نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھی کہاں ہیں"..... ڈریکی نے پوچھا۔

"وہ مختلف سمتوں میں چیکنگ کر رہے ہیں تاکہ یہ لوگ عقبی طرف سے یا سائیڈوں سے نہ نکل جائیں"..... کراؤڈ نے کہا۔

"اب ایسا کرو اس کوٹھی میں سرانم گئیں فائر کراؤڈ اور پھر آکر مجھے اطلاع دو"..... ڈریکی نے کہا اور مڑ کر وہ اس دیوار کی سائیڈ سے باہر آئی اور پھر سڑک کر اس کے کار کی طرف بڑھتی چلی گئی جس کے اندر ولسن بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا ہوا"..... ولسن نے باہر نکل کر پوچھا۔

"وہ اندر موجود ہیں اور اب وہاں گئیں فائر ہو گئی جس سے وہ بے ہوش ہو جائیں گے پھر ہم اندر جا کر انہیں باندھ کر ان کا تماشہ دیکھیں گے"..... ڈریکی نے کہا۔

"کیا اس کوٹھی میں راڈز والی کرسیاں ہیں"..... ولسن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہاں کیسے ہو سکتی ہیں"..... ڈریکی نے چونک کر کہا۔

"تم نے انہیں ہوش میں لانا ہے پھر انہیں باندھو گی کیسے۔"
ولسن نے کہا۔

"رسیوں سے بندھوا دوں گی۔"..... ڈریکی نے کہا۔

"یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں ڈریکی اس لئے تم ایسا کرو کہ یا تو انہیں بے ہوشی کے عالم میں گولیوں سے اڑا دو اور اگر تم ایسا نہ کرنا چاہو تو پھر اس کالونی میں ایک اور کوٹھی ہے اس میں راڈز والی کرسیاں بھی موجود ہیں اور ٹائمنگ کا قدیم اور جدید سامان بھی ہے وہ میرا ایک اسپیشل اڈا ہے انہیں اٹھا کر وہاں لے جاتے ہیں پھر تم دل بھر کر ان کا حشر کرنا۔ ان راڈز سے یہ تو کیا ان کی روئیں بھی آڑا نہ ہو سکیں گی..... ولسن نے کہا۔

"اوہ۔ وری گڈ۔ کہاں ہے وہ کوٹھی..... ڈریکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ولسن نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"نٹھیک ہے۔ وری گڈ۔ تم نے واقعی میرا ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے..... ڈریکی نے کہا اور ولسن بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا۔ ریڈ کلب سے واپسی پر انہوں نے باقاعدہ مارکیٹ کا چکر لگایا تھا اور عمران نے وہاں سے ایسی گولیوں کا پیکیٹ خرید لیا تھا جو کسی بھی گیس سے ان کو بے ہوش ہونے سے چار گھنٹوں تک بچائے رکھتی تھیں اور عمران نے کوٹھی پر پہنچ کر سب سے پہلے دو گولیاں خود کھائیں اور دو دو گولیاں سب ساتھیوں کو بھی کھلادیں۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے ہمیں بے ہوش کریں گے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوٹھی کو ہی میزائلوں سے اڑا دیں۔" جو یانے کہا۔

"میزائلوں سے بچنے کے لئے چونکہ گولیاں ابھی تک ایجاد نہیں ہو سکیں اس لئے وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ جو بیا کے غصے سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

”نہیں۔ اب مجھے چکر دینے کی کوشش مت کرو۔ سیدھی بات کرو۔“ جو بیا نے کہا۔

”اگر میں تمہیں چکر دینے کی کوشش کر سکتا تو اب تک اس

رقیب رو سیاہ۔ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے رقیب رو سفید کو پیر قسم پاتا بنا کر ساتھ چپکائے پھرتا۔ اس لئے بے فکر رہو میں خواتین کی نفسیات صرف اس حد تک جانتا ہوں جس حد تک کوئی شریف آدمی جان سکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم نے مجھے یہ قسم پاتا کہا ہے اس کا کیا مطلب ہوا۔“ تنویر نے چونک کر پوچھا۔ اسے شاید اس کا مطلب نہ آتا تھا۔

”اس کا مطلب پوچھ کر کیا کرو گے۔ بہر حال پیر بڑا معزز لفظ ہے اس لئے اس پر گزراہ کرو۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر انہوں نے ہمیں بے ہوش کر کے جہاں سے کسی اور جگہ لے جانا چاہا تب کیا ہو گا کیونکہ بہر حال وہ ہمیں اٹھاتے ہی سمجھ جائیں گے کہ ہم اصلی بے ہوش نہیں ہیں۔“ اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اگر تو ذریعہ ان کے ساتھ ہونی تو پھر حساب کتاب ہمیں کر لیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں مجبوری ہے ہمیں لدے لدے پھرنا ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”کیوں۔ ہم اس طرح ان کا شکار بننے کی بجائے اس ذریعہ کو بھی

”مس جو بیا درست کہہ رہی ہیں عمران صاحب۔ آپ نے ذریعہ کو دھیل دے کر واقعی بہت بڑا رسک لیا ہے جبکہ کلب سے ہی ہماری نگرانی کی جاتی رہی ہے اور اب بھی نگرانی کرنے والے باہر موجود ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”لوگ دعائیں مانگ مانگ کر تھک جاتے ہیں کہ دنیا میں ان کو کوئی اہمیت سمجھی جائے اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے اہمیت دی ہے تو تم ناشکری کر رہے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔“ صفدر نے چونک کر کہا۔

”مطلب ہے کہ جہاں اتنی اہمیت ہے تو جہاں نگرانی کی رہی ہے یہاں اس کا لونی میں اور لوگ بھی تو رہ رہے ہیں ان کی نگرانی تو ظاہر ہے کوئی نہیں کر رہا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ اہمیت ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے“ جو بیا نے کہا۔

”جس طرح مجھے جہاں نفسیات کا علم ہے اسی طرح مجھے ذریعہ کی نفسیات کا بھی علم ہے اور ذریعہ کی نفسیات ہے کہ وہ لازماً ہمیں بے ہوش کرے گی اور تم دیکھ لینا وہ ایسا ہی کرے گی“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو تم اس حد تک اسے جانتے ہو۔ کیا مطلب۔ کیوں جو بیا نے لٹخت پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے۔ میرا مطلب خواتین کی نفسیات سے تھا۔“ عمرا

تو شکار کر سکتے ہیں۔ وہ اگر رائے کلب میں نہیں رہ رہی تو کسی ہوٹل میں رہ رہی ہوگی..... تنویر نے کہا۔

"میں یہ سب کچھ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کرنل مارشل کو اس وقت تک ڈریکی کے بارے میں کوئی اطلاع نہ مل سکے جب تک کہ میں ڈریکی سے کرنل مارشل کی خصوصی فریکوئنسی نہ معلوم کر لوں اور ایسا اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب ڈریکی پبلک مقام سے ہٹ کر کسی جگہ موجود ہو۔ کیونکہ ڈریکی بھی بلیک ہینس کی نامور ایجنٹ ہے اس کی زبان کھلوانے کے لئے جو لیا کو بے حد محنت کرنا پڑے گی....." عمران نے کہا تو اس کا آخری فقرہ سن کر جو لیا کا چہرہ بے ہوش کھل اٹھا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں اس کی روح سے بھی سب کچھ اگھوا لوں گا۔" جو لیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہو تو اچانک انہیں باہر سے کٹاک کٹاک کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔ "چلو بھئی کارروائی شروع۔ لیکن خیال رکھنا کسی بھی رسک کا صورت میں تم نے حرکت میں آ جانا ہے....." عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح لڑھک کر کرسی سے نیچے قائلین پر گر گرا جیسے اچانک بے ہوش ہو گیا ہو۔ البتہ اس کا چہرہ دروازے کی طرف ہی تھا۔ اس کے ساتھ بھی ایک ایک کر کے اسی طرح نیچے گر گئے اور تھوڑی دیر بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں عمران خاموش پڑا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازے سے یکے !

دیگرے چھ افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ سب مسلح تھے۔

"مرنی جا کر باہر سے ویگن لے آؤ تاکہ انہیں اس میں لا کر لے جایا جاسکے....." ایک آدمی نے مڑ کر کہا تو دوسرا آدمی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا۔ اس آدمی نے آگے بڑھ کر جھک کر عمران کو ہلایا۔ تھلایا لیکن طاہر ہے عمران جیسا اداکار اتنی آسانی سے کیسے اپنے آپ کو طاہر کر سکتا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا تمہیں کوئی شک ہوا ہے کراڈ....." ایک آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ یہ لوگ بے ہوش نہیں ہیں لیکن اب میرا خدشہ دور ہو گیا ہے۔ یہ واقعی بے ہوش ہیں۔" اس آدمی نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ویگن آگئی ہے....." تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے جے مرنی کہا گیا تھا اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"مادام اور ولسن کہاں ہیں....." اس کراڈ نے پوچھا۔

"یہ سن کر کہ یہ لوگ بے ہوش پڑے ہیں چلے گئے ہیں۔" مرنی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اٹھاؤ انہیں اور ویگن میں ڈال دو اور پھر ان کا سامان بھی ساتھ لے لینا....." کراڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے واپس مڑتے ہی باقی افراد آگے بڑھے اور انہوں نے ایک ایک کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گئے۔

جکڑنے کے بعد سب افراد کمرے سے باہر چلے گئے۔ آخر میں کراڈ بھی باہر چلا گیا۔

”یہ کیا ہوا، ہم تو اٹلا بھٹس گئے ہیں“..... جو یانے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ ان گویوں کے کھانے کا کیا فائدہ ہوا“۔ صفدر نے کہا۔

”یہ فائدہ کیا کم ہے کہ اب تمہیں ہوش میں نہیں لانا پڑے گا انہیں“..... عمران نے کہا۔

”تم احمق ہو گئے ہو اس ڈریکی کے چکر میں“..... یکتا جو یانے بھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”مردوں کی مجبوری ہے اب کیا کیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ کرسیاں تو سوچ بورڈ سے آپرٹ کی جاتی ہیں“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں اور تاریں کرسی کے پائے کے ساتھ منسلک ہیں جسے ہم میں سے ہر ایک آسانی سے توڑ سکتا ہے اس لئے اس بے ہوشی کے

دوران ہی ان کا انتظام کر لو پھر شاید اس کا موقع نہ ملے۔ ڈریکی بے حد ہوشیار اور تیز نگاہ خاتون ہے“..... عمران نے کہا اور سب نے

اشبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اپنا پیر پھیلے ہی اس تار کے جوڑ پر اس طرح ایڈجسٹ کر چکا تھا کہ پیر کے ایک ہی جھٹکے سے وہ ان راڈز سے آزاد ہو سکتا تھا۔

”حیرت ہے۔ ان کے جسموں میں اس قدر ڈھیلیا پن نہیں ہے جتنا بے ہوش ہونے کی وجہ سے ہونا چاہیے“..... ایک آدمی نے کہا۔

”ابھی تازہ تازہ بے ہوش ہوئے ہیں ناں“..... دوسرے نے کہا

تو باقی سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر تھوڑی دیر بعد باہر موجود ایک بڑی دیگن کے عقبی حصے میں انہیں ڈال دیا گیا۔ پھر دو آدمی

عقبی حصے میں بیٹھ گئے جبکہ دیگن وہاں سے روانہ ہو گئی۔ عمران خاموش اور بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا دیگن تقریباً دس منٹ چلنے

کے بعد مڑی اور کچھ آگے جا کر رک گئی عقبی طرف بیٹھے ہوئے دونوں آدمی نیچے اترے اور ایک بار پھر انہیں اٹھا کر کانڈھوں پر لاد اگیا اور

ایک عمارت میں داخل ہو کر انہیں ایک بڑے کمرے میں لایا گیا جہاں راڈز والی کرسیاں ایک دیوار کے ساتھ قطار میں موجود تھیں۔

عمران نے دیکھا کہ کراڈ وہاں کھٹے سے موجود تھا۔ شاید وہ علیحدہ کار میں آیا تھا۔

”مادادم ابھی تک یہاں نہیں پہنچیں۔ نبھانے کہاں چلی گئی ہیں“۔ کراڈ نے ایک آدمی سے کہا۔

”آجائیں گی۔ اب آکر انہوں نے انہیں ہلاک ہی کرنا ہے اور کیا کرنا ہے“..... دوسرے نے کہا۔

”انہیں راڈز میں جکڑ دو“..... کراڈ نے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو راڈز میں جکڑ دیا گیا چونکہ عمران نے کوئی حرکت نہ کی تھی اس لئے اس کے ساتھی بھی خاموش رہے تھے انہیں راڈز میں

کری پر بیٹھی ہوئی مادام ڈریکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"میرا نام جسکی نہیں ہے۔ ڈریکی ہے۔ وہی ڈریکی جسے تم نے
الحق بنا کر اپنا مشن پورا کیا تھا..... ڈریکی نے انتہائی طنزیہ لہجے میں
کہا تو عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ مجھے شک تو پہلے ہی پڑا تھا لیکن مجھے اپنی خوش قسمتی پر
یقین نہ آ رہا تھا..... عمران نے جواب دیا۔

"خوش قسمتی۔ کیسی خوش قسمتی..... مادام ڈریکی نے چونک
کر کہا۔

"جیہی کہ میں دوبارہ مادام ڈریکی کو دیکھ سکوں گا..... عمران نے
جواب دیا۔

"لیکن آج کے بعد تم مجھے نہ دیکھ سکو گے..... ڈریکی نے کہا۔
"کیوں۔ کیا آج جہاز اس دنیا میں آخری دن ہے..... عمران
نے کہا تو ڈریکی ایک بار پھر طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

"میرا نہیں جہاز..... ڈریکی نے کہا۔ اس دوران سب کو ہوش
میں لے آنے کی کارروائی سے فارغ ہو کر کراڈیچھے ہٹا اور تیسری
کری پر بیٹھ گیا جبکہ ایک آدمی مشن گن اٹھائے ان کے عقب میں
موجود تھا۔

"تم نے ہماری رہائش گاہ کا سراغ کیسے لگا لیا..... عمران نے
کہا۔

"ہم جہاز انا تہہ وہیں ریڈ کلب میں ہی کر دیتے لیکن جہاز

"عمران صاحب۔ اب یہ لوگ ہمیں انجکشن لگا کر ہوش میں
آئیں گے..... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اینٹی گیس سونگھائی جائے گی۔ سرائم گیس فار کی
تھی اس لئے تم اینٹی گیس سونگھنے کی بجائے سانس روک لینا
عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کرے۔
دروازے کے پیچھے قدموں کی آوازیں ابھریں تو سب نے اپنے
دوبارہ ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ بند آنکھوں میں موجود جھری سے وہ بڑ-
واضح طور پر دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ڈریکی
داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ولسن تھا اور ولسن کے پیچھے وہ آدمی کہ
تھا۔ اس کے پیچھے ایک مشین گن بردار تھا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ کراڈ..... ڈریکی نے کراڈ سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"ییس میٹم..... کراڈ نے کہا اور جیب سے ایک لمبی گرد
والی بوتل نکال کر وہ عمران کی طرف بڑھا۔ ظاہر ہے عمران۔
سانس روک لیا تھا چند لمحوں تک بوتل اس کی ناک سے لگا کر ا-
نے اس کے دہانے کو انگوٹھے کی مدد سے بند کیا اور آگے بڑھ گیا
عمران نے اس انداز میں حرکت کرنا شروع کر دی جیسے اسے این-
گیس سونگھنے کی وجہ سے ہوش آ رہا ہو۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ اوہ مادام جسکی اور ولسن اور یہ راڈز۔ یہ سر-
کیا ہے..... عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو سنا

ساتھی ساتھ نہ تھے اس سے ہم نے اپنے ہاتھ روک لئے اور ہم تمہاری نگرانی کرتے ہوئے تمہاری رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

"تم نے کرنل مارشل کو تو اطلاع دے دی ہو گی کہ تم نے ہمیں نہ صرف ٹرینیں کر لیا ہے بلکہ ہمیں قید بھی کر لیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی میں نے اسے کوئی اطلاع نہیں دی کیونکہ اس نے صدر کر لینی تھی کہ جس بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دیا جائے لیکن میں تمہیں تڑپاؤ کیا کرنا چاہتی ہوں۔" ڈریک نے کہا۔

"مادام۔ میرا خیال ہے کہ کارروائی شروع کر دی جائے۔" ساتھ بیٹھے ہوئے ولسن نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ پہلے اس عمران کا نمبر آئے گا اسے میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گی اپنے ہاتھوں سے اسے ہلاک کروں گی۔" ڈریک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مزگئی تاکہ عقب میں موجود آدمی سے مشین گن لے سکے۔

"ولسن اور ڈریک کو زندہ رہنا چاہئے۔" اچانک عمران نے پاکیشیائی زبان میں کہا اور دوسرے لمحے کٹناک کٹناک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے راڈز کھلتے چلے گئے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔" آوازیں سن کر ڈریک نے مزے ہوئے چمک کر کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ ڈریک، ولسن اور کراڈ کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے سب ساتھی بھوکے عقابوں کی طرح ان پر

لوٹ پڑے تھے جبکہ عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا اور بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہوتا ہوا کراڈز کے سامنے آگیا۔ پتہ ناچ اس نے پلک جھپکے میں اسے اٹھا کر عقب میں موجود آدمی پر اچھال دیا تھا اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اچھل کر عقبی طرف گیا اور اس نے واقعی نیچے گری ہوئی مشین گن اٹھانے میں کوئی توقف نہ کیا تھا اور دوسرے لمحے کراڈز اور وہ آدمی گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے جبکہ ولسن اور ڈریک دونوں فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ صفر اور تنویر نے ان دونوں کو ہوا میں مخصوص انداز میں اچھال دیا تھا اور ان کی گردنوں میں بل آگئے تھے لیکن پھر انہوں نے خود ہی ان بلوں کو ٹھیک بھی کر دیا تھا تاکہ وہ ہلاک نہ ہو جائیں۔

"دو کرسیاں فالتو ہیں اور ان کے راڈز ٹھیک ہیں۔ ان میں ان دونوں کو جکڑ دو۔ میں باہر دیکھتا ہوں۔" عمران نے کہا اور مشین گن اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی اور آبادی سے یکسر ہٹ کر تھی وہاں دو کاریں موجود تھیں اور بس۔ وہ ویگن شاید واپس چلی گئی تھی اور کراڈ کے ساتھ آنے والے باقی افراد بھی اس ویگن میں واپس چلے گئے تھے۔ مشین گن بردار شاید یہاں رہتا تھا۔ باہر کا جائزہ لے کر عمران اس کمرے میں آگیا تو ولسن اور ڈریک دونوں کو آخری کرسیوں پر جکڑا جا چکا تھا۔ "سوائے جولیا کے باقی صاحبان باہر نگرانی کریں اسلحہ یہاں موجود ہے۔" عمران نے کہا تو صفر، تنویر اور کیپٹن شکیل

گئیں سے بے ہوش نہ ہو سکتے تھے۔ میرا خیال تھا کہ تم وہیں ہم سے حساب کتاب کرو گی لیکن تم نے ایسا کرنے کی بجائے ہمیں یہاں اٹھا کر لے آنے کا حکم دے دیا تو مجبوراً ہمیں بے ہوش ہو کر یہاں اٹھا پڑا۔ یہاں بھی تم موجود نہیں تھی اس لئے تمہارے انتظار میں کچھ رازد کی جگہ برداشت کرنا پڑی لیکن ان کرسیوں کا الیکٹریکل سسٹم تیار کرنے والے الیکٹریشن انارڈی تھے۔ انہوں نے ہر کرسی کے پائے کے ساتھ تار کو جوڑتے ہوئے جوڑ کو اوپر کر دیا تھا اس لئے ہمیں فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ اس جوڑ میں پیر پھنسا دیا جائے تو ایک ہی جھٹکے سے تار کو توڑ کر رازد کو غائب کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ تم نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ یہ دو کرسیاں نکال گئی تھیں اس لئے ہمیں یہاں بٹھایا گیا ہے۔ اب اگر تم چاہو تو ان تاروں کو توڑ کر رازد سے نجات حاصل کر سکتی ہو۔ لیکن یہ سن لو کہ جیسے ہی تمہاری ٹانگوں نے حرکت کی میری ساقھی تم پر فائر کھول دے گی۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم کس وقت ہلاک ہونا چاہتی ہو۔ ورنہ میرا ہرگز تمہیں ہلاک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔..... عمران نے کہا تو جو یوانے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"ہو نہہ۔ نھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟..... ڈریکی نے کہا۔

"تم سے بعد میں بات ہوگی پہلے ولسن سے چار باتیں ہو جائیں۔"

عمران نے کہا تو ولسن جو خاموش ہو نہٹ بیٹھنے بیٹھا تھا بے اختیاب جو تک پڑا۔

بلائے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن صفدر کو دے دی تھی۔

"اس ڈریکی کو ہوش میں لے آؤ جو یوانے میں اس ولسن کو ہوش دلاتا ہوں۔..... عمران نے جو یوانے سے کہا اور خود اٹھ کر ولسن کی طرف بڑھ گیا۔ جو یوانے ڈریکی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جبکہ یہی کارروائی عمران نے ولسن کے ساتھ کی اور جب دونوں کے ہمسوں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو عمران اور جو یوانے دونوں ہی ہچکے پنے اور آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل نکال لیا۔ چونکہ انہیں رہائش گاہ سے اٹھا کر لاتے ہوئے ان کی تلاشی نہ لی گئی تھی اس لئے مشین پسٹل ان کی جیبوں میں موجود تھے۔

"یہ۔ یہ کیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ رازد کیسے کھل گئے۔ یہ کیا ہوا ہے..... ڈریکی نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ولسن کے چہرے پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میں تمہیں ریڈ کلب میں ہی پہچان گیا تھا ڈریکی۔ لیکن میں نے تم پر وہاں ہاتھ اس لئے نہیں ڈالا تھا کہ وہاں تم سے اطمینان سے بات چیت نہ ہو سکتی تھی اس لئے میں واپس آ گیا۔ مجھے سو فیصد یقین تھا کہ تم ہماری نگرانی کرواؤ گی اور پھر وہاں بے ہوش کر دینے والی گئیں فائر کی جائے گی اس لئے میں نے راستے میں مارکیٹ سے ایسی گولیاں خرید لی تھیں جس کی وجہ سے چار گھنٹوں تک ہم کسی

تو کبھی وہاں ہی نہیں"..... ڈریکی نے کہا۔

"تم وہ فریکینسی بتاؤ جس پر تم کرنل مارشل سے رابطہ کر سکتی ہو۔ سوچ کر بتانا کہ میں ابھی چہاری بات کرنل مارشل سے کراؤں گا"..... عمران نے کہا۔

"لیکن اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا"..... ڈریکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فائدہ نقصان سوچتا میرا کام ہے چہارا نہیں"..... عمران نے کہا تو ڈریکی نے فریکینسی بتادی۔

"یہاں لازماً ٹرانسمیٹر ہو گا"..... عمران نے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا سے کہا تو جولیا انٹھی اور خاموشی سے مڑ کر دروازے سے باہر چلی گئی۔

"یہ عورت چہاری کیا لگتی ہے"..... ڈریکی نے کہا۔

"یہ میری چیف ہے"..... عمران نے کہا تو ڈریکی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"چیف۔ کیا مطلب۔ کیا یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی چیف ہے"..... ڈریکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف اور میری فل چیف"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو گئی۔ بہر حال عمران کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھ سے کوئی معاہدہ کراؤ"..... ڈریکی نے کہا۔

"تم نے مجھ سے کیا باتیں کرنی ہیں"..... ولسن نے کہا۔

"لارج ویو پراجیکٹ میں داخل ہونے کا راستہ معلوم کرنا ہے۔" عمران نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ میں کبھی وہاں گیا ہوں"..... ولسن نے جواب دیا۔

"حالانکہ کرنل ڈیوک چہارا بہترین دوست تھا اور وہ طویل عرصہ یہاں رہا ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ خود میرے کلب میں آتا تھا۔ میں کبھی وہاں نہیں گیا"..... ولسن نے کہا۔

"تو پھر تم ہمارے لئے بے کار آدمی ہو اور بے کار آدمی کو زندہ رکھنا حماقت ہے"..... عمران نے مشین پش کو سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو"..... ولسن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران نے ٹریگر دبا دیا اور تحریکات کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ ولسن کی چیم سے گونج اٹھا۔ وہ چند لمحوں پہنچا پھر ساکت ہو گیا۔

"تم۔ تم نے یہ کیا کیا ہے۔ جب اسے معلوم ہی نہ تھا وہ کیا بتاتا"..... ڈریکی نے کہا۔

"میں بے کار آدمیوں کو زندہ رکھنے کا قائل نہیں ہوں۔ اب تم بولو"..... عمران نے کہا۔

"میں کیا بتاؤں۔ میں تو پہلی بار یہاں ڈیگیشیا میں آئی ہوں۔ میں

"کیا معاہدہ"..... عمران نے کہا۔

"جیسا بھی تم چاہو اور جو میں پورا کر سکتی ہوں۔ میں تیار ہوں"۔ ڈریکی نے کہا۔

"اس کے بدلے میں مجھے کیا کرنا ہو گا....." عمران نے کہا۔

"صرف اتنا کہ مجھے ہلاک مت کرو....." ڈریکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کرنل مارشل کو یہاں بلا لو۔ پھر معاہدہ مکمل"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ اب کسی قیمت پر پراجیکٹ سے باہر نہیں آ سکتا۔" ڈریکی نے کہا۔

"تو پھر تم ہمیں ساتھ لے کر اس کے پاس پہنچ جاؤ....." عمران نے کہا۔

"یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ وہاں میں بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ تمہارے بارے میں تو خیر تصور بھی نہیں کیا جاسکتا....." ڈریکی نے جواب دیا۔

"پھر تم بتاؤ کہ معاہدہ کیسے ہو سکتا ہے"..... عمران نے کہا اسی لمحے جو یو ا واپس آگئی اس کے ہاتھ میں لانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

"میں کیا بتاؤں۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ تم بتاؤں میں کیا کر سکتی ہوں"..... ڈریکی نے کہا۔

"تم کرنل مارشل کو کال کرو اور اسے بتاؤ کہ تم نے ہماری رہائش گاہ ٹریس کر لی ہے اور اب تم ریڈ کرنے والی ہو"..... عمران

نے کہا۔

"اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا....." ڈریکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھروسہ ہی نفع نقصان۔ یہ سوچنا میرا کام ہے تمہارا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تم اس فریکوئنسی سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکتی"..... ڈریکی نے کہا۔

"تمہاری سمجھ میں یہ باتیں آ سکتیں ڈریکی تو تم کرنل مارشل کی جگہ پراجیکٹ کی انچارج نہ بن چکی ہوتی"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی جو ڈریکی

نے بتائی تھی۔ یہ فریکوئنسی اس فریکوئنسی سے مختلف تھی جس پر پہلے وہ کرنل ڈبوک سے بات کر چکا تھا۔ شاید یہ کرنل مارشل کی ذاتی فریکوئنسی تھی۔

"جو یو اس کے منہ میں رومال ڈال دو"..... عمران نے جو یو سے کہا تو جو یو اٹھ کر ڈریکی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے رومال نکال لیا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب"..... ڈریکی نے کہا ہی تھا کہ جو یو نے اس کے بات کرتے وقت منہ کھلنے پر رومال اس کے منہ میں ڈال دیا اور پھر اطمینان سے واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں جہارے سلسلے لے آؤں گی۔
اور..... عمران نے کہا۔

"اچھی طرح محتاط ہو کر اور ارد گرد دیکھ بھال کرتے ہوئے ریڈ کرنا ڈریکٹی۔ ایسا نہ ہو کہ التام اس کے ہاتھ آجاؤ۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ ایسا نہیں ہو گا۔ ویسے میں ان کا خاتمہ کر کے تمہیں دوبارہ کال کروں گی اور پھر تم خود ان کی لاشیں دیکھ کر تسلی کر لینا۔ اور..... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں ڈریکٹی۔ میں جہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔ اور۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

"جب یہ لوگ ختم ہو جائیں گے تو پھر کیسی احتیاط۔ اور۔۔۔ عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے بلیک ہنجنسی کے چیف کو اطلاع دینی پڑے گی۔ وہ یہاں سے کسی کو جہارے پاس بھیجے گا جو لاشوں کی تصدیق کرے گا اس کے بعد شاید مجھے اجازت مل سکے۔ اس سے پہلے نہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس طرح کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر تم کہو تو میں براہ راست چیف کو کال کر کے کہہ دو۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں خود بات کروں گا۔ تم بہر حال انتہائی محتاط رہنا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ڈریکٹی مارشنگ۔ اور..... عمران کے منہ سے ڈریکٹی کی آواز نکلی تو ڈریکٹی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن دوسرے لمحے اس کا چہرہ دوبارہ نارمل ہو گیا۔
"ہاں۔ کرنل مارشل انفنٹک۔ اور..... ڈریکٹی نے کہا۔
مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارشل۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہائش جگہ ٹریس کر لی ہے۔ اب میں ولسن کے ساتھ وہاں ریڈ کرنے جا رہی ہوں۔ اور..... عمران نے کہا۔

"اتھار۔ وہ کیسے پہلے مجھے تفصیل بتاؤ۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے وہ ساری تفصیل بتادی کہ عمران ایک لڑکی کے ساتھ کلب میں آیا جبکہ اس کے باقی تین ساتھی علیحدہ رہے اور پھر ان کی نگرانی کرتے ہوئے ان کی رہائش گاہ تک پہنچ جانے کی ساری تفصیل بتادی۔

"تم احمق تو نہیں ہو گئی ڈریکٹی۔ کیا تم نے عمران کو پتہ لگھ لیا ہے۔ وہ تمہیں دیکھتے ہی پہچان گیا ہو گا اور نگرانی بھی اس کی نظروں سے نہیں چھپ سکتی۔ اب وہ اتنا وہاں جہارے لئے ٹرپ پٹھائے بیٹھا ہو گا۔ تمہیں وہیں کلب میں ہی اس پر فائر کھول دینا چاہئے تھا۔ اس کے ساتھیوں کی اتنی اہمیت نہیں ہے ان سے بعد میں نمٹنا یا سزا دینا۔ اور..... کرنل مارشل نے حسیلہ لہجے میں کہا۔

"تم کیوں پریشان ہو رہے ہو مارشل۔ تم یقین کرو کہ میں

کرنے جا رہا ہوں۔ وہ وہیں ٹھہرے۔..... عمران نے کہا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ایک ہی بات ہے یہ مشورے کا لفظ ہی جو لیا کے لئے کافی ہے۔..... صفدر نے کہا۔

"ارے ارے۔ کہیں واقعی وہ اسے ختم نہ کر دے۔ جاؤ جا کر دیکھو اور اگر اس نے ایسا نہ کیا ہو تو اسے منع کر دینا۔..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ خود چلے جائیں۔ آپ کی بات زیادہ تسلیم کی جائے گی۔" صفدر نے کہا۔

"پھر وہ مشورہ کیسے ہوگا؟..... عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جو لیا دوڑتی ہوئی باہر آئی تو صفدر اور عمران دونوں اسے اس انداز میں آتے دیکھ کر چونک پڑے۔

"کیا ہوا؟..... عمران نے چونک کر کہا۔

"آکر دیکھو کیا ہو رہا ہے ڈریک کی کوریوں لگ رہا ہے جیسے اس کے پورے جسم میں استہانی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو۔" جو لیا نے کہا تو عمران واقعی دوڑ پڑا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا اور جب عمران کمرے میں داخل ہوا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ سلسلے کرسی پر ڈریک کی لاش موجود تھی۔ اس کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا جبکہ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے جسم میں کوئی خاص ڈیوائس

اور....." کرنل مارشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی تمہیں خوش خبری سناؤں گی۔ اور اے آل..... عمران نے ڈریک کی آواز اور لہجے میں کہا اور ٹرائسمیٹر آف دیا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مشورہ لوں۔..... عمران نے جو لیا سے کہا تو جو لیا کے اشتباہ میں سر ملانے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ ڈریک کے منہ میں چوڑے رومال ٹھنسا ہوا تھا اس لئے وہ ویسے ہی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا عمران صاحب؟..... باہر برآمدے میں موجود صفدر۔ عمران کو باہر آتے دیکھ کر کہا۔

"جہاں دو خواتین ہوں وہاں اکیلے مرد کی موجودگی شائستگی اخلاص کے خلاف ہے اس لئے میں باہر آ گیا ہوں۔..... عمران نے کہا۔ صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا ڈریک سے جو کام لینا تھا وہ لے لیا گیا ہے؟..... صفدر۔ کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب؟..... عمران نے کہا۔

"تو اب آپ بھی ہم سے مطلب پوچھیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ جو لیا کو کس لئے اکیلی چھوڑ آئے ہیں تاکہ وہ ڈریک کا خاتمہ کر سکے۔..... صفدر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے اسے کہا ہے کہ میں ساتھیوں سے مشورہ

تھا جسے آپرٹ کیا گیا ہے۔ عمران نے اگلے بڑے ہوئے کہا۔
 "لیکن ایسا کیوں کیا گیا ہے؟" جو یانے کہا۔
 "میں فوراً یہ کوٹھی چھوڑنا پڑے گی۔ میرے خیال میں سارا
 والی کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے اس کے باہر برائے فروخت کا بورڈ
 نے دیکھا تھا۔ چلو سامان اٹھاؤ اور وہاں شفٹ ہو جاؤ۔ چلو جلد
 کرو۔" عمران نے کہا تو سب تیزی سے حرکت میں لگے۔ تھوڑی
 بعد وہ سب دائیں ہاتھ پر موجود خالی کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔ تنہا
 اوپر والی منزل پر جا کر نگرانی کر رہا تھا جبکہ باقی ساتھی عقبی اور سٹن
 کے رخ پر موجود تھے اور عمران جو لیا کے ساتھ اندرونی کمرے پر
 موجود تھا۔ لیکن اس کے بچرے پر لٹھن کے تاثرات نمایاں تھے۔
 "تم ڈر کی کی موت پر لٹھ رہے ہو؟" جو یانے کہا۔
 "ہاں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ایسا کیوں ہوا ہے بظاہر
 کی کوئی منطق میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" عمران نے کہا۔
 "کیوں نہیں آ رہی۔ ہیز کو اثر اس کے بارے میں اطلاع پہنچ گئی
 ہو گی انہوں نے اسے ختم کر دیا۔" جو یانے کہا۔
 "بلیک بچنسی کے کسی بڑے ایجنٹ کا اس انداز میں خاتمہ
 وقت کیا جاتا ہے جو لیا جب انہیں خدشہ ہو کہ کوئی بہت بڑا راز اف
 ہونے والا ہو۔ ورنہ ایسے ایجنٹوں کی ٹریننگ پر انہوں نے لاکھوں
 ڈالرز خرچ کئے ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہیز کو اثر ایکریڈیا
 ہو گا جبکہ یہ ڈیگوشیا جہزہ ہے اور اتنے طویل فاصلے سے کسی ڈیوائس

کو اتنی آسانی سے آپرٹ نہیں کیا جاسکتا۔ تعمیری بات یہ کہ اسے تو
 پرائیویٹ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا پھر اسے ایسا کون سا راز
 معلوم ہوا ہے افشا کرنے کے روکنے کے لئے اسے اس انداز میں
 ہلاک کیا گیا۔" عمران نے کہا۔
 "میں جانتی ہوں۔" جو یانے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران
 بے اختیار چونک پڑا۔
 "کیا؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "جہاز سے ہلانے کے بعد میں نے اس کے منہ سے وہاں نقل لیا
 تو اس نے جہاز کی آواز نقل کر کے والی عادت پر حیرت کا اظہار کیا۔
 میں نے اسے کہا کہ اگر وہ زندہ رہنا چاہتی ہے تو پرائیویٹ کا راستہ بتا
 دے جو اسے کرنل مارشل نے اپنے پیچھے کے لئے بتایا تھا۔ میں نے
 ویسے ہی انداز سے اسے کہہ دیا تھا کیونکہ تم نے ڈر کی کی آواز اور لٹھ
 میں جس انداز میں کرنل مارشل سے بات کی تھی اور جو کرنل
 مارشل کا ڈر کی کے لئے لٹھ تھا اس سے میں سمجھ گئی تھی کہ ان
 دونوں کے درمیان کسی قسم کے تعلقات ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں
 ہے کہ کرنل مارشل اور ڈر کی ایک جہزہ پر رہ کر بھی علیحدہ علیحدہ
 رہیں۔ گو میری بات سن کر ڈر کی نے انکار کر دیا کہ اسے کوئی راستہ
 معلوم نہیں لیکن جب میں نے بتائی کہ تو اس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ
 اسے واقعی زندہ چھوڑ دیا جائے گا اور پھر اس نے بتانا شروع کیا اس
 نے بتایا کہ ایکریڈیا میں ایک نقشہ کرنل مارشل کو دیا گیا تھا جس پر

"ہاں آسانی سے۔ صرف اس کا دہانہ معلوم ہونا چاہئے تھا۔ اصل میں ڈریکی اسی راستہ بتانے کی وجہ سے ہلاک نہیں ہوئی بلکہ اس سے حماقت ہوئی کہ اس نے ٹاپ ایرجنسی اوپن کرنے کے الفاظ کہہ دیئے۔ بلیک ایجنسی نے یقیناً اپنے ایجنٹوں کے دماغ میں ان الفاظ کو خصوصی طور پر فیڈ کیا ہو گا کہ جیسے ہی یہ لوگ کسی ٹاپ ایرجنسی کو اوپن کریں گے تو فوراً ان کے دماغ کی بہریں اس مخصوص ڈیوائس کو آپریٹ کر کے انہیں ہلاک کر دیں گی۔ جبکہ ڈریکی نے کوئی ٹاپ ایرجنسی اوپن نہ کی تھی اور نہ کر رہی تھی۔ اس نے یہ الفاظ دوسرے پیرائے میں استعمال کئے تھے اس کے باوجود چونکہ یہ الفاظ استعمال ہو گئے تھے اس لئے وہ ختم ہو گئی۔" عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا ہو گا۔ اس کا مطلب کہ اس کرنل مارشل کو اس کی ہلاکت کا علم نہیں ہوا ہو گا۔"..... جو لیانے کہا۔

"اسے یقیناً اب تک اطلاع دے دی گئی ہو گی کیونکہ اس ڈیوائس کا لنک ہیڈ کو آرٹر کی مخصوص مشینری کے ساتھ لازماً ہوتا ہے جیسے ہی یہ ڈیوائس آپریٹ ہوتا ہے وہاں کاشن مل جاتا ہے کہ یہ ایجنٹ ختم ہو گیا ہے اور ڈریکی کی ہلاکت کی اطلاع لازماً ہیڈ کو آرٹر کو مل چکی ہو گی اور چونکہ یہ کرنل مارشل کے ساتھ یہاں آئی تھی اس لئے اسے لازماً یہ اطلاع دے دی گئی ہو گی۔"..... عمران نے کہا۔

ڈیکو شیا جیر سے پرہیز تک کرنل مارشل کے پہنچنے کا وہ راستہ تھا جو خصوصی طور پر اوپن کیا گیا تھا لیکن ساتھ ہی ایک اور راستہ بھی بتایا گیا تھا جو کسی ایرجنسی کے دوران یہ راستہ استعمال کر سکتے تھے اور یہ راستہ زولو لینڈ کے شمال مشرق میں ایک زرعی فارم کے تہہ خانے سے شروع ہوتا ہے اور ٹاپ ایرجنسی میں اسے اوپن رکھ جاتا ہے۔ ابھی اس نے یہاں تک بات کی تھی کہ لیفٹ اس کے ہنر کو ایک خوفناک جھٹکا لگا۔ اس کی زبان بند ہو گئی اور پھر اس کی وہ حالت ہو گئی جو میں نے باہر آکر بتائی تھی۔ میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو میں باہر بھاگی لیکن واپسی تک وہ ختم ہو چکی تھی اس لئے میرا خیال ہے کہ اس راستے کو بتانے کی وجہ سے اسے ختم کیا گیا ہے۔..... جو لیانے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ویری گڈ جو لیانے۔ تم نے بہت بڑا کام کر دکھایا ہے۔ ویری گڈ۔"..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میں تمہارا اشارہ سمجھ گئی تھی کہ میں تمہاری عدم موجودگی میں اسے اپنے مخصوص انداز میں ڈیوائس دیکھوں تو بتانے سے پہلے ہی ختم ہو گئی۔ پھر کیا کام ہوا ہے۔"..... جو لیانے حیران ہو کر کہا۔

"تم نے وہ مخصوص راستہ معلوم کر لیا ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ کچھ کام نہیں ہوا۔"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔" کیا وہ زرعی فارم کے تہہ خانہ کے الفاظ سے تم راستہ تلاش کر لو گے۔"..... جو لیانے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

m

m

m

m

m

m

m

”تم معلوم تو کرو کہ کرنل مارشل کو اس بارے میں معلومات بھی ہیں یا نہیں.....“ جو لیانے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔ چونکہ وہ

بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے بہہ چکا ہو گا۔ اور..... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں اب ہر صورت میں ڈیگیشیا میں ہی ہلاک ہونا پڑے گا۔ میری یہ بات نوٹ کر لو۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

”مہار آئیڈیا درست تھا..... جو لیانے کہا۔

”بس۔ مہارے بارے میں میرے آئیڈیا غلط ثابت ہوتے ہیں اور نہ باقی سب کے بارے میں میرے آئیڈیا ہمیشہ درست ہی نکلتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم جان بوجھ کر انہیں غلط کر دیتے ہو۔“

جو لیانے منہ بناتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی جبکہ عمران مسکرا کر رہ گیا۔

جیمز اپنے چار ساتھیوں سمیت ڈیگیشیا جہزے کی ایک کالونی کی ایک رہائش گاہ میں موجود تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی ڈریکی سیکشن سے متعلق تھے اور انہوں نے پاکیشیائی ہجمنٹوں کو بے ہوش کر کے دیگن میں ڈال کر ریڈ کلب کے ولسن کے ایک خفیہ پوائنٹ پر پہنچایا تھا جبکہ ان کا انچارج کراڈ فیس رہ گیا تھا۔ جیمز اور باقی ساتھی اسی دیگن میں واپس یہاں پہنچ گئے تھے۔ انہیں پوری طرح اطمینان تھا کہ ان کا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ پاکیشیائی ہجمنٹوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور اس کے بعد وہ یہاں تفریح کرنے کے لئے آزاد ہوں گے۔ لیکن جب تک انہیں باقاعدہ اس کی اجازت نہ مل جاتی اس وقت تک وہ یہاں رہنے پر مجبور تھے۔ انہیں ولسن کے اس پوائنٹ سے آئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن ابھی تک نہ کراڈ واپس آیا تھا اور نہ ہی مادام ڈریکی نے ان کے ساتھ کوئی رابطہ کیا تھا جبکہ وہ پانچوں بڑی

پوچھا گیا۔

”جواب۔ وہ تو مادام کے ساتھ ریڈ کلب کے ولسن کے خصوصی
پوائنٹ پر ہے پاکیشیائی مہینوں کے ساتھ۔ اور۔۔۔۔۔ جیمز نے
کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کہاں ہے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے
چونک کر پوچھا گیا تو جیمز نے تفصیل بتادی۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ولسن اور کراڈ بھی وہاں ساتھ
ہی ختم ہو گئے ہوں گے۔ ویری بیڈ۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے
کہا گیا تو جیمز اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ اور۔۔۔۔۔ جیمز نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ مادام ڈریکی ہلاک ہو چکی ہے۔ یقیناً
وہاں ان پاکیشیائی مہینوں کو ہوش میں لایا گیا ہو گا اور انہوں نے
مچویشین تبدیل کر دی۔ نتیجہ یہ کہ وہاں موجود سب افراد ہلاک ہو
گئے اور مادام ڈریکی کو قید کر لیا گیا ہو گا۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل مارشل
نے کہا۔

”لیکن ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ وہ بھی ہلاک ہو گئی ہیں۔
اور۔۔۔۔۔ جیمز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ اپنے اندر ایک خصوصی ڈیوائس کے آپرٹ ہونے پر
ہلاک ہوئی ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے مجھے اطلاع دی گئی ہے اور اس

شدت سے ان کی کال کا انتظار کر رہے تھے تاکہ اس قید سے نکل کر
وہ اطمینان سے ڈیگوشیا میں تفریح اور عیاشی کر سکیں۔ وہ پانچوں ایک
ہی کمرے میں موجود تھے۔ فون اور ٹرانسمیٹر انہوں نے سامنے میز پر
رکھے ہوئے تھے کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلی تو جیمز اور
اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ جیمز نے جلدی سے ٹرانسمیٹر
اٹھا کر اس کا ڈائل چیک کیا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا
کیونکہ کال کراڈ یا مادام ڈریکی کی طرف سے نہ کی جا رہی تھی بلکہ یہ
کوئی نامعلوم فریکوئنسی تھی۔

”یہ کیا مطلب ہوا۔ یہ کس کی کال آرہی ہے۔۔۔۔۔ جیمز نے کہا۔
”مادام کر رہی ہو گی اور کس نے کال کرنی ہے۔۔۔۔۔ اس کے
ایک ساتھی نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کوئی نامعلوم فریکوئنسی ہے۔۔۔۔۔ جیمز نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن
آن ہوتے ہی کرنل مارشل کی تیز آواز سنائی دی تو جیمز اور اس کے
ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے شاید وہم و گمان میں بھی نہ تھا
کہ کرنل مارشل بھی انہیں براہ راست کال کر سکتا ہے۔

”یس سر۔ میں جیمز بول رہا ہوں۔ مادام ڈریکی سیکشن کا جیمز۔
اور۔۔۔۔۔ جیمز نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کراڈ کہاں ہے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر

سن لو کہ چاہے وہ ایک ہو یا زیادہ تم نے انہیں بغیر کسی توقف کے ہلاک کر دینا ہے پھر مجھے اطلاع دینی ہے۔ لیکن تم پہلے یہ بتاؤ کہ جہار پورا نام کیا ہے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔
"انتھونی جیمز۔ اور..... جیمز نے کہا۔

"جہارے والد کا کیا نام ہے۔ اور..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرے والد کا نام ہنری تھا۔ اور..... جیمز نے کہا۔
"اوکے۔ تم اسلحہ لے کر فوراً اس زرعی فارم پر پہنچو لیکن انتہائی محتاط رہنا۔ اگر تم ان پاکیشیائی ہجمنوں کی نظروں میں آگے تو جہار ا حشر بھی کراڈ جیسا ہو گا اور اگر تم نے انہیں مار گرایا تو تم سب کو نہ صرف بلیک ہجمنی میں اعلیٰ عہدے دیئے جائیں گے بلکہ اس قدر انعامات بھی جنہیں ملیں گے کہ تم باقی ساری زندگی لارڈز کی طرح گزارنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ اور..... جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا اور میری فریکوئنسی نوٹ کر لو۔ اور اینڈ آل..... کرنل مارشل نے کہا اور پھر اپنی فریکوئنسی بتا کر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا تو جیمز نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ دوستو۔ قدرت نے بڑا اچھا موقع دیا ہے۔ آؤ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں..... جیمز نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں

ڈیوائس کی وجہ سے جو کچھ ڈریکی نے بتایا ہے وہ بھی میڈ کو آرٹر میں ٹیپ ہو چکا ہے اور اس ٹیپ سے معلوم ہوا ہے کہ مادام ڈریکی نے انہیں پراجیکٹ کا خصوصی خفیہ راستہ بتانا شروع کیا تھا لیکن پھر اس کے منہ سے ٹاپ ایئر جنسی اوپن کے الفاظ نکل گئے جس کی وجہ سے وہ ڈیوائس فل آپریٹ ہو گیا اور ڈریکی ہلاک ہو گئی۔ بہر حال اب یقیناً یہ پاکیشیائی ایجنٹ اس خفیہ رستے کو استعمال کریں گے۔ تم کتنے افراد بچ گئے ہو۔ اور..... کرنل مارشل نے پوچھا۔

"مجھ سمیت پانچ افراد ہیں جناب۔ اور..... جیمز نے کہا۔
"تو میں تم پانچوں کو اپنے سیکن میں ٹرانسفر کر رہا ہوں کیونکہ ڈریکی کے ساتھ ہی اس کا سیکن بھی ختم ہو چکا ہے۔ اب تم نے پوری قوت سے ان پاکیشیائی ہجمنوں کے خلاف کام کرنا ہے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

"یس باس۔ اور..... جیمز نے کہا۔
"تو سنو۔ فوراً زولولینڈ پہنچ جاؤ۔ وہاں شمال مشرق میں ایک میدان کے کونے میں ایک قدیم دور کی ٹوٹی پھوٹی زرعی فارم کی عمارت موجود ہے۔ اس کے اندر سے خفیہ راستہ جاتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھ لازماً اور فوری طور پر وہاں پہنچیں گے۔ میں اندر سے ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ تم ان کے خلاف حرکت میں آ جاؤ اور ان پر اچانک فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دو۔ ان کے سامنے آنے یا انہیں بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بھی

یہاں پہنچیں گے ہم ان پر فائر کھول دیں گے۔..... ایک دوسرے
ساتھی نے کہا۔

"نہیں ٹوٹی۔ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ عام پور نہیں ہیں
کہ ویسے ہی منہ اٹھائے سیدھے اندر چلے آئیں گے۔ سب سے پہلے ہم
نے ویگن یہاں سے دور درختوں کے کسی جھنڈ میں چھپانی ہے۔ اس

کے بعد ہم نے چاروں طرف اس انداز میں مورچہ بندی کرنی ہے کہ
یہ لوگ کسی بھی طرف سے آئیں ہماری نظروں سے نہ بچ سکیں۔"

جیمز نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ہی انہوں نے واقعی ایک فول پروف
منصوبہ تیار کر لیا کیونکہ وہ سب انتہائی تربیت یافتہ افراد تھے۔ تھوڑی

دیر بعد ویگن کو وہاں سے کافی فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں
چھپا دیا گیا جبکہ جیمز اور ٹوٹی اس رستے پر ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کی

اوٹ میں لیٹ گئے جو راستہ زولو لینڈ کی طرف سے آتا تھا جبکہ ولسن
سلسلے ایک جھاڑی کی اوٹ میں موجود تھا اور باقی ساتھی عمارت کے

عقبی طرف مورچہ زن ہو گئے تھے۔ انہیں وہاں بیٹھے ابھی ایک گھنٹہ
ہی ہوا تھا کہ انہیں دور سے ایک کار آتی دکھائی دی تو وہ سب چونکا
ہو کر بیٹھ گئے کیونکہ کار کا رخ اس عمارت کی طرف ہی تھا۔ جیمز کی

نظریں اس کار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"میرا خیال ہے اس کار کو ہی میزائل سے اڑا دیا جائے اس طرح
یہ سب آسانی سے ہلاک ہو جائیں گے۔..... ٹوٹی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارے پاس میزائل گن موجود ہے تم ہوشیار رہو۔"

سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ویگن میں سوار زولو لینڈ کی طرف
بڑھے چلے جا رہے تھے۔ زولو لینڈ پہنچ کر انہوں نے ویگن کا رخ شمال
مشرق کی طرف کر دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ زولو لینڈ سے
کافی باہر آ گئے تو انہیں دور سے وسیع میدان کے کنارے پر زرمی
فارم جیسی ٹوٹی پھوٹی عمارت نظر آنے لگ گئی۔

"کہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہم سے پہلے وہاں نہ پہنچ چکے ہوں۔"
جیمز کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی ولسن نے کہا۔ ڈرائیونگ
سیٹ پر جیمز خود تھا جبکہ ولسن اس کے ساتھ اور باقی تین افراد عقبی
سیٹوں پر موجود تھے۔ آخر میں کھلی جگہ میں اسلحے کا ایک بڑا سا بیگ پڑا
ہوا تھا۔

"دیکھو۔ لیکن بہر حال ہمیں وہاں جا کر جائزہ تو لینا ہی ہو گا۔" جیمز
نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ویگن کو اس عمارت کے قریب
لے جا کر روک دیا اور دوسرے لمبے وہ سب تیزی سے نیچے اترے اور
دوڑتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ عمارت خاصی ٹوٹی پھوٹی
اور ویران پڑی ہوئی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ اس میں ایک تہہ
خانہ بھی تھا۔

"یہاں ابھی تک وہ لوگ نہیں پہنچے اس لئے اب ہم نے یہاں
اس انداز میں پکٹنگ کرنی ہے کہ وہ لوگ کسی صورت بچ کر نہ جا
سکیں۔..... جیمز نے کہا۔

"ہم عمارت کے اندر چھپ کر بیٹھ سکتے ہیں جیسے ہی وہ لوگ

”اوکے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی جیڑ بول رہے ہو۔“

"و کڑی۔ اب ان کے بیچ لگنے کا کوئی سکوپ نہیں رہا۔۔۔ جیمز نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو نونی نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ اس

اب بتاؤ کہ کتنے افراد سوار تھے۔ اور۔۔۔ کرنل مارشل نے پوچھا۔

”چار افراد جناب اور چاروں کے چلے ہوئے ڈھانچے موجود ہیں۔“

اور..... جمیز نے کہا۔

”چار افراد کے ساتھ کوئی عورت بھی موجود تھی۔ ادور“۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”نوسر۔ صرف چار مرد موجود تھے۔ عورت نہیں تھی۔ اور“۔ جمیز نے جواب دیا۔

"لیکن اب یہ بات کیسے طے ہوگی کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد تھے۔ اوور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ اور کسی کو اس ٹوٹی پھوٹی اور اس ویران علاقے میں موجود عمارت کی طرف آنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ اور“۔ جمیز نے کہا۔

”نھیک ہے۔ بہر حال تم یہاں ابھی پکٹنگ اسی انداز میں جاری رکھو جیسے کر رہے ہو ان لوگوں نے آنا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تم واپس چلے جاؤ اور یہ لوگ آجائیں۔ تم نے کافی رات تک ایسا کرنا ہے اور پھر واپس چلے جانا ہے کیونکہ رات گئے تک یہ لوگ نہ آئے تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد تھے۔ اور“۔ کرنل مارشل نے کہا۔

"یس باس۔ اور..... جیمز نے کہا۔

"اوکے۔ استہانی محتاط رہنا کیونکہ یہ فریب بھی ہو سکتا ہے۔"

”نہ بھی معلوم ہو تب بھی اس نے بہر حال حفاظتی انتظامات لازماً کر رکھے ہوں گے کیونکہ اسے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ ڈیرہ کی ہماری قید میں ہلاک ہوئی ہے اور ڈیرہ کی کو وہ اس خصوصی راستے کے بارے میں بتا چکا ہے۔“ عمران نے کہا اور کار سے نیچے اتر گیا۔ اس کے اترتے ہی باقی ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں یہاں سے پیدل جانا ہو گا۔“ صفدر نے کہا۔

”دیکھو۔ پہلے یہاں سے اس علاقے کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں پھر آگے بڑھیں گے۔“ عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کلب پر ہارٹ کلب کا نیون سائین مسلسل جل رہا تھا۔ کلب میں آنے جانے والے افراد اعلیٰ طبقے کے افراد دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب ہال میں داخل ہوئے تو ہال میں خاموشی تھی حالانکہ وہاں کافی تعداد میں لوگ موجود تھے۔

”جولیا میرے ساتھ جائے گی آپ یہاں ہال میں بیٹھیں۔“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل ایک ساتھ برسرِ مزے ہو گئے جبکہ عمران جولیا کے ساتھ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں تین لڑکیاں موجود تھیں۔ دو لڑکیاں سر دوس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک لڑکی فون سننے میں مصروف تھی۔

”یس سر۔“ اس فون سننے والی لڑکی نے رسیور کرپل پر رکھ

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کار میں سوار زولو لینڈ میں موجود تھا۔ کار زولو لینڈ پہنچتے ہی بجائے آگے بڑھنے کے ایک کلب کی طرف مڑی تو سائین سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا ہوا۔ ہم نے تو شمال مشرق کی طرف جانا ہے۔“ جولیا نے کہا۔

”وہاں کھلا میدان ہو گا اور ہماری کار دور سے نظر آ جائے گی اور کرنل مارشل جیسے ایجنٹ نے لازماً وہاں ایسے ساتھی آلات نصب کرادیئے ہوں گے جن کی وجہ سے ہم مارک ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کلب کی پارکنگ میں لاکر روک دی۔

”اسے کیا معلوم کہ ڈیرہ کی اس بارے میں ہمیں بتا چکی ہے۔“

جولیا نے کہا۔

کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران وہاں پہنچ کر رک گیا تھا۔

”ہارست سے کہو کہ ایکریما کے لارڈ انٹھونی کا دوست مائیکل آیا ہے۔ ان کا خصوصی پیغام پہنچانا ہے۔“ عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو لڑکی نے رسیور اٹھایا اور کیے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے اور جو کچھ عمران نے کہا تھا وہی اس نے دہرا دیا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے بات سن کر اس لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”بائیں ہاتھ راہداری کے آخر میں باس کا آفس ہے تشریف لے جائیں باس آپ کے منتظر ہیں“..... لڑکی نے ہاتھ کے اشارے سے راہداری کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا تم اس ہارست کو پہلے سے جانتے ہو جو اس کے لئے باقاعدہ ٹپ لے کر آئے ہو“..... جو یانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ہارست لارڈ انٹھونی کا کوئی پروردہ ہے۔ تم نے وہاں ہال میں لارڈ کی بڑی سی تصویر نہیں دیکھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہیں یہاں آکر معلوم ہوا ہے“..... جو یانے کہا۔

”ہاں۔ ویسے میں لارڈ کو نہ صرف اچھی طرح جانتا ہوں بلکہ کئی بار اس سے ملاقات بھی ہو چکی ہے۔“ عمران نے کہا۔ وہ اس وقت راہداری میں سے ہی گزر رہے تھے۔

”لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہاں کا مالک ہارست ہی ہوگا۔“ جو یانے کہا۔

”ہارست صاحب نے بھی کاؤنٹر کے پیچھے اپنی بڑی سی تصویر لگوا رکھی ہے جس کے نیچے اس کا نام اور پروفیشنل کے الفاظ درج تھے۔“ عمران نے کہا تو جو یانے نے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”حیرت ہے۔ تمہاری نظریں نجائے کہاں کہاں پڑتی رہتی ہیں۔“ جو یانے نے کہا۔

”یہاں جہاں اماں بی نے منع کر رکھا ہے وہاں بالکل نہیں پڑتیں۔“ عمران نے کہا تو جو یانے نے اختیار مسکرا دی۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہارست کے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ یہ خاصا بڑا اور اچھے انداز میں سجایا گیا آفس تھا۔ ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کاروباری آدمی دکھائی دے رہا تھا۔

”میرا نام ہارست ہے“..... اس آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ میری ساجھی ہے مارگریٹ اور ہمارے پاس لارڈ انٹھونی پیئر کی ٹپ موجود ہے۔“ عمران نے کہا اور اس

لارڈ صاحب کا ہی ہے اور میں بھی ان کا خادم ہوں۔..... ہارست نے کہا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے کان کنی کے سلسلے میں باقاعدہ کوئی فرم بنائی ہوئی ہے۔ ہارست انٹرنیٹرز کے نام سے۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔..... ہارست نے کہا۔
”لیکن یہاں ڈیگوشیا ہیرے پر کیا کان کنی کی جاتی ہے۔“ عمران نے کہا تو ہارست بے اختیار مسکرا دیا۔

”ڈیگوشیا کے مشرقی علاقے میں مجھے اس کی ضرورت پڑی تھی۔ حکومت اکیرمیہ نے اس سلسلے میں لارڈ صاحب کی خدمات لیں تھیں۔ لارڈ صاحب پورے اکیرمیہ میں کان کنی کے سلسلے میں سب سے بڑی فرم کے مالک ہیں۔ لارڈ صاحب نے مجھے یہاں کام دے دیا۔ میں نے فرم بنائی، مشینری منگوائی اور اکیرمیہ سے ماہرین منگوائے۔ ہم نے کچھ عرصہ یہاں کام کیا پھر یہ کام روک دیا گیا۔ البتہ ہمیں کہا گیا کہ ہم ابھی یہیں رہیں اسید ہے دو تین ماہ بعد دوبارہ ضرورت پڑ سکتی ہے جبکہ یہ منصوبہ سرے پاس رہے گا اس لئے ابھی تک یہ فرم قائم ہے ماہرین بھی موجود ہیں اور مشینری بھی موجود ہے۔“ ہارست نے کہا۔

”میں نے بھی لارڈ صاحب سے اس سلسلے میں بات کی تھی۔ انہوں نے آپ کا نام لیا اور مجھے کہا کہ میں آپ سے ملوں اور ان کی

کے ساتھ جہاں اس نے ہارست کے ساتھ بڑے گرجو شاد انداز میں مصافحہ کیا جبکہ جولیا نے صرف سر ملایا اور ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئی۔

”فرمائیے آپ کیا پتہ پسند کریں گے۔..... ہارست نے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لائم جوس۔..... عمران نے کہا تو ہارست نے اثبات میں سر ہل دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو لائم جوس بھیجنے کے لئے کہہ اور رسیور رکھ دیا۔

”لارڈ صاحب نے کوئی کارڈ دیا ہو۔..... ہارست نے کہا۔
”میں نے انہیں کہا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ ہارست سے صرف اتنا کہہ دیں کہ ان کی تصویر اب کافی پرانی ہو گئی۔ نئی لگاؤ۔“ عمران نے کہا تو ہارست بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے چہرے پر اچھائی گہرے اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”وہ ہمیشہ یہی تقاضا کرتے ہیں لیکن مجھے ان کی یہ تصویر بے حد پسند ہے جو ہال میں لگی ہوئی ہے۔..... ہارست نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سائیز کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اند داخل ہوا۔ ٹرے میں لائم جوس کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس عمران اور جولیا کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

”اب فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ یہ کلب مجھ

"انتھونی سے میری بات کراؤ"..... ہارست نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی تو ہارست نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 "ہیں"..... ہارست نے کہا۔

"کراؤ بات"..... ہارست نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا۔

"انتھونی۔ ہارست بول رہا ہوں۔ زولو لینڈ کے شمال مشرق میں ایک وسیع میدان ہے جس کے آخری کونے میں ایک زرعی فارم کی پرانی تباہ شدہ عمارت موجود ہے۔ اس کے تہہ خانے سے کسی زیر زمین معبد کو راستہ جاتا ہے۔ لارڈ صاحب کا حکم ہے کہ اس راستے کو ٹریس کیا جائے۔ تم جیسے کو میری طرف سے بتاؤ کہ وہ اپنے ساتھی اور ٹریسنگ مشینری لے کر فوراً وہاں پہنچے اور یہ راستہ ٹریس کرے۔ لارڈ صاحب کے آدمی وہاں علیحدہ پہنچ رہے ہیں۔ ان کا نام مائیکل اور ان کی ساتھی خاتون کا نام مارگریٹ ہے۔ یہ راستہ ٹریس کر کے وہ واپس آجائیں باقی کام وہ خود کر لیں گے"..... ہارست نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فوراً بھیجو"..... ہارست نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 "جیمسن ایسے کاموں کا ماہر ہے جناب۔ وہ آپ کا کام یقیناً کر دے گا"..... ہارست نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے حد شکریہ۔ اب ہمیں اجازت تاکہ ہم بھی وہاں پہنچ سکیں" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو ہارست بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران

مپ دے دوں۔ آپ مجھ سے مکمل تعاون کریں گے"..... عمران نے کہا۔

"جی۔ میں تو پوچھ رہا ہوں کہ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ ہارست نے کہا۔

"زولو لینڈ کے شمال مشرق میں ایک وسیع میدان کے آخری کونے پر ایک زرعی فارم کی پرانی ٹوٹی پھوٹی سی عمارت ہے کیا آپ نے اسے دیکھا ہے کبھی"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بار میں اس علاقے سے گزرا تھا"..... ہارست نے کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر اٹھنے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اس زرعی فارم کی عمارت میں ایک تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے سے ایک قدیم زیر زمین معبد کو راستہ جاتا ہے۔ خفیہ راستہ۔ ہم نے اس راستے کو ٹریس کر کے اس معبد کو دریافت کرنا ہے۔ اگر آپ اپنے دو ماہرین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تو یہ کام آسان ہو جائے گا اور ہم اس کا باقاعدہ معاوضہ دیں گے کیونکہ ہم اقوام متحدہ کے تحت کام کر رہے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے میں بھیجا دیتا ہوں اور اس قدر معمولی کام کے لئے معاوضے کی ضرورت نہیں ہے اور ویسے بھی لارڈ صاحب کا نام درمیان میں آنے کے بعد میں معاوضہ لے ہی نہیں سکتا"..... ہارست نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو تین منبر پر لیں کر دیئے۔

"آپ نے تو وہاں سے واپسی کا نام ہی نہیں لیا۔ اس لئے مجبوراً ہمیں کھانا منگوانا پڑا"..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو بلا کر عمران اور جولیا کے لئے کھانے کا آرڈر دے دیا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا"..... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا جواب دوں۔ دو جمع دو چار ہوتے ہیں بس۔ یہ سب جانتے ہیں"..... عمران نے کہا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ کچھ ہمیں تو بتائیں"..... صفدر نے کہا۔

"جیلے کھانا کھالیں پھر بات ہوگی کیونکہ بزرگ کہتے ہیں اول طعام بعد کلام"..... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کھانا سرو کر دیا گیا تو عمران اور جولیا دونوں ان کا ساتھ دینے کے لئے تیزی سے کھانا کھانے لگے اور پھر ان سب نے ایک ہی وقت میں کھانا ختم کیا اور باری باری اٹھ کر ہاتھ دھوئے کچی کی اور پھر واپس آکر میز پر بیٹھ گئے۔ عمران نے ویٹر کو کہہ کر بلیک کافی طلب کر لی۔

"ہاں۔ اب بتائیں عمران صاحب۔ کیا ہوا ہے"..... صفدر نے کہا تو عمران کی بجائے جولیا نے ساری بات تفصیل سے بتادی۔

"اوہ۔ حیرت انگیز۔ آپ نے صرف تصویریں دیکھ کر ساری منصوبہ بندی کی ہے"..... صفدر نے کہا۔

"نیچے یہ بتاؤ کہ یہ کان کنی والی بات تمہیں کہاں سے معلوم

نے اس سے مصافحہ کیا اور دروازے کی طرف مز گیا جبکہ جولیا نے صرف اس کا شکریہ ادا کیا اور عمران کے پیچھے چل پڑی۔

"جہارا دماغ واقعی شیطان کا کارخانہ ہے"..... جولیا نے باہر راہداری میں آتے ہی کہا۔

"اوہ۔ پھر تو سکوپ بن گیا"..... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ کیسا سکوپ"..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کہا تو یہی جاتا ہے کہ خالی دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے اور خالی دماغ کا مطلب ہوا محقق اور محققوں کو خواتین بطور شوہر بے حد پسند کرتی ہیں"..... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب تو اٹ تھا کہ جس طرح شیطان شاطرائے چالیں چلتا ہے اس طرح تم بھی شاطرائے چالیں چلتے ہو۔ اب بھلا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ ہارٹ کان کنی کی فرم کا مالک ہے اور تم نے اس سے سرنگ کا راستہ معلوم کرنے کا کہہ دیا"..... جولیا نے کہا۔ وہ اس دوران چلتے ہوئے ہال میں پہنچ چکے تھے جس کے ایک کونے میں ان کے ساتھی موجود تھے اور وہ دونوں ان کی طرف بڑھتے چلے گئے کیونکہ وہ تینوں بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

"ارے۔ تم نے ہماری عدم موجودگی کا فائدہ اٹھایا ہے"۔ عمران نے قریب آکر کہا۔

ہوئی۔ اس کی تو کوئی تصویر یہاں نہیں تھی..... جو یانے کہا
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" راستے میں ایک پلازہ آتا ہے وہاں ہارٹ انٹرنیٹرز کا جہاز
سائز کا بورڈ موجود ہے جس کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ کان کنی
مشینری اور خدمات ممبیا کی جاتی ہیں اور لارڈ صاحب بھی ایکری میا
یہ بزنس کرتے ہیں اس لئے جب میں نے ہارٹ کلب میں ان
تصویر دیکھی اور نام کی وجہ سے میں سمجھ گیا کہ یہ فرم بھی اسی ہارٹ
کی ہوگی..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن تصویریں تو آپ نے اندر آکر دیکھیں ویسے آپ یہاں کیسے
پہنچ گئے..... صفدر نے کہا۔

" کھانا کھانے..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا:
سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" آپ واقعی بعض اوقات جادو گروں والا کام کرتے ہیں لیکن جب
آپ بعد میں وضاحت کرتے ہیں تو واقعی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے:

عام سی بات ہو..... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
" تم نے وہ نشانی کیسے دے دی۔ وہ پرانی تصویر والی اور وہ
مطمئن ہو گیا۔ کیا تم واقعی لارڈ سے ملے تھے..... جو یانے کہا
واقعی خاصی حیرت زدہ تھی۔

" لارڈ انتھونی کی یہ کمزوری ہے کہ وہ ہر آنے والے لمحے میں اپنے
آپ کو پہلے سے زیادہ جوان سمجھتا ہے اس لئے وہ پرانی تصویروں کی

نسبت نئی تصویریں چھوانے کا بڑا شوقین ہے اور سب کو اس کی اس
کمزوری کا علم ہے اور جو تصویر یہاں ہال میں تھی وہ کافی پرانی لگے۔
ابھی تھی اس لئے میں نے یہ نشانی دے دی اور چونکہ ہارٹ کو بھی
اس کی اس کمزوری کا بخوبی علم تھا اس لئے وہ اس پر مطمئن ہو
گیا..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیے۔

" ویسے عمران صاحب۔ آپ نے یقیناً اس لارڈ کے بارے میں
پہلے سے معلوم کیا تھا اس کی ہونگی ورنہ تصویریں تو بہر حال آپ
نے اندر جا کر دیکھی تھیں..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ارے..... کبھی تو رعب ڈال لینے دیا کرو۔ جب میں ایسی
وضاحت کرتا ہوں اور تمہاری شکلیں دیکھتا ہوں تو یقین کرو بڑا
لطف آتا ہے۔ بالکل معصوم بچوں کی طرح تمہارے چہرے ہوتے
ہیں..... عمران نے کہا۔

" کیا واقعی۔ تم نے پہلے سے یہ سب کچھ طے کیا ہوا تھا۔ جو یانے
کہا۔

" اوہ نہیں۔ اس راستے کی وجہ سے میں پریشان تھا۔ جب کان کنی
کی خدمات کی بات آئی اور ہارٹ کا نام آیا تو اس کے بعد یہ ہارٹ
کلب سامنے آیا تو میں واپس مڑ آیا۔ ہارٹ عام نام نہیں ہے اس لئے
میرا خیال تھا کہ ان کا کوئی نہ کوئی تعلق ہو گا۔ پھر تصویریں اور پھر
باتوں میں ساری بات خود بخود بنتی چلی گئی..... عمران نے جواب
دیا۔

کہا۔

"اوہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ انہی ہمدی کیسے جہاں پہنچ سکتے ہیں؟" وہ بیان سے بھی نیچے ترستے ہوئے حیرت پرے لگے میں کہا۔
 "ہم کھانا کھانے میں صبر و وفا ہو گئے، جبکہ بارے کے نہیں فوراً رواں ہونے کا کہہ دیا تھا۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہاں کون ان پر حملہ کر سکتا ہے؟" حقدار نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈرہ کی کے وہ ساتھی جو ہمیں وینگن پر پہنچا کر چلے گئے تھے انہیں کرنل مارشل نے یہاں بلوایا ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی یہی بات ہو گی کیونکہ اسے ڈرہ کی کے بارے میں اطلاع مل گئی ہو گی کہ وہ ہماری قید میں بلاگ ہوئی ہے اس لئے اس نے ہمیں یہ راستہ بتا دیا ہوگا۔" کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ملایا اور پھر وہ درختوں کے جھنڈے سے نکل کر اوٹ لیتے ہوئے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جہاں سے شعلہ ابھی تک نکل رہے تھے اور پھر انہیں وہاں پانچ افراد آتے ہوئے دکھائی دیے۔ دو ایک طرف سے، ایک دوسری طرف سے اور دو افراد کا رخ بتا رہا تھا۔ کہ وہ شیلہ سے نکل کر اس طرف آرہے تھے جہاں کار کا جلتا ہوا ڈھانچہ موجود تھا۔

"فری بیڈ۔ یہ یقیناً جیمسن اور اس کے ساتھی تھے جو ہماری وجہ

"عمران صاحب کا خیال درست تھا۔ وہاں سے راستہ تلاش کرنا خاصا مشکل ہوتا جبکہ یہ ماہرین مشینری کی مدد سے خاصی آسانی سے کام کر لیں گے۔" حقدار نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلادینے۔
 "اب ہائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جیمسن راستہ تلاش کر کے ہماری جگہ پر انتہیک تک پہنچ جائے اور پھر راستہ بھی بلاگ کر دیا جائے۔" عمران نے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویٹر کو بل اور ٹپ دینے کے بعد وہ آکر اپنی کار میں بیٹھ گئے اور دوسرے لگے کار کھب کے کیاؤنڈ سے نکل کر تیزی سے شمال مشرق کی طرف جانے والے راستے پر آگے بڑھتی چلی گئی لیکن ابھی وہ شہر سے تھوڑی ہی باہر نکلے تھے کہ انہیں دور سے ایک خوفناک دھماکے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ دھماکے کی آواز ایسی تھی جیسے کوئی خوفناک میزائل کہیں فائر کیا گیا ہو اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی عمران نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا، جیسے ہی کار موڑی تو اسی لئے دور سے ایک اور خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ددر وسیع میدان میں انہیں شعلے سے جلتے ہوئے دکھائی دیے تو عمران نے بے اختیار کار ایک سائیڈ پر کر کے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر روک دی۔

"یہ کار پر میزائل فائر کیا گیا ہے اور وہ سارا دھماکہ کار کے پٹرول ٹینک پھٹنے کا تھا۔ میرا خیال ہے کہ شاید جیمسن اور اس کے ساتھیوں پر فائر کیا گیا ہے۔" عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے

سے مارے گئے ہیں..... عمران نے کہا۔

"تو اب ان پر فائر کھول دیں....." تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ ان میں سے ایک کو زندہ پکڑنا ہو گا تاکہ اس سے حالات معلوم ہو سکیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی کسی جگہ میں مارے جائیں۔ کرنل مارشل بے حد ذہین اور ہوشیار ایجنٹ ہے۔" عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اوگ واپس جاتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ ان میں سے دو تو سائیڈ پر ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے عقب میں چلے گئے جبکہ دوسری طرف اور ایک آدمی ایک اور طرف مڑ کر چلا گیا۔

"محضر تم اور کیپٹن تشکیل بائیں طرف جانے والوں کے پیچھے جاؤ جبکہ میں اور تنویر دائیں طرف جانے والوں کے پیچھے جبکہ جو ایسا لمبا جگر کاٹ کر پانیوں آدمی کے پیچھے جانے لگے۔ لیکن سب تک میں فائر نہ کروں تم میں سے کسی نے فائر نہیں کھولا....." عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اور تنویر اس ٹوٹی ہوئی دیوار کے عقبی سائیڈ پر جانے کے لئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ اس طرح جھکے جھکے انداز میں جا رہے تھے کہ انہیں وہ لوگ چھیک نہ کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک لمبا جگر کاٹ کر ان دونوں آدمیوں کے عقب میں پہنچ گئے جو دیوار کے پیچھے موجود تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں میزائل گن۔ ان کی نظریں اس طرف کو لگی ہوئی تھیں جدھر زولو لینڈ

تھا۔

"بڑی دیر ہو گئی ہے جیمز۔ اگر کسی نے آنا ہوتا تو اب تک آچکا ہوتا....." اچانک ان دو آدمیوں میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔ عمران اور تنویر ان کی پشت کی طرف موجود تھے۔

"اب کیا کیا جائے۔ کرنل مارشل کے حکم کی تعمیل تو کرنی ہے۔" دوسرے آدمی نے کہا۔

"جیمز۔ میرا خیال ہے کہ ہم خواہ مخواہ یہاں بٹور ہو رہے ہیں۔ تم کرنل مارشل سے کہو تاکہ ہم واپس جائیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو بہر حال ہلاک ہو ہی گئے ہیں..... وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

"نہیں ٹوٹی۔ کرنل مارشل نے ہمیں واضح حکم دے دیا ہے اس لئے رات پڑنے تک ہمیں بہر حال یہاں رہنا ہو گا۔" دوسرے آدمی نے کہا جے جیمز کہا گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ جیمز ہی اس گروپ کا لیڈر ہے اور ان لوگوں نے واقعی جیمس اور اس کے ساتھیوں کو ان کی جگہ میزائل گن سے ہلاک کر دیا تھا۔

"تنویر۔ اس مشین گن بردار کو زندہ رکھنا ہے جبکہ دوسرے کا قاتل کرنا ہے....." عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ گو انہوں نے اپنی طرف سے بڑی احتیاط کی تھی لیکن پھر بھی جیمز اور ٹوٹی کے کانوں میں آہٹ پہنچ گئی اور وہ دونوں تیزی سے مڑے ہی تھے کہ اچانک مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب..... جیمر نے ہوش میں آتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 "جہارا نام جیمر ہے اور تم مادام ڈریکی کے سیکشن میں تھے۔"
 عمران نے سر دلچے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مم۔ مم۔ مم۔ یہ کیا۔ اودہ نہیں۔ تم تو وہ پاکیشیائی بجنٹ نہیں ہو..... جیمر نے یکفخت گھبرائے ہوئے دلچے میں کہا۔
 "تم نے یہاں کس کار کو میزائل گن سے تباہ کیا ہے۔ کتنے افراد تھے اس میں..... عمران نے کہا۔
 "چار۔ چار افراد..... جیمر نے کہا۔

"تم نے کرنل مارشل کو کیا رپورٹ دی تھی..... عمران نے کہا۔

"یہی کہ ہم نے کار میزائل سے اڑادی ہے اور میں موجود چار افراد بھی جل گئے ہیں..... جیمر نے جواب دیا وہ اب کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"پھر اس نے کیا پوچھا..... عمران نے کہا۔
 "اس نے پوچھا کہ ان میں کوئی عورت بھی تھی یا نہیں۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ کوئی عورت نہیں تھی صرف چار مرد تھے۔" جیمر نے کہا۔

"پھر اس نے کیا ہدایت دی ہے..... عمران نے کہا۔
 "اس نے کہا ہے کہ ہم رات گئے تک انتظار کریں ہو سکتا ہے کہ

ہی ٹوٹی بیچتا ہوا اچھل کر نیچے گرے اور تپنے لگا جبکہ دوسرے کے ہاں سے مشین گن نکل گئی تھی اور یہ فائرنگ عمران کی تھی۔ اس۔
 سامنے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس سے پہلے جیمر سنبھلتا عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور چند لمحوں بعد جیمر ہوش ہو کر نیچے پڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا آدمی ٹوٹی اب تک ختم ہوا تھا۔ اسی لمحے باقی اطراف سے بھی مشین پسٹلز کی آوازیں اور انسا بچھیں سنائی دینے لگیں اور چند لمحوں بعد خاموشی چھا گئی۔

"سب ادھر آ جاؤ..... عمران نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے تو اس کے ساتھ مختلف سمتوں سے دوڑتے ہوئے ان کی طرف بڑے نظر آنے لگے۔ عمران نے ہٹک کر جیمر کی تلاش لی تو اس کی جیب میں ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کی فریکوئنسی پر چیک کی تو اس پر کرنل مارشل کی مخصوص فریکوئنسی پہلے۔ ایڈجسٹ تھی۔

"بیلٹ کھول کر اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دو..... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا اس دوران صفدر۔ کمیشن تشکیل اور جو لیا بھی وہاں پہنچ گئے جیمر ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے کے بعد عمران کی ہدایت پر تنویر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے چند لمحوں بعد کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو تنویر ہچکچھ گیا۔

کرتے ہیں..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس درمی فارم کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"صفر اور کیپٹن شکیل تم دونوں باہر رکو گے کسی بھی لمحے کوئی بھی آ سکتا ہے۔ میں تنویر اور جولیا اندر جائیں گے..... عمران

نے کہا تو صفر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تنویر

دیر بعد عمران تنویر اور جولیا تہہ خانے میں موجود تھے۔ تہہ خانہ واقعی

قدیم انداز کا بنا ہوا تھا اور اس وقت وہ دیران پڑا تھا۔

"کاش وہ ڈریکی یہ بھی بتا دیتی کہ اسے کھولا کیسے جاتا ہے۔"

عمران نے کہا۔

"وہ بتائے تو جا رہی تھی لیکن ہلاک ہو گئی..... جولیا نے کہا۔

"ہو گا تو کوئی آسان سا طریقہ..... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن جب تک وہ طریقہ معلوم نہ ہو اس وقت تک تو

بہر حال یہاں سے راستہ تلاش کرنا مشکل ہی ہے..... عمران نے

کہا۔ اس کی تیز نظریں تہہ خانے کے فرش اور دیواروں کا جائزہ لیتے

میں مصروف تھیں کہ اچانک اس کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر سے

سیٹی کی آواز نکلنے لگی تو عمران کے ساتھ ساتھ تنویر اور جولیا بھی

چونک پڑے۔

"خاموش رہو۔ کرنل مارشل کی کال ہے..... عمران نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کاننگ۔ اور..... ٹرانسمیٹر سے

یہ اور لوگ ہوں اگر رات گئے تک اور کوئی نہ آئے تو ہم واپس نہ
جائیں..... جیمز نے کہا اور پھر عمران نے اس سے شروع سے لے
اب تک کی ساری بات معلوم کر لی۔

"اس کا منہ بند کر دو..... عمران نے تنویر سے کہا تو دوسرے

لمحے جوتراہٹ کے ساتھ ہی جیمز چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے

بعد ساکت ہو گیا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ ہمیشہ کے لئے بند کر دو۔" عمر

نے کہا۔

"تم کہو نہ کہو۔ ایسے لوگوں کا یہی علاج ہوتا ہے..... تنویر

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر نے درست ایکشن کیا ہے تم خواہ مخواہ دشمنوں پر

کھانے کے عادی ہوتے جا رہے ہو..... جولیا نے کہا تو عمر

مسکرا دیا۔

"جس روز تنویر نے دوستوں پر رحم نہ کیا یا اس روز تمہیں

ہو گا کہ جو دشمنوں پر رحم کھاتے ہیں وہی دوستوں پر بھی رحم کھا

ہیں..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ

دوران تنویر نے جیمز کو پلٹ کر اس کے ہاتھوں سے بیلٹ کھوا

تھی۔

"اچھا خاصا سیٹ اپ کیا تھا تہہ خانے میں راستہ ڈھونڈتے

بے چاروں نے اپنی موت کا راستہ ڈھونڈ لیا۔ آؤ اب خود کو

کر نل مارشل کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ جیمز اینڈنگ یو۔ اور"..... عمران نے جیمز کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہو تم۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہم چھپے ہوئے ہیں اور آنے والوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر اب تک کوئی نہیں آیا تو پھر یہی لوگ ہوں گے لیکن ان کے ساتھ ایک عورت بھی نھی وہ غائب ہے۔ یہ یقیناً اسے وہیں چھوڑ آئے ہوں گے۔ تم جا کر اسے ٹریس کرو۔ اور"..... کر نل مارشل نے کہا۔

"کیسے ٹریس کریں باس۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"گڈ شو۔ تمہارا یہ سوال بتا رہا ہے کہ تم واقعی جیمز ہی بول رہے ہو۔ ٹھیک ہے اب اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ اکیلی کچھ نہیں کر سکتی۔ اور"..... کر نل مارشل نے کہا۔

"باس۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ اکیلی یہاں آئے اور راستہ ٹریس کر لے۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"وہ لاکھ سرچنگ لے راستہ ٹریس نہیں کر سکتی۔ صرف وہ عمران شیطانی ذہن کا مالک ہے اس سے خطرہ رہتا ہے اگر وہ ہلاک ہو گیا ہے تو پھر اس کے ساتھی اس قابل نہیں ہیں کہ اس کی طرح ناممکن

کو ممکن بنا سکیں۔ اور"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"باس۔ اگر آپ کہیں تو ہم یہاں مستقل پکینگ کر لیں۔ اور"..... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی اگر انہوں نے راستہ ٹریس کر لیا تو مجھے اطلاع ہو جائے گی اور پھر میں خود ہی ان کا خاتمہ کر دوں گا۔ اور اینڈ آئل"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میرا خیال ہے عمران کہ ہمیں اس انداز میں آگے بڑھنے کی بجائے کسی اور انداز میں آگے بڑھنا چاہئے ورنہ اگر تم نے راستہ ٹریس کر لیا تو یہ اتنا طویل ہو گا کہ پراجیکٹ تک پہنچنے پہنچتے وہ ہمیں کور کر لیں گے"..... جو لیا نے کہا۔

"جہاز کی بات درست ہے۔ کر نل مارشل کی آخری بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ پھر راستہ ہم ٹریس بھی کر لیں اگر اسے اطلاع مل سکتی ہے تو پھر ایسے راستے کا کوئی فائدہ نہیں لیکن دوسرا کوئی راستہ بھی تو سامنے نہیں ہے"..... عمران نے کہا۔

"کمال ہے۔ ویسے تو تم نئے سے نئے راستے تلاش کر لیتے ہو لیکن اس پراجیکٹ کے خلاف جہاز ذہن ہی کام نہیں کر رہا"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہو سکتا ہے کہ کر نل مارشل نے ویسے ہی یہ بات کر دی ہو۔ بہر حال یہاں آگے ہیں تو کوشش تو کی جا سکتی ہے"..... عمران نے

ہائوں افراد کار کے ڈھانچے کے ساتھ ساتھ وہاں موجود چلے ہوئے
انسانی ڈھانچوں کو بھی چیک کر رہے تھے۔ کرنل مارشل کے ساتھی
بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جبکہ کرنل مارشل کار
اور انسانی ڈھانچوں کی طرف متوجہ تھا۔

”یہ عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ ان میں سے کسی کا قد
مجی عمران سے نہیں ملتا اور پھر یہاں کان کنی کے چلے ہوئے آلات
مجی موجود ہیں۔ یہ کوئی اور گروپ ہے۔ آؤ واپس چلیں۔“ کرنل
مارشل کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور وہ سب واپس مڑ کر ہیلی کاپٹر کی
طرف بڑھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر اور عمران کا درمیانی فاصلہ اتنا تھا کہ یہاں
سے وہ مشین گن کی ریج میں نہیں تھے اس لئے عمران اور اس کے
ساتھی خاموش کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا
اور کافی تیزی سے ذلو لینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ
ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا۔

”اس احمق نے فارم میں آکر چیک کرنے کی ضرورت ہی محسوس
نہیں کی۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ احمق نہیں ہے۔ ہم احمق ہیں۔ اس طرف کوئی راستہ نہیں
ہے۔ اس ڈریک کی لے ڈان دینے کی کوشش کی تھی۔“ عمران نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر ایسا ہوتا تو پھر یہ جیمز اور اس کے ساتھی یہاں کیوں

کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے کسی کے تیز
قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔ چند
لمحوں بعد صدر تہہ خانے کی سیڑھیوں پر نظر آیا۔

”عمران صاحب۔ ایک ہیلی کاپٹر اس عمارت کے سامنے اترنے
والا ہے۔“ صدر نے کہا تو عمران تیزی سے مڑا اور پھر وہ سب تہہ
خانے سے نکل کر دوڑتے ہوئے بیرونی طرف آگئے۔ اسی لمحے کیپٹن
شمیل بھی اندر آگیا تو سامنے جہاں کار کا ڈھانچہ پڑا ہوا تھا وہاں واقعی
ایک گن شپ ہیلی کاپٹر اتر رہا تھا ہیلی کاپٹر پر ایک مین فوج کا
مخصوص نشان موجود تھا۔

”یہ کس طرف سے آیا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ذلو لینڈ کی طرف سے۔“ پاس کھڑے ہوئے صدر نے
کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر نیچے اترا اور اس میں سے چار مسلح افراد نیچے
کودے۔ سب سے آخر میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نیچے
اترا۔ وہ خالی ہاتھ تھا اور عمران اسے دیکھتے ہی چونک پڑا کیونکہ وہ
کرنل مارشل تھا۔

”اوہ۔ یہ آخر میں اترنے والا کرنل مارشل ہے۔ ہم نے اسے زندہ
بکڑنا ہے۔“ باقی افراد کا خاتمہ کر دینا ہے۔“ عمران نے کہا تو وہ
سب پیچھے ہٹ کر عقبی طرف سے ٹوٹی ہوئی دیوار میں سے باہر چلے
گئے اور پھر گھوم کر سائڈوں پر اس انداز میں کھڑے ہو گئے کہ اگر وہ
لوگ عمارت کی طرف آئیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جاسکے۔ وہ

آتے..... جو یانے کہا۔

"شاید جو کچھ اس ذریعے نے کہا ہے وہ ان تک پہنچ گیا ہو گا۔"
ڈیوائس کے ذریعے اور انہوں نے اس لئے یہاں مجیز وغیرہ کو بھیجا
کہ ہم ذریعے کے بتائے ہوئے راز کا سن کر یہاں ضرور آئیں گے
عمران نے کہا۔

"لیکن تمہیں اچانک کیسے یقین آگیا کہ یہاں راستہ نہیں ہے
جو یانے کہا۔

"اگر راستہ ہوتا تو لامحالہ کرنل مارشل اس ذریعے فارم کو چیک
کرتا۔ اس کے اس انداز سے واپس جانے سے ہی ظاہر ہوتا ہے
ایسا نہیں ہے..... عمران نے جواب دیا تو اس بار جو یانہ سمیت
ساتھیوں نے تائید میں سر ملادیتے۔

"پھر اب کیا کرنا ہے..... جو یانے کہا۔

"کرنل مارشل کا گن شب ہیلی کاپٹر میں آنا اور آنا بھی زوالو
کی طرف سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ گن شب ہیلی کاپٹر کے ذریعے مشرب
علاقے میں داخل ہوا جاسکتا ہے..... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ گن شب ہیلی کاپٹر کہاں سے ملے گا ہمیں..... صفد
نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی پورے ڈیگوشیا میں گن شب ہیلی کاپٹر نہیں ہو گا۔"
عمران نے کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں تیزی سے پھیلیں چلی
جاری تھیں۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں براہ راست پراجیکٹ

میں جانے کی بجائے پہلے اس ایکڑ میں مواصلاتی سنٹر جانا ہو گا۔ یہ
گن شب ہیلی کاپٹر بتا رہا ہے کہ یہ راستہ وہیں سے جاتا ہے۔" کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اب اور کوئی صورت ہی نہیں ہے سوائے تنذیر ایکشن
کے۔ ٹھیک ہے جب مجبوری ہو تو پھر ایسے ہی جی..... عمران نے
کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے اور پھر وہ عمارت کے پیچھے سے نکل
کر تیز تیز قدم اٹھاتے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جدر ان کی کار
موجود تھی۔

"عمران صاحب۔ مجیز اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں تو انہیں
لازمًا نظر آئی ہوں گی..... اچانک صفد نے کہا تو عمران بے اختیار
چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ بلندی سے لازماً انہیں چیک کیا گیا ہو گا لیکن کرنل
مارشل نے ان کی طرف توجہ ہی نہیں کی اور نہ جا کر انہیں چیک
کیا۔ اس کا کیا مطلب ہوا..... عمران کے لہجے میں حیرت کے ساتھ
ساتھ ملجن کی تحکیمیں بھی نمایاں تھیں۔

"عجیب گورکھ دھندہ بن گیا ہے یہ سب کچھ..... کچھ دیر کی
خاموشی کے بعد عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ انہیں یہ لاشیں نظری نہیں
سکتیں..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیوں۔ کیا لاشوں نے چادر سلیمانی اوڑھ رکھی تھی۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”جیز اور اس کے ساتھی کی لاشیں دیوار کی اوٹ میں تھیں جبکہ باقی لاشیں بھی جھانڈیوں میں چھپی ہوئی تھیں اور پھر ان کے ذہن میں یہ خیال ہی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ وہ لازماً انہیں چیک کرتے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ بہر حال اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اب ہم نے براہ راست کارروائی کرنی ہے۔ اس کے علاوہ اب اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کرنل مارشل نے چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ آنے والا فوجی کرنل تھا جس نے باقاعدہ فوجی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔

”یہ کرنل انتھونی۔ کیسے آنا ہوا۔“ کرنل مارشل نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”کرنل مارشل۔ میں ایک خاص بات تم سے کرنے آیا ہوں۔“ آنے والے نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اوہ اچھا۔ کیا بات ہے۔“ کرنل مارشل نے چونک کر کہا۔

”آپ موافقاتی سنٹر کا ہیلی کاپٹر لے کر پراجیکٹ سے باہر گئے تھے۔“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے کچھ چیکنگ کرنی تھی۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے۔“ کرنل مارشل نے چونک کر پوچھا۔

”اوکے۔ تھینک یو“..... کرنل انتھونی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا

ذریعے کوئی واردات کر گزریں۔ اور..... چیف نے کہا۔

”نہیں چیف۔ ان کا کوئی تعلق پراجیکٹ سے نہیں ہے۔ بہر حال میں انہیں واپس بھجوا دوں گا۔ آپ بونس کے بارے میں ضرور جہل باروے سے بات کریں۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس پر ایک بار پھر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کالنگ جیمز۔ اور..... کرنل مارشل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ جیمز اینڈنگ یو باس۔ اور..... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی۔

”جیمز تم اور تمہارے ساتھی اس وقت کہاں موجود ہیں۔ اور..... کرنل مارشل نے پوچھا۔

”باس۔ ہم واپس اس رہائش گاہ پر پہنچ گئے ہیں جہاں پہلے موجود تھے۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم سب اب واپس چلے جاؤ اور جا کر میرے سیکشن میں رپورٹ کرو۔ اب تمہاری یہاں ضرورت نہیں رہی۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”جیسے آپ حکم دیں باس۔ لیکن باس ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی

عمران اور اس کے ساتھی اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں جہل باروے کو کہ دوں گا۔ انہوں نے مجھ سے یہ بات کی تھی لیکن میں نے انہیں نا دیا تھا۔ اور..... چیف نے کہا۔

”یہ کام ضرور کریں چیف ورنہ نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا اور کچھ۔ عمران وغیرہ کے بارے میں کوئی رپورٹ۔ اور..... چیف نے کہا۔

”نہیں چیف۔ ڈر کی کمی ہلاکت کے بعد اب میں نے ان کا مغز حصے میں خیال ہی چھوڑ دیا ہے۔ اب جب بھی وہ لوگ یہاں مشن حصے میں داخل ہوئے ان سے نمٹ لیا جائے گا اور اگلا پچھلا تمام حساب برابر کر لیا جائے گا۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ جن لوگوں نے ذریعے تم نے اس پر حملہ کرایا تھا وہ اب کہاں ہیں۔ اور..... چیف نے کہا۔

”وہ ڈیگوشیا کے مغربی حصے میں ہیں اور میں سوچ رہا ہوں انہیں واپس بھجوا دوں۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

”ہاں۔ انہیں واپس بھجوا دو کیونکہ ان میں سے کوئی بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے

بھینٹوں کا کوئی اور گروپ نہ آجائے اس لئے اگر آپ کہیں تو ہم یہاں پکٹنگ جاری رکھیں۔ اور..... جیوز نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا۔ تو تم یہ سمجھ کر واپس چلے گئے تھے کہ تم نے جس کار کو میزائل سے تباہ کیا ہے وہ پاکیشیائی بھینٹوں کی تھی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ میں نے خود جا کر چیکنگ کی ہے۔ ان میں پاکیشیائی بھینٹوں کے قد و قامت کا کوئی آدمی بھی نہیں ہے اور ان کے پاس ہی تلے ہوئے کان کنی کے آلات بھی پڑے ہوئے پائے گئے ہیں اس لئے یہ غیر متعلقہ لوگ تھے۔ اصل میں پاکیشیائی ایجنٹ ادھر آئے ہی نہیں۔ دراصل ہمیں غلط فہمی ہوئی تھی کہ شاید یہ لوگ ادھر آئیں۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

"پھر تو ہمارے واپس جانے کی کوئی بات نہیں بنتی باس۔ ویسے ہم نے اپنے طور پر یہاں دوسرے گروپ کی تلاش شروع کر دی ہے اور ہمیں زولو لینڈ کے قریب فوجی مواصلاتی سنٹر کے قریب ایک مشکوک گروپ نظر آیا تھا لیکن بعد میں وہ شک غلط نکلا تھا۔ وہ واقعی سیاح تھے۔ اور..... جیوز نے کہا۔

"وہ احمق نہیں ہیں کہ اس طرح فوجی مواصلاتی سنٹر پر حملہ کر دیں۔ وہاں تو بھاری فوج موجود ہے۔ اگر وہ آئے تو چند لمحوں میں ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اور..... کرنل مارشل نے کہا۔

"ییس باس۔ جیسے آپ کا حکم۔ اور..... جیوز نے کہا۔

"تم واپس چلے جاؤ بس۔ اور اینڈ آف..... کرنل مارشل نے

کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس میز کی دراز میں رکھا۔ یہ تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھایا۔

"ییس۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں..... کرنل مارشل نے کہا۔

"کرنل انتھونی بول رہا ہوں کرنل مارشل..... دوسری طرف سے کرنل انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"کرنل انتھونی۔ میں بے چیف سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کے پونس فوری طور پر بحال کر دیں گے۔"

کرنل مارشل نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ ویسے میں ایک اور سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ جہاں آپ گن شپ ہیلی کاپٹر پر گئے تھے وہاں جلی ہوئی اور بغیر جلی ہوئی لاشیں کن کی تھیں۔ یہ کون لوگ تھے۔" کرنل انتھونی نے کہا۔

"جلی ہوئی اور بغیر جلی ہوئی لاشیں۔ کیا مطلب۔ وہاں تو چار افراد کے تلے ہوئے ڈھانچے موجود تھے۔ بغیر جلی ہوئی لاشوں کا کیا مطلب ہوا..... کرنل مارشل نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ نے وہاں پانچ بغیر جلی ہوئی لاشیں نہیں دیکھیں..... کرنل انتھونی نے کہا۔

"نہیں۔ پانچ لاشیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پانچ لاشیں وہاں

”مواصلاتی سنٹر سے ایک فلم رول چیک پوسٹ پر بھیجا جا رہا ہے۔ تم اسے وہاں سے وصول کرو اور پھر روجیکٹر سمیت اسے میرے آفس میں بھجوا دو“..... کرنل مارشل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کن پانچ افراد کی لاشیں ہو سکتی ہیں۔ یہ کیا اسرار ہے۔ جییز سے تو ابھی میری بات ہوئی ہے“..... کرنل مارشل نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ بات کرنے والا عمران نہ ہو۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ جییز اور اس کے ساتھی ان کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ اوہ۔ پھر تو یہ لوگ اس وقت وہیں موجود تھے جب میں وہاں گیا تھا۔ ویری بیڈ“..... کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”کیس۔ کم ان“..... کرنل مارشل نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساڈا کا پروجیکٹر موجود تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک مائیکرو رول تھا۔

”جییز پر رکھ دو“..... کرنل مارشل نے کہا اور اس کے حکم کی تعمیل کر کے وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ کرنل مارشل نے مائیکرو فلم رول پروجیکٹر میں ایڈجسٹ کیا اور پھر پروجیکٹر ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بشن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے پروجیکٹر کے اندر موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر پہلے تو مشرقی ایریے

موجود ہوں اور میں نہ دیکھ سکوں“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”میرے آدمیوں نے تو دیکھی تھیں لیکن چونکہ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے وہ خاموش رہے تھے۔ ویسے میں اپنے فرائض کے طور پر آپ کے اس ٹور کی فلم چیک کر رہا تھا کہ میں نے اس قدر لاشیں دیکھیں اس لئے میں نے آپ سے پوچھ لیا۔“ کرنل انتھونی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا آپ وہ فلم مجھے بھیج سکتے ہیں۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ میرا آدمی آپ کے سیکورٹی چیک پوسٹ پر دے دے گا۔ آپ وہاں سے وصول کر لیں“..... کرنل انتھونی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ فوراً بھیج دیں“..... کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے گریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماسٹر بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں ماسٹر“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”کیس باس“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا بھیرے لٹخت

مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا ہن پر بس کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کانگ جیمز۔ اور.....“ کرنل مارشل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

”یس۔ جیمز ایڈجسٹنگ یو باس۔ اور.....“ چند لمحوں بعد جیمز کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر موجود نقشے پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ جلنے لگے۔

”تم کہاں موجود ہو جیمز۔ اور.....“ کرنل مارشل نے غور سے اس نقطے والی جگہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایئر پورٹ پر باس۔ ہم آپ کے حکم پر واپس جا رہے ہیں۔ اور.....“ جیمز نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں نے اس لئے کال کیا تھا کہ تم واپس جا رہے ہو یا نہیں۔ اور ایڈجسٹل.....“ کرنل مارشل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے تیزی سے مشین کے کئی ہن پر بس کرنے شروع کر دیئے اور سکرین پر وہ جگہ جہاں نقطہ جل رہا تھا تیزی سے پھیلنے لگی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کہا۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ یہ تو موسلا ٹی سنٹر کی پہلی چمک، پوسٹ کے قریب، موجود ہیں۔ اوہ۔ ویری۔ اوہ۔ تو یہ۔ یہاں عملے کو رٹا چاہیے ہیں.....“ کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر واپس رکھا اور تیزی سے مڑ کر دوڑتا ہوا واپس لپٹے آئے۔

کے مدافع نظر آتے رہے پھر زولہ ایڈجسٹ کر کے اور پھر اس جگہ کے جہاں کار کا جلنا ہوا اٹھانچے اور دہلی ہوئی لاشیں موجود تھیں۔ کرنل مارشل نے ہاتھ بڑھا کر اس منظر کو روک دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں حریت سے پھٹکتی چلی گئیں کیونکہ اب اسے ایک ٹوٹی ڈوڑار کے عقب میں دو لاشیں پڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں جبکہ تین لاشیں مختلف جھانڈیوں میں پڑی تھیں۔ کرنل مارشل نے پرو جیکٹر کے مختلف ہن پر بس کئے تو سکرین پر اس دیوار کے عقب والا سین کو زاپ میں آتا چلا گیا اور پھر ایک لاش دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ یہ جیمز کی لاش تھی۔ وہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے پرو جیکٹر آف کر دیا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ وہاں موجود تھے۔ ٹھیک ہے۔ اب ان کی فریکوئنسی سے انہیں کور کیا جا سکتا ہے۔“ کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور میز کی دروازے سے لاگ ریج ٹرانسمیٹر نکال کر وہ اندرونی طرف موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ توڑی در بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں تھا جہاں دیوار کے ساتھ تین مختلف سائروں کی مشینیں موجود تھیں۔ اس نے ایک مشین کو آن کیا تو اس کی سکرین روشن ہو گئی۔ کرنل مارشل نے مشین کی مختلف تائیں گھمانا شروع کر دیں اور سکرین پر ڈیگوشیا جبرے کا تفصیلی نقشہ اُبھر آیا۔ اس کے بعد کرنل مارشل نے ٹرانسمیٹر کا لنک اس مشین سے کیا اور پھر اس پر جیمز کی فریکوئنسی

سمجھال لیں گے اور ان کی لاشیں آپ کو بھجوا دیں گے..... کرنل انتھونی نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"لاشیں بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے کرنل انتھونی۔ تم صرف مجھے اطلاع دے دینا۔ میرا آدمی خود جہاز سے پاس پہنچ جائے گا اور سنو۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اس لئے پوری طرح محتاط رہنا....." کرنل مارشل نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں کرنل مارشل۔ البتہ یہ بتائیں کہ یہ کتنے افراد کا گروپ ہے اور اس کی باقی تفصیلات کیا ہیں....." کرنل انتھونی نے کہا۔

"سننا ہی ہے کہ ایک عورت اور چار مردوں کا گروپ ہے۔ لیکن آپ فوراً ان کے بارے میں انتظامات کریں۔ یہ لوگ انتہائی برق رفتاری سے کام کرتے ہیں....." کرنل مارشل نے کہا۔

"اوکے۔ میں انہیں لاشوں میں تبدیل کر لوں پھر آپ سے بات ہو گی....." دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے خبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"ماسٹر بول رہا ہوں....." اس کے نمبر ٹون اور انچارج سیکورٹی کی نمونہ سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں ماسٹر۔ مواصلاتی سنٹر کے ساتھ جو صل ہے اسے بلاک کر دو اور اسے اس وقت تک نہیں کھولنا جب

میں آگیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے فون کا رسیور اٹھایا اور انتہائی تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"لیں۔ پی اے ٹو کمانڈر....." دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں۔ لارچ ویو پراجیکٹ سے۔ کرنل انتھونی سے بات کرؤ۔ جلدی....." کرنل مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیں سر۔ ہولڈ آن کریں سر....." دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل انتھونی بول رہا ہوں....." چند لمحوں بعد کرنل انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"کرنل انتھونی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ جس کی سیکورٹی کے لئے میں یہاں آیا تھا وہ اس وقت جہاز سے سنٹر کی پہلی چیک پوسٹ کے قریب موجود ہے۔ وہ لازماً جہاز کی چیک پوسٹ کو تباہ کر کے پہلے مواصلاتی سنٹر تباہ کرنا چاہتے ہیں اور پھر وہاں سے لارچ ویو پراجیکٹ کی طرف آئیں گے۔ کیا تم ان کا خاتمہ کر سکتے ہو یا میں خود آ کر جہاز سے آدمیوں کو لیڈ کروں....." کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔ کرنل مارشل۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ بلیک ہینسی کے آدمی ہیں لیکن سیکورٹی کے معاملے میں ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ آپ نے اطلاع دی ہے۔ یہ آپ کی مہربانی ہے۔ باقی کام ہم خود

تک میں نہ کہوں..... کرنل مارشل نے کہا۔
 "اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے باس..... ماسٹر نے کہا تو
 کرنل مارشل نے اسے تفصیل بتا دی۔
 "ٹھیک ہے۔ میں نہ صرف نیل ہلاک کر دیتا ہوں بلکہ ریڈ
 الرٹ بھی کر دیتا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اوکے..... کرنل مارشل نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور
 رسیور رکھ دیا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے
 اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سب کار میں سوار زولو لینڈ کے
 مغرب میں واقع ایک سڑک پر سے گزر رہے تھے کہ اچانک ٹرانسمیٹر
 کال آگئی تو عمران نے کار ایک سائیڈ پر روک کر ٹرانسمیٹر جیب سے
 نکالا اور اسے آن کیا اور پھر کال سننے کے بعد اس نے بے اختیار ایک
 طویل سانس لیا۔ اس کے اس طرح سانس لینے پر سائیڈ سیٹ پر
 بیٹھی ہوئی جولیا اور عقبی سیٹ پر موجود اس کے ساتھی بے اختیار
 چونک پڑے۔

"کیا ہوا ہے..... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کرنل مارشل تک اطلاع پہنچ چکی ہے کہ جمیز اور اس کے ساتھی
 ہلاک ہو چکے ہیں اور یقیناً یہ بھی اطلاع مل چکی ہو گی کہ ہم اس وقت
 کہاں موجود ہیں..... لے اب اس چٹیک پوسٹ پر ہمارے خلاف

خصوصی انتظامات کر لئے گئے ہوں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیسے۔۔۔۔۔ تمہیں کیسے یہ سب معلوم ہو گیا۔۔۔۔۔ جو لیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو جمع دو چار کا مطلب یہی ہوتا ہے مس جو لیا۔ اس طرح اچانک کر نل مارشل کی کال آنا اور پھر کوئی خاص بات بھی سنانے نہ آنا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ خصوصی طور پر ہمیں چیک کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی زون زون کی آواز بھی سنائی دے رہے تھی جیسے ٹرانسمیٹر کا لنک کسی بڑی مشین سے کر دیا گیا ہو جو چل بھی رہی ہو اور ایسی مشین کال کی لوکیشن چیک کرنے کی ہی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اگر ایسا ہے بھی ہاں تو کیا جہاز کا مطلب ہے کہ ہم ان انتظامات سے ڈر کر واپس چلے جائیں۔۔۔۔۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ اب ہمیں چیک پوسٹ پر جا کر خود کشی کرنے کی بجائے کوئی پلاننگ کرنا ہوگی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ جو لیا بھی نیچے اتری تو عقبی سیٹ سے اس کے باقی ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

"اندروں سے اسلحہ نکال کر جیسوں میں بھر لو۔ مشین گنیں بھی لے لو اور میزائل گنیں بھی۔ اب ہم نے پیدل آگے بڑھ کر چیک پوسٹ پر حملہ کرنا ہے اور اب ہم دو سائیڈوں میں بت کر جائیں گے۔"

عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔۔۔۔۔ نبھانے یہاں سے چیک پوسٹ کا فاصلہ کتنی ہو۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں یہ معلوم کر چکا ہوں۔ اگلا موڑ مڑتے ہی چیک پوسٹ نظر آنے لگ جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔۔۔۔۔ سائیڈوں پر ظاہر ہے خاردار تاروں کی باز ہو گئی اس سے بھی تو داخل ہوا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ خصوصی انتظامات میں خاردار تاروں کی باز کے پیچھے انتہائی گہری اور چوڑی خندق ہے جس میں زہریلا مواد بھرا ہوا ہے۔ ہمیں بہر حال اس چیک پوسٹ کو کراس کر کے ہی آگے بڑھنا ہو گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن وہاں سے جیب نہ ملی تو ہم مواصلاتی سنٹر تک کیسے پہنچیں گے۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔

"وہاں پہنچ کر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم سب موٹر پر رک جانا۔ میں اکیلا آگے جاؤں گا۔ تم بے فکر رہو۔ میں سب کچھ تمہیں ہنس کر دوں گا۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"اوکے۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تنویر اور جو لیا آگے جائیں گے جبکہ میں صفدر اور کیپٹن شکیل موٹر پر رک جائیں گے اور جہیں کورنگ دیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔۔۔۔۔ مس جو لیا کی بجائے میں ساتھ جاتا ہوں۔"

اور پھر وہ سوچا کہ پہنچ کر رک گئے۔ وہاں سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر
وادی ایک فوجی جیل پرست موجود تھی۔ اس میں دو بخت کمرے تھے۔
ان میں ایک سائین کوئی خاص شخص جھڑپا رہا تھا۔ وہاں دس کے
قریب مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے۔ دو چیمیں بھی وہاں
کر رہے تھے۔ اور پھر عمران کی آنکھوں نے ایک کمرے کی
چست پر لگی ہوئی بیوی مشین گن کی دھماکی ہو موونگ تھی۔ تنویر
اور جو یا بڑے ٹانہ انداز میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
"بھئی! آپ....." اپنا ٹک ایک چمچتی ہوئی آواز سنائی دی تو تنویر
اور جو یا دونوں ٹھٹھک کر رک گئے لیکن انہوں نے ہاتھ نہ اٹھائے
تھے۔

"ہاتھ ادر اٹھاؤ ورنہ....." وہی چمچتی ہوئی آواز دوبار سنائی دی
لیکن دوسرے لمحے یقیناً تنویر اور جو یا اچھل کر سائیڈوں میں ہو گئے
اور اس کے ساتھ ہی میزائل گنوں کے دھماکوں اور انسانی چیخوں
سے فضا کو بجھ گئی۔ اسی لمحے عمران نے بھی میزائل گن کا ٹریگ دکھایا
اور پلک جھپکنے میں ایک کیپول اس کی گن سے نکل کر اس کمرے
کی منڈیر سے جا ٹکرایا جس پر بیوی موونگ مشین گن موجود تھی۔
اوجھر صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی فائر کھول دیا تھا جبکہ تنویر اور
جو یا فائرنگ کرتے ہوئے زگ زبک انداز میں دوڑتے ہوئے آگے
بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے ان کروں کو نشانہ
نہ بنایا تھا جن میں سے ایک کی چھت عمران پہلے ہی اڑا چکا تھا اور چند

"نہیں۔ ایک جوڑے کو بدل آتے دیکھ کر وہ اپنا ٹک فائر نہیں
کھولیں گے اور انہیں قریب پہنچنے کا موقع مل جائے گا۔ بلکہ دوسروں
کو دیکھ کر وہ فوراً فائر کھول سکتے ہیں....." عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔" کہتے ہو تو وہی۔ اب تک سوائے بھاگ
دوڑ اور باتوں کے اور کچھ کیا ہی نہیں..... تنویر نے جو شیلہ بچے میر
کہا تو عمران بے اختیار مسک ادا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور جو یا دونوں
تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ جب وہ کافی فاصلے پر پہنچ گئے تو عمران نے
اپنے ساتھیوں کو ان کے پیچھے پلٹنے کے لئے کہا۔

"ہم نے موڑ پر رک کر ان کو کور کرنا ہے۔ خیال رکھنا۔ ان سے
زیادہ ہمارا کام اہم ہوگا....." عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل
دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔ میزائل گنیں اور مشین گنیں
انہوں نے اپنے دونوں بازوؤں کی سائیڈوں میں اس انداز میں رکھی
ہوئی تھیں کہ دور سے وہ بظاہر نظر ہی نہ آ سکتی تھیں لیکن انہیں وہ
نوری طور پر استعمال بھی کر سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اور جو یا
کران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل تم دونوں سڑک کی دوسری طرف جا
میں اوجھر رہوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی ٹانہ پر موجود ہو۔
نے اس کا خیال رکھنا ہے....." عمران نے کہا تو صفدر اور
شکیل تیزی سے سڑے اور سڑا کر اس کے دوسری طرف پہنچ گئے۔

نظر آ رہا تھا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ عمران نے اس کی آواز ہی نہ سنی تھی اور پھر عمران نے ٹرانسمیٹر کا بین آن کر دیا۔
 "ہیلو۔ ہیلو۔ کر نل انتھونی کالنگ کیپٹن براؤن۔ یہ کیسے دھماکے تھے۔ کیا ہو رہا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ ایک تجتختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن براؤن بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے ویسے ہی اکیڑمین لہجے میں کہا۔
 "اوہ۔ مگر جہاری آواز اور لہجے کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
 "حملہ آوروں نے یہاں میزائل فائر کئے ہیں اس لئے اس کے دھوئیں کی وجہ سے میرا گلا خراب ہو گیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے ان کا۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "وہ پانچ افراد تھے اور پانچوں ہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ ویسے ہمارے بھی چھ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ ہیوی موونگ مشین گن بھی تباہ کر دی گئی ہے اور چھک پوسٹ کے دونوں کمرے بھی میزائلوں سے اڑا دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے بڑا خوفناک اور اچانک حملہ کیا تھا۔ ہمارے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ لوگ ایسا کریں گے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ دیری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کر نل مارشل درست کہہ

لہوں بعد وہاں خاموشی طاری ہو گئی۔ تنویر اور جولیا وہاں پہنچ کر اوہ ادھر دوڑ کر چیکنگ کر رہے تھے اس لئے عمران، کیپٹن شکیل اور صفدر تینوں نے فائرنگ روک دی تھی۔ چند لمحوں بعد تنویر نے آکر دونوں ہاتھ فضا میں اٹھا کر انہیں آنے کا اشارہ کیا تو عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ وہ دوڑ رہے تھے تاکہ جلد از جلد پوسٹ پر پہنچ سکیں۔

"سب کو اڑا دیا ہے یا کوئی زندہ بھی بچا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے قریب جا کر کہا۔

"سب ختم ہو گئے ہیں۔ ویسے اگر تم لوگ اس ہیوی موونگ مشین گن کے پرزے نہ اڑا دیتے تو ہم پلک جھپکنے میں بہت کر دیئے جاتے۔ یہ تو ہمیں نظر ہی اس وقت آئی جب اس کے پرزے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔۔۔۔۔ جو لیائے کہا۔

"اسے چھوڑو۔ اب ہم نے آگے جانے کے بارے میں سوچنا ہے۔

جیپ کو چیک کرو۔ ہم نے فوری نقصان ہے۔ میزائل کے دھماکوں کی آواز وہاں تک پہنچ چکی ہوگی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو اس نے ساتھی جیپ کی طرف بڑھ گئے جبکہ اچانک ایک آدمی کی جیپ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیئے لگیں جو فائرنگ کی وجہ سے سرچکا تھا۔ تو عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اس کی جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس آدمی کی وردی پر اس کے نام کی پٹی موجود تھی جس پر اس کا نام براؤن لکھا ہوا تھا اور وہ سٹارز کے لحاظ سے کیپٹن

ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا کرنل نیچے اترا۔

”یہاں تو ویرانی ہے..... ایک فوجی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود مشین گن نے شعلے اگلے شروع کر دیے۔ پھر اس کے ساتھیوں نے بھی تین اطراف سے ان پر فائرنگ شروع کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے سوائے کرنل انتھونی کے باقی سب افراد سنبھلنے سے پہلے ہی ختم ہو گئے۔ کرنل انتھونی اس طرح منہ کھولے ساکت کھڑا تھا جیسے چابی بھرا کھلونا چلتے چلتے اچانک چابی ختم ہو جانے پر اسی حالت میں رک جاتا ہے۔ شاید اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اسے یہاں اس قسم کی صورت حال پیش آسکتی ہے جبکہ وہ کیپٹن براؤن سے رپورٹ بھی لے چکا تھا جس کے مطابق محمد اور مارے جا چکے تھے۔

”کرنل انتھونی۔ اگر کوئی غلط حرکت کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے..... عمران نے کہا تو کرنل انتھونی اس طرح اچھلا جیسے اچانک بجلی کی رو آ جانے سے آلات جو بجلی کی رو چلے جانے کی وجہ سے رکے ہوئے ہوتے ہیں، کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

”یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تو تم.....“ کرنل انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم وہی پاکیشیائی لمبٹ ہیں جن کی لاشیں چیک کرنے کے لئے جہیں یہاں آنے کی تکلیف دی گئی ہے اور اب میری بات سن لو۔ میں مختصر بات کروں گا اور تم جواب بھی مختصر دینا ورنہ میں ٹریگر دبا

رہا تھا کہ یہ انتہائی خطرناک لمبٹ ہیں۔ ٹھیک ہے۔ تم ان کی لاشیں وہیں رکھو میں خود آ رہا ہوں۔ اور..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ٹراسیڈر آف کر دیا۔

”جیپ کو ابھی رہتے دو۔ کرنل صاحب خود آ رہے ہیں۔ اس سے ہمیں اندرونی صورت حال معلوم ہو جائے گی۔ اس نے کرنل مارشل کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا رابطہ لارنڈ ویو پراجیکٹ سے بھی ہے.....“ عمران نے اپنی آواز میں کہا تو اس کے سامنے جیپ سے ہٹ کر واپس آگئے اور پھر وہ سب ادھر ادھر اس طرح اوٹ میں ہو گئے کہ آنے والے کو ادھر سے نظر نہ آسکیں۔ انہوں نے لاشیں بھی ایک طرف اکٹھی کر لی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے دو فوجی جیسیں تیزی سے آتی دکھائی دینے لگیں حالانکہ چیک پوسٹ کے بعد بھی دور دور تک وسیع میدان تھا۔ اس کے بعد گھٹنا جھنگل تھا اور یہ دونوں جیسیں اس جنگل سے برآمد ہو کر میدان میں دوڑتی ہوئی آ رہی تھیں۔

”ہوشیار۔ ہم نے اس کرنل کو زندہ پکڑنا ہے۔ باقی کا فوری خاتمہ ہونا چاہیے.....“ عمران نے کہا۔ وہ خود مشین گن پکڑے ایک تباہ شدہ کمرے کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی اوٹ میں تھا جبکہ اس کے ساتھی بھی اس طرح مختلف بڑی مھاڑیوں کی اوٹ میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں جیسیں وہاں پہلے سے موجود دھبوں کے قریب آ کر رک گئیں اور ان میں سے مسلح فوجی نیچے اترنے لگے۔ سب سے آخر میں

سرنگیں زمین میں دبا دی گئی ہیں۔ ان لائنوں کا جو زیر زمین ہیں۔ درمیانی فاصلہ صرف دس گز رکھا گیا ہے اور ان کا طول و عرض میں اس طرح جال بکھایا گیا ہے کہ کسی کے نچ ٹپکنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسے ہی کسی آدمی کا قدم کسی بھی لائن پر پڑے گا وہ ایک دھماکے سے گیس بن کر فضا میں غائب ہو جائے گا۔ مواصلاتی سنٹر سے نسل سیکورٹی بلاک کے اندر جا کر نکلتی ہے اور یہ نسل اتنی بڑی ہے کہ اس میں کاریں اور جیپیں بھی چل سکتی ہیں لیکن یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع ملی تھی کہ کرنل مارشل نے یہ نسل اپنی طرف سے بلاک کر دی ہے اس لئے اب درمیان میں کوئی راستہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ کرنل انتھونی نے شاید ارد گرد کے حالات دیکھ کر پوری فرمانبرداری سے سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"تم نے اسے بتایا تھا کہ حملہ آور ہلاک ہو چکے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ پہلے میں خود چیک کرنا چاہتا تھا"۔۔۔۔۔ کرنل انتھونی نے جواب دیا۔

"اب تمہیں ہم سب کو اپنے سٹیشن پر لے جانا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہاں کوئی اجنبی داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں ہر طرف کمپیوٹر کنٹرول ہے"۔۔۔۔۔ کرنل انتھونی نے چونک کر کہا۔ اس کا بچہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

دوں گا اور جہاں لاش بھی ان میں شامل ہو جائے گی۔ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے ہم تمہیں چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ کرنل انتھونی نے کہا۔
"کرنل مارشل کا تم سے رابطہ موجود ہے کیونکہ تم نے کیپٹن براؤن سے بات کرتے ہوئے اس کا حوالہ دیا تھا اور کرنل مارشل لارج ویو پراجیکٹ کا سیکورٹی انچارج ہے جبکہ تم ایکریمن مواصلاتی سنٹر کے سیکورٹی انچارج ہو۔ تم مختصر طور پر مجھے یہ بتاؤ کہ لارج ویو پراجیکٹ میں داخل ہونے کا محفوظ ترین راستہ کون سا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"مواصلاتی سنٹر سے ایک نسل لارج ویو پراجیکٹ تک بنائی گئی ہے۔ یہ پراجیکٹ مواصلاتی سنٹر سے تقریباً چھ سو گز دور ہے اور سمندر کے کنارے کے قریب واقع ہے اور یہ پراجیکٹ انتہائی گھنے جنگل کے اندر تیار کیا جا رہا ہے۔ اس کے گرد ریڈ بلاکس کی چالیس فٹ اونچی چار دیواری ہے اور اوپر سے بھی ریڈ بلاکس کے ساتھ چھت اس طرح بنائی گئی ہے کہ پراجیکٹ مکمل طور پر کور ہو چکا ہے جبکہ سیکورٹی بلاک اس سے سو گز ہٹ کر بنایا گیا ہے جس میں ایک بڑی عمارت ہے اور ساتھ ہی دو چھوٹی چھوٹی عمارتیں ہیں۔ دشمن ہیکنوں کو روکنے کے لئے اس پورے جنگل میں زیر زمین ایسی ریز لائننگ کی گئی ہے کہ یوں سمجھو کہ لاکھوں کی تعداد میں انتہائی خوفناک بارودی

"لیکن کرنل ڈیوک کی جگہ جب کرنل مارشل آیا تو اس کی فینڈنگ تو نہیں ہوئی..... عمران نے کہا۔

"اس کے کوائف پہلے پہنچ گئے تھے اور انہیں باقاعدہ فینڈ کیا گیا تھا..... کرنل انتھونی نے کہا۔

"کیا صرف کوائف فینڈ ہوتے ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ اور ایک مخصوص کوڈ جو کمیونٹر بتاتا ہے۔ جو داخلے کے وقت دوہرانا پڑتا ہے ورنہ راستہ نہیں کھلتا..... کرنل انتھونی نے کہا۔

"جہاز کے مواصلاتی سنٹر میں کتنے فوجی موجود ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"پچاس فوجی ہیں۔ مواصلاتی سنٹر علیحدہ ہے۔ وہ آئو بینک ہے۔

البتہ صرف ایک انجنیئر ہے جو ہمارے ساتھ رہتا ہے۔ انجنیئر ولسن۔

لیکن آج تک اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ ہمارا کام صرف سیکورٹی

کا ہے اور ہمارے بھی علیحدہ بیرکس ہیں ہال نہیں ہے..... کرنل

انتھونی نے جواب دیا۔

"یہ پچاس افراد کیا کرتے ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"مختلف سپاٹس پر شیفٹوں میں پہرہ دیتے ہیں کیونکہ ہمارے

ایریے میں زیر زمین لائٹنگ نہیں ہے..... انتھونی نے کہا۔

"لیکن تم ابھی کسی راستہ کھلنے کی بات کر رہے تھے..... عمران

نے کہا۔

"وہ تو باقاعدہ راستہ ہے۔ دشمن ایجنٹ کسی دوسری جگہ سے بھی

تو اندر داخل ہو سکتے ہیں..... کرنل انتھونی نے جواب دیا۔ عمران

کے ساتھی بھی مشین گنیں اٹھائے اس کے گرد موجود تھے لیکن وہ

سب خاموش کھڑے تھے۔

"کیا کمیونٹر فینڈنگ صرف داخلے کے راستے پر ہے..... عمران

نے پوچھا۔

"ہاں..... کرنل انتھونی نے جواب دیا۔

"کیا مواصلاتی سنٹر اور لارج ویو پراجیکٹ کے درمیان کوئی

رکاوٹ ہے جو نسل بنائی گئی ہے..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کسی سائسی ریز کی دیوار ہے۔ سرخ رنگ کی چادر سی تھی

ہوئی نظر آتی ہے۔ جو اس سے نکل جائے وہ ایک لمحے میں بھسم ہو

جاتا ہے اور ریز کی یہ دیوار کافی بلندی تک ہے..... کرنل انتھونی

نے جواب دیا۔

"سفدر۔ اسے آف کر دو..... اچانک عمران نے کہا تو دوسرے

لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی کرنل انتھونی چیختا ہوا اچھل

کر نیچے گرا اور چند لمحے چڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"میرا خیال تھا کہ تم اسے ساتھ لے جاؤ گے..... جو لیانے کہا۔

"نہیں۔ الٹا یہاں جا کر ہمارے لئے مسئلہ کھڑا کر سکتا تھا۔

وہاں بکھرے ہوئے فوجی موجود ہیں..... عمران نے کہا۔

"تو پھر ہم کیسے آگے بڑھیں گے..... جو لیانے کہا۔

"گن شپ ہیلی کاپٹر یقیناً اندر موجود ہو گا جس پر کرنل مارشل آیا تھا۔ اسے استعمال کریں گے۔ آؤ جیسوں میں بیٹھو۔ ابھی داخلے کا راستہ بھی ہم نے میزائلوں سے کھولنا ہے اور جو بھی نظر آئے اڑا دیتا۔ ہم نے بس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے اور پھر اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہم اس لارج ویو پراجیکٹ میں داخل ہو جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس ہیلی کاپٹر کو تو دوسری طرف بے اڑا دیا جائے گا۔" صفدر نے کہا۔

"ہم اس سیکورٹی آفس کے اندر جا کر اتریں گے۔ ویسے میں کوشش کروں گا کہ اس کے ٹرانسمیٹر پر کرنل مارشل کو کور کر سکوں۔ بہر حال ہم نے مشن تو مکمل کرنا ہے۔ اب جیسے بھی ہو۔" عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ پراجیکٹ تو ریڈ بلاکس سے کور ہے اور چھت بھی ساتھ ہے۔" گیسٹن شکیل نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی ایئر جنسی کے لئے راستہ موجود ہو گا۔ کسی بھی وقت اندر کوئی بھی ایئر جنسی ہو سکتی ہے۔" عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل مارشل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"یس۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں۔" کرنل مارشل نے کہا۔
"ٹاؤ بول رہا ہوں جناب مشین روم سے۔ آپ فوراً یہاں آ جائیں۔ فوراً۔" دوسری طرف سے ٹاؤ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔" کرنل مارشل نے چونک کر کہا۔

"آپ آئیں تو ہسی۔ جلدی کریں انتہائی حیرت انگیز مناظر ہیں۔" ٹاؤ نے کہا تو کرنل مارشل نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

"کیسے مناظر نظر آگئے ہیں اس ٹاؤ کو۔" کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ہال مناکرے میں داخل ہوا۔

”یہ لوگ کچھ بھی کر لیں ہم تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے اور مواصلاتی سسٹمز میں بہر حال ہلاک ہو جائیں گے۔ تم ان کی فلم ساتھ ساتھ تیار کرتے رہو اور جب یہ ہلاک ہو جائیں تو مجھے بتا دینا۔ میں فلم دیکھ لوں گا اور پھر یہ فلم ان کی لاشوں سمیت ایکریڈیا بھجوا دوں گا۔“ کرنل مارشل نے کہا تو ماؤ نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر کرنل مارشل واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دراصل اس طرح عام

”اوہ - اوہ - واقعی یہ وہی گروپ ہو سکتا ہے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر

انسانوں کی طرح کھڑے ہو کر یہ سب کچھ نہ دیکھنا چاہتا تھا اور اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی لارج ویو پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کیونکہ بہر حال انہوں نے مارے تو جانا ہے۔ وہ واپس اپنے آفس پہنچ کر بیٹھ گیا۔ اس نے مزید دراز کھولی اور اس میں سے شراب کی بوتل نکال کر اس نے اسے کھول کر منہ سے لگالیا۔

"یہ کرنل انتھونی بھی اتنی آدمی ہے کہ خود وہاں دوڑتا چلا گیا۔ یقیناً ان لوگوں نے اسے ہلاک کر دیا ہو گا۔" کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہاں۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"باس۔ ان لوگوں نے گن شپ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ یقیناً اس گن شپ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ادھر ہمارے پراجیکٹ میں آئیں گے۔" ٹاؤ نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"اوہ۔ وری بیلے۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر تو فوجی مواصلاتی سنٹر کے تقریباً اندر ہے۔" کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل بعد میں جناب۔ آپ فرمائیں اگر ایسا ہے تو پھر کیا کیا جائے۔" ٹاؤ نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ اس گن شپ ہیلی کاپٹر کو اڑا دو۔ اور کیا کرنا

ہے۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ فوجی ہیلی کاپٹر ہے آپ سے اجازت لے لوں۔" ٹاؤ نے کہا۔

"اسے کسی صورت بھی ہماری سرحد کو اس نہیں کرنا چاہئے۔ کسی صورت بھی۔ میں آ رہا ہوں۔" کرنل مارشل نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ دوڑتا ہوا ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن دروازے کے باہر پہنچ کر وہ رکا اور پھر تیزی سے واپس آ کر اس نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی ہٹن پریس کر دیئے۔

"جوناتھن بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جوناتھن۔ پاکیشیائی ایجنٹ فوجی مواصلاتی سنٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ ایک عورت اور چار مرد۔ یہ لوگ وہاں سے گن شپ ہیلی کاپٹر اڑا کر اس کے ذریعے یہاں داخل ہونا چاہتے ہیں تاکہ ریزیر کو کراس کر جائیں۔ تم اپنے گروپ کو فوراً الرٹ کر دو اور پانچ منٹ کے اندر اندر سٹاگرم شوز جہن کر الرٹ ہو کر بیٹھ جاؤ تاکہ اگر ٹاؤ اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کر سکے تو تم یہ مشن مکمل کر سکو۔" کرنل مارشل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارشل نے

سے پہلے کہ دوسری بار نارگٹ لیا جاتا انہوں نے ہیلی کاپٹر میں موجود فاکس گنوں سے اپنی ایلز کرافٹ گن کو تباہ کر دیا۔ ان کا نشانہ بے حد درست ثابت ہوا..... ٹاؤ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "اب یہ فضا میں کیا کر رہے ہیں"..... کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر بھاگتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ ٹاؤ کے پاس پہنچ چکا تھا۔
 "کیا ہوا ٹاؤ؟..... کرنل مارشل نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہمارے پاس ایک ہی ایٹمی کرافٹ میزائل گن تھی جو انہوں نے تباہ کر دی اور اب یہ لوگ ہیلی کاپٹر میں سوار فضا میں موجود ہیں اور ہمارے پاس دوسری گن ہی نہیں ہے"..... ٹاؤ نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کس طرح یہ لوگ گن شب ہیلی کاپٹر تک پہنچے اور پھر کیسے انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے"..... کرنل مارشل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ واقعی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہوں نے مواصلاتی سنٹر کے گیٹ کو انتہائی طاقتور میزائلوں سے اڑا دیا اور پھر انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی جو فوجی نظر آیا اسے اڑا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ دور دور تک بکھرے ہوئے فوجی اکٹھے ہوتے یا کچھ سمجھ سکتے یہ لوگ گن شب ہیلی کاپٹر تک پہنچ گئے۔ وہاں موجود افراد کو ہلاک کر کے انہوں نے گن شب ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا اور پھر ریز بیرز کر اس کرنے لگے۔ میں نے کمپیوٹر کے ذریعے ان کا نارگٹ لیا لیکن انہوں نے لکھت گن شب ہیلی کاپٹر کو اس طرح نیچے کر دیا کہ کمپیوٹر نارگٹ کے باوجود نارگٹ ہٹ نہ ہو سکا اور پھر اس

"اوپر موجود ہیں اور ساکت ہیں۔ نجانے کیا کر رہے ہیں۔" ٹاؤ نے کہا تو کرنل مارشل کے چہرے پر بھی الجھن کے تاثرات ابھرائے کیونکہ ہیلی کاپٹر واقعی فضا میں معلق نظر آ رہا تھا۔
 "بے فکر ہو۔ آخر یہ نیچے اتریں گے اور پہلے تو یہ نیچے اترتے ہی ہیلی کاپٹر سمیت کسی بارودی سرنگ سے ٹکرا جائیں گے اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو میں نے جو ناکھن گرد پ کو سا گرم شوز سمیت حملے کے لئے بھیج دیا ہے۔ یہ بہر حال بچ کر نہیں جاسکتے..... کرنل مارشل نے کہا تو ٹاؤ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اچانک ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھنے لگا تو ٹاؤ نے بھی چونک کر مشین کی ناپیں گھمانا شروع کر دیں اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر سکریں پر نظر آیا تو دوسرے لمحے ٹاؤ اور کرنل مارشل دونوں یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ ہیلی کاپٹر لارج ویو پراجیکٹ کی چھت پر اترنے جا رہا ہے۔
 "اوہ۔ اوہ۔ یہ وہاں کیوں اتر رہا ہے"..... کرنل مارشل نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"وہاں یہ آسانی سے مارے جائیں گے باس۔ بے فکر رہیں۔ اس

دی گئی ہو۔ چادر اب چھت پر پھیل کر بکھٹ غائب ہو گئی تھی اور اب سکرین صاف تھی۔

”کیا ہوا باس۔“ ناؤ نے وہ مشین آف کر کے واپس آتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کاپڑ جل کر راکھ ہو گیا ہے اور یقیناً چھت پر موجود یہ لوگ بھی ختم ہو گئے ہوں گے۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ یہ ریز صرف لوہے کو جلاتی ہے انسانوں کو نہیں۔ البتہ اب یہ لازماً نیچے آئیں گے اور پھر ان کا شکار آسانی سے کر لیا جائے گا۔“ ناؤ نے کہا۔

”اوہ۔ تم نے واقعی ٹھیک سوچا ہے۔ ہیلی کاپڑ کے جلنے کے بعد اب یہ لوگ لازماً نیچے اتریں گے اور نیچے زبرد لاؤنگ بھی موجود ہے اور جو تھکن کا گرؤپ بھی.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ ہم دونوں کو بھی سنا گرم شو زہین کرواں جانا چاہئے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی جگہ حملہ کر دیں کہ جو تھکن انہیں کور نہ کر سکے۔“ ناؤ نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ پھر.....“ کرنل مارشل نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ البتہ اس کے بھرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے کیونکہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے بچ نکلنے کا ایک فیصد سکوپ بھی باقی نہ رہا تھا۔

ریڈ بلاکس کو یہ ایٹم بم سے بھی نہیں توڑ سکتے..... ناؤ نے کہا تو کرنل مارشل نے اشتباہ میں سر ملادیا اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپڑ پراجیکٹ کی چھت پر اتر گیا۔

”باس ان کا شکار آسانی سے ہو سکے گا۔“ ناؤ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا ایک دوسری مشین کی طرف بڑھا چلا گیا۔

”کیا کرنا چاہتے ہو.....“ کرنل مارشل نے کہا۔
 ”ان پر گورنر ریز فائر کروں گا۔ اس سے یہ ہیلی کاپڑ بھی جل کر راکھ ہو جائے گا۔“ ناؤ نے کہا تو کرنل مارشل نے اس انداز میں سر ملادیا جیسے وہ اس کی تائید کر رہا ہو۔ البتہ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں چھت پر ہیلی کاپڑ کھڑا نظر آ رہا تھا لیکن یہ لوگ نظر نہ آ رہے تھے۔ یا تو وہ لوگ باہر نہ نکلے تھے یا پھر سپاٹ چھت پر دوسری طرف چلے گئے تھے اس لئے چینگنگ کیرے کی ریج میں نہ آ رہے تھے۔

”باس۔ آپ دیکھتے رہیں.....“ ناؤ نے مشین آن کرتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد اس نے مشین کا ایک ہینڈل ایک جھٹکے سے نیچے کی طرف کھینچا تو زون زون کی تیز آوازیں سنائی دیں تو کرنل مارشل نے سکرین پر بکھٹ سرخ رنگ کی چادر سی پھیلتی ہوئی دیکھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے چادر اس ہیلی کاپڑ سے جانکرانی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپڑ اس طرح بھڑک کر جلنے لگا جیسے پٹرول میں آگ لگ

”کسی بھی لمحے ایک ریمن ایئر فورس کے جہاز یا ہیلی کاپٹر یہاں پہنچ سکتے ہیں۔“

جونیانے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ان کی باتوں کا کوئی جواب دیتا اپنا ناک دوسری عمارت کی چھت سے ایک کھنٹ میں سرخ رنگ کی روشنی بجھ کر اور پھر وہ اس قدر تیزی سے پورے علاقے کی فضا میں پھیلی جلی گئی کہ پلک جھپکنے میں پراجیکٹ کی چھت پر پہنچ کر دوسرے کئی ہیلی کاپٹر اس طرح پہنچے لگا جیسے اس پر کسی نے پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی ہو جبکہ روشنی مکمل طور پر چھت پر پھیلنے کے بعد ایک کھنٹ ختم ہو گئی تھی اور اب وہ سب کمرے حریت سے چھت پر موجود چلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہیلی کاپٹر میں موجود اسلحہ انہوں نے اپنی جیبوں میں ڈال لیا تھا ورنہ قایم رہے وہ بھی ساتھ ہی ختم ہو جاتا اور شاید ان کے دھماکوں سے وہ خود بھی زخمی ہو جاتے۔

”یہ کیا ہوا ہے؟“ سب نے حریت بحرے لہجے میں کہا۔
 ”کوئی مخصوص ریز فائر کی گئی ہے جس کا اثر صرف ہیلی کاپٹر پر ہے۔“
 ”بہر حال انہوں نے اپنے طور پر ہمیں سبے دست و پا کر دیا ہے۔“
 ”اب نیچے ریز لائننگ ہیں اور اوپر ہم اور اب ہم کب تک اوپر رہیں گے؟“ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید تشویش تھی۔
 ”تم نے خواہ مخواہ یہاں ہیلی کاپٹر اتار دیا۔ وہاں ان کے سنزریں اتارتے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہاں یہ ریز اس وقت بھی فائر ہو سکتی تھیں جب ہم ہیلی کاپٹر

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت لاریج ویو پراجیکٹ کی ریز بلاکس چھت کے اوپر تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اس وسیع و عریض چھت پر اتار دیا تھا اور اب وہ ساری چھت پر اس طرح گھوم پھر رہے تھے جیسے وہ اتنی دور آئے ہی اس کام کے لئے ہوں۔ ان کا خیال تھا کہ ان بلاکس کے درمیان کہیں نہ کہیں کوئی ایسا رخسہ انہیں نہ جائے گا جس کی وجہ سے وہ اس پراجیکٹ کے اندر کوئی طاقتور وائرلیس بم پہنچا کر اسے فائر کر سکیں گے لیکن چھت اس انداز پر بنائی گئی تھی کہ بلاکس کے درمیان معمولی سی جھری تک نہ تھی اور بلاکس کے درمیان بھی ایئر بلاکس کامیڈیل استعمال کیا گیا تھا۔
 ”عمران صاحب۔ اس ریز لائننگ کا کوئی علاج ہونا چاہئے اور اس طرح چھت پر ہم کب تک پھرتے رہیں گے؟“ صفدر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ کیا ہوا۔ اوہ۔ اوہ۔۔۔۔۔ یکتا عمران

”بچھہ ہٹ جاؤ۔“ بچھہ۔ یہ میزائل فائر کرنے والے ہیں۔“ عمران نے بچھہ پلٹے ہوئے کہا تو اس کے سارے ساتھی اٹھ کر تیزی سے بچھہ پھٹنے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی چھت کے کنارے کے قریب میزائل اُڑ کر گرنے لگے۔ خوفناک دھماکوں سے میزائل پھٹ رہے تھے اور پھر میزائل آہستہ آہستہ مزید آگے گرنے لگے تو عمران سمجھ گیا کہ یہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کافی فاصلے پر تھے اس لئے فوری طور پر ان میزائلوں سے انہیں کوئی خطرہ نہ تھا لیکن عمران سوچ رہا تھا کہ اب انہیں آگے بڑھنے کے لئے کیا کرنا ہوگا کیونکہ ظاہر ہے وہ بری طرح پھنس گئے تھے۔ نیچے اتارنا ان کے لئے

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھلی کی سی تیزی سے کنارے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ اسی لمحے نیچے سے ایک طویل انسانی چیخ سنائی دی تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں سردی کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی کیونکہ یہ تیز چیخ تنویر کی تھی۔ انتہائی کرشناک چیخ۔

کرنل مارشل اور ٹاؤ دونوں پراجیکٹ سے کافی فاصلے پر کھڑے تھے۔ ان کی نظریں پراجیکٹ کی چھت پر لگی ہوئی تھیں لیکن چھت کا معمولی سا کنارہ انہیں نظر آ رہا تھا۔
 "اب کیا کیا جائے۔ نجانے یہ لوگ اوپر کیا کر رہے ہیں۔" کرنل مارشل نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔
 "باس۔ آپ جو تاقصن اور اس کے ساتھیوں کو کال کریں۔ ان کے پاس میزائل گنیں ہیں۔ ان سے اوپر چھت پر میزائل فائرنگ کرائی جائے۔" ٹاؤ نے کہا۔
 "اوہ ہاں۔" کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ یہ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔
 "ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کالنگ۔ اوور۔" کرنل مارشل

”عجیب پرابہم ہے کہ نہ ہم اوپر جاسکتے ہیں اور نہ انہیں کسی طرف ہلاک کر سکتے ہیں۔“..... کرنل مارشل نے کہا۔
 ”جس۔“ آخر یہ لوگ کسی نہ کسی وقت تو نیچے اتریں گے۔“ ناؤ
 سے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک محنت ہیں نا، یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔“
 کرنل مارشل نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات
 ہوئی چنانچہ مشینیں پگھلنے کی آواز دے رہی تھیں اور اس کا
 ایک ساتھی اچھٹے سے نیچے گر رہا تھا۔ وہ اپنے گئے جبکہ اس کے
 دوسرے ساتھی تیزی سے پیچھے ہٹے اور انہوں نے وہاں میرائل فائر
 کرنے شروع کر دیے تھیں ایک بار پھر ایک آدمی جھنجٹا ہوا نیچے گرا۔
 ”یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا مطلب۔“ کرنل مارشل نے اظہار
 ہونے کی جگہ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹکتی چلی
 گئیں کہ اب ایک چھت سے ایک آدمی نے تباہی بانی اور دوسرے
 نے وہ فضا میں اڑنا ہوا ٹھیک اس جگہ آکر یہ مزدنگ کے انداز میں
 ہندو قدم دوڑ کر رک گیا جہاں جو نا تھن اور اس کے ساتھی ابھی تک
 پڑے تھیں رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی جو نا تھن کے دو ساتھیوں نے
 اس کی طرف رخ کر کے میرائل فائر کئے اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی
 انتہائی کر بناک انداز میں جھنجٹا ہوا نیچے گرا۔ ابھی اس کی جھج کی
 بازگشت فضا میں گونج رہی تھی کہ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی
 جو نا تھن کے دونوں ساتھی اچھٹے سے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ اس

نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔
 ”جو نا تھن انڈنگ یو باس۔ اور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے جو نا تھن
 کی آواز سنائی دی۔“

”تم لوگ کہاں موجود ہو۔“ اور۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔
 ”ہم اس وقت درختوں کی اوٹ میں ہیں باس۔ پہلی کاپی ہمارے
 سامنے چھت پر اتر اور اسے آگ لگ گئی۔“ اوپر چند افراد موجود ہیں
 تیار رہیں واضح طور پر انہیں آگ سے دور رکھیں۔ وہ نا تھن نے
 کہا۔
 ”تم اپنے گروپ کو کال کر کے یہاں ہمارے پاس پہنچ جاؤ۔ جلدی
 کرو۔ اور ایئر ال۔“ کرنل مارشل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر
 کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد جو نا تھن اپنے چار
 ساتھیوں سمیت ان کے قریب پہنچ گیا۔

”تم لوگ میرائل چھت پر فائر کرو اور اسی طرح فائرنگ کرتے
 ہوئے آگے بڑھتے جاؤ تاکہ زیادہ سے زیادہ فاصلے تک میرائل فائر ہو
 سکے۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”لیں باس۔۔۔۔۔ جو نا تھن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی اور پھر انہوں نے میرائل فائرنگ شروع
 کر دی اور ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ لیکن ظاہر ہے ایک خاص
 حد تک پہنچ کر انہوں نے فائرنگ بند کر دی تھی کیونکہ اب میرائل
 چھت پر فائر نہیں ہو سکتے تھے جبکہ جو نا تھن اور ناؤ ویس کھڑے تھے۔

گرنے والے آدمی نے جو ناتھن کی مشین گن سنبھالی تھی جس کی فائرنگ ریج کافی تھی۔ اس کا مشین پستل بھی ہاتھ پر ہونے والی مشین گن کی فائرنگ کی وجہ سے اڑ کر کہیں دور جا کر اٹھا جبکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ ریز لائننگ کی وجہ سے سیکورٹی آفس تک زندہ پہنچ ہی نہ سکیں گے۔ یہی سوچتا ہوا وہ دوڑ کر سیکورٹی کے آفس کے دروازے میں داخل ہوا اور اسی انداز میں وہ تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے کرسی پر بیٹھ کر تیزی سے سامنے میز پر پڑی ہوئی مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ ہٹایا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ سیکورٹی آفس کا برونی دروازہ اس نے مشین کی مدد سے غائب کر دیا تھا۔ اب اگر عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طرح سیکورٹی بلڈنگ تک پہنچ بھی جاتے تب بھی وہ کسی صورت اندر داخل نہ ہو سکتے تھے کیونکہ نہ صرف دروازہ غائب ہو گیا تھا بلکہ اس کے اوپر بھی اس طرح چھت دیواروں کے ساتھ مل گئی تھی کہ جیسے پراجیکٹ کی چھت بنی ہوئی تھی۔

”اب میں ان لوگوں کے ریز لائننگ سے ہلاک ہونے کا اطمینان سے قماشہ دیکھوں گا“... کرنل مارشل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ طبع کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں پہنچے اس نے اپنے زخمی ہاتھ کی مینڈیج کی اور پھر دوسرا دروازہ کھول کر وہ ایک بڑے

کے ساتھ ہی ٹیگٹ ناؤ اچھل کر چلتا ہوا پیچھے گرا اور زمین پر گر کر تھپنے لگا جبکہ کرنل مارشل نے بجلی کی سی تیزی سے جھلانگ لگائی اور ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے جیب سے مشین پستل نکالا ہی تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پستل استعمال کرتا ایک بار پھر تڑخا ہٹ کی تیز آوازیں گونجیں اور کرنل مارشل کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی کیونکہ درخت کی اوٹ سے باہر نکلے ہوئے اس کے ہاتھ پر گولیوں کی بارش ہوئی تھی اور نہ صرف مشین پستل اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا بلکہ اس کا ہاتھ بھی آدھا ہو گیا تھا۔ یہ فائرنگ اس آدمی کی طرف سے کی جا رہی تھی جو انتہائی کر بناک انداز میں چیخ کر نیچے گرا تھا لیکن اب وہ جو ناتھن اور اس کے ساتھی کی لاشوں کی اوٹ سے فائر کر رہا تھا جبکہ اوپر چھت کے کنارے پر اسے عمران نظر آیا۔ کرنل مارشل تیزی سے پیچھے ہٹنا چلا گیا۔ وہ اب ہٹنا ہو چکا تھا۔ اس کے سب ساتھی ختم ہو چکے تھے اس لئے اس نے فوری طور پر سینکڑ عمارت میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ اس انداز میں پیچھے ہٹ رہا تھا کہ مشن گن کی گولیوں کی زد میں نہ آسکے اور جب اس کے خیال کے مطابق وہ مشین گن کی ریج سے باہر آگیا تو وہ تیزی سے مڑا اور انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا عمارت کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس کا ہاتھ زخمی تھا اور خون بہہ رہا تھا لیکن اس وقت اسے صرف اپنی جان بچانے کی فکر تھی کیونکہ اس کے پاس اب ناؤ کا مشین پستل تھا جو اس نے اٹھا لیا تھا جس کی فائرنگ ریج بے حد کم تھا جبکہ اوپر

یہ لوگ سیکورٹی آفس تک پہنچنے سے پہلے ہی ریز لائننگ کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے لیکن انہوں نے سنا گرم شوز پہنچ لئے تھے اس لئے اب ریز لائننگ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی اور وہ ان شوز کی وجہ سے پورے علاقے میں اطمینان سے گھوم پھر سکتے تھے اور یہاں وہ اکیلارہ گیا تھا اور اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ یہاں سے ان پر نہ کوئی حربہ استعمال کر سکتا تھا اور نہ ان پر فائرنگ کھول سکتا تھا اور سیکورٹی آفس اور پلٹھ سیکورٹی بلڈنگ بہر حال ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی نہیں تھی اس لئے اسے بموں سے اڑایا جا سکتا تھا اس لئے اس کے پاس آخری چارہ کار یہی رہ گیا تھا کہ وہ خود امیر بنسی وے کے ذریعے سیکورٹی آفس سے پراجیکٹ میں داخل ہو جائے اور پھر وہاں کے سیکورٹی ونگ کی مدد سے وہ ان کا خاتمہ کر سکے کیونکہ پراجیکٹ کے اندر ایسے آلات پہلے سے نصب شدہ تھے لیکن کرنل ڈیوک نے پراجیکٹ کے اندر رہنے کی بجائے باہر سیکورٹی آفس اور سیکورٹی بلڈنگ بنائی تھی تاکہ وہ پراجیکٹ کے انجینئروں سے ہٹ کر علیحدہ رہ سکے اور کرنل ڈیوک کے جانے کے بعد کرنل مارشل نے جب چارج سنبھالا تھا وہ بھی یہیں رہ گیا تھا کیونکہ اس آفس سے اسے حفاظتی انتظامات کی جو فائل ملی تھی اسے پڑھنے کے بعد اسے سو فیصد یقین تھا کہ اول تو کوئی غیر متعلقہ آدمی پراجیکٹ ایریے میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر ہو بھی جاتا تو لازماً ریز لائننگ کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے گا اور اگر نہ ہو تو یہاں سے ان کے خلاف ہر حربہ استعمال کیا

پہنچ گیا جہاں دیوار کے ساتھ دو مشینیں موجود تھیں۔ اس نے ایک مشین کے سامنے پہنچ کر اسے آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کے اوپر سکرین روشن ہو گئی۔ اس نے مشین پر موجود مختلف نابین گھمانا شروع کر دیں اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر منظر تیزی سے تبدیل ہوتے چلے گئے اور پھر ایک منظر سکرین پر ابھرتے ہی کرنل مارشل نے ہاتھ ہٹا لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بری طرح اچھل پڑا کیونکہ اس نے جو ناٹھیں اور اس کے ساتھی والی بنگ پر عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو بڑے اطمینان سے کھڑک دیکھا تھا۔ وہ سب جھٹ سے نیچے اتر چکے تھے اور پھر عمران اور اس کے ساتھی جب جو ناٹھیں اور اس کے آدمیوں کی مشین گئیں اٹھائے بڑے اطمینان سے آگے بڑھنے لگے تو کرنل مارشل ایک بار پھر اچھل پڑا کیونکہ اس بار اس نے دیکھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں سنا گرم شوز موجود تھے اور یقیناً یہ شوز انہوں نے جو ناٹھیں اور اس کے ساتھیوں کے پیروں سے اتارے ہوں گے۔

”ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو انتہائی خطرناک ہیں۔“ جانے یہ اوپر سے نیچے آتے ہوئے ریز لائننگ پر کیوں نہیں گرے۔ یہ تو ابھی سیکورٹی آفس کو بموں سے اڑا دیں گے۔ ویری بیڈ۔ ناو بھی ہلاک ہو گیا ہے اور جو ناٹھیں اور اس کا گروپ بھی۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے پراجیکٹ میں شفٹ ہونا پڑے گا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔“ کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب تک اسے اطمینان تھا کہ

دیتے۔

ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل مارشل کاننگ پراجیکٹ انچارج ڈاکٹر روزم۔ اور..... کرنل مارشل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔
 اہل۔ ڈاکٹر روزم کاننگ یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں سپیشل
 لاننگ پر کال کی ہے۔ اور..... چند لمحوں بعد مشین سے ایک
 بخاری سی آواز سنائی دی۔

ڈاکٹر روزم۔ میں سیکورٹی آفس سے بول رہا ہوں۔ دشمن
 ایکٹس یہاں پہنچ چکے ہیں اور سیکورٹی کے تمام لوگ ختم کر دیے گئے
 ہیں اس لئے ڈاکٹر روزم پراجیکٹ اور سیکورٹی آفس کے درمیان
 موجود سپیشل وے کو اندر سے کھلا جائے تاکہ میں پراجیکٹ میں پہنچ
 کر ان دشمن ایجنٹوں کا خاتمہ کر سکوں۔ اور..... کرنل مارشل
 نے تیز لہجے میں کہا۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی
 پراجیکٹ ایریا میں داخل ہو اور سب کو ختم کر دے۔ اور..... دوسری
 طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں ڈاکٹر وہ کرو۔ یہ وقت تفصیل بتانے کا نہیں
 ہے۔ جلدی کھولو۔ تفصیل بعد میں بتاتا رہوں گا۔ اور..... کرنل
 مارشل نے حلق کے بل جھنجھٹے ہوئے کہا۔

سپیشل کوڈ دوبارہ۔ اور..... ڈاکٹر روزم نے سخت لہجے میں
 کہا۔

جاسکتا ہے لیکن یہاں کونٹینن ایسی بن گئی تھی کہ وہ لوگ ہیلی کاپٹر
 کی مدد سے اندر داخل ہوئے۔ ہیلی کاپٹر انہوں نے پراجیکٹ کی
 چھت پر اتار دیا۔ اس نے کسی کاپٹر تو ریز کی مدد سے جھلانے کے علاوہ
 وہ ان کے خلاف ہر کچھ نہ کر سکتا تھا اور اس نے جو ناقص اور اس
 سے گروپ کو فوجانہ لوگوں کے ماتھے کے بلوایا تھا اور پھر وہ خود ٹاؤ
 کے ساتھ ان کی ہلاکت کا مشاہدہ دیکھنے لگا اور نتیجہ یہ کہ سٹاکرم شوز
 عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئے اور کرنل مارشل کے
 علاوہ ٹاؤ سمیت اس کے سب ساتھی ختم ہو گئے اور مشینری انچارج
 ٹاؤ تھا۔ کرنل مارشل صرف چیکنگ مشینری کو آپریٹ کر سکتا تھا
 لیکن فائرنگ مشینری کے بارے میں اسے کچھ معلوم نہ تھا اس لئے
 اس نے پراجیکٹ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس
 نے مشین آف کی اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے سے نکل کر اپنے
 مخصوص کمرے میں پہنچا اور پھر اس نے دیوار میں نصب ایک الماری
 کھول کر اس کی دیوار میں موجود ایک بٹن کو پریس کیا تو الماری کے
 پت تیزی سے گھوم کر سائڈ میں ہو گئے۔ اب الماری میں ایک راستہ
 سا بن گیا تھا۔ دوسری طرف ایک کمرہ تھا۔ کرنل مارشل اس راستے
 سے گزر کر دوسرے کمرے میں پہنچا۔ اس نے الماری بند کی اور پھر وہ
 وہاں موجود ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کے نیچے
 حصے میں موجود بٹن پریس کئے تو مشین میں یلکھت جیسے زندگی کی لہ
 سی دوڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیدھا ہوا کر دو بٹن پریس کر

"زیر وون۔ زیر وایون۔ اور"..... کرنل مارشل نے کہا۔

"ایکسپریسیشن نوڈ ہر اوڈ اور"..... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ سخت لگنے میں کہا گیا۔ شاید کرنل مارشل کے لئے اور اندازہ ڈاکٹر روزم سے برائیا تھا اس لئے اس کا جگر ٹھکتا ہوا تھا۔

"ایکسپریسیشن نوڈ براؤن لائٹ۔ اور"..... کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ سپیشل وے صرف پانچ منٹ کے لئے کھلا جاسکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ آپ تو ہی ایس وے کے دروازے پر پہنچ جائیں۔ اور ایڈمٹ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ان طرف سخت لگنے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز انا بند ہو گئی تو کرنل مارشل نے اچلی کی سی جیڑی سے مشین کو آف کیا اور پھر دوڑتا ہوا ساتھ میں ٹولی ریزو کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد سر کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ درمیان سے پھٹ کر سائیڈز میں ہو گئی تو دوسری طرف کسی وحشت کی جیڑی ہوئی مثل نظر آ رہی تھی۔ کرنل مارشل اس مثل میں داخل ہوا اور پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر روزم غصہ کھا چکا ہے اس لئے وہ اچانک مثل بند کر سکتا ہے اور اس طرح وہ ہمیشہ کے لئے بھینس بھی سکتا ہے۔ اس لئے وہ چلنے کی بجائے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کھلے دروازے پر پہنچ گیا۔ یہ دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ اس دروازے

میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک اسے عقب میں سر کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دیوار میں موجود دروازہ بند ہو گیا اور کرنل مارشل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ بس وہ صرف چند لمحے پہلے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا ورنہ اس ڈاکٹر روزم نے اسے مروا دیا تھا۔

"اب میں سب سے پہلے اس ڈاکٹر روزم کو اپنی اہمیت بتاؤں گا"..... کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیز قدم اٹھاتا اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس دروازے کی دوسری طرف راہداری تھی جس کا اختتام ایک بڑے ہال مناکرے میں ہوا تھا۔ اس کمرے کے دروازے پر سیکورٹی مشین ہال کی تحقی لگی ہوئی تھی۔ ہال کا دروازہ بند تھا۔ کرنل مارشل نے دروازے کی سائیڈز پر موجود فون پیس اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"ہیس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔ جسے اسے یقین نہ آیا ہو کہ اس فون کی گھنٹی بج سکتی ہے۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں۔ کمپین مرنی"..... کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ ہیں دروازے پر"..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ہاں۔ میں سپیشل وے سے آیا ہوں۔ اب میں یہیں رہ کر باہر

”یس باس“..... کیپٹن مرفی نے کہا اور کرنل مارشل کے پیچھے

اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ چھوٹی سی راہداری کے اختتام پر ایک کافی بڑا کمرہ تھا جسے انتہائی جدید اور خوبصورت انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ وہ ہی آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”بیٹھو کیپٹن مرفی“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے لیکن ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”چیف جیسٹن بول رہا ہوں کرنل مارشل“..... دوسری طرف سے بلیک بجنسی کے چیف کی کرخت آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ یس باس“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”مجھے ابھی ابھی ڈاکٹر روزم نے سپیشل کال کر کے بتایا ہے کہ تم سیکورٹی آفس اور سیکورٹی ونگ کو چھوڑ کر پراجیکٹ سیکورٹی آفس

میں آگئے ہو اس لئے میں نے جہاں کال کی ہے۔ یہ کیا سلسلہ ہے۔ تم نے ڈاکٹر روزم کو بتایا ہے کہ دشمن ایجنٹ پراجیکٹ ایریا میں

موجود ہیں اور وہاں موجود تمہارے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس باس۔ میں آپ کو کال کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ کی کال آ

کے حالات کو کنٹرول کروں گا۔ دروازہ کھولو“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل مارشل نے رسیور واپس ہک میں لٹا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تو کرنل مارشل اندر داخل ہو گیا۔ اس پورے ہال میں چاروں طرف عجیب و غریب ساخت کی مشینیں نصب تھیں لیکن یہ سب مشینیں بند تھیں۔ ایک طرف ساتھ ہی شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر سفید اور آل تھا۔ یہ کیپٹن مرفی تھا۔ اسسٹنٹ سیکورٹی آفیسر۔

”آئیے باس۔ خوش آمدید“..... کیپٹن مرفی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو کیپٹن مرفی۔ اکیلے رہ کر بور تو نہیں ہوئے۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ بوریت کیسی۔ ڈیوٹی از ڈیوٹی“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس ہال بنا کرے کے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ اس کے سیکورٹی آفس کا دروازہ تھا۔

”آؤ میرے ساتھ۔ تم سے تفصیل سے بات ہو گی“..... کرنل مارشل نے دروازہ کھولتے ہوئے مڑ کر کیپٹن مرفی سے کہا۔

صورت تباہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے آپ بے فکر رہیں باس۔ اب ان کی لاشیں ہی پراجیکٹ پر پڑی نظر آئیں گی..... کرنل مارشل نے کہا۔

”عمران ایسا ہی آدمی ہے کرنل مارشل کہ وہ ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ مشن کے دوران قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں لیکن اب ان کا خاتمہ بہر حال تم نے کرنا ہے۔“ جیف نے نرم لہجے میں کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باس۔ اب وہ بچ کر کہیں نہیں جاسکتے کیونکہ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ اب تو وہ پھنس گئے ہیں..... کرنل مارشل نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اور کچھ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“ سب اوکے ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں..... کرنل مارشل نے کہا۔

”وش ہو گڈ لک۔ میں کامیابی کی خبر سننے کا شدت سے منتظر رہوں گا۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب کیا ہو گیا ہے باس“..... سلسلے بیٹھے ہوئے کپٹن مرفی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ بھی سلسلے بیٹھا ہوا ساری تفصیل سن رہا تھا۔

”یہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی ناممکن کو ممکن بنا لیتے ہیں۔“

گئی..... کرنل مارشل نے کہا اور اس نے مواصلاتی سنٹر کی پہلی چیک پوسٹ کے قریب عمران کو کال کرنے اور اس کی چیکنگ سے لے کر کرنل انٹھونی کو کال کر کے ہوشیار رہنے اور اندر سے پراجیکٹ کی نفل کو ہلاک کرنے اور پھر اچانک جیب کا مواصلاتی سنٹر کے داخلہ گیٹ کے قریب پہنچنے اور پھر ان کا گن شپ ہیلی کاپٹر کو مدد سے پراجیکٹ کی چھت پر اترنے سے لے کر اپنے یہاں پہنچنے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔ اس نے کوئی بات نہ چھپائی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جیف کے اپنے ذرائع بھی ہوتے ہیں اس لئے اگر اسے دوسرے ذرائع سے حقائق کا علم ہو گیا تو پھر اس کو کورٹ مارشل سے کوئی نہ بچاسکے گا۔

”دہری بیٹ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب پراجیکٹ ایریا عمران اور اس کے ساتھیوں کے قبضہ میں ہے اور تم بے بس ہو چکے ہو۔“ دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”باس۔ سنا گرم جوتوں کے ان کے قبضے میں آ جانے کا تو مجھے تصور تک نہ تھا۔ میرے ذہن میں بھی یہ نہ تھا کہ وہ سنا گرم شوڈ کے بارے میں جانتے ہوں گے لیکن باس۔ وہ لوگ پراجیکٹ میں تو کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے جبکہ یہاں سے میں ان سب پر آسانی سے قیامت توڑ سکتا ہوں۔ ویسے بھی اب پراجیکٹ اور سیکورٹی آفس کے درمیان سپیشل راستہ بھی بند ہو چکا ہے۔ اب وہ لاکھ ٹکریں مار لیں وہ بہر حال اندر تو داخل ہو ہی نہیں سکتے اور پراجیکٹ کو کسی

"اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم واپس چلے جائیں۔ کرنل مارشل تو گدھے کے سرے سینک کی طرح غائب ہو گیا ہے"..... ایک آواز سنائی دی تو کرنل مارشل بے اختیار چونک پڑا۔ وہ عمران کی آواز پہچانتا تھا۔

"لیکن کیا اس پراجیکٹ کو ایسے ہی چھوڑ دیں"..... ساتھ کھڑی ہوئی عورت کی آواز سنائی دی۔

"تو اور کیا کریں۔ اس پر تو ایسٹ ہم بھی مار دیں تب بھی یہ نہیں کھل سکتا۔ آؤ چلیں"..... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی واپس مڑ گئے۔

"کیا تم ان پر کوئی سائنسی حربہ استعمال کر سکتے ہو"..... کرنل مارشل نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اس کے لئے ہمیں پراجیکٹ کو کھولنا پڑے گا۔" کیپٹن مرفی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ رسک نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن یہ لوگ اب واپس جا رہے ہیں۔ تم انہیں کس ریج تک چیک کر سکتے ہو"..... کرنل مارشل نے کہا۔

"چینگ ریج تو خاصی وسیع ہے لیکن اگر فاصلہ زیادہ ہو گیا تو آواز کیچ نہ ہو سکے گی"..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں ہی کیچ کرتے رہو تاکہ معلوم تو ہو کہ یہ کہاں اور کیسے جاتے ہیں"..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی

بہر حال اب ہم دونوں نے مل کر ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ میں نے تمہیں بلایا ہی اسی لئے تھا"..... کرنل مارشل نے کہا۔

"جیکے تو انہیں چیک کرنا پڑے گا کہ یہ کہاں موجود ہیں اور کس پوزیشن میں ہیں۔ آئیے میرے ساتھ"..... کیپٹن مرفی نے کہا اور پھر وہ دونوں آفس سے نکل کر اس بڑے ہال مناکرے میں پہنچ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہی اندر سے شیشے والے کمرے میں موجود تھے۔ یہاں کنٹرولنگ مشین موجود تھی جس کی مدد سے ہال میں موجود تمام مشینری کو آپرٹ کیا جاسکتا تھا۔ کرنل مارشل تو ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ کیپٹن مرفی نے مشین کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہال میں بیک وقت دو مشینیں خود بخود جاگ اٹھیں اور پھر کنٹرولنگ مشین پر موجود ڈی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس سکرین پر پراجیکٹ کے بیرونی مناظر نظر آرہے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ فرنٹ ایریے میں موجود ہیں"..... کرنل مارشل نے کہا۔ سکرین پر عمران اور اس کے ساتھی خود کار مشینری کے سیکورٹی ونک کے عقب میں پراجیکٹ کی ریڈ بلاکس دیوار کے قریب کھڑے تھے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"کیا ان کی آوازیں کیچ نہیں ہو سکتیں"..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"جو سکتی ہیں جناب"..... کیپٹن مرفی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے کئی اور بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

پڑے گا۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”وہ ہو جائے گی باس۔ ویسے ان لوگوں کا کوئی پتہ نہیں۔ یہ رات کو خاموشی سے واپس بھی آ سکتے ہیں اس لئے آپ ابھی یہیں رہیں۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے مشین کو آپریٹ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ویسے بھی میں نے یہیں رہنا ہے۔ باہر میں اکیلا رہ کر کیا کروں گا۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین بند ہو گئی تو کرنل مارشل اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل اور کیپٹن مرفی دونوں چونک پڑے کیپٹن مرفی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یس۔ کیپٹن مرفی بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔ اسی لمحے کرنل مارشل نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”ڈاکٹر روزڈم کانگ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر روزڈم کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس ڈاکٹر۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”لائگ وے آؤٹ چیکنگ ریز تم نے آن کی تھیں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر روزڈم نے کہا۔

”یس سر۔ ہم دشمن ہتھیاروں کو چیک کر رہے تھے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”ہم کون۔۔۔۔۔ ڈاکٹر روزڈم نے کہا۔

”کرنل مارشل اور میں۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

نے اشیاں میں سر ملادیا اور پھر وہ سکرین دیکھتے رہے۔ عمران اور اس کے ساتھی سیکورٹی ونگ کی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ ایک لحاظ سے ناک کی سیدھ میں جا رہے تھے۔ پھر جنگل ختم ہو گیا اور کھلا میدان آگیا جس کے باہر گہری خندق اور اس کے بعد اونچی خاردار تاروں کی باز موجود تھی۔ اچانک ان میں سے ایک آدمی نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور اس کے ساتھ ہی کرنل مارشل نے اس آدمی کے ہاتھ سے کوئی چیز نکل کر خاردار تاروں سے ٹکراتی دیکھی۔ اس کے ساتھ ہی خاردار تاروں کا ایک کافی بڑا حصہ ٹوٹ پھوٹ کر ایک طرف جا گرا۔ دوسرے لمحے عمران تیزی سے دوڑا اور اس نے لائگ بمپ کے انداز میں جھلانگ لگائی اور جوڑی اور گہری خندق جس میں زہریلا پانی بھرا ہوا تھا، پار کر کے وہ دوسری طرف پہنچ کر جلد قدم دوڑتا رہا اور پھر رک گیا۔

”یہ واقعی انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔۔۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور پھر ایک ایک کر کے اس عورت سمیت عمران کے سب ساتھی اسی طرح لائگ بمپ کے انداز میں خندق کو اس کر کے دوسری طرف پہنچ گئے اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ پھر اچانک وہ ریخ سے باہر نکل گئے اور سکرین پر نظر آنے بند ہو گئے۔

”باس۔ ریز کی ریخ یہیں تک رکھی گئی تھی۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”یہ تو بہر حال دفع ہو گئے ہیں لیکن اب اس باز کو ٹھیک کرانا

راست صدر ایگری میا سے کرنا پڑے گی۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں۔ لیکن اگر دشمن ہتھنوں نے کوئی گل کھلادیا تو پھر۔۔۔ کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”اس کی ذمہ داری میری۔ وہ لاکھ ٹنکریں مار لیں کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور رسیور کریڈل پر چڑھا۔

”اس چیف انجینئر کو معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا وہ اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا جبکہ کیپٹن مرنی وہیں رک گیا تھا۔ آفس میں پہنچ کر کرنل مارشل نے چیف سے رابطہ کیا اور پھر عمران وغیرہ کی چیکنگ کے ساتھ ساتھ اس نے ڈاکٹر روزم کے احکامات کی تفصیل بتا دی۔

”ڈاکٹر روزم درست کہہ رہا ہو گا کرنل مارشل۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وجہ سے مشینری کو نقصان پہنچ جائے۔ تب ساری ذمہ داری ہم پر آن پڑے گی اس لئے تم خاموش ہو جاؤ۔۔۔ چیف نے کہا۔

”لیکن چیف۔ آپ جانتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں کم از کم انہیں نظروں میں تو رکھنا ہی چاہئے۔“
کرنل مارشل نے کہا۔

”کرنل مارشل موجود ہیں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں سر۔۔۔ کیپٹن مرنی نے کہا۔
”انہیں رسیور دو۔۔۔ ڈاکٹر روزم نے کہا تو کیپٹن مرنی نے رسیور کرنل مارشل کی طرف بڑھا دیا۔
”میں۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں۔۔۔ کرنل مارشل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کرنل مارشل۔ آپ باہر موجود دشمن ہتھنوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ وہ کچھ بھی کر لیں پراجیکٹ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ لیکن آپ چیکنگ مشینری کو اب آن نہیں کریں گے کیونکہ اس وقت پراجیکٹ میں انتہائی نازک مشینری کی تنصیب ہو رہی ہے اور چیکنگ مشینری کے آن ہونے سے درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے پراجیکٹ کی مشینری کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس مرطے پر اگر اس مشینری کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو کھربوں ڈالرز کے اس پراجیکٹ کا کیا بنے گا۔۔۔ ڈاکٹر روزم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیکنگ مشینری سے آپ کی مشینری کا کیا تعلق۔۔۔ کرنل مارشل نے کہا۔

”میں چیف انجینئر ہوں کرنل مارشل اور آپ ایک ایجنٹ ہیں۔ جو کچھ مشینری کے بارے میں مجھے معلوم ہے آپ نہیں جانتے اس لئے جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کیجئے ورنہ مجھے آپ کی شکایت

تم بے فکر رہو۔ میں ڈاکٹر روز دم سے بات کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی وہ تمہیں جینٹنگ کی اجازت دے دے گا لیکن فی الحال تمہیں اس کی بات ماننا پڑے گی اور ویسے بھی جب پراجیکٹ میں داخل ہونے کا کوئی راستہ ہی نہیں تو پھر عمران اور اس کے ساتھی کیا کر لیں گے..... چف نے کہا۔

”اوکے - ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں.....“ کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب وہ مزید کچھ نہ کر سکتا تھا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس بار واقعی شکست کھا لئے ہیں۔“..... کیپٹن شکیل نے اچانک استہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس بار کیا مطلب۔ کیا پہلے کبھی میں کامیاب ہوا ہوں۔ مجھے تو دہنیں کہ کبھی حصد رنے خطبہ نکال دیا کرو اور سب جو لیانے میں بارہاں کہا ہو۔“..... عمران نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سب اس وقت درختوں کے ایک، چھند میں موجود

”کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ اس بار جس
 دواز میں آپ واپس ہوئے ہیں اسے شکست کے علاوہ اور کیا کہا جا
 سکتا ہے.....“ صفدر نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”میں نے تو اس لئے بات نہیں کی تھی کہ عمران اسے ذاتی رنگ
 سے لے گا ورنہ.....“ تنویر نے کہا۔

تھی۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔

”کیا اس طرح ریڈ بلاکس ہٹ جائیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفر خاموش ہو گیا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اگر ہم تمام میگا بموں کو اکٹھا کر کے فائر کر دیں تو ریڈ بلاکس کو توڑا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں۔ تمام میگا بم مل کر بھی ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے زیادہ طاقتور نہیں بن سکتے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن پھر آپ نے چانک اس طرح واپسی کی بات کیوں کی۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔

”تو پھر ہم وہاں بیٹھ کر کیا گانے گاتے۔ جب کام ہی نہیں ہو رہا تو ٹھیک ہے واپس چلتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے ہم پر چیکنگ ریز فائر کی جارہی تھیں اس لئے عمران نے واپسی کی راہ اختیار کی ہے۔۔۔۔۔ جولیانے کہا تو نہ صرف عمران کے ساتھ ہی بے اختیار چونک پڑے بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔

”چیکنگ ریز۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔ صفر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرا خیال ہے کہ ایسا ہی تھا کیونکہ میں نے چیکنگ ریز کی مخصوص نیلاہٹ فضا میں چیک کی تھی اور میں نے دیکھا کہ اسی

”عمران نے جو کچھ کیا ہے سوچ کچھ کر کیا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ تم لوگ کسی بات کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ اچانک خاموش بیٹھی جولیانے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا تیرا مارا ہے عمران نے۔ چلیں آپ بتائیں۔۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا چلو تم بتاؤ کہ اگر عمران واپس نہ آتا تو تم کیا کرتے۔ پراہیتک میں داخل ہونے کے لئے جہازے ذہن میں کیا پلاننگ تھی۔ بتاؤ۔۔۔۔۔ جولیانے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا جبکہ عمران خاموش بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

”ہیڈر عمران ہے۔ تجویز اس نے سوچنی ہے۔ ہم نے نہیں سوچنی۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”ہمیں تسلیم ہے کہ مس جولیا کہ بظاہر کوئی راستہ نہیں تھا۔ ہم نے سیکورٹی کی عمارتوں کو بھی بموں سے اڑا دیا لیکن کوئی راستہ نہیں مل سکا اور ریڈ بلاکس کی دیوار کی جڑیں کھود کر چیک کر لیں لیکن نجانے وہ کتنی گہرائی تک بنائی گئی تھیں۔ لیکن بہر حال کوئی نہ کوئی راستہ ہو گا۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ بغیر آکسیجن کے اندر کام کر رہے ہوں۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔

”چلو فرض کیا ایسے سوراخ وہاں موجود ہوں گے جن سے آکسیجن اندر جاتی ہوگی تو پھر۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”پھر اس سے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کی جاسکتی

”عمران صاحب۔ نیلاہٹ تو میں نے بھی محسوس کی تھی لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ چیکنگ ریز کی وجہ سے ہے۔“ صفر نے کہا۔

”بہر حال اب بہت باتیں ہو گئی ہیں۔ اب اصل بات کی طرف آ جائیں تو بہتر ہے کیونکہ اس مشن میں اگر خصوصی سوچ بچار نہ کی گئی تو پھر شکست کا لفظ چاہے کتنا تلخ ہی بھی بہر حال حلق سے نیچے اترنا ہی پڑے گا۔“ عمران نے ٹیگٹ سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”آپ کے ذہن میں لازماً کوئی پلاننگ ہو گی۔“ صفر نے کہا۔

”نہیں۔ یہی پلاننگ سوچنے کے لئے تو مجھے واپس آنا پڑا ہے۔ وہاں ہم پر کسی بھی لمحے کوئی سائنسی حربہ استعمال ہو سکتا تھا اس لئے مجبوراً مجھے ان کی رینج سے باہر آنا پڑا ہے۔ اب یہ بات تو طے ہے کہ کرنل مارشل کسی نہ کسی ذریعے سے پراجیکٹ کے اندر چلے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ہم اس ذریعے کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں یا تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس ذریعے کا سراغ ہی ختم کر دیا گیا ہو۔ بہر حال اب وہ باہر موجود نہیں ہے لیکن پراجیکٹ کے گرد چار دیواری اور اس کی چھت ریڈ بلاکس کی ہے۔ ریزلائٹنگ کو تو ان سٹراکمر شوز نے شکست دے دی لیکن اس پراجیکٹ کو جب تک تباہ نہ کیا جائے گا یا اندر سے فارمولا حاصل نہ کیا جائے اس وقت تک ہم

وقت عمر میں نے واپسی کے لئے کہہ دیا۔ میں اس لئے خاموش رہی کہ شاید ہماری آواز اندر تک پہنچ رہی ہو۔“ جولیانے کہا۔

”اوہ جولیانہ۔ تم نے مجھے بھی حیران کر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ واقعی اچانک چیکنگ ریز فضا میں فائر ہوئیں اور اس کے بعد میں نے واپسی کی بات کر دی اور یہ ریز ان خدق کو کراس کر لینے کے کافی فاصلے تک فضا میں رہیں اور پھر ختم ہو گئیں۔“ عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”کس جولیانہ جب جذبات سے باہر آجائیں تو پھر ان سے زیادہ ہو شیار اور تیز ایجنٹ اور کوئی نہیں ہوتا۔“ صفر نے کہا۔

”تم سپر ایجنٹ ہو۔ تنویر ڈیشنگ ایجنٹ اور کیپٹن شکیل پاور ایجنٹ لیکن تمہیں اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا جبکہ سچ جیسے بے چارے ایجنٹ نے اسے چیک کر لیا اور جولیانہ تو سرے سے ایجنٹ ہی نہیں ہے اس کے باوجود اس نے بھی اسے چیک کر لیا۔ تم سب القابات رکھنے والے ایجنٹوں کو شرم آنی چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم مجھے سیکرٹ سروس میں شامل نہیں سمجھتے۔“ جولیانہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے اپنے آپ کو ایجنٹ کہنے کی بجائے اس پیرائے میں بات کی تھی۔

”تم تو ڈپٹی چیف ہو۔“ عمران نے کہا تو جولیانہ بے اختیار ہنس پڑی۔

جذبائی کر دیتی ہے ورنہ اس وعدے کے جو حتمیہ تھے۔۔۔۔۔
 دیتا۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان وعدوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ صرف باتیں
 ہیں اور باتیں بے شک تم ساری عمر کرتے رہو۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا تو
 سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"اوہ۔۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے بھی غیر جذباتی ہونا پڑے
 گا۔ تو پھر سنو۔ تین درویش صاحبان اور ایک درویش صاحبہ کہ میں
 اس لئے واپس لے آیا تھا کہ ہماری آوازیں کچ کی جارہی تھیں اور
 ہمیں چیک بھی کیا جا رہا تھا اس لئے ہم وہاں جو کچھ کرتے ہمیں اس
 سے روک دیا جاتا لیکن یہ ریزرات کی تاریکی میں کام نہیں کرتیں اس
 لئے ہم رات کو واپس جائیں گے اور مشن مکمل کریں گے۔" عمران
 نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن کیسے؟ یہ تو بتاؤ۔۔۔۔۔ جو یانے نے کہا۔

"بڑی آسان سی بات ہے کہ ہم جا کر کہیں گے کھل جا سم سم اور
 راستہ کھل جائے گا۔" عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا
 دیئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ فی الحال آپ کے ذہن میں بھی کوئی
 پلاننگ نہیں ہے۔" صدر نے کہا۔

"کمال ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم اب تک اس بارے میں سوچ
 چکے ہو گے۔ پراجیکٹ کی دوسری طرف سمندر ہے اور سمندر والی

واپس نہیں جا سکتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اندر سے ایئر مین
 فوج کو بلا کر یہاں ہمیں گولیوں سے اڑا دیں اس لئے ہمیں جو کچھ
 کرنا ہے جلد از جلد کرنا ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن کرنا کیا ہے۔ یہ تو بتائیں۔" صدر نے قدرے
 جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کتنی بار بتایا ہے کہ تم نے خطبہ نکاح یاد کرنا ہے۔" عمران
 نے کہا۔

"عمران پیڑ۔ معاملات کو سنجیدہ لہجے سے لو۔ یہ باتیں بعد میں کر
 لیں گے۔" جو یانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھیں
 حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"ارے۔ ارے۔ اس علاقے کی آب و ہوا کہیں غیر جذباتی تو
 نہیں۔" عمران نے کہا۔

"مجھے یہ مشن سب سے کٹھن نظر آ رہا ہے اور ہم نے بہر حال اسے
 مکمل کرنا ہے اس لئے صرف اس بارے میں سوچو۔" جو یانے
 نے کہا۔

"پھر وعدہ کرو کہ مشن کے بعد تم جذباتی ہو جاؤ گی۔" عمران
 نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"وعدہ۔۔۔۔۔ جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہیے تنویر کی خاموشی بتا رہی ہے کہ اس ایریے کی آب و ہوا
 میں کوئی مخصوص کیس موجود ہے جو سوائے میرے باقی سب کو غیر

سے پوچھ لو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو لیا بے اختیار مسکرا دی۔

”میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ خالی جذبوں کو لئے پھرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس کوئی عملی قدم نہ اٹھانا۔..... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

سائیڈ سے اس کی ریڈ بلاکس دیوار زیادہ گہرائی میں نہیں بنائی گئی ہو گی کیونکہ وہاں ساحل کے ساتھ انہوں نے ریڈر کا جال بکھایا ہے اس لئے ادھر سے کوئی ساحل پر نہیں آ سکتا۔ البتہ ہم چونکہ اندرونی طرف سے وہاں جائیں گے اس لئے ہمارا واسطہ ان ریڈر سے نہیں پڑے گا اور ہم آسانی سے سرنگ لگا کر اندر پہنچ جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن سرنگ کیسے لگائی جائے گی۔ کیا ہاتھوں سے۔.....“ صفدر نے کہا۔

”ہمارے پاس فی ایس تھری ہم موجود ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ ہم جہاں فائر ہوتے ہیں وہاں انتہائی گہرا گڑھا ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح دیوار کی باہر والی طرف سے ہم فائر ہو گا تو وہاں گڑھا ہو جائے گا اور جب ریڈ بلاکس دیوار ختم ہو جائے گی تو اس کے نیچے دوسرا ہم رکھ کر فائر کیا جائے گا اور طرح نیچے والا حصہ غائب ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر کوئی عام سی دیوار ہوتی تو اسے ہم فائر کر کے توڑا جا سکتا ہے اور ایک بار ہم اندر پہنچ گئے تو پھر معاملات کو آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے۔.....“ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

”جہاں سے ذہن کا مقابلہ واقعی کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ بات طے ہے۔.....“ تنویر نے کہا۔

”میرے جذبوں کا مقابلہ بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ بے شک جو لیا

کیپٹن مرنی کی آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ کیا بات ہے؟“ کرنل مارشل نے کہا۔

”کرنل مارشل آپ فوراً یہاں مشینری روم میں آجائیں۔ میں آپ کو ایک خاص بات دکھانا چاہتا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا خاص بات؟“ کرنل مارشل نے کہا۔

”یہاں آلات نے باہر سومیگا بم کا دھماکا مارک کیا ہے۔“ کیپٹن مرنی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔

”سومیگا بم کا دھماکا۔ کہاں۔ کس نے کیا ہے؟“ کرنل مارشل نے کہا۔

آپ آجائیں جلدی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارشل نے رسیروں رکھا اور اچھ کر دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس اندھے شیشے والے کمرے میں داخل ہو رہا تھا جہاں کنٹرولنگ مشین اور کیپٹن مرنی موجود تھا۔

”کیا ہوا ہے۔ کیا بات کر رہے ہو تم؟“ کرنل مارشل نے استہقال کے لئے اچھ کر کہوے ہوئے ہوئے کیپٹن مرنی سے کہا۔

”آپ یہاں کرسی پر بیٹھیں۔ میں آپ کو ابھی چند مناظر دکھاتا ہوں۔“ کیپٹن مرنی نے کہا تو کرنل مارشل کرسی پر بیٹھ گیا۔

”یہاں ایسے آلات نصب ہیں جو زیر زمین کسی بھی تبدیلی کو مارک کر لیتے ہیں۔ یہ آلات اس لئے لگائے گئے ہیں تاکہ اگر دزل۔

کرنل مارشل اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا شراب پینے اور ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعے فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ قاہرہ ہے اب اس کا جہاں کوئی کام ہی نہ تھا۔ سوائے شراب پینے، فلمیں دیکھنے اور سونے کے اور وہ کیا کر سکتا تھا۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں، بہر حال وہ نہ ریڈ بلاکس کو توڑ سکتے ہیں اور نہ ہی اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ باہر وہ جو کچھ بھی کرتے رہیں اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارشل نے ریسیور کو کنٹرول کی مدد سے فی وی کی آواز آہستہ کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یہی۔ کرنل مارشل بول رہا ہوں۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”کیپٹن مرنی بول رہا ہوں کرنل۔“ دوسری طرف سے

والے لہجے میں کہا۔

”سمندر کی طرف ریڈ بلاکس کی دیوار زیادہ گہرائی میں نہیں بنائی گئی اس لئے یہ اسے نیچے سے کراس کر کے پراجیکٹ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کیپٹن مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ ویری ہیڈ۔ ہمیں انہیں روکنا چاہئے۔“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”آپ ڈاکٹر روزم سے بات کریں تب ہی کوئی سائنسی حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے بجلی کی سی تیزی سے رسپور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کیپٹن مرفی نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس۔“..... ڈاکٹر روزم کی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں ڈاکٹر۔ پاکیشیائی ایجنٹ سمندر کی طرف زمین میں بم مار کر گہرے گڑھے بنانے میں مصروف ہیں تاکہ ریڈ بلاکس کی دیوار کے ختم ہوتے ہی وہ نیچے سے سرنگ نکال کر پراجیکٹ کے اندر داخل ہو سکیں اور یہ شیطان صفت لوگ یقیناً کامیاب ہو جائیں گے انہیں روکنے کے لئے ہمیں فوری طور پر ان پر کوئی سائنسی حربہ استعمال کرنا ہوگا۔“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”تو کریں۔ یہ آپ کا کام ہے کہ ان کا خاتمہ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

آئے والا ہو تو پراجیکٹ کو اس سے بروقت بچایا جاسکے۔ میں بہار بیٹھا تھا کہ اچانک اس مشین سے وہ مخصوص آواز نکلنے لگی جو زیر زمین تبدیلی پر نکلتی ہے۔ میں نے مشین آن کی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ باب تقریباً سو میگا بم کا دھماکہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مشین نے کاشز دیا ہے جس پر میں نے بیرونی چیکنگ شروع کر دی اور پھر میں نے کچھ دیکھا اس کی فلم یہاں موجود ہے لیکن چونکہ ان ریز کو زیادہ نز تک فائر نہیں کیا جا سکتا اس لئے میں نے انہیں آف کر دیا تھا۔ کیپٹن مرفی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کو آپرے کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد سکریں روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس پر ایک منظر ابھر آیا تو کرنل مارشل یہ منظر دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سمندر کے کنارے عمران اور اس کے ساتھی کھڑے صاف دکھائی دے رہے تھے اور ریڈ بلاکس کی دیوار کے ساتھ ایک قدرے گہرا گڑھا صاف دکھائی دے رہا تھا اور پھر عمران اس گڑھے کے اندر اتر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ باہر آگیا اور پھر وہ سب پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اس کے بعد اس گڑھے سے اچانک اس طرح سبز اچھلی کر باہر نکلی جیسے مٹی کا فوارہ سا ابل پڑا ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”یہ سو میگا بم فائر کر کے زمین کے اندر کافی گہرا گڑھا ڈال رہے ہیں۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”کیوں۔ اس سے کیا ہوگا۔“..... کرنل مارشل نے کچھ نہ سمجھے

جائیں..... کرنل مارشل نے کہا۔

”یہ دو گھنٹے تک ہوش میں نہیں آسکتے لیکن باس۔ ایکسپریٹ اسپیشل وے تو ڈاکٹر روزم ہی کھول سکتے ہیں۔ میں نہیں کھول سکتا..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”یہ کیا مصیبت ہے۔ یہ اختیار ڈاکٹر روزم کے پاس کیوں ہے۔ وہ محض ایک انجینئر ہے جبکہ کام ہم نے کرنا ہے۔“ کرنل مارشل نے انتہائی الجھن سے بولے تھے میں کہا لیکن کیپٹن مرفی نے کوئی جواب نہ دیا تو کرنل مارشل نے ایک بار پھر ریسور اٹھا لیا اور منبر پر بس کرنے شروع کر دیئے۔

”میں..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈاکٹر روزم کی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارشل بول رہا ہوں ڈاکٹر۔ ہم نے غیر ملکی مہجنوں کو مخصوص کمپن سے آؤٹ فیلڈ میں بے ہوش کر دیا ہے۔ اب ہم نے باہر جا کر انہیں ہلاک کرنا ہے آپ فوراً ایکسپریٹ اسپیشل وے کھول دیں۔ جلدی کریں.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”سوری کرنل۔ ایکسپریٹ اسپیشل وے صرف ایک بار کھولا جاسکتا تھا اور وہ کھولا گیا اور آپ پراجیکٹ میں آئے اس کے بعد اب ایسا ایک بار تک ممکن نہیں ہے کیونکہ ایک ماہ بعد پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا اس کے بعد اسے اوپن کر دیا جائے گا.....“ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”آپ نے ہمیں منع کر دیا تھا.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”اس وقت دن تھا۔ انجینئر کام کر رہے تھے۔ اب تو رات ہے اب تو سب آرام کر رہے ہیں رات کو آپ جو چاہیں کرتے رہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو کرنل مارشل نے ریسور رکھ دیا۔

”بندی کرو۔ یہ لوگ کہیں واقعی اندر نہ پہنچ جائیں.....“ کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین کو آپرٹ کرنا شروع کر دیا جبکہ کرنل مارشل کی نظریں سکڑیں پر جی ہوئی تھیں جس پر عمران اور اس کے ساتھی کھوے نظر آ رہے تھے۔ اچانک کرنل مارشل یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر ریڈ بلاکس سے بھرنے والی سرخ رنگ کی تیز روشنی پڑی اور وہ چند لمحوں تک اس تیز روشنی میں کھڑے نظر آئے۔ پھر جیسے ہی یہ روشنی ختم ہوئی اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھی اس طرح زمین پر ڈھیر ہو گئے جیسے ان کے جسموں میں سے یقینت توانائی غائب ہو گئی ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ مارے گئے ہیں.....“ کرنل مارشل نے کہا۔

”نہیں باس۔ یہ صرف بے ہوش ہوئے ہیں۔ انہیں مارنے کے لئے گئے ایکسپریٹ اسپیشل وے کھولنا ہو گا۔ تب باہر جا کر ان پر فائرنگ کر کے انہیں ختم کیا جاسکتا ہے.....“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”تو کھولو۔ جلدی کرو۔ کہیں یہ نظر ناک لوگ ہوش میں نہ آ

”سوری کرنل۔ میں طے شدہ اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور اب میں سونے جا رہا ہوں اس لئے پلیز دوبارہ کال نہ کریں۔“ ڈاکٹر روزم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارشل نے اہتائی بھجھلائے ہوئے انداز میں ریسور کریڈل پر بچ دیا۔

”ناسنس۔ یہ تو اہتائی تھرڈ کلاس آدمی ہے۔ کیا تم خود یہ ایکسٹرا سپیشل وے نہیں کھول سکتے۔“ کرنل مارشل نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں جناب۔ یہ کمیونٹر کنٹرولڈ ہے اور کمیونٹر انڈر سے ہی آپسٹ کیا جاتا ہے۔ صرف ایک بار اسے کھولنے کا بٹن میرے پاس تھا جو میں نے کر دیا۔“ کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”کیا ہم اس ڈاکٹر روزم تک نہیں پہنچ سکتے۔“ کرنل مارشل نے پوچھا۔

”اوہ نہیں سر۔ یہ سیکورٹی پورشن پراجیکٹ سے علیحدہ ہے۔ ان کے درمیان ریڈ بلاکس کی دیوار ہے۔“ کیپٹن مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل مارشل نے ایک طویل سانس لیا۔

”میرا خیال ہے اب آخری صورت۔ یہی رہ گئی ہے کہ میں چیف سے بات کروں۔“ کرنل مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور اٹھایا اور ایک بار بھر تیزی سے منبر پر بس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیکن یہ دشمن ایجنٹ تو دو گھنٹے بعد ہوش میں آجائیں گے اور وہ جس ترکیب پر عمل کر رہے ہیں اس سے وہ پراجیکٹ میں داخل ہو سکتے ہیں۔“ کرنل مارشل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”وہ کیا کر رہے ہیں۔“ ڈاکٹر روزم نے پوچھا تو کرنل مارشل نے کیپٹن مرفی کا بتایا ہوا اندازہ تفصیل سے دہرا دیا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ پراجیکٹ بنانے والے اتنے احمق نہیں ہیں کہ اس انداز میں اسے نقصان پہنچایا جاسکے۔ باقی اطراف میں تو ریڈ بلاکس اس قدر گہرائی تک ہیں کہ انہیں کسی صورت میں بھی کر اس نہیں کیا جاسکتا جبکہ سمندر کی طرف ایسا ممکن نہیں تھا کیونکہ ادھر زیر زمین پانی کی مقدار کافی اونچی ہے اس لئے وہاں ریڈ بلاکس کے بعد سیسے کی ٹھوس دیوار گہرائی تک ڈالی گئی ہے اور یہ عام سیسے کی دیوار نہیں ہے بلکہ اس سیسے کے ساتھ ایک مخصوص کیمیکل بھی شامل کیا گیا ہے اور اس طرح سیسے کی یہ دیوار ریڈ بلاکس سے بھی زیادہ مضبوط بن چکی ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ جو مرضی آئے کر لیں یہ پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے۔“ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”لیکن یہ اب بے ہوش پڑے ہیں انہیں آسانی سے ہلاک کیا جاسکتا ہے اس طرح یہ عذاب ہمیشہ کے لئے گئے سے اتارا جاسکتا ہے ورنہ بعد میں ہم سب مسلسل ٹینشن کا شکار رہیں گے۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

بہترین موقع تھا..... مار تھر نے کہا۔

"تم بات تو کرو شاید مان جائے..... کرنل مارشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں۔ اگر وہ مان گئے تو وہ خود تمہیں

کال کریں گے اور اگر ان کی طرف سے کال نہ آئی تو پھر سوائے صبر

کے اور کچھ نہیں ہو سکتا..... مار تھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے..... کرنل مارشل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر

تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل انتظار کے باوجود کوئی کال نہ آئی تو

کرنل مارشل سمجھ گیا کہ ڈاکٹر روزم نے مار تھر کی بات ماننے سے

انکھ کر دیا ہے۔

"اب کیا کیا جائے..... کرنل مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر آپ رسک لیں تو ایک کام ممکن ہو سکتا ہے۔"

کیپٹن مرنی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کون سا کام۔ جلدی بتاؤ..... کرنل مارشل نے کہا۔

"سیکورٹی پورشن کی چھت کھولی جاسکتی ہے لیکن پھر اسے بند نہ

کیا جاسکے گا..... کیپٹن مرنی نے کہا۔

"وہ کیسے۔ کیا مطلب..... کرنل مارشل نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"چھت میں خصوصی سوراخ تازہ ہوا کی آمد اور گندی ہوا کی نکاسی

کے لئے ترچھے انداز میں اس طرح بنائے گئے ہیں کہ اوپر سے نظر

نہیں آسکتے لیکن یہ موجود ہیں اور ریڈ بلاکس کا ایک پورا پیس ہے۔

"میں۔ پرسنل سیکرٹری نو چیف..... رابطہ قائم ہوتے ہی

ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں ڈیگوشیا سے۔ چیف سے بات

کراؤ۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"اوہ۔ سو ہی سر۔ چیف ایک ہفتے کی چھٹی پر تفریح کرنے گئے

ہیں اور انہوں نے کوئی رابطہ نشر نہیں دیا۔ البتہ انہوں نے اس

دوران مار تھر کو اپنا اسسٹنٹ مقرر کیا ہے اگر آپ کہیں تو میں مار تھر

سے بات کرا دوں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات..... کرنل مارشل نے کہا۔

"ہیلو۔ مار تھر بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد مار تھر کی آواز

سنائی دی۔

"کرنل مارشل بول رہا ہوں مار تھر..... کرنل مارشل نے

بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ اس کا کافی گہرا دوست تھا۔

"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے اس وقت کال کی ہے..... مار تھر نے

چونک کر کہا تو کرنل مارشل نے اسے ساری تفصیل بتادی۔

"اوہ۔ اب چیف تو ہے نہیں اور ڈاکٹر روزم براہ راست

ہمارے ماتحت بھی نہیں ہے۔ وہ اسرائیلی ہے اور اسرائیل کے صدر

کے ماتحت ہے۔ چیف بھی اسرائیلی صدر کو کہہ کر اسے کچھ کرنے پر

مجبور کر سکتے تھے ورنہ نہیں اور میں کم از کم اسرائیل کے صدر سے

بات نہیں کر سکتا۔ ورنہ یہ واقعی ان دشمن ہجمنوں کے خاتمے کا

کرنل مارشل کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

"اب میں طویل بے ہوشی والی ریزنگ فائر کرنے لگا ہوں کرنل مارشل..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سکرین پر لطف زرد رنگ کی چادری پھیلی چلی گئی اور پھر کچھ دیر بعد یہ زرد رنگ غائب ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ویسے ہی مٹی پر میزے میزے انداز میں پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"اب یہ لوگ آٹھ گھنٹوں سے پہلے کسی صورت میں ہوش میں نہیں آ سکتے کرنل..... کیپٹن مرفی نے مشین کو آف کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے کسی صورت کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے..... کرنل مارشل نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کرنل کہ اس گیس کا امیٹی ابھی تک لجاوا ہی نہیں ہوا اس لئے اب اگر ہم خود بھی چاہیں تو انہیں آٹھ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں لایا جاسکتا..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا۔

"اوکے۔ اب جا کر وہ راستہ کھولو لیکن میں چھت تک جاؤں گا کیسے۔ کیا کوئی سیرجی ہے جہارے پاس....." کرنل مارشل نے کہا۔

"ییس باس۔ نائیلون کی مخصوص سیرجی موجود ہے۔ آپ بے فکر

چونکہ ان سوراخوں کی وجہ سے اس ہلاک کی طاقت ختم ہو چکی ہے اس لئے اسے آسانی سے توڑا جاسکتا ہے اور ایک آدمی کے باہر جانے کا راستہ بن سکتا ہے لیکن بہر حال دوسرا پتیس موجود نہیں ہے اور نہ ہی اسے دوبارہ جوڑا جاسکتا ہے..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ لیکن کام کتنی دیر میں مکمل ہو سکتا ہے۔" کرنل مارشل نے کہا۔

"ڈیڑھ دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

"اوہ۔ اس دوران تو یہ لوگ ہوش میں آچکے ہوں گے۔ نہیں پھر تو یہ سب خطرناک ہو جائے گا۔ تم انہیں طویل وقت کے لئے بے ہوش نہیں کر سکتے....." کرنل مارشل نے کہا۔

"کر سکتا ہوں لیکن ایک بار کیونکہ اسٹام گیس کی ایک ہی گن یہاں موجود ہے۔ اس سے نکلنے والی گیس سے یہ آٹھ گھنٹوں تک یقینی طور پر بے ہوش رہیں گے..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تو چلو پہلے یہ کام کر دو تاکہ پھر اطمینان سے میں باہر جا کر ان کا خاتمہ کر دوں....." کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن مرفی نے دوبارہ سکرین پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نارگٹ بنایا تو وہ سب ویسے ہی میزے میزے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

کرنل مارشل خاموش بیٹھا کیپٹن مرفی کو کام کرتے دیکھتا رہا۔ وہ بڑی مہارت سے مشینری کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھا جبکہ

رہیں۔ البتہ ایک بات اور ہے کہ آپ کے پیروں میں تو سنا گرم شوز نہیں ہیں اور باہر ریزلائٹنگ موجود ہے۔ پھر آپ وہاں تک کیسے پہنچیں گے..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں بلیک ہینسنی کا آدمی ہوں۔ ایسی باتیں میرے لئے معمولی حیثیت رکھتی ہیں۔ مجھے نیچے اتر کر وہاں تک جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ میں چھت پر سے گزر کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر چھت پر سے ہی مشین گن سے فائرنگ کر کے ان کا یقینی خاتمہ کر دوں گا۔ اس کے بعد اسی انداز میں واپس آ جاؤں گا“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے بے اختیار سر ہلا دیا۔

”آپ واقعی بے حد ذہین ہیں کرنل۔ یہ آئیڈیا میرے ذہن میں آیا ہی نہ تھا۔ گڈ آئیڈیا۔ واقعی نیچے اترنے اور زمین پر ان تک جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے“..... کیپٹن مرفی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”جلدی کرو۔ میں جلد از جلد ان شیطان صفت لوگوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں“..... کرنل مارشل نے کہا۔

”دو گھنٹے تو بہر حال آپ کو انتظار کرنا پڑے گا باس“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کے تاریک ذہن میں یکھت روشنی سی پھیلی اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پورے ذہن میں پھیلی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن چند لمحوں تک تو وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہا لیکن پھر اس کے ذہن میں ایک جھمکے سے وہ لمحات کسی فلمی سین کی طرح نظر آنے لگے جب عمران دوسرا سو میگا بم فائر کرنے کے لئے گڑھے کے اندر اتر اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بم کو مخصوص جگہ پر نصب کر کے باہر آتا اچانک اس پر تیز سرخ رنگ کی روشنی پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا تھا جیسے کیرے کا شربند ہوتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی عمران ایک جھٹکے سے اٹھا تو سو میگا بم سانسے پڑا نظر آ گیا۔ وہ اس کے ہاتھ سے نکل کر وہیں پڑا تھا اور عمران ایک لمحے کے لئے تو یہ سوچ کر کانپ گیا کہ اگر وہ اسے آن کر چکا ہوتا اور اس وقت وہ بے ہوش ہو

جاتا تو اس کا کیا انجام ہوتا۔ وہ تیزی سے اوپر چڑھا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو اوپر ٹیڑھے میزھے انداز میں پڑے ہوئے دیکھا۔ وہ سب گڑھے میں سے نکلنے والی مٹی کے ڈھیر پر پڑے ہوئے تھے۔ البتہ تنویر مٹی کے ڈھیر سے ہٹ کر زمین پر پڑا ہوا تھا۔

”اگر ان کے پیروں میں ساگر گرم شوز نہ ہوتے تو پھر سب نیچے گرتے ہی ہلاک ہو جاتے۔“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے صفدر کو چپک کر ناشروع کر دیا۔ رات ہو چکی تھی لیکن آسمان پر پورا چاند چمک رہا تھا اس لئے چاندنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور خاصی تیز روشنی موجود تھی۔ عمران نے صفدر کی آنکھیں کھول کر انہیں چپک کیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ان پر اسٹام گیس فار کی گئی ہے۔ دیری۔ بیڈ۔ اس کا تو ابھی تک کوئی اینٹی بھی سامنے نہیں آیا۔“..... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ اسے اپنے ہوش میں آنے پر کوئی حیرت نہ ہوئی تھی کیونکہ اسٹام گیس کی کارکردگی کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ گیس زمین کی سطح پر پھیلی تھی لیکن پھر وہ نیچی جگہ پر جانے کی بجائے اوپر سے گزر جاتی تھی اور عمران چونکہ کافی گہرائی میں پڑا ہوا تھا اس لئے اسٹام گیس کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ اسٹام گیس گو ایک جدید ترین ایجاد تھی لیکن عمران کو اس کے بارے میں خاصی معلومات تھیں اس لئے صفدر کی آنکھیں کھول کر جیسے ہی اس نے صفدر کی آنکھوں پر چھایا ہوا زرد رنگ دیکھا تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ

صفدر پر اسٹام گیس فار کی گئی ہے اور اس گیس کا شکار ہونے والا کم از کم آٹھ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہ آ سکتا تھا اور چونکہ صفدر کے علاوہ باقی سب ساتھی بھی وہیں اوپر ہی پڑے ہوئے تھے اس لئے لازماً وہ سب ہی اسٹام گیس کا شکار ہو چکے ہوں گے۔ عمران کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ انہیں یہاں سے اٹھا کر سیکورٹی ایریے میں لے جائے کیونکہ اگر ان پر اسٹام گیس فار کی جا سکتی ہے تو کوئی اور حربہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے پہلے صفدر کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ صفدر کو لے کر تھوڑی دیر بعد سیکورٹی ایریے میں پہنچ گیا۔ یہ ایریا گوجاہ ہو چکا تھا لیکن ایک کمرے میں فرنیچر ابھی تک صحیح سالم موجود تھا۔ چنانچہ عمران نے صفدر کو وہاں لے جا کر ایک کرسی پر ڈال دیا اور پھر واپس مڑ گیا۔ اس طرح اس نے ایک ایک کر کے تنویر، کیپٹن شکیل اور جولی کو بھی وہاں لے جا کر کرسیوں پر شفٹ کر دیا۔ اب اصل مسئلہ انہیں ہوش میں لے آنے کا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے پانی استعمال کر کے دیکھنا چاہئے۔ شاید پانی اسٹام گیس کا تو زہن جائے۔ چنانچہ وہ باہر نکلا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں ایک قدرتی چشمہ موجود تھا۔ وہ اسے پہلے ہی چپک کر چکا تھا۔ شاید اسے کرل مارشل اور اس کے آدمی یہاں رہتے ہوئے استعمال کرتے رہتے تھے۔ اس کمرے سے اسے ایک ثابت گلاس بھی مل گیا تھا اس لئے وہ گلاس اٹھائے پٹھے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

جیسے وہ نیچے ساتھ ساتھ دیکھ رہا ہو اور عمران سمجھ گیا کہ وہ انہیں تلاش کر رہا ہے۔ اب عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ وہ اس آدمی کے ذہن کو اس وقت اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اس نے اسنام کیس فائر کر کے انہیں طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا اور اب وہ چھت پر سے ان پر فائر کھولنا چاہتا تھا لیکن بے ہوش افراد غائب ہو چکے تھے اور یہ بات اسے پاگل کئے ہوئے ہو گی کہ اسنام کیس کے شکار کیسے غائب ہو سکتے ہیں۔ پھر وہ آدمی اس طرف کے کنارے پر پہنچا جس طرح سیکورٹی ایریا تھا تو عمران اسے پہچان گیا۔ یہ کرنل مارشل تھا۔ وہ کنارے پر کھڑا سیکورٹی ایریا کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر مڑا اور اس طرف کو بڑھ گیا جو در سے وہ پہلے نکلتا نظر آیا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس طرح چھت سے غائب ہو گیا جیسے سیرھیاں اترتا ہوا نیچے گیا ہو۔ اب چھت خالی پڑی ہوئی تھی۔

"چھت میں تو کوئی چھوٹا سا سوراخ بھی نہ تھا پھر یہ کرنل مارشل کیسے باہر آ گیا اور پھر کیسے اندر چلا گیا"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے خود چھت پر جانا پڑے گا۔ پھر یہ پتہ چلے گا"۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر وہ درخت سے نیچے اترا اور اس نے گلاس اٹھایا اور چشمے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گلاس پانی سے بھر کر واپس پہنچا اور اس نے سارے ساتھیوں کے منہ میں پانی ڈال دیا لیکن جب کافی دیر ہو گئی اور کوئی ری ایکشن نہ ہوا تو اس نے

کیونکہ اسے احساس ہوا تھا کہ پراجیکٹ کی چھت پر کوئی سایہ نظر آیا ہے۔ چونکہ وہ اس وقت پراجیکٹ سے کافی فاصلے پر تھا اس لئے وہ سایہ اسے نظر آ گیا تھا۔ وہ اس طرح چھت پر حرکت کر رہا تھا جیسے سیرھیاں چڑھ کر اوپر آ رہا ہو۔ اس کا سر اور اس کے کاندھے حرکت کر رہے تھے اس لئے عمران کی نظریں اس پر پڑی تھیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گلاس وہیں نیچے رکھا اور پھر ساتھ والے درخت کی طرف لپک گیا۔ دوسرے لمحے وہ کسی پھر تیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر وہ پتوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ پراجیکٹ کی پوری چھت کو دیکھ سکتا تھا اور اسے چھت پر ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی چونکہ عمران کی طرف پشت تھی اس لئے وہ اس کی شکل نہ دیکھ سکتا تھا۔ وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پراجیکٹ کے دوسرے کنارے پر پہنچا اور پھر وہ چھت پر لیٹ کر آگے کو رینگنے کے انداز میں بڑھنے لگا۔ پھر اس نے سر نیچے کر کے دیکھنا شروع کر دیا اور عمران ایک خیال کے آتے ہی لپکتے چونک پڑا کیونکہ اب اسے اندازہ ہوا تھا کہ یہ شخص بالکل وہیں چھت کے اوپر موجود ہے جہاں نیچے وہ اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا اور اگر عمران اپنے ساتھیوں کو اٹھا کر یہاں نہ لے آتا تو وہ اب بھی وہیں موجود ہوتے۔ پھر اچانک وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر تیزی سے پراجیکٹ کے کنارے پر چلتا ہوا واپس آنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا

جیب سے فخر نکالا اور پھر اس کی مدد سے اس نے باری باری سب ساتھیوں کی گردنوں کے عقب میں مخصوص انداز میں کٹ لگا کر خون نکالا لیکن اس کے باوجود بھی اس کے ساتھی ہوش میں نہ آ سکے۔

”اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ آٹے گھٹنے انتظار کیا جائے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس دوران وہ جھٹ پر پہنچ کر اس سوراخ کو چیک کرے جہاں سے کرنل مارشل باہر آیا تھا لیکن اصل مسئلہ جھٹ پر پہنچنے کا تھا۔ اسے کوئی ذریعہ نظر نہ آ رہا تھا۔ پہلے تو وہ ہیلی کاپٹر کی وجہ سے اوپر پہنچ گئے تھے اور اوپر سے نیچے چھلانگ تو لگائی جاسکتی تھی لیکن نیچے سے اوپر اس قدر بلندی پر اڑ کر تو نہیں پہنچا جاسکتا تھا۔ وہ یہی سوچتا رہا لیکن جب کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے یہی سوچا کہ یہاں اس کمرے میں بیٹھ کر صبح کا انتظار کرنے کی بجائے باہر کھلی جگہ پر پہنچ کر چینگنگ ہی کرتا رہے کیونکہ کرنل مارشل کسی طرح نیچے اتر کر اچانک ان کے سروں پر بھی پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ مشین گن اٹھائے وہ سیکورٹی ایریا سے باہر نکلا اور ایک بار پھر اسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا رہا تھا اور پھر اسی جگہ پہنچ کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اب یہاں سے وہ نہ صرف جھٹ کو چیک کر سکتا تھا بلکہ ارد گرد کے علاقے کو بھی چیک کر سکتا تھا۔

”یہ آخر کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا یہ لوگ جن بھوت ہیں۔“ کرنل مارشل نے نیچے اترتے ہی بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا باس۔“ نیچے موجود کیپٹن مرنی نے کہا۔

”وہ سب غائب ہیں۔ وہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔“ کرنل مارشل نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”غائب ہیں۔ وہ کیسے باس۔ وہ تو اسٹام گیس کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تھے اور آٹھ گھنٹوں تک کسی صورت بھی ہوش میں نہ آ سکتے تھے۔“ کیپٹن مرنی نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سکریں پر چیک کرو۔ ویسے بھی مجھے پہلے ہی چیک کر کے جانا چاہئے تھا۔“ کرنل مارشل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مشین کے سامنے موجود تھے۔ کیپٹن مرنی مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھا اور پھر سکریں پر جیسے ہی ایک منظر ابھرا کیپٹن مرنی نے

ہاتھ کھینچ لیا لیکن اب اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں کیونکہ وہاں گڑھا تو نظر آ رہا تھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ تو واقعی یہاں موجود نہیں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔“
کیپٹن مرفی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ان میں سے کسی کو کسی بھی طرح ہوش آگیا ہو گا اور وہ اپنے ساتھیوں کو اٹھا کر یقیناً سیکورٹی ایریا میں لے گیا ہو گا۔ میں نے چیکنگ تو کی ہے لیکن سوائے ایک خیال کے شاید سیکورٹی ایریا کے قریب ایک درخت پر مجھے کسی آدمی کی موجودگی کا احساس ہوا ہے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔“ کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ اب آپ وہاں تک نہیں جا سکتے کیونکہ سناگرم شوز آپ کے پاس نہیں ہیں اور وہاں گئے بغیر ان کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ ارے ہاں۔ اچانک بات کرتے کرتے کیپٹن مرفی نے کہا تو کرنل مارشل بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا ہوا؟“ کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ ہمارے پاس یہاں اسلحہ خانہ میں موزو کا گن موجود ہے اور اس کی ریج اتنی ہے کہ اس سے سیکورٹی ایریے کو مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ لوگ وہاں موجود ہوں گے تو انہیں ختم کیا جا سکتا ہے اور اب چونکہ ہم اس گن کو چھت کے اوپن حصے سے باہر

لے جا سکتے ہیں اس لئے یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ اب چھت سے باہر فائرنگ کی جا سکتی ہے۔ کہاں ہے موزو کا گن۔ لے آؤ جلدی کرو۔“ کرنل مارشل نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن مرفی تیزی سے ایک سائیڈ پر بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری سی گن موجود تھی۔ یہ راکٹ لانچر کی طرز کی گن تھی اور خاصی بھاری تھی لیکن اس کے باوجود اسے ایک آدمی آپرٹ کر سکتا تھا۔ کرنل مارشل نے اسے ہیلت کی مدد سے کاندھے سے لٹکایا اور ایک بار پھر ٹائلیوں کی بنی ہوئی سیڑھی کی طرف بڑھ گیا۔

”باس۔ میں بھی آپ کے ساتھ اوپر جاؤں گا۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”ہاں۔ آجاؤ۔“ کرنل مارشل نے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا تھوڑی دیر بعد اوپر چھت پر پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے کیپٹن مرفی بھی پر پہنچ گیا۔ سیکورٹی ایریا دور سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

”آپ کس درخت کی بات کر رہے تھے؟“ کیپٹن مرفی نے کہا۔ کرنل مارشل نے اشارے سے ایک درخت کے بارے میں بتایا۔ کیپٹن مرفی کے گلے میں نائٹ میلی سکوپ موجود تھی۔ اس نے اسے آنکھوں سے لگایا اور اس درخت کی چیکنگ شروع کر دی لیکن فی آدنی اسے نظر نہ آیا۔

جائیں۔..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”باس۔ جس آدمی کو ہوش آیا تھا وہ خود کہاں ہو گا۔ کیا وہ انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہو گا۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔“
 ”معلوم نہیں کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا۔ بہر حال ہمیں اپنا کام مکمل کرنا ہے۔..... کرنل مارشل نے کہا اور گن کو بیلٹ سے جکڑ کر وہ سپدیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔ اس کے بعد کیپٹن مرفی بھی اوپر آگیا اور پھر کرنل مارشل نے موزوکا گن کو سیکورٹی ایریا کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ہر طرف گرد و غبار کے بادل سے چھا گئے کیونکہ کیپٹن سیکورٹی ایریا تک پہنچنے کی بجائے کافی پہلے زمین پر گر کر پھٹ گیا تھا۔

”اوہ۔ سیکورٹی ایریا رینج میں نہیں ہے اور کوئی گن ہے اس سے زیادہ رینج کی سہ میزائل گن۔..... کرنل مارشل نے کہا۔“
 ”موجود تو نہیں ہے باس۔ البتہ تیار کی جاسکتی ہے لیکن اس میں وقت لگے گا۔..... کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔“
 ”کیا مطلب۔ تیار کیسے ہو سکتی ہے۔..... کرنل مارشل نے کہا۔

”باس۔ مختلف گنوں کے پارٹس جوڈ کر اسے تیار کیا جاسکتا ہے۔ ویسے اس موزوکا گن کی رینج بھی بڑھائی جاسکتی ہے۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”باہر کوئی آدمی موجود نہیں ہے باس۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔“
 ”یقیناً وہ اندر ہوں گے۔..... کرنل مارشل نے کہا اور موزوکا گن کا ندھ سے اتار کر اس نے اسے کور سے باہر نکال لیا۔“
 ”اوہ۔ اوہ۔ اس میں تو میگزین ہی موجود نہیں ہے۔..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی بے اختیار چونک پڑا۔“
 ”میگزین نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اسے علیحدہ رکھا گیا ہو گا۔ میں لے آتا ہوں۔..... کیپٹن مرفی نے کہا اور تیزی سے چھت کے اس کھلے ہوئے حصے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ گن درست نہیں ہے۔ اس کا بیرل میڑھا ہے۔ ٹھہر دیں بھی ساتھ جاتا ہوں۔ میں خود چیک کر کے لے آتا ہوں۔“ کرنل مارشل نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ گن اٹھائے سوراخ کی طرف بڑھ گیا۔ نیچے جا کر وہ کیپٹن مرفی کے ساتھ اسلحہ خانہ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک الماری میں چار موزوکا گنیں موجود تھیں۔ کرنل مارشل نے چاروں کو اٹھا کر چیک کیا اور پھر ایک گن کو اس نے علیحدہ کیا جبکہ باقی اس نے واپس الماری میں رکھ دیں۔ کیپٹن مرفی دوسری الماری سے اس کا میگزین اٹھا لیا جس میں چار میزائل موجود تھے۔ کرنل مارشل نے میگزین گن میں لوڈ کیا، اسے چیک کیا تو اس کے چہرے پر اطمینان سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”آؤ۔ اب یہ کام مل کر کر لیں۔ شاید یہ شیطان لوگ ختم ہو

ہوئے پنکھے کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ اس کے کانوں میں کیپٹن مرفی کی آواز پڑی لیکن اس کا ذہن اس قابل نہ رہا تھا کہ وہ اس آواز کو سمجھ سکتا۔ اس نے اپنے ذہن کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ چند لمحوں بعد اس کے ذہن پر تاریک چادر سی پھیلنے لگی اور اس کے تمام احساسات اس چادر کے نیچے کہیں گم ہو کر رہ گئے تھے۔

”وہ کیسے“..... کرنل مارشل نے چونک کر پوچھا۔
 ”باس۔ پشنگ پاور اگر سپرگن کی اس میں نصب کر دی جائے تو اس کی ریج ڈیل ہو جائے گی“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔
 ”اوہ ہاں۔ آؤ پھر ایسا ہی کر لیں“..... کرنل مارشل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس نیچے پہنچ گئے۔
 ”اس دھماکے سے وہ آدمی یقیناً پریشان ہو جائے گا جو ہوش میں ہو گا“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”لیکن اسے معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ کیا ہوا ہے۔ تم اس پر کام کرو“..... کرنل مارشل نے کہا تو کیپٹن مرفی نے اثبات میں سر ہلایا اور اس حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں دوسری گتیں الماریوں میں موجود تھیں جبکہ کرنل مارشل کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کیپٹن مرفی اسے آتا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں موزو کا گنگ تھی۔

”لیجئے باس۔ اب اس کی ریج بڑھ چکی ہے“..... کیپٹن مرفی نے اندھے شیشے والے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
 ”گڈ شو“..... کرنل مارشل نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے انہیں باہر ہال میں چٹک چٹک کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتے انہیں نامانوس سی بو محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی کرنل مارشل کا ذہن اس تیزی سے گھومنے لگا جیسے کسی نے اسے پوری رفتار سے گھومتے

طرف بڑھتے دیکھا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس کا چہرہ بینی طرح بگڑ گیا لیکن یہاں سے پراجیکٹ کا فاصلہ اتنا تھا کہ وہ مشین گن کی ریخ میں نہ آتا تھا اس لئے وہ بے بس تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا کیونکہ کیپول اس عمارت سے جا کر نکلنے کی بجائے راستے میں ہی زمین پر گر کر پھٹ گیا اور انتہائی خوفناک دھماکے سے وہاں ہر طرف گرد و غبار سا پھیل گیا۔ اس کے علاوہ بھی زمین پر کافی دیر تک ہلکے ہلکے دھماکے سنائی دیتے رہے اور پھر خاموشی چھا گئی۔

”اس کا مطلب ہے کہ موزوکا گن کی ریخ اس عمارت تک نہیں ہے.....“ عمران نے کہا۔ اس نے کرنل مارشل اور اس کے ساتھی کو واپس مڑ کر اس سوراخ کی طرف جاتے دیکھا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں نیچے اتر گئے تو عمران خود بھی تیزی سے درخت سے نیچے اتر اور دوڑتا ہوا اس عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں اس کے ساتھی اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں موجود تھے۔ ایک طرف وہ بیگ پے ہوئے تھے جن میں اسلحہ تھا۔ عمران نے ایک بیگ کھولا اور اس میں سے ایک گیس گن نکال کر اس نے اسے کاندھے پر لٹکایا اور بیگ بند کر کے وہ مڑا اور اس عمارت سے باہر آکر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اب چکر کاٹ کر پراجیکٹ کی اس سائیڈ پر جا رہا تھا جس طرف دروازہ تھا کیونکہ اس نے چیک کر لیا تھا کہ اس طرف پراجیکٹ کے قریب درخت موجود تھے اور پھر وہاں پہنچ کر وہ اس

عمران کو درخت پر بیٹھے ہوئے ابھی چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے پراجیکٹ کی چھت سے ایک سر باہر نکلے دیکھا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے چاندنی میں کرنل مارشل کو چھت پر آتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا اور اس کے چہرے پر گہری تشویش کے تاثرات پھیلنے چلے گئے کیونکہ کرنل مارشل کے ہاتھ میں موزوکا گن اسے دور سے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کرنل مارشل کے بعد ایک اور آدمی اوپر پہنچا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ کر کنارے پر آکر کھڑے ہو گئے۔ کرنل مارشل نے موزوکا گن کا رخ سیکورٹی ایریا کی طرف کر دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میرے ساتھی۔ اوہ۔ دیری بیٹہ.....“ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اچانک اس نے ایک کیپول کو اڑ کر اس عمارت کی

چھت پر پہنچنے کا اور اس کا کوئی ذریعہ اس کی کچھ میں نہ آ رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح آیا اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ درخت سے نیچے اترا اور تیز تر قدم اٹھاتا واپس عمارت کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس نے وہاں جا کر صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں کی شرمیں اتاریں اور پھر انہیں بیٹھوں کے انداز میں بھاننا شروع کر دیا۔ جب بیٹھوں کا دھیر سا بن گیا تو اس نے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ گانٹھ دے کر باندھنا شروع کر دیا۔ اس طرح ایک طویل رسی سی بن گئی تھی لیکن اس نے رسی کے دونوں سرے ہاتھوں میں پکڑ کر اسے باقاعدہ رسی کی طرح بٹنا شروع کر دیا اور جب وہ پٹیاں باقاعدہ رسیوں کی صورت میں بٹ گئیں تو عمران نے اس کے دونوں کناروں پر گانٹھ لگا دی تاکہ اس کے بل کھل نہ جائیں۔ اس کے بعد اس نے ایک کرسی اٹھا کر اسے فرش پر زور سے دے مارا تو کرسی ٹوٹ گئی اور عمران نے اس کا ایک ٹکڑا اٹھایا کرسی کا ایک سر اس سے مضبوطی سے باندھ دیا۔ اس طرح وہ ایک کھنڈ تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر وہ کھنڈ اٹھائے اور مشین گن لئے عمارت سے باہر آیا اور پراجیکٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پراجیکٹ سے تھوڑا پہلے ایک مخصوص فاصلے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے کھنڈ کو استعمال کرنے کا ہی پروگرام بنایا اور پھر اس نے پوری قوت سے کھنڈ کو چھت کی طرف پھینکا۔ پہلے پہل تو وہ اپنے مقصد

درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اوپر پہنچ کر اس نے درخت کی دو شاخوں پر اپنے آپ کو ایڈجسٹ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گیس گن کا نڈ سے اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر اس نے اس کا میگزین کھول کر چیک کیا اور گن کا رخ چھت کے کافی برے سوراخ کی طرف کر دیا جو اب قریب آجانے کی وجہ سے اسے واضح طور پر نظر آنے لگ گیا تھا۔ درخت چونکہ کافی بلند تھا اس لئے عمران اس وقت اس چھت سے بھی زیادہ اونچائی پر موجود تھا۔ اس نے گیس گن کا رخ اس سوراخ کی طرف کیا۔ اسے مزید ستوازی، جھکاوی اور پھر یکے بعد دیگرے دو بار ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے گن میں سے یکے بعد دیگرے دو کیپول نکلے اور تیزی سے اس سوراخ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے ہونٹ ہنپنے ہوئے تھے لیکن پبلک جھپکنے میں جب دونوں کیپول ایک دوسرے کے پیچھے اس سوراخ کے اندر فائر ہو گئے تو عمران کا سہا ہوا پہرہ بے اختیار کھل اٹھا کیونکہ اس کا اندازہ درست نکلا تھا اور وہ کیپول اس سوراخ کے اندر فائر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ورنہ اسے خدشہ تھا کہ اگر معمولی سافرق پڑ گیا تو یہ کیپول چھت پر ہی پھٹ جاتے۔ گو یہاں سے اب پراجیکٹ کی چھت مشین گن کی رینج میں ہی تھی لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ کرنل مارشل اور اس کا ساتھی اب اوپر آئیں گے بھی یا نہیں اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ وہ انہیں نیچے ہی بے ہوش کر دے اور وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب مسئلہ تھا پراجیکٹ کی

گھنٹوں تک انہیں کسی صورت ہوش نہیں آسکتا تھا۔ چنانچہ عمران سیدھا ہوا اور پھر اس نے اس سارے ایریے کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ یہ بھی صرف سیکورٹی ایریا ہے اور پراجیکٹ اس ایریا سے علیحدہ ہے اور ان کے درمیان بھی باقاعدہ ریڈ بلاکس کی دیوار موجود ہے لیکن اس سیکورٹی ایریا میں کرنل مارشل اور دوسرے آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران ایسا راستہ تلاش کرنے میں مصروف تھا جس سے وہ اس پراجیکٹ میں داخل ہو سکتا لیکن باوجود کوشش کے اسے کوئی راستہ نہ مل سکا تھا۔ البتہ ایک سنور نمائندہ اسے اسے نائیلون کی بنی ہوئی رسی کا بنڈل ضرور مل گیا تھا۔ چنانچہ اس نے رسی کا بنڈل کھولا اور پھر کرنل مارشل کے ساتھی کے ہاتھ اس نے اس کے عقب میں کر کے باندھ دیے اور اسے اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اس آدمی کے ہاتھوں کی انگلیوں کی ساخت دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ آدمی مشینز کا ماہر ہے۔ اس نے اسے کرسی پر ڈال کر رسی کی مدد سے اس کے دونوں پیر باندھ کر اس نے باقی رسی سے اس کے جسم کو کرسی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ طیعتاً ہاتھ روم میں گیا اور وہاں سے اس نے پانی سے بھرا ہوا ایک جگ بگ اٹھایا اور اسے لا کر اس نے اس آدمی کا منہ کھول کر تھوڑا سا پانی اس کے حلق میں ڈالا اور پھر جگ کو ایک سائیڈ پر رکھ کر اس نے دوسری کرسی اٹھا کر اس کے سامنے رکھی اور اطمینان سے اس کرسی پر بیٹھ گیا لیکن دوسرے لمحے اسے ایک خیال

میں کامیاب نہ ہو سکا لیکن پھر تیسری مرتبہ وہ لکڑی اس سوراخ میں کہیں پھنس گئی تھی۔ عمران نے اپنی بنائی ہوئی رسی کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ لگایا اور دوسرے لمحے اس نے رسی کی گانٹھیں پکڑ کر تیزی سے اوپر کو اٹھنا شروع کر دیا۔ بٹ جانے کی وجہ سے رسی خاصی مضبوط ہو گئی تھی اس لئے عمران اوپر چڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ چھت پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس سوراخ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا تو نیچے ایک بڑا سا ہال نمائندہ تھا جس میں مشینز نصب تھیں۔ ایک طرف اندھے شیشے کا بنا ہوا کین تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس دروازے میں ہی دو آدمی فرش پر پڑے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ان دو کے علاوہ اس ہال نمائندہ میں اور کوئی آدمی نہیں تھا جبکہ نائیلون کی بنی ہوئی ایک سیدھی باقاعدہ اس سوراخ سے اینچ کی گئی تھی اور عمران کی کند کی لکڑی بھی اس سوراخ کے اندر ہی پھنسی ہوئی تھی۔ عمران نائیلون کی اس سیدھی کی مدد سے نیچے اترتا چلا گیا۔ ہال میں پہنچ کر وہ سیدھا اس اندھے شیشے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں کرنل مارشل اور اس کا ساتھی دونوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ ہی ایک موزو کا گن پری ہوئی تھی۔ عمران نے ان دونوں کو کھینچ کر ہال میں ڈالا اور پھر جھک کر ان کی نبضیں چیک کیں تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلنے لگے کیونکہ ان کی نبضیں بتا رہی تھیں کہ ابھی دو تین

دو تاکہ بات چیت میں آسانی رہے۔..... عمران نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا۔

”میرا نام کیپٹن مرفی ہے۔..... اس آدمی نے کہا۔

”کیا تم یہاں انجنیئر ہو۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں سیکورٹی ایریا کا انجنیئر انچارج ہوں۔..... کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”پراجیکٹ کا انچارج انجنیئر کون ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر روزڈم۔..... کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”یہاں سے پراجیکٹ کا راستہ کہاں سے ہے۔..... عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی بے اختیار ہنس پڑا۔

”کوئی راستہ نہیں ہے۔ درمیان میں ریڈ بلاکس کی دیوار ہے۔“ کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

”یہاں پانی کی سپلائی کا کیا نظام ہے۔..... عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا مطلب۔ یہ بات تم کیوں پوچھ رہے ہو۔..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”اس لئے کہ مجھے شدید پیاس لگ رہی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ادھر کچن میں ہے اس کی الماری میں پانی کی بوتلیں موجود ہیں۔“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

آیا کہ کرنل مارشل انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اس لئے کسی بھی لمحے اسے ہوش بھی آسکتا ہے۔ اس لئے اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر اسے بھی اٹھا کر ساتھ والی کرسی پر ڈالا اور پھر اس کے ہاتھ پیر باندھنے کے ساتھ ساتھ اس نے اس کے جسم کو بھی کرسی سے اس انداز سے باندھ دیا کہ کرنل مارشل اب اسے کسی صورت بھی نہ کھول سکے۔ اسی لمحے وہ آدمی جس کے حلق میں اس نے پانی انڈیا تھا کر بہتے ہوئے ہوش میں آگیا تو عمران نے جیب سے مشین پشٹ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ البتہ مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔

”یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔..... اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر انھیں کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم کون ہو۔..... اس آدمی نے پوری طرح سنبھلتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مم۔ مم۔ مکر۔ تم۔ تم یہاں کیسے آگئے۔..... اس آدمی نے کہا۔

”ابھی کرنل مارشل نے بھی ہوش میں آکر یہی بات پوچھنی ہے اس لئے اس وقت اکٹھی تفصیل بتا دوں گا۔ فی الحال تم اپنا نام بتا

"ڈاکٹر روزم سے وہ کاپی لے سکتا تھا۔ اس کی دوستی تھی ڈاکٹر روزم سے اور وہ کرنل ڈیوک کی بات مانتا تھا لیکن کرنل مارشل اور ڈاکٹر روزم میں نہیں بنتی۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔
 "وہ کیسے۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی نے تفصیل بتا دی۔

"اگر ڈاکٹر روزم چاہے تو درمیانی راستہ کھل سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ سپیشل دے وہی کھول سکتا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"اب تم میرے ایک سوال کا جواب دو گے۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن مرفی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
 "پوچھو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم اور تمہارے ساتھی بے ہوش تھے۔ پھر تمہیں کیسے خود بخود ہوش آگیا۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

"تم اسٹام گیس کے بارے میں پوچھ رہے ہو شاید۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تم اس کا نام بھی جانتے ہو۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اسٹام گیس فائر کی گئی ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے بے ہوش ساتھیوں کی آنکھیں کھول کر چیک کیا

"مشینری کی تنصیب کے لئے جو مشینری استعمال ہو رہی تھی اسے وافر مقدار میں پانی چاہئے ہوتا ہے۔ کیا یہ کام بھی بوتلوں سے لیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ بلکہ پراجیکٹ ایریا میں دوپٹے ہیں۔ وہاں سے پانی لیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں نے جھٹ کاٹ کر سوراخ بنایا ہے۔ تم ویسے یہاں سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی نے جھٹ کاٹنے کی تفصیل بتا دی۔

"اب میری بات سنو۔ ہم نے اس پراجیکٹ کو حیاہ نہیں کرنا بلکہ ہمارا مقصد یہاں سے صرف فارمولے کی کاپی حاصل کرنا ہے۔ پہلے کرنل ڈیوک یہاں کا انچارج تھا اور اس سے ہمارا معاہدہ ہو گیا تھا لیکن شاید اسے فوری طور پر واپس بھجوا دیا گیا اور اس کی جگہ کرنل مارشل آگیا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ جہاری بات درست ہے۔ کرنل ڈیوک نے مجھے تفصیل بتائی تھی۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ فارمولے کی کاپی یہاں موجود ہے۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فارمولے کی کاپی کا سیکورٹی ایریا سے کیا تعلق۔۔۔۔۔ کیپٹن مرفی نے جواب دیا۔

"پھر کرنل ڈیوک نے کیسے وعدہ کر لیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ نہیں۔ پلیز مجھے مت مارو“..... کیپٹن مرفی نے عمران لے بدلے ہوئے لہجے سے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”سنو کیپٹن مرفی۔ تم کرنل ڈیوک اور کرنل مارشل دونوں سے لے کے یہاں ہو اور پھر انجینئر ہو۔ تمہیں لامحالہ وہ کچھ معلوم ہے جو نہیں جانتے۔ مجھے فارمولے کی کاپی چاہئے اور بس۔ اگر تم یہ کام سکتے ہو تو پھر تمہیں زندہ چھوڑا جاسکتا ہے ورنہ نہیں اس لئے ہاں نہ میں جواب دو“..... عمران نے ٹیخت انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ فارمولا تو ڈاکٹر روزم کے پاس ہوگا۔ میرے پاس تو ہے“..... کیپٹن مرفی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”فارمولا سائنسی ہے جبکہ ڈاکٹر روزم انجینئر ہے۔ اس کا سائنسی مولے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سائنسی فارمولا ڈاکٹر ولیم کی ہا میں ہے“..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ولیم۔ اوہ۔ اوہ۔ پہلے ڈاکٹر ولیم واقعی یہاں موجود تھا۔ وہ اس دان تھا اور وہ یہاں مشینری کی تنصیب انجینئروں سے کروا رہا۔ اچانک وہ واپس چلا گیا۔ اس نے کہا تھا کہ جب مشینری کی ب تکمیل ہو جائے گی پھر وہ واپس آئے گا۔ فی الحال اس کا یہاں ہیں ہے“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

اگر یہاں ابھی مشینری کی تنصیب ہو رہی تھی تو اس فارمولے کی یہاں موجودگی کا کیا مطلب“..... عمران نے کہا۔
میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے“..... کیپٹن

تھا۔ اس میں زدہ کی تہہ موجود تھی جو اسٹام گیس کی مخصوص نشانی ہے اور تم تو شاید اس گیس کے بارے میں اتنا نہ جانتے ہو گے جتنا میں جانتا ہوں اس لئے اب تمہارے سوال کا جواب بھی دے دوں کہ اسٹام گیس زمین کی سطح کے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔ وہ گڑھے اور نچلی جگہوں پر نہیں اترتی۔ یہ اس کی خاصیت ہے۔ میں اس وقت گہرے گڑھے میں تھا اس لئے میں اسٹام گیس کا شکار ہونے سے بچ گیا۔ اس کے بعد قدرت نے ہمارا تحفظ کیا کہ میں اپنے ساتھیوں کو اٹھا کر اس سیکورٹی والی عمارت میں لے گیا ورنہ اس کرنل مارشل نے چھت سے ان پر فائر کھول دینا تھا۔ پھر موزوکا گن کی ریج بھی اس عمارت تک نہیں تھی اس لئے عمارت میں میرے ساتھی بچ گئے“..... عمران نے کہا۔

”اب تم نے اندر گیس کیپول کیسے فائر کئے اور خود کیسے اندر آ گئے“..... کیپٹن مرفی نے کہا تو عمران نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

”تم واقعی عجیب آدمی ہو۔ کرنل ڈیوک اور کرنل مارشل دونوں تمہارے بارے میں ایسی باتیں کرتے تھے کہ مجھے یقین نہ آتا تھا لیکن اب مجھے یقین آ گیا ہے“..... کیپٹن مرفی نے کہا۔

”لیکن اس یقین کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ میں ابھی چند منٹ بعد تمہیں گولی مارنے والا ہوں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن اس کے باوجود میں اس پورے پراجیکٹ کو تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ صرف فارمولے کی کاپی لے کر واپس چلا جاؤں گا۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرے پاس کاپی نہیں ہے اور ڈاکٹر روزڈم ویسے ہی انجینئر ہے۔ اس کے پاس سائنسی فارمولے کی کاپی کیسے ہو سکتی ہے۔“ کرنل مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم ڈاکٹر روزڈم سے بات کرو“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اس احمق سے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔“ کرنل مارشل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کرنل مارشل کا جسم یکٹ اس طرح اچھلا جیسے بند سپرنگ کھلتا ہے اور وہ عمران سے اس تیزی اور قوت سے آنکھ ایا جیسے توپ سے گولہ فائر ہوتا ہے اور عمران اس اچانک نکر سے کرسی سمیت الٹ کر نیچے فرش پر جا کر اجبکہ کرنل مارشل اس کے اوپر گرا تھا اور کرنل مارشل نے اپنے سر کی زوردار نکر عمران کے ناک پر مارنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یکٹ اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ عمران نے گھٹنے موڑ کر اسے اس انداز میں ضرب لگائی تھی کہ وہ اچھل کر سائیڈ پر جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے مشین پشلی کی تیزرواہٹ کے ساتھ ہی کرنل مارشل کے منہ سے بے اختیار چرچ نکل گئی۔ لیکن اس کے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ یکٹ کھل گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی دوسری بار تیزرواہٹ

مرفی نے کہا اور پھر اسی لمحے ساتھ والی کرسی پر موجود کرنل مارشل نے کر بستی ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ شاید کہیں کے اثرات ختم ہو گئے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم اور یہاں۔ کیا مطلب“..... کرنل مارشل نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید سامنے بیٹھے ہوئے عمران کو پہچان گیا تھا۔

”کرنل مارشل۔ تم نے ہمیں مارنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ کو ہماری زندگی مقصود تھی اس لئے ہم بچ گئے ہیں۔ بہر حال اب اگر تم بھی زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے صرف لارچ ویڈ سسٹم فارمولے کی کاپی دے دو۔ ہم خاموشی سے چلے جائیں گے..... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”یہ کام کرنل ڈیوک ہی کر سکتا ہے۔ وہ بزدل ہے کہ صرف اپنی جان بچانے کے لئے ملک سے غداری کرنے پر تیل گیا تھا۔ میں ایسے نہیں ہوں۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے گولی مار دو گے۔ مار دو۔“ کرنل مارشل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مسند اگر صرف تمہارا ہوتا تو میں تمہیں چھوڑ دیتا کرنل مارشل۔ لیکن مسند ساتھ ہی میرے ملک کا بھی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں جو پراجیکٹ نصب کیا جا رہا ہے یہ ایکریمیا کا نہیں ہے بلکہ دراصل اسرائیل کا ہے اور اسرائیل مسلم دنیا اور خصوصاً پاکیشیا۔ خلاف جس طرح کی دشمنی کا حامل ہے اس سے ساری دنیا واقف۔

فارمولا دے دو۔ میں واپس چلا جاؤں گا۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں تو میں مگنی کی طرح سسل دوں گا۔ میرا نام مارشل ہے۔ بڑے بڑے لڑاکا میرے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے۔“ کرنل مارشل نے ہلکت غصے سے کہا۔

”پیر تو اٹھا سکتے ہوں گے اور تمہارا استقبال اسی طرح ہونا چاہیے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا کرنل مارشل نے انتہائی ماہر انداز میں اس پر چھلانگ لگا دی۔ عمران نے تیزی سے دائیں طرف ہٹنا چاہا لیکن دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پسلیوں میں کسی نے فولادی راڈ مار دیا ہو۔ اسے اپنی پسلیاں چٹختنے کی آوازیں واضح طور پر سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر سائیڈ پر موجود ایک مشین سے نکل کر جیسے ہی نیچے گرا کرنل مارشل بجلی کی سی تیزی سے اس طرف کو لپکا جہاں عمران کے کاندھے سے نکل کر مشین گن گری تھی۔ عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا۔ اس کے چہرے پر ہلکت انتہائی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ مارشل نے واقعی انتہائی حریت انگیز انداز میں اسے ہٹ کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کرنل مارشل واقعی ماہر لڑاکا ہے۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور عین اسی لمحے کرنل مارشل مشین گن اٹھائے سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھومتا کہ عمران پر فائر کھول

کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر کرنل مارشل کے منہ سے جھنجھکی لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کے جسم میں بڑبڑ کی جگہ سرنگ لگے ہوئے ہیں۔ اس بار اس کی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رسی جل کر کٹ گئی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت نمایاں ہو گئی تھی کیونکہ اب اس کے بندھے ہوئے ہاتھ اور پیچ دونوں رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ عمران نے حریت انگیز طور پر مشین پشیل کی فائرنگ سے رسیاں جلا کر کٹ ڈالی تھیں اور کرنل مارشل کے ہاتھوں اور پیروں پر کوئی برا زخم آنے کی بجائے صرف خراشیں ہی آئی تھیں۔ اس کے حلق سے نکلنے والی بیخوشی محض خوف کی وجہ سے تھیں۔

”میں نے تمہیں اس لئے رسیوں کی گرفت سے آزاد کرایا ہے کرنل مارشل تاکہ تمہارے دل میں یہ بات نہ رہے کہ تم بندھے ہوئے تھے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پشیل ایک طرف اچھال دیا۔

”تم۔ تمہارا نشانہ واقعی انتہائی حریت انگیز ہے۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس انداز میں فائرنگ کر کے رسیاں کاٹی بھی جاسکتی ہیں۔“ کرنل مارشل نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر تم مرعوب ہو گئے ہو تو بتا دو کیونکہ مرعوب آدمی سے لڑنا کم از کم میرے بس کا روگ نہیں ہے اور اگر مرعوب نہیں ہوئے تب بھی بتا دو۔ ویسے اب بھی وقت ہے تمہارے پاس کہ مجھے

”اب آخری بار کہہ رہا ہوں کیپٹن مرنی کہ مجھے فارمولا چاہئے۔
 بولو۔ دے سکتے ہو یا نہیں۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ
 کیپٹن مرنی بے اختیار کانپنے لگ گیا۔

”مم۔ مم۔ میں جب کہہ رہا ہوں کہ فارمولا میرے پاس نہیں
 ہے اور نہ ہی میرے ذریعے کہیں سے دستیاب ہو سکتا ہے تو بتاؤ میں
 کیا کروں۔ تم نے ویسے ہی مجھے مارنا ہے تو مار دو۔۔۔۔۔ کیپٹن مرنی
 نے بھلاتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر روزم کا منہ بتاؤ۔ میں تمہاری اس سے بات کرتا ہوں۔
 اس سے بات کرو تا کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ فارمولا کہاں موجود ہے
 یا نہیں۔ بے شک ڈاکٹر ولیم کا حوالہ دے دینا۔ عمران نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری اس طرح تسلی ہو سکتی ہے تو میں کرتا
 ہوں بات۔۔۔۔۔ کیپٹن مرنی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
 منبر بتا دیا تو عمران نے فون اٹھا کر اسے کیپٹن مرنی کے ساتھ والی
 کرسی پر رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے منبر پر ریس کرے
 شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔
 ”وہ تو سویا ہوا ہو گا۔۔۔۔۔ کیپٹن مرنی نے کہا۔

”اسے جاگنا پڑے گا ورنہ اس کا پراجیکٹ دھواں بن کر اڑ جائے
 گا۔۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا تو کیپٹن مرنی نے بے اختیار
 ہونٹ جھنجھنے لگے۔ دوسری طرف مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے
 رہی تھی۔ پھر کافی دیر بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

سکے لیکن اس سے پہلے کہ اس کا جسم سیدھا ہوتا عمران کا جسم حرکت
 میں آیا اور دوسرے لمحے کرنل مارشل جیختا ہوا ہوا میں اڑتا ہوا اسلئے
 خالی دیوار کے ساتھ ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ عمران نے واقعی
 حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا کہ اس نے ایک ہاتھ سے مشین
 گن بھپٹ لی تھی جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے کرنل مارشل کی
 گردن پکڑ کر اسے مخصوص انداز میں ہوا میں اس طرح اچھال دیا تھا
 جیسے کرنل مارشل بھاری اور مضبوط جسم کا انسان ہونے کی بجائے
 ہوا بھرا غبارہ ہو۔ کرنل مارشل دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور اس کے
 ساتھ ہی وہ ٹکھٹ اچھل کر کھڑا ہوا تھا کہ عمران نے زبردست دبا دیا۔
 دوسرے لمحے توتراٹھ کے ساتھ ہی گولیاں اس کے سینے پر بارش کی
 طرح پڑیں اور کرنل مارشل جیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے توڑنے کے
 بعد ساکت ہو گیا۔

”جتنی اچھل کود تم نے کر لی تھی اتنی ہی کافی ہے۔ میرے پاس
 فائو وقت نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی وہ کیپٹن مرنی کی طرف مڑ گیا جو کرسی پر بندھا ہوا تھا۔
 چونکہ عمران نے کرنل مارشل کی رسیاں کاٹ دی تھیں اس لئے
 ایک ہی رسی سے بندھے ہوئے کی باوجود کیپٹن مرنی نے اپنی جگہ
 سے حرکت نہ کی تھی ورنہ شاید رسی کے نہ کھل جانے کی وجہ سے وہ
 اس بندھی ہوئی حالت میں کرسی سے نیچے گر جاتا اور ساتھ ساتھ
 گھسٹا پھرتا۔

کھول کر اسے باہر جانے کا راستہ دے دوں لیکن میں نے انکار کر دیا کیونکہ قانون کے مطابق ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔ البتہ میں نے اسے بتا دیا کہ وہ لوگ جس قدر چاہیں کوشش کر لیں وہ پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ سمندر کی طرف ریڈ بلاکس کے نیچے سیسے اور کیمیکل کی دیوار اور تک ڈال دی گئی ہے جسے ہائیڈروجن بم سے بھی نہیں توڑا جاسکتا۔ وہ تو ریڈ بلاکس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔“

ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”کیپٹن مرفی کی مجھ سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لارج ویو سسٹم کے سائنسی فارمولے کی کاپی حاصل کرنا چاہتے ہیں انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر فارمولے کی کاپی انہیں نہ دی گئی تو وہ پراجیکٹ کو تباہ کر دیں گے۔ کیا فارمولا پراجیکٹ میں موجود ہے؟“

عمران نے ڈیفنس سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”سراصل فارمولا تو بقول ڈاکٹر ولیم مارشل ایریٹے کے ایس وی سٹور میں رکھوایا گیا تھا۔ البتہ اس کی ایک کاپی یہاں موجود تھی اور ڈاکٹر ولیم یہ کاپی میرے کہنے پر یہاں چھوڑ گئے تھے کیونکہ بعض اوقات مشینری کی تنصیب کے لئے اس سے مدد لینا پڑتی ہے۔“

ڈاکٹر روزم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اس کی ایک کاپی کیپٹن مرفی تک پہنچا سکتے ہو تاکہ پراجیکٹ پر منڈلانے والا خطرہ ختم ہو سکے؟“

عمران نے کہا۔

”یس..... ایک خمار آلود آواز سنائی دی لیکن اس سے جھپٹے کیپٹن مرفی بولتا عمران نے اس کے کان سے لگا ہوا رسیور ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔“

”ڈاکٹر روزم سے بات کر آئیں۔ میں پی اے نو ڈیفنس سیکرٹری بول رہا ہوں۔“

عمران نے کہا تو کیپٹن مرفی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”میں ڈاکٹر روزم بول رہا ہوں۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بات کیجئے۔“

عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر روزم بات کر رہا ہوں۔“

اسی لمحے ڈاکٹر روزم کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ڈاکٹر روزم۔“

مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ پراجیکٹ ایریا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں جبکہ سیکورٹی چیف کرنل مارشل کال کا جواب ہی نہیں دے رہا۔“

عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے چونکہ ڈیفنس سیکرٹری کی آواز جھپٹے سنی ہوئی تھی اس لئے وہ بڑے اطمینان سے بات کر رہا تھا۔

”بتایا تو یہی گیا ہے جناب کہ وہ پراجیکٹ ایریا میں داخل ہو چکے ہیں اور کرنل مارشل پراجیکٹ کے اندر سیکورٹی ایریا میں پہنچ چکا ہے جبکہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ ایجنٹ سمندر کی طرف سے زمین میں گڑھا ڈال کر ریڈ بلاکس کے نیچے سے سرنگ لگا کر پراجیکٹ میں داخل ہو جائیں گے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ میں ایکسپریس پشیل دے

اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

"تم نے پہلے میری بات کرانی تھی پھر تم نے خود بات شروع کر دی۔۔۔۔۔ کیپٹن مرنی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میرا خیال تھا کہ شاید اندر وائس چیئنگ کمیونٹر موجود ہو لیکن جب ڈاکٹر روزم کی غمار آلود آواز سنی تو میں سمجھ گیا کہ وہ اس وقت اپنے آفس میں نہیں بلکہ اپنی خواب گاہ میں ہو گا اور ظاہر ہے وہاں وہ چیئنگ نہیں کر سکتا تھا اور جہاری بجائے اس نے ڈیفنس سیکرٹری کو سب کچھ آسانی سے بتا دیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"پراجیکٹ میں تم کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔ کیپٹن مرنی نے کہا۔

"میری روح تو داخل ہو سکتی ہے۔ وہ ہو جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کے دوسری طرف آفس تھا۔ شاید کرنل مارشل کا آفس۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ اس کی تفصیل پڑھنے سے شاید کوئی کلیو مل جائے۔ اسے آفس میں کافی در لگ گئی لیکن کوئی کلیو نہ مل سکا تو وہ واپس پلٹا۔ ابھی وہ راہداری میں ہی تھا کہ اس کے کانوں میں کیپٹن مرنی کی آواز پڑی اور وہ بے اختیار چونک کر ٹھٹھک گیا۔ کیپٹن مرنی اس انداز میں بول رہا تھا جیسے کسی سے فون پر باتیں کر رہا ہو۔

"ڈاکٹر روزم۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس نے تم سے

"نوسر۔ اس کے لئے اندرونی ایکسٹرا سپیشل وے کھولنا پڑتا ہے اور اب یہ ویسے بھی نہیں کھل سکتا جب تک کہ تحصیب مکمل نہ ہو جائے۔ ماسٹر کمیونٹر میں اس کی مین فیڈنگ کر دی گئی تھی تاکہ پراجیکٹ میں مداخلت نہ ہو سکے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

"کیا ماسٹر کمیونٹر کی مین فیڈنگ میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نوسر۔ اگر ایسا کیا گیا تو پھر پورا پراجیکٹ ہی مزید کام کرنے سے رک جائے گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے حتیٰ لچے میں کہا گیا۔

"اگر میں کسی سائیس دان سے بات کروں اور وہ آپ کو ہدایات دے اور ایسا ممکن ہو جائے۔ پھر۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سوری سر۔ ایسا اب اسرائیل کے صدر صاحب کے حکم پر ہو سکتا ہے۔ آپ کے حکم پر بھی نہیں ہو سکتا۔ ویری سوری سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن مرنی کے منہ سے ہاتھ ہٹالیا۔

"تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔۔۔۔۔ کیپٹن مرنی نے کہا۔

"اس احمق ڈاکٹر روزم نے پراجیکٹ کی تباہی قبول کر لی ہے۔ بہر حال اب یہ بات تو طے ہو گئی ہے کہ فارمولے کی کاپی اندر موجود ہے۔ اب مسئلہ ہے راستہ کھولنے کا۔۔۔۔۔ عمران نے ایسے کہا جیسے وہ

پر جھپٹ پڑا اور دوسرے مجھے کیپٹن مرفی جھنچتا ہوا اس کے سینے سے آ لگا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مضمین پسل راہداری کے فرش پر گر چکا تھا۔

”تم۔ تم زندہ ہو۔“ فی ایم ریز فائر ہونے کے باوجود..... اس کے منہ سے بھنچنی بھنچنی سی آواز نکلی۔

”فی ایم ریز اس وقت فائر ہو سکتی ہیں جبکہ اس کا فائرنگ پوائنٹ یہاں موجود ہو۔ کہاں ہے وہ پوائنٹ۔ بتاؤ.....“ عمران نے اس کی گردن پر موجود دباؤ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

”آفس کی عقبی دیوار میں.....“ کیپٹن مرفی نے رک رک کر کہا تو عمران نے یلکھت ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرا گردن سے ہٹا کر کاندھوں پر رکھ کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں مخالف سمت میں جھٹکا دے کر موڑ دیا تو کیپٹن مرفی کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا جسم یلکھت ڈھیلا پڑ گیا اور وہ وہیں راہداری میں ہی گر گیا۔ عمران تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اس آفس میں آیا اور پھر اس کی تیز نظروں نے آفس کی عقبی دیوار کے درمیان ایک چسپرن کے سرے جتنا مونا سوراخ دیکھ لیا۔ یہ سوراخ بھی اس لئے اس کی نظروں میں آگیا تھا کہ اس کے کناروں پر سیاہ رنگ کی لائن سی تھی جو فی ایم ریز فائر ہونے کی وجہ سے پڑی تھی ورنہ وہ سوراخ کسی صورت بھی نظر نہ آ سکتا تھا۔

”اب میں دیکھتا ہوں کہ پراجیکٹ کیسے محفوظ رہتا ہے۔“ عمران

ڈیفنس سیکرٹری بن کر میرے سامنے بات کی ہے اس لئے تم فوری طور پر آفس میں فی ایم ریز فائر کر دو۔ اس سے وہ جل کر راکھ ہو جائے گا ورنہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے.....“ کیپٹن مرفی نے کہا۔

”شکریہ۔ جلدی کریں۔ کہیں وہ واپس نہ آجائے.....“ کیپٹن مرفی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ کچھ گیا تھا کہ اس کی عدم موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے رسیور سے نجات حاصل کر لی ہے اور ڈاکٹر روزڈم سے بات کر رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب آکر رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار کے ساتھ پشت لگا دی کیونکہ دروازے کی دوسری طرف سے اسے قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ کیپٹن مرفی شاید دروازے کی طرف آ رہا تھا۔ اسی لمحے اندر آفس میں ایک دھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف تیز سرخ روشنی سی پھیلتی چلی گئی لیکن چونکہ آفس اور راہداری کا درمیانی دروازہ بند تھا اس لئے روشنی اس کے درمیان شیشے سے گزر کر یہاں پہنچی تھی لیکن یہ سب کچھ ایک لمحے کے لئے ہوا۔ اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

”اوہ۔ اوہ۔“ فی ایم ریز فائر ہو چکی ہیں۔ اب وہ یقیناً ہلاک ہو چکا ہو گا.....“ عمران کے کانوں میں بجلی سی آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور کیپٹن مرفی اچھل کر اندر داخل ہوا تو عمران اس

نے کہا اور پھر وہ مزا اور چند لمحوں بعد وہ سیدھی چڑھتا ہوا اوپر چھت پر پہنچا اور دوسری طرف لٹکی ہوئی رسی کو پکڑ کر وہ نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کے ساتھی اسٹام گیس کا شکار ہوئے موجود تھے۔ چونکہ اب تقریباً صبح ہونے والی تھی اس لئے اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھی اب آسانی سے ہوش میں جائیں گے۔

بلیک مینجی کا چیف جیسیٹن پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا ایک راہداری سے گزر رہا تھا۔ راہداری خالی تھی چند لمحوں بعد وہ ایک دروازے پر پہنچ گیا اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ ایک بڑی مشین موجود تھی اس مشین کے سامنے کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے کا دھماکہ سن کر اس نے بے اختیار گردن موڑی اور پھر دروازے پر جیسیٹن کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”آرتھر۔ جلدی سے لارج ویو پراجیکٹ کے مین سیکورٹی روم کو سکرین پر لے آؤ۔ جلدی“..... جیسیٹن نے چیختے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے مزا اور مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا جبکہ جیسیٹن قریب جا کر رک گیا تھا۔ چند لمحوں بعد

”سانئذ راہداری لے آؤ سکرین پر“..... جیمن نے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن مرنی دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا اور چند لمحوں بعد ایک جھماکا ہوا اور سکرین پر ایک راہداری نظر آنے لگ گئی اور جیمن کے ساتھ ساتھ آرتھر بھی اس منظر کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہاں عمران دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑا تھا جبکہ کیپٹن مرنی اس کے سینے کے سامنے موجود تھا۔ عمران کا بازو اس کی گردن میں تھا۔

”دری بیڈ۔ یہ عفریت پھر بچ گیا“..... جیمن نے کہا۔ اسی لمحے عمران کی آواز سنائی دی وہ کیپٹن مرنی سے فی ایم ریز کے فائرنگ پوائنٹ کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور پھر کیپٹن مرنی نے پوائنٹ کے بارے میں بتا دیا تو عمران نے کیپٹن مرنی کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا اور خود مڑ کر تیزی سے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فس میں داخل ہو کر آفس کی عقبی دیوار کو غور سے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگ گئی اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑا اور تیزی سے راہداری کر اس کر کے اس بڑے ہال میں پہنچا اور پھر میز جی چڑھ کر وہ اوپر چھت کے کٹنے ہوئے حصے میں جا کر غائب ہو گیا۔

”چیک کرتے رہو آرتھر“..... جیمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی نئی تیزی سے مڑا اور ایک سانئذ پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے برق رفتاری سے اس کے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیے۔ کافی دیر تک وہ نمبر پر ریس کرتا رہا پھر اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

سکرین پر جھماکا ہوا اور پھر سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ اس بڑے ہال نمائکمرے کا منظر تھا جس میں مشینری نصب تھی۔ ایک طرف کرنل مارشل کی لاش پڑی ہوئی تھی جبکہ کیپٹن مرنی فون کا رسیور کان سے لگائے کھڑا تھا۔

”آواز کھولو۔ جلدی“..... جیمن نے انتہائی بے چین سے لمحے میں کہا تو آرتھر ایک بار پھر مشین پر جھک گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن مرنی کی آواز سنائی دی اور جیمن اس کی بات سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کیپٹن مرنی اس کی ہدایت پر ڈاکٹر روزم سے بات کر رہا ہے اور اسی لمحے کیپٹن مرنی نے رسیور رکھا اور پھر میز پر پڑے ہوئے مشین پائل کو اٹھا کر وہ سانئذ پر موجود دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”احمق آدمی وہیں رکے رہو۔ عمران کو معمولی سا ششک بھی پڑ گیا تو.....“ جیمن نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کرنل مارشل کے آفس کو بھی سانئذ سکرین پر لے آؤ۔ جلدی۔“ جیمن نے کہا تو آرتھر ایک بار پھر مشین پر جھک گیا جبکہ کیپٹن مرنی دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔ چند لمحوں بعد آفس نمائکمرہ سکرین کی سانئذ پر نظر آنے لگا لیکن کمرہ خالی تھا۔

”اوہ۔ یہ تو خالی ہے۔ عمران کہاں گیا“..... اسی لمحے اچانک آفس کی عقبی دیوار کے درمیان سے سرخ رنگ کی تیز روشنی بھائی اور پورے کمرے میں ایک لمحے کے لئے پھیلی اور پھر ختم ہو گئی۔

”فی۔ ایم ریز بھی ضائع گئیں“..... جیمن نے کہا۔

"ریڈ لائٹ کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"راکسن سے بات کراؤ۔ چیف سپیکنگ"..... جمیسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ییس چیف"..... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"راکسن بول رہا ہوں چیف"..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ چہرہ مودبانہ تھا۔

"راکسن جہارے پاس کتنے آدمی ہیں"..... جمیسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"چھ افراد ہیں چیف"..... راکسن نے کہا۔

"سنو راکسن۔ اس وقت ڈیگوشیا میں لارج ویو پراجیکٹ شدید خطرے میں ہے پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف وہاں پہنچ چکے ہیں بلکہ انہوں نے سیکورٹی ونگ کی چھت توڑ دی ہے اور اندر داخل ہو گئے ہیں اور وہاں سپرٹاپ ایجنٹ کرنل مارشل اور اس کا نائب کیپٹن مرنی دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اور گو پاکیشیائی ایجنٹ اس سیکورٹی ایریے سے پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکتے لیکن ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے اور میں نے اس لئے جہار انتخاب کیا ہے کہ تم فوراً پہلی کاپڑ کے ذریعے ایس ون پہنچو۔ وہاں ایک آبدوز ایس ون کے سپیشل گھٹا کے قریب موجود ہوگی۔ آبدوز کا کیپٹن سپیشل گھٹا پر

موجود ہو گا۔ تم نے اسے وائٹ فیور کا کوڈ بتانا ہے وہ جہاں آبدوز میں سوار کر کے ڈیگوشیا جہیزے کے ساحل پر اس جگہ پہنچا دے گا جہاں پراجیکٹ ہے۔ وہاں چونکہ ہر طرف ریز لائٹنگ زیر زمین موجود ہے اس لئے تم نے اور جہارے ساتھیوں نے سنا گرم شوژ بہن کر وہاں جانا ہے۔ وہاں اگر پاکیشیائی ایجنٹ باہر موجود ہوں تو تم نے باہر ہی ان کا خاتمہ کر دینا ہے اور اگر وہ جہارے پہنچنے تک سیکورٹی ایریے کے اندر پہنچ چکے ہوں تو پھر جہاں اس کی چھت پر چڑھ کر اندر فی ایم تھری بم پھینکنے ہیں تاکہ ان شیطانوں کا حتمی طور پر خاتمہ ہو سکے۔ اور سنو کسی بڑے جگہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ بس فوری طور پر تیز کارروائی کرو اور فوراً۔ اگر تم ان کے خاتمے میں کامیاب ہو گئے تو میرا وعدہ کہ جہاں ٹاپ گریڈ ایجنٹ بنا دیا جائے گا۔" جمیسن نے کہا۔

"ییس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ راکسن ان پاکیشیائی ایجنٹوں پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑے گا"..... دوسری طرف سے راکسن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فوراً حرکت میں آ جاؤ۔ فوراً۔ میں ان شیطانوں کو زیادہ وقت نہیں دینا چاہتا"..... جمیسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔ کوئی اندر واپس تو نہیں آیا"..... جمیسن نے مڑ کر آرتھر سے کہا۔

لوگوں کا خاتمہ کر دیں اور اسے یقین تھا کہ راکسن اور اس کے ساتھی
لاحالہ ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ وہ راکسن
کی صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اب یہ
لوگ زندہ واپس نہ جا سکیں گے۔

"نوحیف"..... آرتھر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اب تم نے مسلسل نگرانی کرنی ہے اور مجھے ساتھ
ساتھ رپورٹ دینی ہے"..... جیمسن نے کہا۔
"اوہ نہیں باس۔ اس قدر طویل فاصلے سے ایکس ایکس ریز زیادہ
دیر تک کام نہیں کر سکتیں"..... آرتھر نے جواب دیا تو جیمسن
چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا تھا۔ ٹھیک ہے میں تمہیں
جب کال کر کے کہوں گا تب تم نے چیکنگ شروع کر دینی ہے۔ ابھی
آف کر دو"..... جیمسن نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ
گیا تاکہ اپنے آفس میں جا کر وہ راکسن اور اس کے ساتھیوں کے لئے
آبدوز کا بندوبست کر سکے۔ کیپٹن مرنی نے فون کر کے اسے ساری
تفصیل بتا دی تھی اور اس نے کیپٹن مرنی کو کہا تھا کہ وہ فوراً ڈاکٹر
روزڈم کو کال کر کے اسے نائٹ سکوپ کے الفاظ کا حوالہ دے کر
کہے کہ وہ آفس میں فی ایم ریز فائر کر دے۔ اس طرح عمران یقینی
طور پر ہلاک ہو جائے گا لیکن اب سکرین پر خود چیک کر چکا تھا کہ
عمران فی ایم ریز فائر ہونے سے پہلے آفس سے باہر آ گیا تھا اور عمران
کے ہلاک ہونے کی بجائے الٹا کیپٹن مرنی ہلاک ہو گیا تھا لیکن وہ
اس لئے مطمئن تھا کہ عمران چاہے لاکھ کوشش کر لے وہ کسی
صورت پر اچیکٹ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس نے
راکسن اور اس کے گروپ کو وہاں بھیجا تھا تاکہ یہ لوگ اچانک ان

بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے بتایا ہے کہ سیکورٹی ایریا اور پراجیکٹ کے درمیان بھی ریڈ بلاکس کی دیوار موجود ہے اگر ایسا ہے تو پھر فی ایم ریز کیسے اس سیکورٹی ایریا کے آفس میں فائر ہو گئیں۔“ کیپٹن تشکیل نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”اس کا فائرنگ پوائنٹ اس دیوار میں جہلے سے رکھ دیا گیا تھا میں نے اسے چیک کیا ہے..... عمران نے جواب دیا۔“
”تو کیا ہم اسے استعمال نہیں کر سکتے..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔“

”کر سکتے ہیں نین اس سے صرف گیس فائر ہو سکتی ہے ہم ادھر جا نہیں سکتے اور گیس فائر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ اگر پراجیکٹ کے اندر موجود لوگ بے ہوش بھی پڑے رہے تو ہم ان کیا بگاڑ لیں گے..... عمران نے کہا۔“

”تو پھر اب کیا کرنا ہو گا.....“ صفدر نے کہا۔

”جی بات تو میں سوچ رہا ہوں۔ پراجیکٹ کو انہوں نے اس انداز میں محفوظ کیا ہے کہ کوئی راستہ ہی نظر نہیں آتا.....“ عمران نے کہا۔

”کیا ہم اس پراجیکٹ کی چھت درمیان سے اس طرح نہیں توڑ سکتے جس طرح انہوں نے سیکورٹی ایریے کی چھت کاٹی ہے۔“ جوہیا نے کہا۔

سیکورٹی ایریے کے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ اسٹام ریز کے اثرات چونکہ اب کسی حد تک ختم ہو چکے تھے اس لئے عمران نے ان سب کے منہ اور ناک بند کر کے انہیں ہوش دلایا تھا اور ان کے ہوش میں آنے کے بعد عمران نے انہیں گڑھے سے نکلنے اور انہیں اٹھا کر یہاں لے آنے سے لے کر کیپٹن مرفی کی موت کے بعد یہاں واپس آنے تک ساری تفصیل بتا دی اور وہ سب اس طرح حیرت بھرے انداز میں تفصیل سنتے رہے جیسے بچے کسی بزرگ سے بڑے شوق سے انتہائی پراسرار اور دلچسپ کہانی سنتے ہیں۔
”آپ نے واقعی کام کیا ہے عمران صاحب۔ ویسے آپ واقعی خوش قسمت ہیں کہ ہر بار آپ کو کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”جبکہ بھاری تنخواہیں تمہیں ملتی ہیں.....“ عمران نے کہا تو سب

اس لئے وہ اطمینان سے چلتے ہوئے اس رسی تک پہنچ گئے جو عمران نے تیار کی تھی جو ابھی تک وہاں لٹکی ہوئی تھی پھر سب سے پہلے عمران اس رسی کی مدد سے اوپر گیا اس کے بعد جو نیا اور سب سے آخر میں تنویر اوپر آیا۔

"اب اس رسی کو اوپر اٹھا لو" عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا یہاں کسی کی آمد کا خطرہ ہے" صفدر نے چونک کر کہا۔

"کچھ بھی ہو سکتا ہے" عمران نے کہا تو تنویر نے رسی اوپر کھینچی۔

"تنویر تم ہمیں ٹھہرو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی خطرہ ہمارے قریب موجود ہے لیکن تم تھکت پریشان جانا ورنہ تم دور سے نظر آنا شروع ہو جاؤ گے" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو" تنویر نے کہا تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت نائٹون کی سڑھی سے اتر کر نیچے ہال میں پہنچ گیا وہاں کرنل مارشل کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

"پہلے ان لاشوں کو باہر پھینک دو ورنہ بدبو چھوڑ دیں گی۔ ایک لاش اصر راہداری میں پڑی ہے" عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس کی ہدایت کی تعمیل شروع کر دی۔ صفدر نے کرنل مارشل کی لاش اٹھا کر کاندھے پر لا دی جبکہ کیپٹن شکیل نے راہداری میں پڑی ہوئی کیپٹن مرنی کی لاش اٹھائی اور دونوں نائٹون

"میں نے کیپٹن مرنی سے پوچھا تھا اس نے بتایا کہ جب ڈاکٹر روزم نے سپیشل وے کھولنے سے صاف انکار کر دیا تو اس نے یہ تجویز پیش کی تھی یہاں ہوا کے لئے سوراخ بنائے گئے تھے جنہیں اندر سے توڑا جاسکتا ہے" عمران نے کہا۔

"وہاں پراجیکٹ میں بھی تو ایسے ہلاک ہوں گے انہیں بھی تو ہوا چاہئے ہوگی" جو نیا نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن انہیں باہر سے نہیں توڑا جاسکتا اور اندر سے وہ کیوں توڑیں گے" عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں بیٹھنے کی بجائے اندر سکورٹی ایریا میں جانا چاہئے ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے کہ وہاں سے کوئی راستہ نہ رکھا گیا ہو۔ اگر ہم مل کر اچھی طرح چیکنگ کریں تو مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی راستہ مل ہی جائے گا" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں یہاں بیٹھ کر باتیں کرنے کی بجائے وہاں جانا چاہئے" تنویر نے کہا تو عمران نے بھی اثبات میں سر ملادیا۔

"اسلحہ وغیرہ لے لو۔ اب ہم اسے تباہ کر کے ہی باہر آئیں گے" عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ملادیتے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک اٹھائے اس عمارت سے باہر آ گئے۔ صفدر تنویر اور کیپٹن شکیل نے صرف بنیائیں پہنچی ہوئی تھیں اس لئے وہ تینوں ہی عجیب لگ رہے تھے چونکہ ان کے پیروں میں سناگرم شوز موجود تھے

”کیا ہوا ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”تخویر نے اطلاع دی ہے کہ پانچ مسلح افراد آبدوز کے ذریعے

سمندر سے باہر جزیرے پر آئے ہیں اور وہ اس عمارت کی طرف بڑھتے

ہلے جا رہے ہیں جس میں پہلے ہم موجود تھے“..... جو یانے کہا۔

”تو پھر اس میں اتنا متوشش ہونے کی کیا ضرورت ہے انہیں

آسانی سے ہلاک کیا جاسکتا ہے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں بند ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ کھلی جگہ پر ہیں اور وہ یہاں

میزائل بھی باہر سے فائر کر سکتے ہیں“..... جو یانے کہا۔

”ہاں۔۔۔ تو ہو سکتا ہے لیکن جب تخویر نے انہیں چیک کر لیا

ہے تو اب ایسا نہیں ہو گا۔ آؤ میرے ساتھ۔ شاید بلیک ہنچسی کا

کوئی نیا گروپ بھیجا گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کیپٹن مرفی نے

ڈاکٹر روزم کو کال کرنے سے پہلے یقیناً بلیک ہنچسی کے چیف کو

بھی کال کی ہو گی“..... عمران نے کہا اور وہ دونوں آفس سے باہر

آئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ہال میں موجود نہ تھے جبکہ ہال میں

موجود تمام مشینیں مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھیں۔ بہر حال وہ دونوں

سیدھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔ وہاں تخویر، صفدر اور کیپٹن شکیل

چھت پر بیٹے ہوئے تھے عمران اور جو یانے بھی چھت پر پہنچتے ہی ایسٹ گئے

اور کھسک کر کنارے تک پہنچ گئے۔

”کیا ہوا ہے۔ کہاں ہیں یہ لوگ“..... عمران نے کہا۔

”وہ اس عمارت کے اندر ہیں۔ ابھی تک باہر نہیں آئے۔“ تخویر

کی سیدھی چڑھ کر اوپر چھت پر چلے گئے۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں موجود تمام مشینیں تباہ کر دی جائے۔“

جو یانے کہا۔

”کیوں“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”اس مشین کو اندر سے بھی آپسٹ کیا جاسکتا ہے اور یہ

ہمارے لئے کسی بھی وقت خطرناک ثابت ہو سکتی ہے“..... جو یانے

کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں آفس میں جا کر

ایک بار پھر چیکنگ کرتا ہوں“..... عمران نے کہا اور دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھا ہی تھا

کہ اسے باہر سے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ

سمجھ گیا کہ جو یانے مشین گن سے مشینیں پر فائرنگ شروع کر دی

ہے۔ کافی دیر تک دھماکے ہوتے رہے اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

عمران اس دوران اس آفس ٹیبل کی درازوں کی بڑی باریک بینی سے

تلکشی لیتا رہا۔ اس کے ذہن میں تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی

خفیہ خانہ ہو اور وہاں سے کوئی ایسی چیز مل جائے جو اس کے لئے

مفید ثابت ہو سکے لیکن ایسا کوئی خانہ باوجود کوشش کے اسے نہ مل

سکا تھا کہ اسی لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں

سنائی دیں اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا

اور جو یانے تیزی سے اندر داخل ہوئی اس کا پہرہ متوحش سا تھا۔

نے جواب دیا۔

"کتنے افراد ہیں"..... عمران نے کہا۔

"پانچ ہیں۔ ان کے پاس میزائل گنیں بھی ہیں اور اسلحہ سے بھرے ٹھیلے بھی"..... تنویر نے جواب دیا۔

"تم نے ان پر فائر کیوں نہیں کھولا تھا"..... عمران نے کہا۔

"وہ جہاں سے اوپر پہنچے ہیں وہاں تک مشین گن کی ریج نہ تھی ورنہ میں انہیں زندہ نہ چھوڑتا"..... تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ کوئی سایہ چھت پر چڑھ رہا ہے۔" اچانک صفدر نے کہا تو عمران کی نظریں بھی چھت پر جم گئیں اور پھر اس نے واقعی ایک سائے کو اس سیکیورٹی والی عمارت کی چھت پر چلتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس کے ہاتھ میں میزائل گن تھی۔

"یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ میزائل گن کی ریج تو یہاں تک نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ریج ہو اور ہم اس جگہ میں مارے جائیں"۔ جو یا

نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ چلو بچے ہٹو اور عقبی کنارے تک چلے جاؤ میں سائیڈ کنارے پر رہوں گا"..... عمران نے کہا۔

"میں بھی یہیں رہوں گا"..... تنویر نے کہا۔

"تم دوسرے کنارے پر رہو گے لیکن جب تک میں نہ کہوں تم نے فائر نہیں کھولنا"..... عمران نے کہا اور تنویر تیزی سے کھسکتا ہوا

دوسرے کنارے پر چلا گیا جبکہ عمران اس کنارے کی طرف کھسک گیا اور صفدر کیپٹن شکیل اور جو یا تینوں بچے ہٹ کر کافی فاصلے پر عقبی کنارے پر چلے گئے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ سایہ دوبارہ چلتا ہوا دکھائی دیا اور پھر غائب ہو گیا۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ تو واپس چلا گیا ہے"..... تنویر نے کہا۔

"وہ شاید جائزہ لینے آیا تھا"..... عمران نے کہا اور تنویر نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ پانچ افراد چھت پر آئے ان میں سے دو افراد نے ایک لانچر سا پکڑا ہوا تھا اور پھر انہوں نے اس لانچر کو وہاں چھت کے کنارے پر نصب کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ سٹار فائر کرنا چاہتے ہیں۔ ساکت پڑے رہنا تنویر"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اونچی آواز میں عقبی طرف موجود اپنے ساتھیوں کو بھی ساکت رہنے کا کہہ دیا۔

"یہ سٹار فائر کیا ہوتا ہے"..... تنویر نے کہا۔

"یہ کمیونٹر گن ہوتی ہے اس سے نارگٹ کو باقاعدہ فیڈ کر کے فائر کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سوراخ کے اندر فائر پہنچانا چاہتے ہیں تاکہ ہم اندر ہی ہلاک ہو جائیں"..... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا یہ ہمیں یہاں چھت پر جیک نہیں کر سکتے"..... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک ہم حرکت نہیں کریں گے۔ انہیں نظر نہیں

کرنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ صفدر کمپین تشکیل اور جو لیا بھی کرانگ کرتے ہوئے ان کے قریب آگئے۔

”یہ کیسی فائرنگ ہوئی ہے۔ تعیت ہے۔۔۔۔۔ جو لیا نے کہا۔
 ”ہاں۔۔۔۔۔ یہ سٹار فائرنگ ہے اور باقاعدہ کمیونٹری مدد سے کی گئی ہے۔ اب وہ مطمئن ہوں گے کہ انہوں نے اندر فائرنگ کر کے ہمیں ہلاک کر دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن اس وقت دن نکلا ہوا ہے کیا وہ ہمیں چھت پر چھیک نہ کر سکے ہوں گے۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔۔۔۔۔ وہ کم بلندی پر ہیں جبکہ ہم زیادہ بلندی پر۔۔۔۔۔ ہاں اگر وہ ہم سے زیادہ بلندی پر ہوتے تو ہم انہیں صاف نظر آجاتے۔“ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے پانچ افراد کو اس عمارت سے نکل کر پراجیکٹ کی طرف آتے دیکھا۔ ان کے پیروں میں سناگرم شوز موجود تھے اس لئے وہ اطمینان سے پراجیکٹ کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ ان کا اطمینان بتا رہا تھا کہ ان کے ذہن میں یہ تصور تک نہیں ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی بچ بھی سکتے ہیں۔

”اب یہ ریجن میں آگئے ہیں۔“ اچانک تنویر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ ازادو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

”اُمیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک دور سے اس طرح روشنی کی دھار سی چھت کی طرف بڑھنے لگی جیسے وہاں نارچ جلائی گئی ہو لیکن یہ روشنی محدود دائرے میں تیزی سے آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔ عمران اور تنویر چونکہ سائیڈ پر تھے اس لئے وہ خاموش اور بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ روشنی اس طرح آگے بڑھی چلی آ رہی تھی جیسے باقاعدہ اسے کنٹرول کر کے آگے بڑھایا جا رہا ہو۔ عمران نے دیکھا کہ یہ کوئی نارچ تھی جو کسی مشین میں نصب تھی چند لمحوں بعد روشنی اس سوراخ کے قریب پہنچ کر آگے بڑھنے سے رک گئی۔ پھر وہ آگے بڑھی اور اس سوراخ کے دوسرے سرے پر پہنچ کر پھر رک گئی۔

”کمال ہے۔۔۔۔۔ یہ تو بڑی منصوبہ بندی سے آئے ہیں۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سیکورٹی عمارت کی چھت سے ایک شعلہ سا نکلا اور تیزی سے آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ نارچ کی روشنی ویسے ہی موجود تھی اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر وہ شعلہ مڑا اور پھر انتہائی برق رفتاری سے ٹھیک اس سوراخ کے اندر جا گرا اور اس کے ساتھ ہی اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ چھت بھی لرز اٹھی اور پھر روشنی ٹپکت غائب ہو گئی۔ وہ خصوصی نارچ بند کر دی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ لوگ چھت سے نیچے اترتے چلے گئے۔

”اب یہ لوگ مطمئن ہو کر یہاں آئیں گے اور ہم نے ان کا خاتمہ

"یہ تو فون بھی ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ اب کیسے بات ہو گی۔"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اوہ ہاں۔ اس کے بھی تو ٹکڑے اڑ چکے ہیں۔" صفر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ دیوار دیکھیں جہاں یقیناً کوئی راستہ ہے۔"
اچانک ایک سائیڈ پر موجود کیپٹن شکیل کی جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران اور صفر تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئے۔ یہ بالکل آؤٹ سائیڈ تھی اور وہاں واقعی اس میزائل کی وجہ سے دیوار کا ایک خاصا بڑا ٹکڑا نیچے گرا ہوا تھا اور اندر ریڈ بلاکس دیوار کے درمیان ایک خاصا بڑا حصہ گوریڈ بلاک کا ہی تھا لیکن بلاکس کا چٹاؤ اس انداز میں کیا گیا تھا اس طرح یہ ٹکڑا باقی دیوار سے بالکل علیحدہ نظر آ رہا تھا۔ اس کو چھپانے کے لئے باہر علیحدہ میزائل سے پلستر سا کیا گیا تھا لیکن خوفناک بم کے دھماکے سے یہ پلستر والا حصہ ٹوٹ کر گر گیا تھا جس کی وجہ سے یہ علیحدہ حصہ انہیں نظر آنے لگ گیا تھا ورنہ وہ چونکہ ٹھوس تھا اس لئے پہلے وہ اسے کسی طرح بھی چیک نہ کر سکتے تھے۔

"اوہ۔ تو یہ ہے وہ ایکسٹرا سپیشل وے۔ جیسے کھولنے سے ڈاکٹر روزم نکالی تھا۔" عمران نے کہا۔
"لیکن عمران صاحب۔ یہ تو ریڈ بلاکس کا ہی بنا ہوا ہے۔" صفر نے کہا۔

"لیکن چونکہ یہ راستہ ہے اس لئے ظاہر ہے اس کے کھلنے اور بند

مشین گن کی ترخزاہٹ کے ساتھ ہی وہ پانچوں پیچھے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور نیچے گرنے کے باوجود ان پر گولیاں برس رہی تھیں اور جب تک وہ پانچوں ٹھنڈے نہیں ہو گئے اس وقت تک تنویر نے فائرنگ جاری رکھی تھی۔

"ان میں سے کسی کو زندہ پکڑنا چاہئے تھا۔" جویا نے کہا۔
"نہیں۔ یہ لو کلاس لوگ تھے۔ ان سے کیا معلوم ہو سکتا تھا شاید بلیک ہینجی کے چیف کو قریب ترین یہی لوگ ملے ہوں گے۔ بہر حال اب اس پراجیکٹ کو ختم ہو جانا چاہئے ورنہ جیمین جہاں پوری ایکریٹین فوج بھی چڑھا سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔
"لیکن کیسے ختم ہو۔ یہی بات تو سمجھ میں نہیں آ رہی۔" جویا نے کہا۔

"اس ڈاکٹر روزم سے ہی بات کرنا پڑے گی۔ تنویر تم یہیں رکو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسرا گروپ آجائے۔" عمران نے کہا اور تنویر کے سر ہلانے پر وہ سب واپس پلٹے تو انہوں نے سیزمی کا آدھا حصہ لٹکا ہوا دیکھا۔ باقی آدھا حصہ جل کر راکھ ہو چکا تھا اور وہ اس آدھی سیزمی سے اتر کر نیچے جھلانگیں لگا کر پہنچ گئے۔ نیچے فرش تک اکھڑا پڑا تھا۔ مشینری تو پہلے ہی تباہ ہو چکی تھی۔ اندھے شیشے والا کیمین بھی تباہ ہو چکا تھا اور سائیڈ دروازہ راہداری اور آفس سب کچھ برابر ہو چکا تھا۔ واقعی انتہائی خوفناک اور طاقتور میزائل اندر فائر کیا گیا تھا۔

ہونے کا باقاعدہ میکنزم ریڈ بلاکس کا بنا ہوا نہیں ہو گا۔ عمران نے کہا تو صدر بے اختیار شرمندہ سے انداز میں خاموش ہو گیا۔

”اسلمہ وغیرہ لے لو۔ اب ہمیں بڑا آپریشن کرنا ہو گا۔ جتنے بھی افراد ہو گئے ان کا خاتمہ کر کے یہاں وائرلیس چارجر ہم لگا کر ہم باہر نکل جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”آپ یہ راستہ تو کھولیں۔ باقی کام ہم کر لیں گے۔“ صدر نے کہا۔

”ایک کام تو تم سے ہو نہیں سکا۔ وہ خطبہ نکاح یاد کرنے والا اور کہہ رہے ہو کہ باقی کام ہم کر لیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”تم پھر پڑی سے اتر رہے ہو۔ ہم اس وقت نازک پوزیشن میں ہیں۔ ان لوگوں کی طرح اور بھی کئی نیٹیں آسکتیں ہیں۔“ جولیا نے کہا تو عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ جولیا کی بات سے مستحق ہو۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے خنجر کی تیز نوک کی مدد سے چیکنگ شروع کر دی اور تقریباً آدھے گھنٹے کی کوشش کے بعد اچانک سر کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی وہ پورا بلاک دوسری طرف گھوم گیا۔ اب دوسری طرف ایک راہداری نظر آرہی تھی۔

”آؤ.....“ عمران نے کہا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے ان سب کے پھروں پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

بلیک بچنسی کا چیف اپنے آفس میں موجود تھا۔ اسے راکسن کی رف سے کال کا انتہائی شدت سے انتظار تھا کیونکہ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ راکسن اور اس کے چار ساتھیوں کو آبدوز کے ذریعے ڈیگوشیا پیرے کے اس ساحل تک پہنچا دیا گیا تھا جس طرف پراجیکٹ تھا لن باوجود کوشش کے راکسن کے ساتھ ٹرانسمیٹر کال کا رابطہ نہ ہو ا تھا اور یہی بات جیمسن کو پریشان کر رہی تھی کہ اچانک اسے بس خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے فون کا رسیور مایا اور اس کے نچلے حصے میں موجود ہنر پریس کر کے اس نے اسے نیکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ ڈاکٹر روزم سپیکنگ.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ڈاکٹر روزم کی آواز سنائی دی۔

”چیف آف بلیک بچنسی بول رہا ہوں۔ پراجیکٹ میں کوئی

”جنتاب۔ صرف ایک ہفتے کا کام باقی رہ گیا ہے اس کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے گا اور پھر ہم اسے سائیس دانوں کے حوالے کر دیں گے۔“ ڈاکٹر روزم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“ جیسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ راکسن اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ بہر حال یہ لوگ پراجیکٹ میں داخل نہیں ہو سکے اور مینی اطمینان کی بات ہے۔“ جیسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یس۔“ جیسن نے کہا۔

”ناراک سے علی عمران کی کال ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے کے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ناراک سے۔“ اوہ۔“ کراؤ بات۔“ جیسن نے چونک کر کہا۔

”ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد علی عمران کی آواز سنائی دی لیکن لہجے میں پشیمردگی نمایاں تھی۔

”یس۔“ چیف آف بلیک ہینسی بول رہا ہوں۔“ جیسن نے

مداخلت تو نہیں ہوئی۔“ چیف جیسن نے کہا۔

”کیسی مداخلت جنتاب۔“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”پاکیشیائی ایجنٹ پراجیکٹ کے خلاف کام کر رہے تھے اس لئے پوچھ رہا ہوں۔“ جیسن نے کہا۔

”جنتاب۔ پاکیشیائی ایجنٹ سیکورٹی ایریا میں موجود تھے لیکن پھر وہ باہر چلے گئے۔“ میں نے انہیں جھجک کر لیا تھا۔ پھر اچانک ایک آبدوز سے پانچ افراد یہاں پہنچے اور پھر ان پانچوں آدمیوں اور پاکیشیائی ہیکٹوں کے درمیان خوفناک لڑائی ہوئی جس میں آنے والے پانچوں افراد ہلاک ہو گئے لیکن یہ پاکیشیائی ایجنٹ بھی شدید زخمی ہوئے اور پھر یہ لوگ چلے گئے۔ وہ ہمارے ایریے سے باہر چلے گئے ہیں اور اب یہاں صرف ان پانچوں افراد اور سیکورٹی کے کرنل مارشل اور کیپٹن مرنی کی لاشیں پڑی ہوئی نظر آرہی ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ کیا یہ بہت زخمی تھے یا کم زخمی تھے۔“ جیسن نے پوچھا۔

”شدید زخمی تھے اور جنتاب دو آدمی تو چل بھی نہ سکتے تھے۔ ان کے ساتھی انہیں کاندھوں پر اٹھا کر لے گئے ہیں۔“ ڈاکٹر روزم نے کہا۔

”پراجیکٹ کب تک مکمل ہو رہا ہے۔“ جیسن نے کہا۔

ہمیں دے دو..... عمران نے کہا۔

”سوری عمران۔ تم چاہے لاکھ کوشش کر لو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے..... جیمنن نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا۔ آج طویل عرصے بعد اس کی مسرت پوری ہو گئی تھی کہ عمران نے اس کے سامنے یاسا نہ بچے میں بات کی تھی ورنہ اسے معلوم تھا کہ ہر بار اسے عمران کی چھپکتی ہوئی آواز سنائی دیتی تھی اس لئے وہ خوش تھا اور خوشی اس کے چہرے پر جیسے اندی چلی آرہی تھی۔

اس کے لہجے میں یابوسی اور پڑمردگی محسوس کرتے ہی قدرے جھبک کر کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران چونکہ ناکام ہو گیا ہے اس لئے اب وہ اس انداز میں بول رہا ہے۔

”تم نے اس بار نجانے کیا کچھ کیا ہے کہ پراجیکٹ کسی طرح اوپن ہی نہیں ہو پا رہا تھا۔ پھر تم نے اچانک آدمی بھیج دیئے اور میرے ساتھی اور میں زخمی ہو گئے اور ہمیں مجبوراً واپس جانا پڑا۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کی ہے کہ اگر تم اس فارمولے کی کاپی ہمیں دے دو تو چلو ہم اپنے چیف کو منہ دکھانے کے تو قابل ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”سوری عمران۔ یہ غنیمت سمجھو کہ تم زندہ گئیں۔ بچا کر جا رہے ہو۔ مجھے ڈاکٹر روزم کی طرف سے رپورٹ مل چکی ہے کہ تم شدید زخمی ہو کر واپس چلے گئے ہو اور میں نے ڈیگوشیا جزیرے سے ناراک ٹیک سب جگہ قہاری ہلاکت کے لئے آدمیوں کو الٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن اب تم نے خود مجھے فون کر لیا ہے اس لئے اپنی زندگیوں کو میری طرف سے انعام سمجھو اور واپس جا کر اپنے چیف کو بتا دو کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کو ناقابل تسخیر سمجھنا چھوڑ دے۔ جیمنن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”ہمارا چیف بے حد قالم آدمی ہے۔ بغیر فارمولے کے اور بغیر پراجیکٹ تباہ کئے اگر ہم واپس چلے گئے تو وہ ہمیں دوسرا سانس بھی نہیں لینے دے گا اس لئے میری بات مان جاؤ اور فارمولے کی کاپی

یہاں پہنچتے ہی سب بے اختیار کر میوں پر ڈھیر ہو گئے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ڈاکٹر روزڈم کی آواز اور لہجے میں بلیک
”ہجنسی کے چیف سے جو کچھ کہا ہے وہ تو کچھ میں آتا ہے لیکن آپ نے
”وہیں لیبارٹری کے اندر سے ہی اپنے آپ کو ناراگ میں ظاہر کر کے
”بلیک ”ہجنسی کے چیف سے جو کچھ کہا ہے وہ میری کچھ میں نہیں آیا
”کہ اس کا کیا مقصد تھا“..... صفدر نے کہا۔

”میں تو سارے راستے یہی سوچ کر کڑھتی آئی ہوں کہ عمران نے
”جس طرح اس کے سامنے اپنی بے چارگی اور بے بسی ظاہر کی ہے اور
”جس طرح چیف صاحب کا بچہ فخرانہ تھا اس نے تو میرے تن بدن
”میں آگ لگا دی تھی.....“ جو یانے غصیلے لہجے میں کہا۔
”میرے خیال میں عمران کسی وجہ سے اس وقت خوفزدہ تھا۔“
”تنویر نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شکیل جہارا کیا خیال ہے“..... عمران نے مسکراتے
”ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا۔

”آپ نے واقعی انتہائی ذہانت اور دور اندیشی سے کام لیا ہے۔
”ظاہر ہے اس نے جن لوگوں کو ہمارے مقابلے پر بھیجا تھا وہ تو ہلاک
”ہو گئے تھے اس لئے لازمی بات ہے کہ ان سے چیف کا رابطہ نہیں ہوا
”تو اس نے ڈاکٹر روزڈم کو کال کیا۔ اس لئے عمران صاحب نے اسے
”بتایا کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور پاکیشیائی اسٹنٹ بھی شدید زخمی
”ہیں تاکہ اس پر چیف کو شک نہ پڑ سکے لیکن اس کے بعد عمران

عمران اپنے ساتھیوں سمیت زولولینڈ کی ایک کوٹھی میں موجود
”تھا۔ کوٹھی کے باہر برائے فروخت کا بورڈ موجود تھا اور اس بورڈ کو
”دیکھ کر عمران نے اس کوٹھی میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ عقبی
”دیوار پھاندا کر تنویر اندر گیا اور اس نے عقبی دروازہ کھول دیا۔ اس
”طرح یہ سب اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ چونکہ ایکریٹین
”رواج کے مطابق فرنشڈ کوٹھی ہی کرائے پر دی جاتی اور فروخت کی
”جاتی تھی تاکہ کوٹھی کرائے پر لینے یا خریدنے والے کو ہر سہولت
”فوری طور پر مہیا ہو سکے اس لئے یہ کوٹھی نہ صرف مکمل طور پر فرنشڈ
”تھی بلکہ اس میں موجود فون میں ٹون بھی موجود تھی۔ عمران اور اس
”کے ساتھی چونکہ ڈیگوشیا کے پراجیکٹ ایریئے سے پیدل چلتے ہوئے
”یہاں پہنچے تھے اور انہیں یہاں تک پہنچنے میں دو گھنٹے لگ گئے تھے
”اس لئے وہ خاصے تھکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ

ختم ہو گئے ہیں اور پراجیکٹ تباہ کر دیا گیا ہے تو پھر کیا اس کا ازالہ نہ ہو جائے گا؟..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”لیکن میرا تو ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ہم تو اسی طرح خاموشی سے پاکیشیا پہنچ جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں بتانا ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ناکام نہیں ہوئی“..... جوینا نے مزید کہہ مارتے ہوئے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ مشن میں تو ہم کامیاب ہیں۔ اگر کوئی ہمیں ناکام سمجھ کر خوش ہوتا ہے تو ہونے دو“..... عمران نے کہا۔

”سنو عمران۔ آج تک میں نے تم سے کوئی درخواست نہیں کی لیکن اب یہ میری درخواست ہے کہ تم اسے بتادو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے“..... جوینا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”درخواست کی بجائے اگر تم لفظ فرمائش استعمال کرتی تو زیادہ بہتر تھا تاکہ میں اسے تنویر کی طرف شفٹ کر دیتا لیکن اب اسے شفٹ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن سوچ لو انہوں نے انتقامی کارروائی پر اتر آنا ہے اور پھر بلیک ہینسی کے سپر ایجنٹ پاکیشیا پہنچ جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”پہنچتے رہیں۔ وہاں ان سے بھی نمٹ لیا جائے گا“..... جوینا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

صاحب نے اپنے آپ کو ناراک میں قاصر کر کے جو کال اس چیف کو کی ہے وہ انتہائی ضروری تھی۔ کیونکہ شدید زخمی ہونے اور پراجیکٹ سے باہر ہونے کا سن کر چیف پوری ایکریٹین فوج ڈیگوشیا میں اتار سکتا تھا لیکن عمران صاحب نے اسے یہ تاثر دیا کہ وہ ناراک پہنچ چکے ہیں اور وہ صرف فارمولے کی کاپی چاہتے ہیں۔ اس کے جواب میں چیف نے جو باتیں کہیں اس سے قاصر ہو گیا کہ اس کی انا کو بھی تسکین پہنچ گئی ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اب فوج کو یا مزید ہتھیاروں کو ڈیگوشیا بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح عمران صاحب نے نیپارٹری کی مشینری کو تباہ کر کے وہاں سے فارمولا حاصل کرنے اور وہاں وائر لیس بم لگانے کی مہلت آسانی سے حاصل کر لی اور جس کے نتیجے میں ہم اطمینان سے واپس چلتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے ہیں ورنہ اتنی آسانی سے ہماری واپس نہیں ہو سکتی تھی اور پاکیشیا پہنچنے تک بہت سے مراحل ابھی باقی ہیں اور بلیک ہینسی بہر حال اتنی بھی گزری نہیں کہ پاکیشیا پہنچنے تک ہمیں کہیں روک نہ سکتی۔ کیپٹن شکیل نے تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن عمران نے جو لہجہ اختیار کیا تھا وہ غلط تھا“..... جوینا نے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے مس جوینا۔ اب جب عمران صاحب اسے خوش خبری سنائیں گے کہ ان کے تمام انجینئر اور سائنس دان

”عمران صاحب۔ یہ صرف پاکیشیا سکیٹ سروس کا مسند نہیں ہے پوری امت مسند کی سر بلندی کا مسئلہ ہے۔ یہ پراجیکٹ یہودیوں کا ہے اسے سرنگوں بھی ہونا چاہئے اور انہیں معلوم بھی ہونا چاہئے کہ کس نے اسے سرنگوں کیا ہے.....“ صفدر نے بھی جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بالکل ایسا ہونا چاہئے.....“ تنویر نے صفدر سے بھی زیادہ جذباتی لہجے میں کہا۔

”اب مجبوری ہے کیپٹن شکیل۔ جمہوریت بہر حال جمہوریت ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ڈی چارج نکالا اور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ لو۔ اب تم خود اسے اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دو۔“ عمران نے کہا تو جولیا نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں ڈی چارج عمران کے ہاتھ سے چھپٹ لیا۔

”عمران صاحب۔ ایسا ہوتے ہی جہاں پوری فوج پہنچ جائے گی اور ہمارا یہاں سے نکلنا بھی مسند بن جائے گا.....“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جو ہو گا دیکھ لیا جائے گا.....“ جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بین پریس کر دیا تو زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ جولیا نے دوسرا بین پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی زرد رنگ کا بلب بجھ گیا اور سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور بجھ گیا۔

”وکرئی فار پاکیشیا.....“ جو یا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی مسکراہٹ تھی کیونکہ اس پراجیکٹ کو تباہ کرنے کے لئے انہیں واقعی جان توڑ جدوجہد کرنا پڑی تھی۔

”کیا مطلب۔ دھماکوں کی آوازیں تو سنائی نہیں دیں.....“ چند لمحوں بعد جو یا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”پورا پراجیکٹ ریڈ بلاکس سے کورڈ ہے اور ویسے بھی اندر اس کے کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے اس لئے دھماکے کیا ہوتے ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن پھر اس کا فائدہ کیا ہوا.....“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”فائدہ یہ ہوا کہ ہم نے فارمولا حاصل کر لیا بلکہ اب ان کے مطابق فارمولا بھی اس بم کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گیا ہو گا کیونکہ جو بم ہم نے فائر کیا ہے اس نے سوائے ریڈ بلاکس کی دیواروں اور

چھتوں کے باقی سب چیز کو جلا کر راکھ کر دینا ہے۔ وہاں موجود لاشوں سمیت۔ اس طرح یہ فارمولا صاف بچ گیا اور اب بلیک

ہجنسی کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہمارے پیچھے بھاگتی پھرے۔“ عمران نے کہا تو سب نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران

نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا اور انکوائری سے اس نے ایئر پورٹ کے نمبر معلوم کر کے وہ نمبر پریس کر دیئے۔ اس نے ایئر پورٹ حکام کو

میں کہا تو جوہیا کے چہرے پر یکتا جگمگاہٹ سی پھیلی جلی گئی جبکہ باقی ساتھی صرف مسکرا رہے تھے۔

”تم۔ تم نے دوبارہ کیوں کال کی ہے..... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اس لئے جیسیمن کہ تم نے میری منت کے باوجود ہمیں فارمولے کی کاپی نہیں دی چنانچہ مجبوراً ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی منت کرنا پڑی لیکن وہ تم سے بھی زیادہ سخت آدمی ہے اس نے حکم دے دیا کہ اگر کاپی نہیں ملتی تو اسے جلا کر راکھ کر دیا جائے ورنہ میں اور میرے ساتھی جلا کر راکھ کر دیئے جائیں گے اور تمہیں معلوم نہیں ہے تو بتا دوں کہ میں فارمولے سے زیادہ اپنے ساتھیوں کی زندگیوں کو اہمیت دیتا ہوں۔ اس لئے مجبوراً مجھے کارروائی کرنا پڑی..... عمران نے بڑے چپختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیسی کارروائی۔ جب تم اس کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکتے تو کارروائی کیا کر سکتے ہو..... دوسری طرف سے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔

”میں اور میرے ساتھی واقعی باوجود کوشش کے اندر داخل نہیں ہو سکے لیکن ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دینے والی مخصوص گیس ایف بی تو سب کچھ جلا کر راکھ کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔“

عمران نے کہا۔

”شٹ اپ۔ مجھے احمق سمجھتے ہو۔ ریڈ بلاکس سے گیس کیسے

ایک چارٹرڈ طیارہ فوری طور پر اکیرمیا کے لئے تیار کرنے کا کہہ دیا۔ دوسری طرف سے بنگ کنٹرولر نے بتایا تھا کہ ایک گھنٹے کے اندر طیارہ پرواز کے لئے تیار ہو گا۔ البتہ طیارے کی پرواز ٹیکنٹ سے مشروط ہوگی اور عمران نے انہیں بتا دیا کہ وہ آدھے گھنٹے کے اندر ایئر پورٹ پہنچ جائیں گے۔

”اب اس چیف کو فون کرو..... جوہیا نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ وہ پہلے پراجیکٹ کے اندر سے وہاں فون کر چکا تھا اس لئے اسے رابطہ نمبروں کا علم تھا۔ البتہ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

”یس۔ پی اے نو چیف آف بلیک ہجیسی..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کرو ورنہ اکیرمیا کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا..... عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو..... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی تو عمران ایک ہی لفظ سے سمجھ گیا کہ بولنے والا بلیک ہجیسی کا چیف جیسیمن ہے۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں چیف آف وائٹ ہجیسی..... عمران نے اپنے مخصوص شکفتہ لہجے

کر اس کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”کچھ بچھانے کی بات اس وقت ہوتی ہے جب اس کے بارے میں معلوم نہ ہو۔ تمہارے بارے میں ہم سب کو معلوم ہے کہ تم صرف احمق ہی نہیں بلکہ انتہائی احمق بھی ہو۔ آفس کی ریو الونگ چیئر پر بیٹھ کر حکم چلانا اور بات ہوتی ہے جیمنٹن اور فلیڈ میں کام کرنا اور بات ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ریڈ بلاکس میں سے گیس نہیں گذر سکتی لیکن اندر موجود انسانوں اور مشینز کو تازہ ہوا کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اندر موجود گندی گیس کو بھی باہر نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے پراجیکٹ کی چھت پر ایسے ریڈ بلاکس لگائے گئے تھے جن میں بارک سوراخ موجود تھے ایسے بلاکس کو باہر سے تو نہیں توڑا جاسکتا لیکن اندر سے توڑا جاسکتا ہے اور ایسے ہی بلاکس کو توڑ کر پراجیکٹ کے سیکورٹی ایریا سے کرنل مارشل باہر چھت پر آیا تھا تاکہ ہمیں ہلاک کر سکے۔ بہر حال یہ سوراخ اگر باہر سے توڑے نہیں جاسکتے تو ان کے اندر ایف بی گیس فائر تو کی جا سکتی ہے اور ایسا ہی ہوا ہے۔ ایف بی گیس کی بھاری مقدار ان سوراخوں سے اندر پہنچادی گئی اور نتیجہ تم مجھے بتاتے ہو کہ اندر موجود انجنیئر، تمام مشینز اور اس فارمولے سمیت سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا اور یہ سب کچھ تمہاری ضد کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ یہ کام تو ہم ابتدا میں ہی کر سکتے تھے کیونکہ ہمیں صرف فارمولے کی کاپی چاہئے

ورنہ اس پراجیکٹ سے ہمیں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ہم نے کوشش کی کہ اندر جا کر فارمولا حاصل کر سکیں لیکن جب ایسا نہ ہوا تو میں نے تمہاری منت کی۔ میں سمجھا کہ تمہارے اندر اتنی عقل تو موجود ہوگی کہ تم پورے پراجیکٹ، اس کی مشینز، انجنیئرز اور سائنس دانوں کو بچانے کے لئے فارمولے کی کاپی مجھے دے دو گے لیکن تم جیسا احمق خواستواہ اکر گیا۔ اب جیتھ کر آئسو بہاؤ اپنی عقل مندی پر۔ عمران نے کہا۔

”تم۔ تم۔ میں تمہیں اور تمہارے ملک دونوں کا عبرت ناک حشر کر دوں گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیمنٹن نے یکھت انتہائی غصیلے لہجے میں چیخنے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ تم صرف ایک مہجنسی کے چیف ہو۔ تمہاری اوقات ہی کیا ہے۔ میں ابھی جب اسرائیل کے صدر کو فون کروں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ ان کا ربوں کھربوں ڈالر زکایہ پراجیکٹ صرف تمہاری حماقت کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گیا ہے اور نہ صرف پراجیکٹ ختم ہوا ہے بلکہ وہ فارمولا بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے۔ اصل فارمولا مارشل ایریے کے ایس وی سنٹر میں تھا جسے ہم نے تباہ کر دیا تھا۔ اس کی کاپی یہاں موجود تھی جو اب تمہاری حماقت کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گئی ہے اس لئے اب الیکریمیا اور اسرائیل اس لارج ویو پراجیکٹ کی تیاری کبھی مکمل نہ کر سکیں گے تو پھر میں دیکھوں گا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے اور تم کس طرح

میرے ملک پاکیشیا کے خلاف سوچتے ہو..... عمران نے انتہائی عصبی بلکہ غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران آئی ایم سوری۔ عمران پلیر۔ آئی ایم سوری۔ ویری سوری۔ مجھ سے واقعی حماقت ہو گئی ہے۔ مجھے چاہئے تھا کہ میں جہاڑی بات کو غنیمت سمجھتا اور فارمولے کی کاپی تمہیں مہیا کر دیتا لیکن میں اس بات کو سمجھ ہی نہ سکا۔ مجھے خیال نہیں آیا کہ تم اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ پلیر۔ سوری۔ میرا وعدہ کہ آئندہ بلیک۔ بھنسی کو پاکیشیا کے خلاف کسی طرح بھی استعمال نہیں کیا جائے گا۔ پلیر۔ تم حکومت اکیڑیا اور حکومت اسرائیل کسی کو یہ تفصیل نہیں بتاؤ گے۔ میں ذاتی طور پر تمہارا احسان مند رہوں گا۔“ دوسری طرف سے یلخت بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا گیا تو جو دنیا کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کا چہرہ اس قدر جگمگا اٹھا تھا جیسے اسے اچانک ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو جبکہ باقی ساتھی حتیٰ کہ تنویر کے چہرے پر بھی جگمگا ہٹ ہرا گئی تھی کیونکہ اکیڑیا کی سب سے خوفناک اور باواسطہ۔ بھنسی کا چیف اس طرح بر ملا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خراج تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھوں گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ جب تک تم اپنی بات پر قائم رہو گے میں بھی قائم رہوں گا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔
”بس اس سے زیادہ غصے کی اداکاری مجھ سے نہیں ہو سکتی۔“

عمران نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھسکھلا کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے جس ذہانت سے نہ صرف فارمولا بنایا ہے بلکہ بلیک۔ بھنسی کا راستہ بھی روک دیا ہے یہ واقعی آپ ہی کا کام ہے۔ اس جیسٹن کی شکل دیکھنے والی ہو گی۔ مجھے تو بعض اوقات خیال آتا ہے کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر ہم آپ کے ساتھ نہ ہوتے تو نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا۔“ صفحہ نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔
”ہونا کیا تھا۔ پھر مجبوراً مجھے آپ کا ساتھی ہونا پڑتا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

سافٹ مشن

مصنف
مظہر کلیم ایف

مصنف
مظہر کلیم ایف

ویلاگو

پیش نمبر

سافٹ مشن — کافرستان کے صحرائیں تسلیاں پہاچنے والے ایسا مشن جس کی تکمیل کو رونے کے لئے کافرستان کے ہر شخص و شے کی جانیں —؟

سافٹ مشن — ایسا مشن جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنی جانوں کو قیمتی خطرے میں ڈال کر مکمل کرنے کی کوشش کی مگر —؟

سافٹ مشن — جو رست کی طرح نرم زمین چٹانوں سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا؟

سافٹ مشن — جس میں شاگل اور مادام دیکھا اپنی اپنی سنجیدگیوں کے ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل اترے اور پھر زندگی اور موت کا ایسا کھیل شروع ہو گیا جس کا ہر لمحہ قیمتی موت کا کھیل ثابت ہوا کیسے —؟

سافٹ مشن — جو اپنی سادگت کے لحاظ سے انتہائی ہارڈ تھا لیکن اس کا انجام انتہائی سافٹ ثابت ہوا کیوں —؟

شاگل مادام دیکھا اور عمران کے درمیان انتہائی ہولناک ٹکراؤ۔



لحہ بہ لحہ حیرت انگیز انداز میں ہونے والے واقعات
بے پناہ سسپنس اور رہنمائی تیز ایکشن سے بھرپور



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شو شو چجاری — افریقہ کے قدیم ترین قبیلے کا وچ ڈاکٹر جو جلاو اور سحر کا ماہر تھا۔
شو شو چجاری — جو روحوں کا عالم تھا اور اس نے پاکیشیا کے سوا اور کی روح پر قبضہ کر لیا۔ کیا واقعی —؟

وہ لمحہ — جب سید چران شاہ صاحب نے عمران کو شو شو چجاری کے مقابلے پر جانے کے لئے کہا۔ لیکن عمران نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟
قدیم افریقی روج ڈاکٹروں جلاو گروں اور شیطان کے چجاریوں کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کا اصل مشن کیا تھا —؟

ویلاگو ایک ایسا خوفناک اور دل ہلا دینے والا مقابلہ — جس کے تحت خوفناک ڈاک کے الاؤ میں سے عمران کو گزرنا تھا۔ ایسا الاؤ جس میں سے کسی انسان کے زندہ سلامت گزر جانے کا تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔

وہ لمحہ — جب آگ کے اس خوفناک الاؤ میں سے شو شو چجاری زندہ سلامت گزر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کیسے —؟

انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول
ایڈیو نچر
دلچسپ اور یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان